200

تفسیر

بیان القرآن

از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

الناشر

شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ

چوں راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست، و ازیں محور توجہ علماء امت مبذول
بخدمتش از قدیم زمان ست، و از جملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت مزبورہ علم تفسیر و بیان ست، باوجود
وفور تکثر کتب بیان تجدد ضرورت، مذاق اہل عصر مقتضی تالیف جدید در تبیان فرقان ست، و کتاب ہذا کہ مسمّٰی بہ

مکمل بیان القرآن

۱۳۴۳ھ

مع

مسائل السلوک	رفع الشکوک	وجوہ المثانی
	ترجمہ	مع
کلام ملک الملوک	مسائل السلوک	توجیہ الکلمات والمعانی
(فی العربی)	(فی الہندی)	(فی العربی)

بتبیان و برہان کامل و حاوی آں طرز و عنوان ست و ایں طبع فقط آں نسخہ شریفہ است کہ براں حضرت مؤلف علام قدس سرہ نظر اصلاحی
باہتمام خاص نمودہ کہ موجب مزید تبیان ست و ایں کامل تفسیر بیان القرآن ست، بناءً علیہ کتاب مذکور باحسن عنایات و اکمل التزامات مثل
وضع متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور در اوّل حصہ صفحہ و در دوم متن مع تکریر ترجمہ و تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمہ و تفسیر بخطوط بالائیہ و در دومی
حصہ حواشی عربیہ در سومی حصہ و در پہلوئے صفحہ کتاب مسائل السلوک و بر ختم ہر جلد مضمون وجوہ المثانی
متعلقہ بآں جلد کہ مزید مزید تا لیاں قاریان و شائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان
تحقیق مزید از عامیان و خاصان ست

احقر محمد اشرف کہ محتاج مغفرت و رضوان ست

در اشرف پریس، ایبک روڈ (انارکلی) لاہور

اہتمام طبع نمود

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ
فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

چوں راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست، و ازیں عمر توجہ علماء امت مبذول بخدمتش از قدیم زمان ست، و از جملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت مزبورہ علم تفسیر و تبیان ست و باوجود وفور و تکثر کتب ایں فن تجدد ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیف جدید در تبیان فرقان ست، و کتاب ہذا کہ مسمے بہ

مکمل بیان القرآن ۱۳۴۳

مع

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک (فی العربیۃ)

و

رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک (فی الہندیۃ)

و

وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی (فی العربیۃ)

بعیان و برہان کافل و حاوی آں طرز و عنوان ست، و ایں طبع تصحیح نسخہ شریفہ ست کہ از حضرت مؤلف علام قدس سرہ بالاہتمام خاص بود، کہ موجب مزید تبیان ست و ایں جلد اول و ثانی و ثالث از آں ست، بنا بر علیہ کتاب مذکور باحسن رعایات و اکمل التزامات مثل وضع متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور در اول حصہ صفحہ و حوالہ متن مع تحریر ترجمہ و تقریر تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمہ و تفسیر بخطوط ہلالیہ در دوم حصہ و حواشی عربیہ در سوم حصہ و در پہلوئے صفحہ کتاب مسائل السلوک و برختم ہر جلد مضمون وجوہ المثانی متعلقہ بآں جلد کہ مجموعش معینۃ الیان قاریان و شائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید از عالمیان و خاصان ست

احقر محمد اشرف کہ محتاج مغفرت و رضوان ست

در مطبع اشرف پریس ۷ ایبٹ روڈ (انارکلی) لاہور

باہتمام شیخ محمد اشرف تاجر و ناشر کتب کشمیری بازار لاہور طبع شد

کلام پاک کی اس تفسیر کی طباعت کے لئے کاغذ بحوالہ پرمٹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۵۱ء جناب کنٹرولر صاحب پرنٹنگ و سٹیشنری حکومت پاکستان کراچی سے بصد شکریہ وصول کیا گیا۔ ناشر

سُورَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۙ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا

اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ اُنکے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ ہیں، سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کیساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق

بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ○

کرتا ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں اور بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجے معجزات

سورۂ آل عمران مدنیۃ وہی مائتا آیۃ **ربط** اس سورت کا ماقبل کے ساتھ ختم سورہ بقرہ پر گذر چکا چونکہ محاجہ لسانی و سنانی جو کہ وجہ ارتباط ہے بوجہ اختلاف فی التوحید کے ہے لہٰذا اس سورت کو مضمون توحید سے آغاز کیا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ **توحید** الٓمّٓ ○ اس کے معنے تو اللہ ہی کو معلوم ہیں اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ اُن کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں۔ **ف** حی قیوم کے صفات لانے میں اشارہ ہے معبودان باطلہ کے معبود نہ ہونے کی دلیل عقلی کیطرف کیونکہ اُن میں یہ صفتیں نہیں ہیں اور جو چیز ازلاً و ابداً موجود نہ ہو اور اپنی حفاظت میں خود دوسرے کا محتاج ہو وہ معبود بننے کے لائق نہیں ہو سکتا کیونکہ عبادت غایت تذلل ہے اور غایت تذلل اُس کا حق ہے جسکو غایت عزت حاصل ہو اور غایت عزت اسکے لئے مخصوص ہے جو غایت درجہ کا کامل ہو اور حیات و بقا میں دوسرے کا محتاج ہونا غایت نقص ہے جو منافی غایت عزت کے ہے پس غایت تذلل یعنی عبادت اُس کا حق نہیں ہو سکتا **ربط** آگے توحید کی دلیل نقلی مذکور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام کتب الٰہیہ جو منزل من اللہ ہیں و اخبار انبیاء جن کا نبی ہونا معجزات سے ثابت ہے متفق ہیں توحید پر اور ضمناً استدلال مذکور میں نزل علیک الکتاب سے اثبات نبوتِ محمدیہ کی طرف بھی اشارہ ہو گیا۔ **اثباتِ حقانیت کتب وانبیاء** نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (الی قولہ) وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ○ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے اُن (آسمانی) کتابوں کی جو اُس سے پہلے ہو چکی ہیں اور (اسی طرح) بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اُس کے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے (اور اسی سے قرآن کا ہدایت ہونا بھی لازم آگیا کیونکہ ہدایت کا مصداق ہدایت ہے) اور اللہ تعالیٰ نے (انبیاء کی تصدیق کے واسطے) بھیجے معجزات[۲] **ربط** آگے منکرینِ توحید کی شان میں وعید ارشاد فرماتے ہیں

الروایات فی روح المعانی عن ابن جریر عن الربیع قال ان النصاریٰ اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخاصموہ فی عیسیٰ بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ تعالیٰ الکذب والبہتان فقال لہم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وہو یشبہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شیء یکلؤہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلیٰ قال فہل یملک عیسیٰ من ذلک شیئاً قالوا لا قال الستم تعلمون ان اللہ تعالیٰ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ قال فہل یعلم عیسیٰ من ذلک شیئاً الا ما علم قالوا لا قال الستم تعلمون ان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء وان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملتہ امہ کما تحمل المرأۃ ثم وضعتہ کما تضع المرأۃ ولدہا ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یاکل الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلیٰ قال فکیف یکون ہذا کما زعمتم فعرفوا ثم ابوا الا جحودا فانزل اللہ الٓمّٓ اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم الخ۔ وفی روح المعانی وقیل ان الوفد قالوا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الست تزعم ان عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح منہ قال بلیٰ قالوا فحسبنا ذلک فنعی سبحانہ علیہم زعمہم وفتنتہم (فی قولہ تعالیٰ ہو الذی انزل علیک الکتاب) اخرجہ فی الدر المنثور عن ابن ابی حاتم وابن جریر عن الربیع وفی لباب المنقول عن ابن ابی حاتم وابن اسحٰق بتخریج البیہقی فی آخر القصۃ فانزل اللہ الی بضع وثمانین آیۃ او الی راس الثمانین ۱۲

ملحقات الترجمۃ۔ ۱ قولہ سنبھالنے والے مر فی آیۃ الکرسی ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ الفرقان معجزات ہو احد الوجوہ المذکورۃ فی البیضاوی ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ إِنَّ

بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے اُن کیلئے سزائے سخت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غلبہ والے ہیں بدلہ لینے والے ہیں بیشک

اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ○ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ

اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ زمین میں اور نہ آسمان میں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ تمہاری صورت بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔

كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ

کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اُسکے وہ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں وہ ایسا ہے جسنے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصّہ وہ آیتیں ہیں جو کہ

آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا

اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اُسکے اسی حصّے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو

تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ

مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اسکے مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ اُسکا مطلب بجز حقتعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا اور جو لوگ

فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ○

علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی (اُن) آیتوں کے (جو توحید پر دلالت کرتی ہیں) اُنکے لئے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت) والے ہیں (کہ بدلہ لے سکتے ہیں اور) بدلہ لینے والے (بھی) ہیں **ف** یعنی انتقام کا امکان و وقوع دونوں امر ثابت ہیں **ربط** آگے تتمہ توحید کا مذکور ہے **تتمہ توحید** إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ (الیٰ قولہ) لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ بیشک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (کوئی چیز) آسمان میں (پس اُنکا علم بھی نہایت کامل ہے) وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (و شکل) بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے (کسی کی کیسی صورت اور کسی کی کیسی صورت پس اُنکی قدرت بھی کامل ہے پس حیات اور قیومیت اور علم و قدرت جو اجمات صفات سے ہیں اُنہیں کامل طور سے بلا شرکت موجود ہیں جس سے ثابت ہوا کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اُس (ذات پاک) کے (اور) وہ غلبہ والے ہیں (منکر توحید سے انتقام لے سکتے ہیں لیکن) حکمت والے (بھی) ہیں (کہ بمصلحت دنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے) **ف** روح المعانی میں بروایت ابن جریر ربیع سے منقول ہے کہ کچھ نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذہبی گفتگو شروع کی آپ نے اپنی تقریر مفصل میں ابطال تثلیث پر اللہ تعالیٰ کی صفت حیات دائمہ و قیومیت کاملہ و علم محیط و قدرت تخلیق میں متفرد ہونے سے استدلال فرمایا اور یہ سب مقدمات اُن کو تسلیم کرنا پڑے **ربط** جب توحید ثابت ہو چکی جس سے تثلیث کا بھی ابطال ہو گیا اور بعض منکرین توحید کا بعض کلمات موہمہ خلافِ توحید سے استدلال ہو سکتا تھا چنانچہ قصہ مناظرہ مذکورہ میں بعض نصاریٰ نے لفظ روح اللہ اور کلمۃ اللہ سے جو کہ قرآن میں واقع ہوا ہے اپنے مدعا پر الزامی طور پر استدلال کیا تھا کذا نقلہ فی روح المعانی عن الدر المنثور عن ابن ابی حاتم وابن جریر عن الربیع اگلی آیت میں اس شبہ کا جواب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسے کلمات خفی المراد سے احتجاج درست نہیں بلکہ مدار عقائد کا نصوص واضحہ ہیں اور خفی المراد پر جبکہ اُن کی تفسیر معلوم نہ ہو اجمالاً ایمان لے آنا واجب ہے زیادہ تفتیش کی اجازت نہیں **تقسیم کتاب بہ محکم و متشابہ مع تقسیم سامعین** هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ (الیٰ قولہ) وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ○ وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں ؏ جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں

مسائل السلوک
سورۃ آل عمران
المتن: قولہ تعالیٰ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ الیٰ قولہ تعالیٰ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ الآیۃ قال العبد الضعیف دلت الآیۃ علی کیفیۃ المعاملۃ مع الکلام الذی ثبت صدقہ ولم یتضح مرادہ من نصوص الشرع وقد ثبت اجمالاً من غیر تکذیبہ ولا تفتیشہ تفصیلاً ومن ذٰلک ما حکموا فی کلام اہل الحق الذین ثبت صدقہم باحوالہم ولم یتبین مرادہم فالسلامۃ فی ان لا ینکر علیہم ولا یعتقد بظاہرہ انتہی القول
ترجمہ قولہ تعالیٰ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ سے کلاماً عند ربنا تک اس آیت سے ایسے کلام کے ساتھ معاملہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا صادق ہونا ثابت ہو مگر مراد اسکی واضح نہ ہوئی ہو اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ایسے کلام کی اجمالاً تصدیق کیجاوے اور تفصیلاً اسکی کاوش نہ کریں اور محققین نے یہی حکم کیا ہے ان اہل اسرار کے کلام کے باب میں جن کا صدق اُن کے احوال سے معلوم ہو اور اُن کی مراد معلوم نہ ہوئی ہو پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ اُن پر انکار کیا جاوے اور نہ اُس کلام کے ظاہر پر اعتقاد کیا جاوے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

النحو: فی الارض صفۃ لقولہ شیء ۱۲
البلاغۃ: انتقام التنکیر للتعظیم ۱۲
ملحقات الترجمۃ: ۱ قولہ جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں کذا فی البیضاوی وفیہ اما قولہ احکمت آیاتہ فمعناہ انہا حفظت من فساد المعنی ورکاکۃ اللفظ وقولہ کتاباً متشابہاً فمعناہ انہ یشبہ بعضہ بعضاً فی صحۃ المعنی وجزالۃ اللفظ ۱۲ ✦

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اسکے کہ آپ ہمکو ہدایت کر چکے ہیں۔ اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں

رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ ع

اے ہمارے پروردگار آپ بلاشبہ تمام آدمیوں کو جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جسمیں ذرا شک نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو

(یعنی اُنکا مطلب ظاہر ہے) اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب (یعنی قرآن) کا (یعنی غیر ظاہر المعنی کو بھی ان ہی ظاہر المعنی کے موافق بنایا جاتا ہے) اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں (یعنی انکا مطلب خفی ہے خواہ بوجہ مجمل ہونے کے خواہ کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے کے) سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اُس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اُس (مشتبہ المراد) کے (غلط) مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے (تاکہ اپنے غلط عقیدہ میں اُس سے مطلب حاصل کرے) حالانکہ اُس کا (صحیح) مطلب بجز حقتعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا (یا اگر وہ خود قرآن یا حدیث کے ذریعہ سے صراحتًہ یا اشارۃً بتلادیں جیسے لفظ صلوٰۃ کی مراد صراحتًہ معلوم ہوگئی اور استواء علی العرش وغیرہ کی تاویل بعض کی رائے پر قواعد کلیہ سے معلوم ہوگئی تو بس اسی قدر دوسروں کو بھی خبر ہو سکتی ہے زیادہ معلوم نہیں ہو سکتا جیسے مقطعات کے معنے کسی کو معلوم نہیں ہوئے اور بعض کی رائے پر استواء علی العرش وغیرہ کے معنے بھی معلوم نہیں ہوئے) اور (اسی واسطے) جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ (ایسی آیتوں کے متعلق یوں) کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں سب (آیتیں ظاہر المعنی بھی خفی المعنی بھی) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں (پس ان کے جو کچھ معنی اور مراد واقع میں ہوں وہ حق ہیں) اور نصیحت (کی بات کو) وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں (یعنی عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات میں مشغول ہو کر اور فضول قصہ میں نہ لگے) **ف** پس روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی فی نفسہ لغتًہ ایسے ہی کلمات متشابہ سے ہے لیکن قواعد شرعیہ وعقلیہ کی مساعدت سے ثابت ہوگیا کہ حاصل مراد اس سے علی سبیل المجاز یہ ہے ذو روح مسبب وجودہ عن امر اللہ وکلمتہ۔ پس یہ تاویل حق ہوگی اور اسکے خلاف جیسا کہ مخالفین نے مناظرہ مذکورہ میں سمجھا باطل ہے **ربط** آگے ان حق پرستوں کا دوسرا کمال مذکور ہے کہ باوجود وصول الی الحق کے اُس پر نازاں نہیں بلکہ حقتعالیٰ سے استقامت علی الحق کی دعا کرتے ہیں وعا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اسکے کہ آپ ہمکو (حق کیطرف) ہدایت کر چکے ہیں اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہ مستقیم پر ہم قائم رہیں) بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار (ہم یہ دعا کجی سے بچنے کی اور حق پر قائم رہنے کی کسی دنیوی غرض سے نہیں مانگتے بلکہ محض آخرت کی نجات کیواسطے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ) آپ بلاشبہ تمام آدمیوں کو (میدان حشر میں) جمع کرنے والے ہیں اُس دن میں جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (یعنی قیامت کے دن میں اور شک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُس کے آنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو (اس لئے قیامت کا آنا ضرور اور اس واسطے ہم کو اُس کی فکر ہے) **ربط** یہاں تک محاجہ باللسان کا بیان تھا آگے محاجہ بالسنان کا بیان اور لقمہ شمشیر و زیر نگیں ہونے کی وعید ہے جو صراحتًہ اس آیت میں مذکور ہے۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الیٰ اٰخرھا۔ اور اُس سے پہلے کی آیت بطور تمہید کے ہے

الکلام قال البیضاوی فیہا وفی قولہ انک انت الوہاب دلیل علی ان الہدی والضلال من اللہ تعالیٰ وانہ متفضل بما ینعم علی عبادہ لا یجب علیہ شیء ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ملحقات الترجمہ **۱ قولہ** خواہ بوجہ مجمل ہونیکے الخ فالمتشابہ بہما لیس اصطلاحیا ۱۲ **۲ قولہ** غلط مطلب الخ اذ ذہ العہد المستفاد من اضافۃ

تاویلہ وکذا فی قولہ صحیح مطلب واعلم ان المراد بالتاویل ہہنا تعیین المراد لا احتمالہ فانہ یجوز بشرط عدم اباء العربیۃ والشرع عنہ ۱۲ **۳ قولہ** بعض کی رائے پر مر بیان ہذا الاختلاف فی حواشی الخفیۃ ۱۲ **۴ قولہ** رحمت خاصہ حملا للتنوین علی التنویع ۱۲

۵ قولہ مشتبہ المراد میں یعنی الخ یہی متشابہ کا مفہوم متشابہ اصطلاحی سے عام ہے یعنی متشابہ اصطلاحی اسکا ایک فرد ہے اور اس فرد خاص کے اقسام اور احکام میری ایک مختصر تحریر میں جو تشکیل رسالہ کے ہوگئی ہے نہایت جامعیت کے ساتھ مذکور ہیں مفید سمجھکر اسکو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے وھو ہذا۔

رسالۃ التولہ بما یتعلق بالمتشابہ بعد الحمد والصلوۃ والدعاء اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔ عرض کرتا ہوں کہ نص متشابہ کی تعریف یہ ہے کہ اسکی مراد بجز اللہ تعالیٰ کے (اور بقول بعض بجز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کسی کو جزمًا معلوم نہ ہو اور جسکا مراد بذریعہ شرع مجازًا یا کنایۃً معلوم ہو وہ متشابہ نہیں گرچہ اور اسکے حقیقی معنی میں کوئی استحالہ لازم آتا ہو پھر اس متشابہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اسکا مدلول لغوی بھی کسیکو معلوم نہ ہو جیسے مقطعات اور ایک وہ کہ اسکا مدلول لغوی معلوم ہو مگر کسی محذور عقلی یا نقلی کے لزوم کے سبب مراد نہ لے سکیں پھر اس قسم ثانی کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اسکا مدلول لغوی متحد ہو جیسے تسع وعشر اور دوسری یہ کہ اسکا مدلول لغوی متعدد ہو یعنی وہ مشترک اور محتمل وجوہ متعددہ کو ہو پھر اسکی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ ان معانی و وجوہ میں کسی دلیل سے کسی ایک کو ترجیح دیدی گئی ہو یہ کہ انہیں کسی ایک کو ترجیح دیگئی ہو خواہ ہو بیا قطعی یا دلیل ظنی سے یہ چار اقسام ہوئے آگے انکا حکم کا بیان کیا جاتا ہے مقطعات میں سب کا مذہب ہے کہ اسمیں تفویض واجب ہے اور تسع وعشر وکلام میں سب کے نزدیک تفسیر جائز ہے مگر اس قید کے ساتھ کہ لا کمعناہ الا بعد زوال الکلام اور اور ذات معانی متعددہ میں اگر کسی معنے کو ترجیح نہ دیگئی ہو نہ قطعًا نہ ظنًا اسمیں بھی سکوت واجب ہے اسکی مثال کوئی ذہن میں نہیں آئی ایک نظیر فقہی تنویر کے لئے لکھتا ہوں کہ امام صاحب نے اسی وجہ سے فرمایا کہ لا ادری ما الدہر

۳ اور جہاں کسی ایک معنی کو ترجیح دی گئی ہو اگر اسکو لفظ منصوص ہی سے تعبیر کریں تب تو کوئی اختلاف ہی نہیں جیسے استواء جبکہ اس کا ترجمہ کیا جاوے نہ اس سے اشتقاق کیا جاوے البتہ دفع ایہام معنے متبادر متعارف مستعمل کیلئے اس قید کو بڑھا دینا احتیاط ہے استواء یلیق بہ جیسا جمہور مفسرین کا مجمع ہے اور مجمل ہے قول آئمہ کا الاستواء معلوم والکیف مجہول والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ۔ اور اگر لفظ غیر منصوص سے تفسیر کیجاوے تو اس میں دو مسلک ہیں ایک سلف کا وہ یہ کہ اسکو معنی حقیقی ہی پر محمول کیا جاوے خواہ اس معنی کی تعیین دلیل قطعی سے ہو خواہ دلیل ظنی سے مثلاً کسی نے استوی کی تفسیر استقرار سے کی کسی نے علو سے اور کسی نے استیلاء سے کسی نے اقبال سے یہ سب معانی حقیقیہ لغویہ ہیں کما یفہم من کتب اللغۃ وتفسیر الطبری فی قولہ تعالیٰ ثم استوی الی السماء اور یہ سب تفسیریں مسلک سلف پر منطبق ہیں گو تعیین ظنی ہے لیکن ہر قول میں محل حقیقی معنی ہی ہیں اور یہی حاصل ہے مسلک سلف کا اور ان سب تفسیروں میں سے ہر تفسیر کا حکم تفسیر سمیع وبصیر کا سا ہوگا یعنی ہر ایک میں قید واعتقاد واجب ہوگا لا کاستقرارنا المستلزم للمادیۃ ولا کعلونا المقتضی للجہۃ ولا کاستیلائنا المسبوق بالعجز ولا کاقبالنا المسبوق بالادبار اور ان سب معانی حقیقیہ لغویہ کے مسلک سلف پر منطبق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مضامین قرآن مجید کی تبلیغ عام مامور بہ ہے اور ظاہر ہے کہ عجم کو تبلیغ بدون ترجمہ کے نہیں ہو سکتی اگر ترجمہ قائم مقام اصل کلمہ کے نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ مسلک سلف پر ایسی آیات کی تبلیغ ممکن نہ ہو حالانکہ وہ اصل مسلک ہے پس ترجمہ کو قائم مقام اصل کے کہنا لازم ہے اور استوی کو جب ترجمہ ہوگا۔

(بقیہ بر صفحہ آیندہ)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ

بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز اُن کے کام نہیں آسکتے اُن کے مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی۔ اور ایسے لوگ

هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

جہنم کا سوختہ ہونگے۔ جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور اُن سے پہلے والے لوگوں کا۔ کہ اُنھوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا

اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن پر داروگیر فرمائی اُن کے گناہوں کے سبب۔ اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ آپ ان کفر کرنیوالوں سے فرما دیجئے

سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ

کہ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کر کے لیجائے جاؤ گے اور وہ ہے بُرا ٹھکانا۔ بیشک تمہارے لئے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں میں جو کہ باہم ایک دوسرے

الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ

سے مقابل ہوئے تھے۔ ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے۔ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصہ ہیں

وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝

کھلی آنکھوں دیکھنا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے بینش والے لوگوں کو

وعید منکرین بہ خذلان دارین إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ (الی قولہ) وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز اُن کے کام نہیں آسکتے اُن کے مال (و دولت) اور نہ اُنکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہونگے (ان لوگوں کا معاملہ ایسا ہے) جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور اُن سے پہلے والے (کافر) لوگوں کا (وہ معاملہ یہ تھا) کہ اُنھوں نے ہماری آیتوں کو (یعنی اخبار و احکام کو) جھوٹا بتلایا اس پر اللہ تعالیٰ نے اُنپر داروگیر فرمائی اُن کے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالیٰ (کی داروگیر بڑی سخت ہے کیونکہ اُن کی شان یہ ہے کہ وہ) سخت سزا دینے والے ہیں (اسی طرح ان لوگوں کا معاملہ ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی سو انکو بھی ایسی ہی سزا ہوگی اور) آپ ان کفر کرنیوالے لوگوں سے (یوں بھی) فرما دیجئے کہ (تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ داروگیر صرف آخرت میں ہوگی بلکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ ہوگی چنانچہ دنیا میں) عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کئے جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کیطرف جمع کر کے لیجائے جاؤ گے اور (جہنم) ہے بُرا ٹھکانا **ف** مقابلہ میں کام آنیکے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کی ضرورت نہ ہو سکے عوض صرف مال و اولاد نافع اور کافی ہو جاوے۔ دوسرے یہ کہ مال و اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابل ہو کر اُنکے عذاب سے بچا لیں مقابلہ کا لفظ دونوں جگہ بولا جاتا ہے سو آیت میں دونوں معنی کی نفی کر دی گئی۔ اور مراد کفار سے آیت میں خاص کفار ہیں جنسے یہ خطاب ہوا تھا چنانچہ مشرکین پر قتل و قید کی مصیبت اور یہود پر قتل و قید کے ساتھ جزیہ اور اخراج وطن کی بھی عقوبت واقع ہوئی پس یہ شبہ نکرنا چاہئے کہ سب کفار تو دُنیا میں مغلوب نہیں پائے جاتے اور رہی سزائے آخرت وہ سب کفار کو عام ہے **ربط** اوپر کفار کے مغلوب ہونیکی خبر دیگئی ہے آگے اُسکی ایک کافی نظیر بطور دلیل کے ارشاد فرماتے ہیں قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا (الی قولہ) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ بیشک تمہارے (استدلال کے) لئے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں (کے واقعہ)

اللغات قولہ لن تغنی معنی تغنی عنهم تجزی عنهم وحاصلہ الکفیہم بدل الرحمۃ والطاعۃ وشیئاً مفعول مطلق ۱۲ مدعصام علی البیضاوی او من قولہم اغنی عنی وجہک ای غیبہ عنی وشیئاً مفعول بہ وهو منبیہ علی البیضاوی قولہ کدأب ہو مصدر دأب فی العمل اذا کدح فیہ فنقل الی معنی الشان ۱۲ **البلاغة** فی روح المعانی کذبوا الخ تفسیر لدأبہم قولہ الی جہنم فی روح المعانی فی غایۃ حشرہم وفی تنبیہ خالی علی معناہا المتبادر ۱۲ **الروایات** فی لباب النقول روی ابو داؤد فی سننہ والبیہقی فی الدلائل من طریق ابن اسحٰق عن محمد ابن ابی محمد عن سعید او عکرمۃ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصاب من اہل بدر ما اصاب ورجع الی المدینۃ جمع الیہود فی سوق بنی قینقاع فقال یا معشر یہود اسلموا قبل ان یصیبکم اللہ بما اصاب قریشاً فقالوا یا محمد لا یغرنک من نفسک انک قتلت نفراً من قریش کانوا اغماراً لا یعرفون القتال انک واللہ لو قاتلتنا لعرفت انا نحن الناس وانک لم تلق مثلنا فانزل اللہ قل للذین کفروا ستغلبون الی قولہ لاولی الابصار ۱۲ وفی تفسیر البیضاوی احد الوجہین قل لمشرکی مکۃ ستغلبون یعنی یوم بدر ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ یرونہم مثلیہم الخ قال العبد الضعیف فیہ اثبات للخوارق انتہی القول ۱۲
ترجمہ — قولہ تعالیٰ ترونہم مثلیہم الخ اس میں خوارق عادات کا اثبات ہے ۱۲

[illegible]

(بقیہ صفحہ ۳) وہ اور بھی معانی حقیقیہ لغویہ میں سے کسی کو ترجمہ ہوگئے ہیں ان سب معانی سے تعبیر کرنا بھی بجائے استویٰ سے تعبیر کرنے کے ہوگا اور استویٰ کا ترجمہ غالباً نعوذ باللہ مسلک سلف کے بے اسی طرح دوسری قضائیہ ہر قول کو مع القید بھی البتہ خود لفظ استویٰ کا محفوظ رکھنا اسلم و احکم ہے جیسے مخاطب کو ترجمہ کی احتیاج نہ ہو غرض ترجمہ سب [illegible] حکم میں ہیں لیکن لازم یہ کہ مراد وہ نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ لازم حادث میں ہو قدیم میں نہ ہو مثلاً آنیان کے ثبوت سے حرکات کا اطلاق جائز نہ ہوگا دوسرا مسلک خلف کا ہے وہ یہ کہ اصل تو مسلک سلف ہی کا ہے لیکن ضعفاء العقول کے تحمل و دفع تشویش کی مصلحت سے مجاز یا کنایہ پر محمول کر لیا جاوے گا پھر اس مجاز یا کنایہ میں مختلف وجوہ ہو سکتے ہیں یہ خلاصہ ہے بحث کا اب تین تنبیہوں پر اس بحث کو ختم کرتا ہوں ایک یہ کہ بعض کلمات کے متشابہ ہونے میں اقوال مختلف بھی ہوئے ہیں منشا اس کا اسباب مختلفہ جنکا مرجع قواعد شرعیہ عربیہ میں [illegible] ہے اجتہاد کو دوسرے یہ کہ تفصیل مذکور کی بناء پر جیسے دوسرے متشابہات بھی استویٰ کے [illegible] ہے تخصیص [illegible] سلف [illegible] وہ حکم متواد ہی کے متعلق کیوں منقول ہے اسکی وجہ میری رائے میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں [illegible] [illegible] تیسرے یہ کہ آجکل بعض لوگ جو عقائد [illegible] جب متشابہات کی تفسیر کرتے ہیں تو وہ [illegible] مسلک سلف پر ہیں [illegible] [illegible] تفسیر [illegible] کے معنی [illegible] جب تفصیل کرتے ہیں تو عنوانات موہمہ تکییف و تجسیم [illegible] [illegible] اطلاق [illegible] [illegible] اہل حق کے پاس اُنکے مسلک کی صحت کے لئے احادیث بھی ہیں اور قواعد شرعیہ بھی [illegible] کا بیان تو اسی تحریر میں مذکور ہے اور احادیث [illegible] چوتھے یہ کہ تفسیر بالاستقرار کو تو سلف کے مسلک پر سمجھتے ہیں اور دوسری تفاسیر [illegible] خلف سمجھتے ہیں حالانکہ سب کا [illegible] ہونا اور [illegible] آیات غیر متشابہہ میں معنی استقرار میں کثرت سے استعمال ہوتا [illegible] بالاستقرار کیلئے [illegible] [illegible] واللہ اعلم [illegible]

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ

خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ

سونے اور چاندی کے نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی یہ سب

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے

میں جو کہ باہم (بدر کی لڑائی میں) ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو (یعنی مسلمان) اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے (اور کافر اسقدر زیادہ تھے کہ) یہ کافر اپنے (گروہ) کو دیکھ رہے تھے کہ اُن مسلمانوں سے کئی حصے (زیادہ) ہیں (اور دیکھنا بھی کچھ وہم و خیال کا نہیں بلکہ) کھلی آنکھوں دیکھنا۔ (جس کے واقعی ہونے میں شبہ نہیں تھا لیکن باوجود اسقدر زیادہ عدد ہونیکے پھر اللہ تعالے نے مسلمانوں کو غالب کیا) اور (غالب مغلوب کرنا محض قبضہ خداوندی میں ہے) اللہ تعالے اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں (سو بلاشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت (اور نمونہ) ہے (دانش) بینش والے لوگوں کو

ف۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ اُس روز مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کفار ایکہزار تھے گویا کفار مسلمانوں سے تین حصے تھے اس آیت میں اسی کثرت کو بیان فرمایا ہے کہ کفار آنکھوں سے مشاہدہ کرتے تھے کہ ہمارا گروہ زیادہ ہے مگر پھر بھی انجام دیکھ لیا کہ مسلمان ہی غالب رہے اس سے ہر منصف عاقل استدلال کرسکتا ہے کہ اللہ تعالی جب اپنے دین کو غالب کرنا چاہتے ہیں تو کفار کی کثرت اور شدت اسکو روک نہیں سکتی اور سورہ انفال میں یہ بھی مذکور ہے کہ اول اللہ تعالی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں کفار کا عدد کم دکھلایا تھا کہ آپ مسلمانوں سے خواب بیان فرمادیں تو مقابلہ کی جرأت بڑھے پھر جب دونوں گروہ مقابل ہوئے تو مسلمانوں کو کفار کم معلوم ہوئے اور کفار کو مسلمان کم معلوم ہوئے تاکہ مقابلہ ہوجاوے پھر اللہ تعالی نے مسلمانوں کو غالب کردیا پس اس مقام پر دو امر قابل تحقیق ہیں اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب خلاف واقع کیوں ہوا اور اسی طرح مسلمانوں کا کفار کو کم دیکھنا بھی خلاف واقع تھا تحقیق اسکی یہ ہے کہ اگر ہزار میں سے مثلاً سو دو سو دکھلا دیئے جاویں اور آٹھ سو نو سو پوشیدہ کرلئے جاویں تو اسکو خلاف واقع دیکھنا نہیں کہہ سکتے خلاف واقع کہتے ہیں غلط دیکھنے کو اور یہاں تو بعض کو نہ دیکھنا تھا غلط دیکھنا نہ تھا۔ دوسری تحقیق یہ ہے کہ کفار کو مسلمانوں کا کم معلوم ہونا جو انفال میں مذکور ہے اور کفار کا اپنی جماعت کو مسلمانوں سے کئی حصے دیکھنا جو اس مقام پر مذکور ہے ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ ربط اوپر آیت ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم میں اموال و اولاد کا آخرت میں کام نہ آنا بیان فرمایا تھا جس سے ان چیزوں کا بیقدر ہونا لازم آیا تھا آگے اسی لازم کو تصریحاً بیان فرماتے ہیں اور اُسکے بعد نعمائے آخرت کا قابل قدر و رغبت ہونا اور ان نعمتوں کا بدولت تقوٰی حاصل ہونا ذکر فرمایا ہے اور اسکے بعد کسی قدر تفصیل تقوی کی اسکے بعد شعبے مثل ایمان و مناجات و صبر و صدق و قنوت و انفاق و استغفار ذکر فرمائے گئے ہیں غرض یہ چند مضمون اس ترتیب سے بیان ہوتے ہیں بیقدری لذات دنیا و یہ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

اللغات قال البیضاوی القنطار المال الکثیر فعلال و فنعال والمقنطرة ماخوذ منہ للتاکید کقولہم بدر مبدرة والانعام الابل والبقر والغنم اھ ۱۲

البلاغة قال البیضاوی سماہا شہوات مبالغة وایماء علی انہم انہمکوا فی محبتہا حتی احبوا شہوتہا کقولہ احببت حب الخیر فی روح المعانی کما قیل لمریض ما تشتہی فقال اشتہی ان اشتہی وتنبیہا علے خستہا لان الشہوات خسیسة عند الحکماء والعقلاء ۱۲

الکلام فی روح المعانی عن الانتصاف التزیین للشہوات یطلق ویراد بہ خلق حبہا فی القلوب وہو بہذا المعنی مضاف الیہ تعالی حقیقة لانہ لا خالق الا ہو ویطلق ویراد بہ الحض علی تعاطی الشہوات المحظورة وہذا مضاف الی الشیطان تنزیلاً لوسوسته منزلة الامر بہا ۱۲ ◆

ملحقات الترجمة لـه قولہ کافر اپنی ترجمة یرونہم مثلیہم بذا ما ادی الیہ فہمی ان المرفوع فی یرون راجع الی الکفار والمنصوب ایضا الی الکفار والمجرور الی المومنین والتثنیة للتکثیر

وفی الآیة اقوال اخر کثیرة شتی ولو شکل علیک ان الروایة علی ہذا بصریة وکون الفاعل والمفعول کلیہما ضمیراً من خواص افعال القلوب یجاب ان الرؤیة قلبیة بقرینة تعدیتہا الی مفعولین فالمراد العلم بواسطة البصر وامارای العین فالامفعول مطلق من حیث دلالة العلم علی البصر لقرینة المقام فالمعنی یرونہم مثلیہم بان شاہدوہم کذا رأی العین او منصوب بنزع الخافض ای برای العین فالامر سہل وفی قراءة ترونہم بتاء الخطاب فمعناہ مطابقاً للتفسیر المذکور ترون ایہا الکفار انفسکم مثلی المومنین فالمنصوب الغائب راجع الی الفئة الکافرة ظاہراً ان مقتضاہ کان ترونکم وہو نمط فی الفئة الکفرة او یقال الخطاب للیہود ای ترون ایہا الیہود مشرکی مکة مثلی المومنین علی ان الرؤیة علیہ لان الیہود لم یحضروا الواقعة ۱۲ ◆

عـه وہذا کقولہ تعالی انی ارانی اعصر خمراً ۱۲ ◆

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالی زین للناس حب الشہوٰت الی قولہ تعالی قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم قال العبد الضعیف فی القول الاول بیان للحب الطبعی للدنیا وما فیہا والمراد من الناس المحبین والمزین ہو اللہ تعالی کما اخرجہ ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب کما فی الروح فہو علی ہذا التفسیر دال علی عدم التکلیف بازالة ہذا الحب لکونہ طبعیا وفی القول الثانی بیان للحب العقلی للآخرة وما فیہا وکون العبد مکلفا بترجیحہ علی الاول عملاً وہذا اصل کبیر فی الاخلاق کلہا ان منہا ما جبل العبد علیہ فہو غیر مقدور ومنہا ما یکسب العبد فہو مقدور ومن السالکین من یقصد ازالة الاول فیتشوش دائما فینبہ ہذا الحق الی تحصیل العقلی وترک الطبعی فیستریح من اتبعہ انتہی القول ۱۲

ترجمة قولہ تعالی زین للناس حب الشہوٰت الی قولہ قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم قول اول میں الناس سے مراد جنس ہے اور مزین اللہ تعالی ہیں روح المعانی میں ابن ابی حاتم کی روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسکی یہ تفسیر نقل کی ہے پس اس تفسیر پر یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ انسان اس محبت کے ازالہ کا بوجہ اُسکے طبعی ہونیکے مکلف نہیں ہے اور دوسرے قول میں آخرت کی حب عقلی کا اور اُسکے مکلف ہونیکا اسطرح کہ اُسکو عملاً حب اول پر ترجیح دے اور باب اخلاق میں یہ ایک اصل عظیم ہے بعض اخلاق وہ ہیں جو مجبول طبعی ہیں وہ غیر مقدور ہیں اور بعض کسبی ہیں وہ مقدور ہیں بعض سالکین قسم اول کے درپے ہوکر پریشان رہتے ہیں وہ بیفکر ہوجاتے ہیں

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ

آپ فرما دیجئے کیا میں تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہوان چیزوں سے۔ ایسے لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں انکے مالک کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں جنکے پائیں میں نہریں جاری ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ

کو رہیں گے اور ایسی بیبیاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں بندوں کو ایسے لوگ

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ

جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے صبر کرنیوالے ہیں اور راستباز ہیں

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ ۝

اور فروتنی کرنے والے ہیں اور خرچ کرنیوالے ہیں اور اخیر شب میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں

خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے۔ نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آویگی جسکی تفصیل اگلی آیت میں آتی ہے) **ف** یہ جو فرمایا کہ ان چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے اس کا حاصل میرے ذوق میں یہ ہے کہ یہ محبت و میلان غالب حالات میں موجب فتنہ ہو جانے کی وجہ سے ڈر کی چیز تھی مگر اکثر لوگ اسکو سبب ضرر نہیں جانتے بلکہ اس میلان کو علی الاطلاق اچھا سمجھتے ہیں والشرط **نفاست نعمای آخرت** قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ الی **قوله** وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہوان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جنکی پائیں میں نہریں جاری ہیں اُن (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے (اور اُن کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (اُن کے لئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے (بھالتے) ہیں بندوں (کے حال) کو (اسلئے ڈرنیوالوں کو یہ نعمتیں دینگے آگے ان ڈرنیوالوں کی بعض تفصیلی صفات ذکر کیجاتی ہیں) **بعض اوصاف متقین** اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِنَّنَا اٰمَنَّا الی **قوله** وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ ۝ (یہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے اور (وہ لوگ) صبر کرنیوالے ہیں اور راستباز ہیں اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں اور (نیک کاموں میں مال کے) خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں (اٹھ اٹھ کر گناہوں کی) معافی چاہنے والے ہیں **ف** یہ جو کہا کہ ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے یا اسوجہ سے ہے کہ بدون ایمان کے مغفرت نہیں ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ کفر جو مانع ابدی مغفرت کا ہے اسکو ہم مرتفع کر چکے اب معاف کر دیجئے خواہ اولی ہو یا غیر اولی اور اخیر شب کی تخصیص اسلئے ہے کہ اُسوقت اُٹھنے میں مشقت بھی ہے اور وہ وقت قبولیت کا بھی ہے **ربط** شروع سورت میں نصاریٰ کے مقابلہ و مناظرہ میں توحید کا اثبات اور تثلیث کا ابطال کیا گیا ہے اور درمیان کے مضامین اُسی کی مناسبت سے لائے گئے تھے۔ اب اُسی مضمون توحید کیطرف عود کرتے ہیں اور اسکے بعد کی آیتوں میں اسلام کے حق ہونیکی تصریح اور اہل کتاب کے ساتھ محاجہ کی تقریر پھر حق کے قبول نہ کرنیوالوں کی مذمت پھر استطراداً اہل اسلام کے غلبہ کی پیشینگوئی اور اُسکے استبعاد کو اثبات قدرت کاملہ سے دفع کرنا پھر مومنین کو کفار کی دوستی سے ممانعت پھر توحید کا بدون اتباع رسول کے معتبر نہ ہونا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و محبوبیت کی تائید کیلئے چند مقبولین کے قصے یہ سب مضامین پارہ کے تین پاؤ تک بالترتیب بیان فرمائے گئے ہیں اور اس تقریر سے دور تک کا ربط معلوم ہو گیا۔

مسائل السلوک

المتن قوله تعالى الصبرين الآية دال الخ الضعيف في الآية بيان لصفات اولياء الله تعالى انتهى القول ١٢ ١٢

ترجمہ

قوله تعالى الصابرين الآية انہیں اولیاء اللہ کی صفات کا بیان ہے ١٢ ١٢ ١٢

اللغو۔ الذين يقولون صفة الذين اتقوا او للعباد وكذا قوله الصابرين ١٢

البلاغة۔ قال البيضاوي يريد بهٰ تقرير قل أؤنبئكم تقرير ان ثواب الله خير من مستلذات الدنيا قال عصام حيث ذكره بعد الاخبار بان الله عنده حسن المآب ثم تقريرها الى بيان خير مما عندهم تقولوا ذلكم بخير من ذلكم والخيرية خير كون حسن المآب ثم جيابين منعم الخالصة لمن ثم في التقرب الى الله ثم ضده وصف كما يجانفيد كونه خيرا من الدنيا وما بعده قال البيضاوي توسيط الواو بينها للدلالة على استقلال كل واحدة

ملحقات الترجمة ۱ **قوله** معلوم ہوتی ہے راعي في لفظ المعلوم كون الصيغة مبنيا للمفعول و اشار بلفظ ہوتی ہے الى عدم ارادة خصوصية معنى المضي كما هو ظاهر ١٢ ۲ **قوله** اكثر اشار الى كون اللام جنس الصادق بالبعض ١٢ ۳ **قوله** مرغوب اشار الى كون الشهوات بمعنى المشتهيات ١٢ ۴ **قوله** بدرجہا كون خير للتفضيل ١٢ ۵ **قوله** ہر طرح اى من كل ما يستقذر من النساء ١٢ مناد كما هم فيها او لتغاير الموصوفين بها ١٢

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ

گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان سے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے — اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کی وجہ سے

الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں — پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ

تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی اور کہیے اہل کتاب سے — اور عرب سے کہ کیا تم بھی — اسلام لاتے ہو

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ ع

سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ پر آجاویں گے اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں تو آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ لیں گے بندوں کو

رجوع بسوی مضمون توحید شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الی قولہ) لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے (کتب سماویہ میں) اس (مضمون) کی کہ بجز اس ذات (پاک) کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی (اپنے ذکر و تسبیح میں اس کی گواہی دی ہے کیونکہ ان کے اذکار توحید سے بھرے ہوئے ہیں) اور (دوسرے) اہل علم نے بھی (اپنی تقریرات و تحریرات میں اس کی گواہی دی ہے جیسا کہ ظاہر ہے) اور معبود بھی وہ اس شان سے ہیں کہ (ہر چیز کا) اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں (اور پھر کہا جاتا ہے کہ) ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں **ف** قائم بالقسط کی صفت غالباً اس لئے بڑھا دی کہ وہ ایسے نہیں کہ صرف اپنی تعظیم و عبادت ہی کرتے ہوں بلکہ وہ سب کے کام بھی بناتے ہیں اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ دلیل تو نقلی ہے جو اس کو نہیں مانتے ان پر کیسے حجت ہوگی جواب یہ ہے کہ یہ دلیل خاص اہل کتاب کے مقابلہ میں ہے وہ دلیل نقلی کے منکر نہ تھے اور دلائل عقلیہ دوسرے مواقع پر موجود ہیں **ربط** آیت شہد اللہ سے پہلے دیکھ لیجئے

تصریح حقانیت اسلام اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (الی قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور (اسکے حق ہونے میں اہل اسلام کے ساتھ) اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (اس طرح سے کہ اسلام کو باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہونچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کی وجہ سے (یعنی اسلام کے حق ہونے میں کوئی وجہ شبہ کی نہیں ہوئی بلکہ ان میں مادہ دوسروں سے بڑا بننے کا ہے اور اسلام لانے میں یہ سرداری جو ان کو اب عوام پر حاصل ہے فوت ہوتی تھی اسلئے اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو باطل بتلانے لگے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا (جیسا ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے حساب کا انجام عذاب ہوگا) **ربط** آگے ان منکرین اہل کتاب اور ان کے ساتھ مشرکین عرب کے انکار اور محاجہ کا جو عناد سے پیدا ہوا ہے جواب مذکور ہے۔

جواب محاجہ معاندین فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (اسلام کے حق ہونے پر دلیل قائم ہونے کے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے (خواہ مخواہ کی) حجتیں نکالیں تو آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکے یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کر چکے جس میں اعتقاد الوہیت کے اعتبار سے قلب کا رخ خدا ہی کی طرف ہوتا ہے کیونکہ دوسرے مذاہب میں کچھ کچھ شرک ہو گیا تھا) اور (اس جواب کے بعد دریافت کرنے کے طور پر) کہیے اہل کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم

اللغات - قولہ اسلمت وجہی قال عبد الحکیم علی البیضاوی خلص لی لا یشرک غیرہ فاسلم من سلم الشیٔ لفلان خلص ومنہ رجل سلم لرجل والوجہ مستعار للذات ۱۲

النحو - قولہ قائما بالقسط فی روح المعانی بعد سرد الاوجہ الاربعۃ الخامس و لعلہ الاوجہ ان یکون حالا من الضمیر والعامل فیہا معنی الجملۃ ای تفرد ۱۲ قولہ ومن اتبعن عطف علی التاء وحسن للفصل بالمفعول معلقا قال البیضاوی

الروایات فی روح المعانی وقیل نزلت (ای آیۃ شہد اللہ الخ) فی نصاریٰ نجران لما حاجوا فی امر عیسیٰ علیہ السلام وحجۃ اللہ شہرۃ بانہ القیل من الآثار وحیل الیہ کلام محمد بن جعفر بن زبیر ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱۲ قولہ حق و مقبول مستفاد من اللام العہد ۱۲ ۲۲ قولہ صرف اسلام ہی ہے کما فی روح المعانی تعریف الجزئین یفید الحصر ای لا دین مرضی عند اللہ تعالیٰ سوی الاسلام ۱۲ ۳۲ قولہ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں کما فی روح المعانی ای یاتی حسابہ عن قریب ۱۲ ۴۲ قولہ خواہ مخواہ اشارۃ الی ان غرۃ المحاجۃ حیث ہی حجۃ بل ہی مجادلۃ محاجۃ مجازا کما فی قولہ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ الا الذین ظلموا

مسائل السلوک ۱۲ **فی المتن** - قولہ تعالیٰ فان حاجوک فقل اسلمت وجہی الخ قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علی ما ہو عادۃ اہل الطریق من ترک المحاجۃ اذا بان الحق وعجز من المخاطب عن القبول ہذا علی التفسیر المشہور علی ما فی الروح وفیہ اشارۃ الی ان الجدال معہم لیس فی موقعہ لانہ انما یکون فی امر خفی والذی جادلوا بہ امر مکشوف حکمہ حالہ معروف وہو الدین القویم فلا تکون المحاجۃ والمجادلۃ الا مکابرۃ ویجیئ ہذا القول عن ابن عباس عن مجادلتہم انتہی القول ۔ ۱۲ ۱۲

ع ۱۱

ترجمہ قولہ تعالیٰ فان حاجوک فقل اسلمت وجہی الخ ۔ اس میں عادت ہے اہل طریق کی اس عادت پر کہ جب حق بالکل واضح ہو جاوے اور مخاطب کی حالت سے معلوم ہو کہ یہ قبول نہیں کرتا تو اس وقت مباحثہ ترک کر دیتے ہیں اور یہ استنباط اس آیت کی مشہور تفسیر پر ہے کہ یہ قول اسلمت وجہی الخ مجادلہ سے اعراض ہے ۱۲ *

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ

بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو اعتدال کی

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ

تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجئے ایک سزائے دردناک کی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سب اعمال غارت ہو گئے دنیا میں اور

الْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ○ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ

آخرت میں اور اُن کا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا۔ اور اُسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے

اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا

اُن کو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کر دے پھر اُن میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رُخی کرتے ہوئے یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم کو صرف گنتی

النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ فَكَيْفَ إِذَا

کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی۔ اور اُنکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اُنکی تراشی ہوئی باتوں نے سو اُنکا کیا حال ہوگا

جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

جبکہ ہم اُن کو اُس تاریخ میں جمع کر لیں گے جس میں ذرا شبہ نہیں اور پورا پورا بدلہ مل جاوے گا ہر شخص کو جو کچھ اُس نے کیا تھا اور اُن شخصوں پر ظلم نہ کیا جاوے گا۔

بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آدیں تو وہ لوگ بھی راہ (راست) پر آجاویں گے اور اگر وہ لوگ (اس سے بدستور) روگردانی رکھیں سو آپ اس کا کبھی غم نہ کیجئے کیونکہ آپ کے ذمہ صرف (احکام خداوندی کا) پہنچا دینا ہے اور (آگے) اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ لینگے) (اپنے) بندوں کو (آپ سے کوئی بازپرس نہیں ہے) **ف** کوئی شخص یہ شبہ کرے کہ منکرین کے مقابلہ میں اتنا کہہ دینا کب کافی ہو سکتا ہے کہ تم نہ مانو تو ہم تو مان گئے جواب یہ ہے کہ یہ ہر منکر کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا بلکہ خاص ان منکرین کے مقابلہ میں جنکا انکار کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ بعد اقامت دلائل کے محض عناد و عداوت سے تھا جب اُنکو کوئی شبہ نہیں تو اُن کے سامنے مکرر دلائل بیان کرنا بیکار ہے اُس وقت یہی آخری جواب ہے کہ خیر بھائی مت مانو ہم تو مان چکے خوب سمجھ لو **ربط** شروع سورت میں بڑے سخن زیادہ نصاریٰ کیطرف تھا پھر آیت بالا میں الذین اوتوا الکتٰب کا عنوان نصاریٰ اور یہود دونوں کو شامل تھا اب آیت آئندہ میں یہود کے بعض خاص احوال بیان فرماتے ہیں چنانچہ روح المعانی میں روایت ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو ایک وقت میں قتل کیا انکی نصیحت کیلئے ایک سو ستر بزرگ کھڑے ہوئے اُسی دن اُنکا بھی کام تمام کیا تھا اور بنی اسرائیل اکثر یہودی تھے **تقبیح بعض حالات یہود** إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ (الی قولہ) وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ○ بیشک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ (جیسے یہود کہ انجیل و قرآن کو نہیں مانتے تھے) اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو اور وہ قتل کرنا خود اُن کے خیال میں بھی ناحق (ہوتا ہے) اور (نیز) قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجئے ایک سزائے دردناک کی (اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ (مجموعہ افعال مذکورہ کے سبب سے) اُن کے سب اعمال (صالحہ) غارت ہو گئے دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اور (سزا کے وقت) انکا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا **ف** دنیا میں غارت ہونا یہ کہ اُن کے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سا نہ ہوگا اور آخرت میں یہ کہ اُن کی مغفرت نہ ہوگی اور ہر چند کہ محض ناصحین کا قتل کفر نہیں ہے جس سے اعمال حبط ہوں البتہ گناہ کبیرہ ہے لیکن چونکہ اس مجموعہ میں دوسرے اجزاء کفر ہیں اسلئے حبط کا ترتب صحیح ہوا اور چونکہ زمانہ نبوت محمدیہ کے یہود اپنے اسلاف کے قبائح پر انکار نہ رکھتے تھے اسلئے ان پر بھی الزام صحیح ہوا **ربط** آیات آئندہ میں یہود کی ایک خاص حالت اور ایک خاص قول کی تقبیح ہے **تتمۂ تقبیح یہود** أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ (الی قولہ) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابی عبیدة ابن الجراح قال قلت یا رسول الله ای الناس اشد عذابا یوم القیامة قال رجل قتل نبیا او رجلا امر بالمعروف ونهی عن المنکر ثم قرأ الآیة ثم قال صلی الله علیه وسلم یا ابا عبیدة قتلت بنو اسرائیل ثلثة واربعین نبیا اول النهار فی ساعة واحدة فقام مائة رجل وسبعون رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروا من قتلهم بالمعروف ونهوهم عن المنکر فقتلوا جمیعا من آخر النهار من ذلک الیوم فهم الذین ذکر الله تعالی۔ فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم وابن المنذر عن عکرمة عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم بیت المدراس علی جماعة من الیهود فدعاهم الی الله فقال له نعیم ابن عمرو والحارث ابن زید علی ای دین انت یا محمد قال علی ملة ابراهیم ودینه قالا فان ابراهیم کان یهودیا فقال لهما رسول الله صلی الله علیه وسلم فهلما الی التوراة فهی بیننا وبینکم فابیا علیه فانزل الله الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی قوله یفترون ١٢

ملحقات الترجمة ۱ قولہ وہ قتل کرنا انکے خیال میں بھی الخ فقوله تعالی بغیر حق لم یکن مؤکدا بل مفیدا فائدة جدیدة ١٢ ١٢ ١٢ ١٢

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَ
آپ یوں کہئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور

تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○
جسکو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
آپ رات کو دن میں داخل کر دیتے ہیں اور دن کو رات میں داخل کر دیتے ہیں۔ اور آپ جاندار چیز کو بیجان سے نکال لیتے ہیں اور

تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○
بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں اور آپ جسکو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں۔

ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو کتاب (سماوی یعنی توراۃ) کا ایک (کافی) حصّہ دیا گیا (کہ اگر ہدایت کے طالب ہوتے تو وہ حصہ اس غرض کی تکمیل کے لئے کافی تھا) اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے انکو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ اُن کے درمیان (مذہبی اختلافات کا) فیصلہ کر دے پھر (بھی) اُن میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے (اور) یہ (بے اعتنائی) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں (اور یہی اُن کا اعتقاد ہے) کہ ہم کو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی (پھر مغفرت ہو جاوے گی) اور اُن کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اُن کی تراشی ہوئی باتوں نے (جیسے اسی تراشے ہوئے عقیدہ نے اُن کو دھوکہ دیا اور کتاب اللہ سے بے اعتنائی کرنے لگے) سو (ان احوال و افعال و اقوال کفریہ کے سبب) اُن کا کیا (برا) حال ہوگا جب کہ ہم اُن کو اُس تاریخ میں جمع کر لیں گے جس (کے آنے) میں ذرا شبہ نہیں اور (اُس تاریخ میں) پورا پورا بدلہ مل جاوے گا ہر شخص کو جو کچھ اُسنے (دنیا میں) کیا تھا اور اُن شخصوں پر (بدلہ کے وقت اصلا) ظلم نہ کیا جاویگا (کہ بے جرم یا زیادہ از جرم سزا ہو جاوے) ف اُن کے قول "لن تمسنا النار" کی تحقیق پارۂ الم کے نصف پر گذر چکی ہے **ربط** چونکہ اوپر کی آیات میں محاجہ کی تقریر ہے بعض میں باللسان بعض میں بالسنان جیسا اس آیت میں قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا الخ آیت آیندہ میں اسکی مناسبت سے امت محمدیہ کے کفار پر غالب آنے کی پیشینگوئی کی طرف تعلیم مناجات کے عنوان میں اشارہ ہے جیسا شانِ نزول سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس فتح ہو جانے کا وعدہ فرمایا تو منافقین و یہود نے استبعاد اور استہزا کیا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی کما فی روح المعانی عن الواحدی عن ابن عباس و انس **بشارت غلبۂ مومنین بعنوانِ مناجات** قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ (الٰی قولہ) وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (اللہ تعالےٰ سے) یوں کہئے کہ اے اللہ مالک

اللغات۔ فی روح المعانی واصل اللّٰھم یا اللہ فحذفت یا و عوض عنہا المیم المشددۃ … والتی ہی حرف علۃ و شددت لکونہا عوضا عن حرفین و جمعہا مع یا شاذ ۱۲
النحو۔ قولہ بغیر حساب فی روح المعانی احد الوجوہ وجوز ان یکون نعتا لمصدر محذوف او مفعول محذوف ای رزقا غیر قلیل اھ قلت واخترت ہذا الوجہ ۱۲
الروایات۔ فی روح المعانی روی الواحدی عن ابن عباس و انس بن مالک لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ و وعد امتہ ملک فارس والروم قالت المنافقون والیہود ہیہات ہیہات من این لمحمد ملک فارس والروم ہم اعز و امنع من ذلک الم یکف محمدا مکۃ والمدینۃ حتی یطمع فی ملک فارس والروم فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ (ای قل اللّٰھم الخ) وفی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ قال ذکر لنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یجعل ملک الروم و فارس فی امتہ فانزل اللہ تعالیٰ قل اللّٰھم مالک الملک الآیۃ ۱۲

فائدۃ جلیلۃ۔ قال ابو السعود عن ابی العباس المقری ورد لفظ الحساب فی القرآن علی ثلثۃ اوجہ بمعنی التعب قال تعالےٰ وترزق من تشاء بغیر حساب۔ وبمعنی العدد قال تعالیٰ انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ وبمعنی المطالبۃ قال تعالیٰ فامنن او امسک بغیر حساب ۱۲
ملحقات الترجمۃ۔ لہ قولہ (کافی) حصہ کما فی ابی السعود والتنوین للتفخیم ۱۲
ع قولہ اور اسی کتاب اللہ کی طرف … زاد حرف العطف للحال لان الجملۃ حال … فی الاشارۃ او الحال اشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد وہذا ابلغ فی التقبیح حیث استنفروا من الذی اوتوہ وزادوا لفظ بھی للاشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث دعوا ولم یکن حاجۃ الی الدعوۃ ثم استنفروا ۱۲
ع قولہ بعض فائدۃ ان بعضہم کانوا قد آمنوا ۱۲ ع قولہ بے رخی اشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث لم یتولوا عن شبہۃ ھ قولہ (ترجمۃ) کیف کیا برا اشارۃ الی کون الاستفہام للتقطیع
لہ قولہ ذرا شبہ افادہ عموم النکرۃ تحت النفی ۱۲ ✦

مسائل السلوک
المتن۔ قولہ تعالیٰ بیدک الخیر۔ قال العبد الضعیف کان المقام بیدک الخیر والشر لذکر الاعزاز والاذلال فما تیقن فی الاقتصار علیہ مع التعمیم … الادب ان کان المراد … والشر … دالاً للاشارۃ الی ان ما یتوہم شرا فی الظاہر ہو الخیر … ودعا اللہ تعالیٰ من المصالح والحکم فکان فیہ تعلیم ان ما صنع فیہ للعبد بوجہ عام خیر محض فلا یکرہہ ولا یستدل بہ علی الخذلان کما یتوہمہ کثیر من السالکین اذا وجدوا تغیرا فی احوالہم من تلوین یکون لمصالح دخلت فیہ انتہی القول۔ **ترجمہ**۔ قولہ تعالیٰ بیدک الخیر الخ بیان تو یہ کہنے کا تھا کہ بیدک الخیر والشر کیونکہ اوپر اعزاز و اذلال دونوں کا ذکر ہوا ہے تو کیا … کا اقتصار یا تو مراعاۃ ادب کی ہے اگر مراد کلام میں یہ ہو کہ والشر بھی آپ کے قبضہ میں ہے دونوں تعبیر میں اشارہ اس طرف ہے کہ جو چیز ظاہر میں شر معلوم ہوتی ہے چونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی حکمتیں رکھی ہیں وہ بھی واقع میں خیر ہی ہے پس اس میں اس امر کی تعلیم ہے کہ جو چیز … منع کو مطلق دخل نہ ہو وہ محض خیر ہے اسکو ناگوار نہ سمجھے اس سے خذلان پر استدلال کرے جیسا بہت سالکین جب اپنے احوال میں تغیر پاتے ہیں
تو گو اسکے فعل کو اس میں زیادہ دخل نہ ہو اس خذلان کا تو ہم کر نے لگتے ہیں۔ ۱۲ ✦ ✦ ✦

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ

مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کو دوست نہ بناویں — مسلمانوں سے تجاوز کرکے — اور جو شخص ایسا کرے گا — سو وہ شخص

مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم اُن سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور خدا ہی کیطرف لوٹ کر جانا ہے۔

تمام[1] ملک کے آپ مالک (کا جتنا حصہ چاہیں) جسکو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس (کے قبضے) سے چاہیں ملک (کا حصہ) لے لیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ (بعض فصلوں میں) رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کر دیتے ہیں (جس سے دن بڑا ہونے لگتا ہے) اور (بعض فصلوں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتے ہیں (جس سے رات بڑھنے لگتی ہے) اور آپ جاندار چیز کو بیجان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرند سے بیضہ) اور آپ جسکو چاہتے ہیں بیشمار رزق عطا فرماتے ہیں **ف** یعنی ہر طرح کی قدرت ہے سو ضعفا کو قوت و سلطنت دیدینا کیا مشکل ہے۔ اس دعا میں ایک قسم کا استدلال ہے اسکے امکان پر اور دفع ہے استبعادِ کفار کا۔ اور خیر کی تخصیص اسلئے مناسب ہوئی کہ یہاں مقصود خیر کا مانگنا ہے جیسے کوئی امیدوار کہے کہ نوکر رکھنا آپکے اختیار میں ہے اگرچہ نوکر کا موقوف کر دینا بھی اختیار میں ہوتا ہے **ربط** اوپر کفار کی مذمت مذکور تھی آیندہ آیت میں بطور تفریع کے اُن کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت کا بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جب کفار کے قبائح مثلاً انکار آیات و عداوت اللہ و رسول وغیرہ معلوم کر چکے تو ایسے قبیح و منکر و دشمنانِ خدا و رسول سے دوستی کب زیبا ہے **نہی موالاتِ کفار** لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ (**الیٰ قولہ**) وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ مسلمانوں کو چاہیئے کہ (ظاہراً یا باطناً)[2] کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کرکے (یہ تجاوز[3] دو صورت سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں سے بالکل دوستی نہ رکھیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں دونوں صورتیں ممانعت میں داخل ہیں) اور جو شخص ایسا (کام) کرے گا سو وہ شخص اللہ[4] کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں (کیونکہ جن دو شخصوں میں باہم عداوت ہو ایک سے دوستی کرکے دوسرے سے دوستی کا دعویٰ قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتا) مگر ایسی صورت میں (ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم اُن سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو (وہاں دفع ضرر کی ضرورت ہے) اور اللہ تعالیٰ تمکو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتا ہے (کہ اُسکی ذات سے ڈر کر احکام کی مخالفت مت کرو) اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اُسوقت کی سزا کا خوف کرنا ضرور ہے) **ف** کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں موالات یعنی دوستی۔ مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی۔ مواسات یعنی احسان و نفع رسانی ان معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ موالات تو کسی حال میں جائز نہیں اور آیت لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اور آیت لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ میں یہی مراد ہے۔ اور مدارات تین حالتوں میں درست ہے۔ ایک دفع ضرر کے واسطے۔ دوسرے اُس کافر کی مصلحتِ دینی یعنی توقع ہدایت کیواسطے۔ تیسرے اکرام ضیف کیلئے اور اپنی مصلحت و منفعتِ مال و جاہ کے لئے درست نہیں اور بالخصوص[5] جبکہ ضرر دینی کا بھی خوف ہو تو بدرجہ اولیٰ یہ اختلاط حرام ہوگا اس مقام کی آیت میں اسی دفع ضرر کی حالت کو مستثنیٰ کیا ہے اور مراد

اللغات قال ابو السعود وصل تقاة وقية ابدلت الواو تاء كتخمة وتهمة وقلبت الياء الفاً ١٢ **التقية** في روح المعاني وعد قوم من هذا الباب مداراة الكفار والفسقة والظلمة وإلانة الكلام لهم والتبسم في وجوههم والانبساط معهم وإعطائهم لكف أذاهم وقطع لسانهم وصيانة العرض عنهم ولا يعد ذلك من باب الموالاة المنهي عنها بل هي سنة وامر مشروع ثم سرد روايات واحاديث الى ان قال لا تنبغي المداراة الى حيث يخدش الدين ويرتكب المنكر وتسيء الظنون اھ ١٢ **الروايات** قوله بقول خرج ابن جرير من طريق سعيد وعكرمة عن ابن عباس قال كان الحجاج بن عمرو حليف كعب بن الاشرف وابن ابي الحقيق وقيس بن زيد قد بطنوا بنفر من الانصار ليفتنوهم عن دينهم فقال رفاعة بن المنذر وعبد الله بن جبير وسعيد بن خيثمة لاولئك النفر اجتنبوا هؤلاء النفر من يهود واحذروا مباطنتهم لا يفتنوكم عن دينكم فابوا فانزل الله فيهم لا يتخذ المؤمنون الى قوله والله على كل شيء قدير ١٢

ملحقات الترجمة **[1] قوله** تمام ملک الی قوله جتنا حصہ لما نے البيضاوي في الملك لاول عام والآخر ان بعضان منه ١٢ **[2] قوله** ظاہراً یا باطناً افاده اطلاق لفظ اولياء مع استثناء حال التقاة والا لم يصح الاستثناء لان الخوف لا يجوز الموالاة الحقيقية القلبية لعدم الضرورة فيها فان القلب لا يطلع عليه من يخاف منه فكان الاصل في الموالاة الحظر والضروري يتقدر بقدر الضرورة ومقدار تقيت الضرورة بصورة الموالاات فلا بد لصحة الاستثناء ان يكون المستثنى منه شاملاً للصورة والمعنى فافهم ١٢ **[3] قوله** یہ تجاوز دو صورت سے الخ ماخذه ابو السعود ١٢ **[4] قوله** اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے الخ اشارة الى حذف المضاف اي من ولاية الله ومن هذه بيانية لقوله شيء ولما كان المحذوف كالملفوظ اظهره في الترجمة ١٢ **[5] قوله** اور بالخصوص جبکہ الخ داعي فيه سبب النزول وعموم اللفظ فافهم ١٢

مسائل السلوک المتن۔ قوله تعالى لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء الاية في الروح ومن هذا نهى اهل الله تعالى المريدين عن موالاة المنكرين لان ظلمة الانكار والعياذ بالله تعالى تحاكي ظلمة الكفر وربما تراكمت فسدت طريق الايمان الا ان تتقوا منهم تقاة فحينئذ تجوز الموالاة ظاهراً وهذا بالنسبة لضعفاء واما من قوي يقينه فلا يخشى الا الله تعالى۔

ترجمہ قوله تعالى لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء الاية روح المعانی میں ہے اور اسی بنا پر اہل اللہ نے مریدین کو منکرین کے ساتھ تعلق دوستی رکھنے سے منع کیا ہے کیونکہ انکار کی ظلمت کفر کی ظلمت کے مشابہ ہے اور بعض اوقات جمع ہو کر سد طریق ایمان ہو جاتی ہے البتہ اگر ان سے کچھ اندیشہ ہو تو اسوقت ظاہراً دوستی جائز ہے اور یہ بھی ضعفاء کی نسبت ہے لیکن جسکو یقین قوی ہو وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم پوشیدہ رکھوگے اپنا مافی الضمیر یا اسکو ظاہر کروگے اللہ تعالیٰ اسکو جانتے ہیں اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں جس روز کہ ہر شخص اپنے اپنے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا

مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا صلے ج وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ج تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًا ۢ

پائے گا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور

بَعِیْدًا ط وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○

دراز کی مسافت ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں بندوں پر

مع عند المتأخرین ۱۲

ع ۳ ۱۱

اس سے مداراۃ ہے جسکو صورتاً موالات میں داخل کرکے موالات کو مستثنیٰ منہ قرار دیدیا گیا۔ اور آیت بالا میں چونکہ موالات حقیقیہ مراد ہے لہٰذا استثناء نہیں کیا گیا اور توقع
ہدایت کیلئے مدارات کرنا سورہ عبس کی آیت فانت لہ تصدی میں مذکور ہے۔ اور ضعیف ہونیکی وجہ سے مدارات کرنا اس حدیث میں ہے جسمیں بنی ثقیف کو آپ نے مسجد
میں ٹھیرایا تھا اور وجہ شکایت عتاب تقدیم کافر کی مومن پر ہے اور اپنی مصلحت مالی یا جاہی کیلئے اسکی ممانعت آیت ایبتغون عندھم العزۃ میں مذکور ہے اور مواساۃ
کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز سورۂ ممتحنہ کی آیت لاینہاکم اللہ الی قولہ ہم الظالمون میں اسکی تصریح ہے اور اس آیت میں کہ
مواساۃ کو مجازاً تولی سے تعبیر کردیا گیا ہے۔ اور یہی حکم ہے فساق و اہل بدعت کا جیسا روایات سے ظاہر ہے اور تقاۃ کے ترجمہ میں اندیشہ رہا قوی کی قید اسلئے لگائی کہ توہم
کا اعتبار نہیں چنانچہ آیت یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ میں اسی پر انکار ہے۔ اسیطرح امرا کی صحبت سے ممانعت آئی ہے **دفع شبہہ** بعضوں کو اس آیت میں تقیہ مصطلحہ
شیعہ کے جواز کا شبہہ ہوجاتا ہے اوسکا دفع یہ ہے کہ اس آیت کو اس تقیہ سے اصلاً مس نہیں کیونکہ آیت ہذا میں خوف ضرر کے وقت دوستی کے اظہار اور عداوت کے اخفا کا
ذکر ہے اور تقیہ متعارفہ میں کفر کا اظہار اور ایمان کا اخفا ہوتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ اگر یہاں مذکور نہیں تو دوسری آیت میں بعنوان اکراہ مذکور ہے جواب یہ ہے کہ تقیہ متعارفہ
اور اکراہ میں بھی دو فرق ہیں۔ اول اکراہ صرف دفع ضرر کے خوف سے ہے اور تقیہ مذکورہ جلب منفعت کیلئے بھی۔ دوسرے اکراہ میں اس ضرر کا شدید اور خوف کا
قوی ہونا ضرور ہے اور تقیہ میں کبھی ضرر کا خفیف اور خوف کا درجہ وہم میں ہونا کافی ہے پس تقیہ اصطلاحی کو قرآن سے کچھ مس نہ ہوا اور کوئی شخص اصطلاح بدل کر لفظ تقاۃ
سے اخذ کرکے اجازت موالاۃ کی صورت کو تقیہ کہنے لگے تو اس سے مناقشہ نہیں لیکن اسکو مفید نہیں **ربط** اوپر کی آیت میں کفار کیساتھ دوستی کرنے کی ممانعت
فرمائی تھی آگے اس نہی کے عام ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ نہ بلا ضرورت ظاہراً ان سے دوستی جائز ہے اور نہ باطناً اصلاً دوستی جائز ہے اور اس مضمون کو ایسے عام
عنوان سے ارشاد فرمایا ہے جس سے سب معاصی ظاہرہ و باطنہ سے تحذیر ہوجاوے۔ **تعمیم نہی موالات کفار** قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ
الیٰ **قولہ** وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ اگر تم (دل ہی دل میں) پوشیدہ رکھوگے اپنا مافی الضمیر یا اسکو (زبان و جوارح سے)
ظاہر کردوگے اللہ تعالیٰ اسکو (ہر حال میں) جانتے ہیں اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
(کوئی چیز ان سے مخفی نہیں) اور (علم کے ساتھ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں (سو اگر تم کسی امر قبیح کا ارتکاب کروگے خواہ ظاہراً
یا باطناً تو وہ تمکو سزا دے سکتے ہیں) **ربط** آگے مضمون بالا کی تاکید کے لئے قیامت کا آنا اور اس میں بالتخصیص کسی عمل کے سب اعمال کا پیش نظر ہو
جانا اور اسوقت عاصیوں کا پچھتانا بیان فرماتے ہیں **تاکید مضمون سابق** یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ الیٰ **قولہ** وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○

اللغات۔ فی روح المعانی الامد غایۃ الشیء ومنتہاہ وذہب بعضہم الی المراد بالامد البعید المرفی
بعیدۃ والنظیر ۱۲ **النحو۔** یوم منصوب بتود کذا قال البیضاوی قولہ وما عملت من
سوء عطف علی ما عملت والتقدیر محضراً فی النظم وحذفہ للاقتصار بقرینۃ ذکرہ فی الاول مما قالہ
الاکثرون کذا فی روح المعانی ۱۲ **البلاغۃ۔** فی روح المعانی وفی قولہ محضرا من التہویل مالیس فی
حاضر کذا فی روح المعانی وقرینۃ من ارجاع الضمیر فی بینہا الی یوم لنکتۃ لم یتعین فافہم۔ تم البیضاوی

آیۃ ۲ قولہ قل ان تخفوا الخ بیان لقولہ ویحذرکم اللہ نفسہ الاول فکانہ قال ویحذرکم نفسہ لانہا متصفۃ بعلم
ذاتی محیط بالمعلومات کلہا وقدرۃ ذاتیۃ تعم المقدورات بأسرہا فلا تجترؤا علی عصیانہ اہ قلت
فقررت ربط الآیۃ بنہج آخر کما یظہر من تقریری فی التفسیر ۱۲ ع یہ جواب ہے وال مقدر
جواز تولی ۱۲ توقع ہدایت کیلئے الخ پر وارد ہوتا ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اس تصدی پر انکار
فرمایا تو اس سے استدلال جواز مدارات پر کسطرح صحیح ہوگا جواب باقی تقریر سے اشارۃً ہو رہا ہے

کی جرأۃ کیا الیہ وہی نہ کر جارا
الیٰ فرو۔ متقرر باللہ تعالیٰ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى

آپ فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں سو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے بیشک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے

اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام جہان پر بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں

جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائیگا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی (پائیگا اس روز) اسبات کی تمنا کریگا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت (حائل) ہوتی (تاکہ اپنے اعمال بد کا معائنہ نہ کرنا پڑتا) اور (دتسے پھر مکرر کہا جاتا ہے کہ) خدا تعالیٰ تمکو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتے ہیں اور (ڈرانا اسوجہ سے ہے کہ) اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں (اپنے) بندوں (کے حال) پر (اس مہربانی سے یوں چاہتے ہیں کہ یہ سزائے آخرت سے بچے رہیں اور بچنے کا طریقہ ہے اعمال بد کا ترک کرنا اور ترک کرنا عادۃً بدون ڈرانے کے ہوتا نہیں اسلئے ڈراتے ہیں پس یہ ڈرانا عین شفقت و رحمت ہے) **ف** جن لوگوں کے نیک و بد دونوں قسم کے عمل سرِ دست پیش ہونگے انکی نسبت یہ فرمانا کہ وہ لوگ اس یوم کے نہ آنے کی تمنا کرینگے نہایت بلاغت ہے کہ باوجودیکہ کچھ اعمال انکے خیر بھی ہونگے مگر انکے ہونے کی ذرا خوشی نہ ہوگی اعمال بد سے رنج ہوگا تو جسکے پاس نری شر ہوا سکا کیا پوچھنا اور اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ جنکے اعمال محض خیر ہوں وہ بھی اس تمنا میں شریک ہوں **ربط** اوپر کی آیتوں میں توحید کا وجوب اور کفر کی مذمت مذکور تھی آگے اعتقاد رسالت و اتباع رسول کا وجوب فرماتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جس طرح انکار توحید کفر ہے انکار رسالت بھی کفر ہے **وجوب اعتقاد و اتباع رسول** قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ الٰی قولہ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ آپ (لوگوں سے) فرما دیجئے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو اور محبت رکھنے کی وجہ سے یہ بھی چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے) تو تم لوگ (اس مقصود کے حاصل کرنے کے طریقوں میں) میرا اتباع کرو (کیونکہ میں خاص اسی تعلیم کیلئے مبعوث ہوا ہوں جب ایسا کروگے) خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے (کیونکہ میں اس معافی کا طریقہ بھی تعلیم کرتا ہوں اس پر عمل کرنے سے لامحالہ حسب وعدہ گناہ معاف ہو جاوینگے مثلاً ذنوب محضہ سے توبہ کر لینا حقوق فائتہ البدنیہ کا قضا کر لینا حقوق العباد کا ادا کر لینا یا ابراء کرا لینا) اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے عنایت فرمانے والے ہیں (اور آپ یہ بھی) فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی (کہ اصل مقصود تو وہی ہے) اور (اطاعت کیا کرو) رسول کی (یعنی میری اطاعت اس حیثیت سے کرنا ضروری ہے کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں میری معرفت اپنی اطاعت کے طریقے بتلائے ہیں) پھر (اسپر بھی) اگر وہ لوگ (آپکی اطاعت سے کہ ادنیٰ اسکا اعتقاد رسالت ہے) اعراض کریں سو (وہ لوگ سن رکھیں کہ) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے (اور اس صورت میں یہ لوگ کافر ہونگے سو انکو دعویٰ محبت کرنا یا موہوم محبوبیت رکھنا محض بادپیمائی ہے) **ربط** بعض معاندین کو باوجود وضوح دلائل عقلیہ و نقلیہ کے مسئلہ رسالت میں استبعاد و استنکار تھا اسلئے آیات آیندہ میں اس مسئلہ کی تائید کیلئے تاکہ ان نظائر سے وہ استبعاد دفع ہو جاوے اولاً چند مشہور انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً منتخب و مقبول ہونا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کسی قدر مفصل قصہ ارشاد فرماتے ہیں وجہ تخصیص ان حضرات کی قرب زمانہ نبوی ہے **اصطفاء بعض انبیاء علیہم السلام** اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا الٰی قولہ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ بیشک اللہ تعالیٰ نے (نبوت کیلئے) منتخب فرمایا ہے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ قال العبد الضعیف فیہ ان محبیۃ اللّٰہ تعالیٰ المستلزمۃ للمحبوبیۃ لا تکون بدون اتباع من یحبہ اللّٰہ تعالیٰ انتھی القول ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ اسمیں اسپر دلالت ہے کہ خدا تعالیٰ کا محب ہونا جو کہ محبوبیت کو مستلزم ہے بدون اسکے کہ محب حق کا اتباع کرے میسر نہیں ہوسکتا ۱۲

اللغات ذریۃ قال البیضاوی الذریۃ الولد تقع علی الواحد والجمع فعلیۃ من الذر او فعولۃ من الذرء ابدلت ہمزتہا یاء ثم قلبت الواو یاء و ادغمت ۱۲

النحو قولہ ذریۃ الخ قال البیضاوی حال او بدل من الآلین او منہما و من نوح ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن الحسن قال قال اقوام علی عہد نبینا واللّٰہ یا محمد انا لنحب ربنا فانزل اللّٰہ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی الآیۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی توضیح ترجمۃ تحبون اللّٰہ اور محبت رکھنے کی وجہ سے الخ وجہ لفظہ وجہ ترتب قولہ یحببکم اللّٰہ واخذتہ التفسیر الکبیر ولما کان ارادۃ المحبوبیۃ لازمۃ لارادۃ المحبیۃ اقام ذکر الملزوم مقام ذکر اللازم فافہم وقال بعضہم ان معناہ ان کنتم تحبون ثواب اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ای یثبکم وقیل ان کنتم تحبون اللّٰہ ای تریدون عبادتہ فاتبعونی اعلمکم طرق عبادتہ فاذا اتبعتمونی وعبدتموہ حسب تلک الطرق یحببکم اللّٰہ الآیۃ ۱۲

اِذْ قَالَتِ امْرَاَةُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

جبکہ عمران کی بی بی نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے کہ آپکے لئے اُس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاویگا سو آپ مجھ سے قبول کر لیجئے بیشک آپ خوب

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ

سننے والے خوب جاننے والے ہیں پھر جب لڑکی جنی کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اُس کو جو اُنہوں نے جنی

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞

اور وہ لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اُسکو اور اُسکی اولاد کو آپکی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے

حضرت اسحٰق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کہ اولاد یعقوب علیہ السلام کی ہیں اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اولاد اسماعیل سے ہیں اور عمران کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (اگر یہ عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہیں اور اگر یہ عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں غرض ان سب حضرات کو نبوت کیلئے تمام جہان کی مخلوقات پر (منتخب فرمایا ہے) بعضے انمیں بعضوں کی اولاد ہیں (جیسے آدم علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اسی طرح نوح علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں اولاد عمران بھی ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں (کہ سب کے قول سنتے ہیں سب کے احوال کو جانتے ہیں بس جسکے اقوال و احوال مناسب شان نبوت کے دیکھے انکو نبی بنادیا) **ف** اسمیں اکثر انبیاء علیہم السلام کا بالخصوص انبیاء اولوالعزم کا ذکر آگیا باقی خود حضرت ابراہیم کی نبوت اسمیں اس لئے مذکور نہیں ہوئی کہ انکا نبی ہونا تمام اہل ملل سماویہ میں مشہور و مسلم تھا اور آل ابراہیم میں باوجودیکہ آل عمران بھی داخل ہیں لیکن بطور تخصیص بعد تعمیم کے اہتمام کیلئے مکرر ذکر فرمادیا اگر حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام مراد ہیں تب تو وجہ اہتمام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انبیاء اولوالعزم میں سے ہونا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں تو علاوہ اولوالعزم ہیں سے ہونیکے خود مناسبت مقام کی اس تکریر کو مقتضی ہے کیونکہ آگے اسکے متصل ہی قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکو ہے جسکو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کے ذکر سے شروع فرمایا ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کی اولاد ہے شاید مقصود اس سے ان سب حضرات کا اتحاد یا شرف ذاتی کے ساتھ شرف نسب کا بیان فرمانا ہو اور اس امر کا جتلانا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں نبوت رہی ہے اگر آپکو نبوت ملگئی تو بعید کیا ہے واللہ اعلم **قصہ حضرت مریم و عیسیٰ علیہ السلام** اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ عمران (پدر مریم) کی بی بی نے (حالت حمل میں جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر (یعنی منت) مانی ہے آپکی عبادت کیلئے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ (خانہ خدا کی خدمت کے واسطے) آزاد (فارغ) رکھا جاویگا (اور میں اسکو اپنے کام میں نہ لگاؤنگی) سو آپ (اسکو) مجھ سے قبول کر لیجئے بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں (کہ میری عرض کو سن رہے ہیں اور میری نیت کو جان رہے ہیں) **ف** اُس زمانہ میں ایسی نذر ماننا مشروع و صحیح تھا مگر صرف اولاد ذکور کے ساتھ مخصوص تھا سو انہوں نے اسی گمان سے نذر مانی تھی کہ شاید لڑکا پیدا ہو **تتمہ قصہ** فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى (الیٰ قولہ) وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ پھر جب (اُن بی بی نے) لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار

النحو محررا حال مما اي على الحالية من ما والعامل فيه نذرت كذا في روح المعاني قال البيضاوي والضمير في وضعتها لما في بطنها وتانيثه لانه كان انثى ۱۲ +

البلاغة في روح المعاني اللام في لك للتعليل والمراد لخدمة بيتك وهو متعلق بنذرت وتقديم الجار والمجرور لكمال الاعتناء به او قلت و تحميل تعلقه بنذرت اي نذرت لعبادتي اياك فلان فقط بكون بالعبادة والخدمة في الترجمة لقرب العامل وبقاء الترتيب على الاصل قوله وليس الذكر لتحصيل الخوله والله اعلم ولیس الذكر الذي طلبت كالانثى التي وهبت واللام فيهما للعهد كذا في البيضاوي ۱۲ +

اختلاف القراءة في روح المعاني قرا ابن عامر و ابو بكر عن عاصم و يعقوب بما وضعت باسكان علی انه من كلامها قالته اعتذارا الى الله تعالى حيث وضعت مولودا لا يصلح للغرض او تسلية لنفسها اي ولعل لله تعالى سرا و حكمة ولعل هذا الانثى خير من الذكر اه قلت فعلى هذا يكون قوله وليس الذكر كالانثى من جملة كلامها ويكون معناه على ما يقتضيه المقام من التحسر ان الذكر ليس كالانثى بل الترجيح عليها

وان يروا ان العادة في حقهما ان ينبغي عن انه فقص شبيهه بالكامل لا العكس وجه عدم ورود انه ثبت تعين بتعيين الانثى الى قوله تعالى السنين كاحد من النساء فقفي عن الكامل شبه الناقص ۱۲

تحقیقات الترجمة ۱ **قوله** ام یہ عمران الخ في الانتصاف قال احمد وهمي يرجح هذا القول ان عمران هو ابو مریم ان السورة تسمى آل عمران ولم تشرح قصة عيسى و مريم في سورة ابسط من شرحها في هذه السورة و اما موسى و هارون فلم يذكر من قصتهما في هذه السورة فدل ذلك على ان عمران المذكور ههنا هو ابو مريم والله اعلم اه في روح المعاني وايضا يرجح كون المراد به ابا مريم ان الله تعالى ذكر اصطفاءها بعد نفس كلمة اه قال البيضاوي وكان بين العمرانين الف وثمان مائة سنة ۱۲ ۲ **قوله** یاد کرنے کے قابل ہو حاصل معنی ذکر العامل في اذ ۳ **قوله** نذر تشریح تفسیر بحاجة الى ترجمة الصورة عليه السلام لا نذر فيما يملک الحديث وليس في اختيارها ذلك ان يفعل غيره فعلا فلا يتعقد النذر فافهم ۱۲ ۴ **قوله** حسرت سے كذا في روح المعاني فلا اشكل ان الاخبار ما للفائدة او للازمها و اللہ محيط بهما ۱۲ +

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا

پس اُنکو اُنکے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا ۔ اور عمدہ طور پر انکو نشو نما دیا ۔ اور زکریا کو ان کا سرپرست بنایا جب کبھی زکریا اُن کے پاس عمدہ

زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ

مکان میں تشریف لاتے ۔ تو انکے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے ۔ یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالے کے پاس

اللّٰهِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

سے آئیں بیشک اللہ تعالے جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں

ہیں نے تو وہ حمل لڑکی جنی (حق تعالی فرماتے ہیں کہ وہ اپنے خیال سے حسرت کر رہی تھیں ۱ حالانکہ خدا تعالی زیادہ جانتے ہیں (لڑکی کی شان) کو جو انہوں نے جنی اور (کسی طرح بھی) وہ لڑکا جو انہوں نے چاہا تھا اس لڑکی کے برابر نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ لڑکی ہی افضل ہے کہ اسکے کمالات و برکات عجیب و غریب ہونگے یہ ارشاد خداوندی بطور جملہ معترضہ کے تھا پھر اُن بی بی کا قول ہے) اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اسکو اور اسکی اولاد کو اگر کبھی اولاد ہو آپ کی پناہ (اور حفاظت) میں دیتی ہوں شیطان مردود سے ف۱ چنانچہ ان کی یہ غرض بھی قبول ہوئی جیسا حدیث صحیحین میں آیا ہے کہ ہر بچہ کو ولادت کے وقت شیطان چھیڑتا ہے اور اسکے چھیڑنے سے بچہ چلاتا ہے بجز حضرت مریم اور حضرت عیسی علیہ السلام کے فقط اور چونکہ یہ غرض مع ولادت کے ساتھ تھی اس لئے مس وقت تک شیطان کا مس واقع نہ ہوا تھا اس لئے اس میں یہ اشکال نہیں کہ شیطان تو ولادت کے وقت مس کرتا ہے تو دعا سے پہلے مس کر چکا ہوگا اور اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور انبیاء علیہم السلام کو بھی شیطان مس کرتا ہو باقی رہی تخصیص ذکر حضرت مریم اور حضرت عیسی علیہ السلام کی سو وہ اسوجہ سے ہے کہ ان بی بی کی دعا تصریحاً منقول ہے اس لئے اجابت دعا کو تصریحاً ظاہر فرما دیا اور بعض نے شبہہ کیا ہے کہ اگر شیطان کو ایسی قدرت ہو تو سب کو ہلاک کر دے جواب یہ ہے کہ جتنی قدرت دی گئی ہے اس سے زیادہ نہیں ہے نیز ملائکہ نگہبان بھی ہیں اور مریم بمعنی عابدہ نام رکھنے کی تصریح میں یہ اشارہ ہے کہ میں اپنی نذر پر حتے الامکان قائم ہوں اس لڑکی کو بھی مسجد کیلئے فارغ کر دونگی اگر خدمت کیلئے نہیں تو عبادت کیلئے سہی واللہ اعلم فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا (الی قولہ) إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ غرض حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ انکو لیکر مسجد بیت المقدس میں پہنچیں اور وہاں کے مجاورین و خادمین سے کہا انمیں حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے جا کر کہا کہ اس لڑکی کو میں نے خاص خدا کیلئے مانا ہے اس لئے میں اپنے پاس نہیں رکھ سکتی سو اسکو لائی ہوں آپ لوگ لے رکھئے سو چونکہ حضرت عمران اس مسجد کے امام تھے اور حالت حمل میں اُن کی وفات ہو چکی تھی ورنہ سب سے زیادہ مستحق انکے لینے کے وہ تھے بوجہ باپ ہونے کے بھی اور بوجہ امام ہونے کے بھی اس لئے ہر شخص ان کے لینے اور پالنے کی خواہش رکھتا تھا چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی ترجیح کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ میرے گھر میں اُن کی خالہ ہیں اور بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اس لئے بعد ماں کے وہی رکھنے کی مستحق ہیں مگر اور لوگ اس ترجیح پر راضی و متفق نہیں ہوئے آخر قرعہ پر اتفاق قرار پایا اور صورت قرعہ کی بھی عجیب و غریب خلاف عادت ٹھیری جس کا بیان آگے آویگا اسمیں بھی حضرت زکریا علیہ السلام کامیاب ہوئے چنانچہ ان کو

اللغات المحراب اشرف المواضع تنافس الناس علیہ و ہو اسم مکان ۱۲ من روح المعانی والمراد الغرفۃ فلا اشکل بمنع الہوا عنہا بالغلق لجواز دخولہ من الخوخات فافہم ۔ ۔

النحو قولہ بقبول حسن فی روح المعانی الباء مثلہا فی تقبیت بالکلام والقبول ما یقبل بہ الشی لسعوط ما یسعطیہ ای تقبلہا بوجہ حسن وہو اختصاصہا ایاہا لم تقبل قبلہا انثی ۱۲ کذا و من تم ترجمۃ بقولی بوجہ احسن ۔ نباتا مصدر علی غیر لفظ الفعل المذکور وقیل التقدیر فنبتت نباتا قولہ ان اللہ یرزق الخ یحتمل کونہ من کلامہا وہو الاولی او من کلامہ تعالی کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ قولہ انی سمیتہا فی روح المعانی والغرض من عرض التسمیۃ علی علام الغیوب تعالی فیہ ان یقال ان الغرض من ذلک اظہار انہا غیر راجعۃ عن نیتہا وان کان ما وضعتہا انثی وانہا وان لم تکن خلیقۃ لسدانۃ بیت المقدس فلتکن من العابدات فیہ واستعمالہا بحقیقۃ لتکون اسمہا و ما تقدمات واجراحا مل فتقدیم المسند الیہ للتخصیص یعنی التسمیۃ منی لا یخاد کتی فیہا الی ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ کفلہا فی البیضاوی شدد الفاء حمزۃ والکسائی وعاصم وخفف الباقون

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ حالانکہ الخ اشار بہ الی ما فی روح المعانی ان الجملۃ اعتراضیۃ سیقت لتعظیم المولود الذی وضعتہ وتفخیم شانہ والتجہیل لہا بقدرہ ای واللہ اعلم بالشی الذی وضعتہ وما علق بہ من عظائم الامور ودقائق الاسرار وواضح الآیات وہی غافلۃ عن ذلک کلہ ۱۲ ۲ قولہ یہ لازم نہیں آتا الخ ہذا بناء علی ان الحصر اضافی انتہ بالاغلب کما فی روح المعانی ۱۲ ۳ قولہ بچہ چلاتا ہے ای یتعقب الولادۃ المقرونۃ فی الحرفۃ کذا فی روح المعانی ۱۲ ۴ قولہ فی تمہید الترجمۃ وفات ہو چکی تھی کذا فی روح المعانی ۱۲ ۵ قولہ راضی و متفق نہیں ہوئے لعلہم لم یکن شرعا لہم کما انہ لیس بشرعنا والا لما استبعد اختلاف السدنۃ فیہ ثم الرجوع الی القرعۃ مع وجود الشرع ۱۲ ۶ بوجہ امام ہونے کے کذا فی روح المعانی ۷ ان مریم فی لغتہم بمعنی العابدۃ ۱۲ بیضاوی

مسائل السلوک
المتن قولہ تعالی کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا الآیۃ فی الروح استدل بالآیۃ علی جواز الکرامۃ للاولیاء لان مریم لا نبوۃ لہا علی المشہور وہذا ہو الذی ذہب الیہ اہل السنۃ و الشیعۃ وخالف فی ذلک المعتزلۃ ۔ ترجمۃ قولہ تعالی کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا ۔ روح المعانی میں ہے اس آیت سے اولیاء کے لئے صحت کرامات پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ قول مشہور پر مریم علیہا السلام ولی ہیں نبی نہیں ۱۲ ۱۲ ۱۲

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

اس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے، عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد، بیشک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے

دودھ پلاتی گئیں اور انہوں نے بنا بر بعض[1] روایات ایک انّا کو رکھکر دودھ پلوایا اور بعض روایات میں ہے دودھ پینے کی ان کو حاجت نہیں ہوئی غرض وہ خود بیٹھنے اٹھنے لگیں تب ان کو مسجد کے متعلق ایک عمدہ مکان میں لاکر رکھا جب جانے باہر سے قفل[2] لگا جاتے اگر کھول دیتے اسی قصہ کا مختصر آگے مذکور ہے یعنی بس اُن (مریم علیہا السلام) کو اُن کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر انکو نشو ونما دیا اور (حضرت) زکریا (علیہ السلام) کو ان کا سرپرست بنایا (سو) جب کبھی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) ان کے پاس اُسی عمدہ مکان میں (جس میں انکو رکھا تھا) تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو خزانہ غیب ہے اس میں سے آئیں بیشک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں (جیسا اس موقع پر محض فضل سے بے وقت عطا فرمایا) **ف** یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو قبول کرلیا اسکی ظاہری علامت یہ تھی کہ اس قرعہ عجیبہ میں جو بطور معجزہ تھا حضرت زکریا علیہ السلام غالب ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی مرضی تھی کہ یہ ان کے پاس رہیں اور پلیں اسی بنا پر قبول کی نسبت اور نیز حضرت زکریا علیہ السلام کو کفیل بنانے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ عمدہ طور پر ان کو نشو ونما دیا اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ ابتدا سے عبادت و طاعت میں مشغول تھیں۔ دوسرے یہ کہ اور بچوں کی معمولی نشو ونما سے ان کا ظاہری نشو ونما زائد تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام جو ان سے پوچھتے تھے کہ یہ کہاں سے آیا تو وجہ اس کی یہ تھی کہ بجز ان کے اس مکان میں کوئی نہ آسکتا تھا خود قفل لگا جاتے اور خود آکر کھولتے دوسرے وہ چیزیں بھی بے فصل میوے ہوتے تھے اس لئے تعجب ہوتا تھا سو وہ رزق محض عالم غیب سے آتا تھا اور یہ قصہ کرامت تھی حضرت مریم علیہا السلام کی جس کا ثابت ہونا اولیاء اللہ کے لئے مذہب ہے اہل سنت والجماعت کا اور ان اللّٰہ یرزق کا مضمون ممکن ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام ہی کا قول ہو اور ممکن ہے کہ نقل قصہ کے بعد خود حق تعالیٰ کا ارشاد ہو **قصہ دعای زکریا علیہ السلام** هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ اس موقع پر دعا کی حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھ کو خاص[3] اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بیشک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے **ف** اس موقع کا مطلب[4] یہ ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے بے فصل میوے آتے ہوئے دیکھے تو سمجھے کہ گو میں اور میری بی بی اسباب عادیہ کے اعتبار سے قابل توالد کے نہیں رہے جیسا اگلی ہی آیت میں ہے۔ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ لیکن ان میووں کی طرح خلاف عادت آتے ہیں اگر میرے بھی خلاف عادت اولاد ہوجائے تو بعید نہیں اور گو قدرت خداوندی کے پہلے سے بھی معتقد تھے کیونکہ نبی تھے اور عقائد حقہ لوازم نبوت سے ہیں لیکن خلاف عادت ہونے کی وجہ سے درخواست کی جرأت نہ کرتے تھے اب چونکہ میووں سے کرامت کو کرشمہ مشاہدہ کرنے سے اس خاص وقت میں ایک گونہ عادت معلوم ہوتی جس سے مانع سوال کا مرتفع ہوگیا اس لئے درخواست پیش کی اور اچھی کا مطلب یہ ہے کہ بابرکت ہو اور نیک کردار ہو اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا چند جگہ مختلف مضامین سے منقول ہے سو ممکن ہے کہ اس دعا میں سب مضامین ہوں حسب مناسبت مقام کہیں کوئی نقل کردیا کہیں کوئی۔

مسائل السلوک

المتن قوله تعالى هنالك دعا زكريا ربه الى قوله الآيات قال العبد الضعيف فيه مسئلتان ذكرتهما في سورة مريم عليها السلام الاول ان طلب الولد لا ينافي التوكل والثانية ان سوال الاسباب من الادب السعيد القربانية الادب اقول في الاولى فيه اذ كان الغرض دينيا كما قال عليه السلام بتنبيه واني خفت الموالي الآية ويؤخذ منه مسألة اخرى ان تمني بقاء الطريقة من سنن الانبياء عليهم السلام كما استنبط المشائخ في الوجه الثاني ان زكريا عليه السلام كان شيخا وكان مرشدا للناس تمادى ولم يجد من يخلفه في النبوة فطلب من ربه ولدا حقيقيا يقوم مقامه في تربية الناس وهذا ايضا هم قال رب هب لي من لدنك ذرية طيبة اي مطهرة من لوث الاشتغال بالسوء منفردة عن رذائلها مقدسة من شهواتها اه اقول والدعاء بقيد الطيبة دل على ان الاحتراز من شر الطبائع عزة الاصفياء ممن كرهوا من ذرية النسبية اولا ولا زال النسبية وما اشتاع عن بعضهم من ضد ذلك التمني فانما هو من غلبة الحال او محمول على التفويض اذ لم يكن مقدرا عند الله تعالى قوله تعالى قال رب اجعل لي آية دل على ان سوال آية الطمانينة لا ينافي اليقين ولا الادب كما ان ابراهيم عليه السلام سأل ربه تعالى ان يريه كيف يحيي الله الموتى۔ انتهى القول۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اللغات قوله هنالك في روح المعاني هنا ظرف مكان واللام للبعد كما في ذلك والكاف للخطاب اي ذلك المكان حيث هو قاعد عند مريم في محراب ويجوز ان يراد به الزمان مجازا اه قلت وتاخير جهتي يقولي اس موقع لرعاية كلا المعنيين واشرت ايضا الى كونه للبعد فافهم قوله ذرية طيبة الذرية في المشهور النسل تقع على الواحد والجمع والذكر والانثى والتانيث والتذكير تارة يكونان على اللفظ واخرى على المعنى وهذا في اسماء الاجناس ۱۲

ملحقات الترجمۃ [1] **قوله** بنا بر بعض روایات الخ الروايتان في روح المعاني ونسب عدم الرضاعة الى الجل وروى الثبوت الظهر لها عن ابن عباس برواية ابن بشر۔ [2] **قوله** قفل لگا جاتے نقلہ روح المعاني برواية ابن جرير عن الربيع [3] **قوله** خاص الخ في لدنك ولدا من زيادة القرب ما ليس في عندك۔ [4] **قوله** في ان مطلب یہ ہے لکھا اور رواہ في روح المعاني عن ابن بشر وابن عساكر عن الحسن [5] **قوله** گو رکہ یدل علیہ قوله تعالى كلما ۔۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ

پس پکار کے کہا ان سے فرشتوں نے وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ کی جن کے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے

اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ

اور مقتدا ہونگے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہونگے اور نبی بھی ہونگے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھکو بڑھاپا

الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ○ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ

آپہنچا اور میری بی بی بھی بچہ جننے کے قابل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہو جاویگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار میرے واسطے کوئی

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ○ ع

نشانی مقرر کر دیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکوگے بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو اور تسبیح کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح بھی۔

اجابت دعای زکریا علیہ السلام فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ (الیٰ قولہ) وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

پس پکار کے کہا ان سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ (نام اولاد ہونے) کی جن کے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت) کی تصدیق کرنے والے ہونگے اور دوسرے مقتدا (دین کے) ہونگے اور تیسرے اپنے نفس کو (لذات سے) بہت روکنے والے ہونگے اور چوتھے نبی بھی ہونگے اور (پانچویں) اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے ف محراب سے مراد یا تو مسجد بیت المقدس کی محراب ہے یا مراد اس سے وہ مکان ہے جس میں حضرت مریم علیہا السلام کو رکھا کرتے تھے کیونکہ اس جگہ محراب کے معنی عمدہ مکان کہیں اور کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ محض خدا تعالیٰ کے حکم سے خلاف عادت بلا واسطہ باپ کے پیدا کئے گئے انکی تصدیق کا اس لئے ذکر کیا کہ دونوں صاحب ایک زمانہ میں تھے البتہ یحییٰ علیہ السلام ان سے کچھ بڑے تھے اور لذات سے روکنے میں مباح خواہشوں سے بچنا داخل ہو گیا جیسا کھانا اچھا پہننا نکاح کرنا وغیرہ وغیرہ اس صفت کو موقع مدح میں فرمانے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ افضل طریقہ یہی ہے حالانکہ احادیث سے نکاح کی فضیلت معلوم ہوتی ہے سو تحقیق یہ ہے کہ جس شخص کی حالت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سی ہو کہ ان پر شغل آخرت اس قدر غالب تھا کہ انکو اہل و عیال کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ہو ایسے شخص کیلئے یہی افضل ہے سو جن احادیث میں فضیلت نکاح کی آئی ہے اس میں یہ بھی قید ہے من استطاع منکم الباءۃ اور شائستگی کے اعلیٰ درجہ سے مراد وہ درجہ ہے جسکا ہونا بھی منافی نبوت نہیں پس وصف نبوت کے بعد اسکا ذکر کرنا غیر مفید نہ ہوا خوب سمجھ لو اور فرشتوں کا انکی نماز میں باتیں کرنا باوجودیکہ باتوں سے حضور قلب فوت ہو جاتا ہے اس لئے منافی نہ تھا کہ وہ پیغام خدا تعالیٰ کا تھا اسکی طرف توجہ عین حضور قلب ہے قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ (الیٰ قولہ) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ○ (حضرت زکریا علیہ السلام) نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھ کو بڑھاپا آپہنچا اور میری بی بی بھی (کبر سن کی وجہ سے)

النحو قولہ فنادتہ فی روح المعانی ظاہر قولہ تعالیٰ فی مریم انا نبشرک اعقاب التبشیر الدعاء بلا تراخ عنہ اہ قلت والفاء للتعقیب بلا مہلۃ واتران بین الدعاء والاجابۃ اربعین سنۃ لا یوجد کہ اثر فی الصحاح کما فی روح المعانی وایضا فیلزم بذلک عار کما یمکن ان یکون فی مبادی الامر ممکن ان یکون فی اواخرہ قبل حمل مریم اہ قلت وہو قریب لما یلیل علیہ کلمت کلما من تکرار المشاہدۃ والظاہر منہ حصول الدعاء بعد مشاہدات کثیرۃ قولہ مصدقا حال مقدرۃ من یحییٰ قولہ کذٰلک بہ تم الجواب والعامل مقدر ای یکون لک غلام وانت کذٰلک من الشیخوخۃ وکون امرأتک عجوزا وقولہ اللّٰہ یفعل جملۃ وقد صرحت بوجہ الترکیب فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ الملٰئکۃ ای جبرئیل وحدہ کما اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود فالجمع ہہنا مجاز عن الواحد للتنظیم وقیل الجمع علی حالہ والمنادی کان جملۃ من الملٰئکۃ قولہ بلغنی الکبر فی روح المعانی اسند البلوغ الی الکبر توسعا فی الکلام کان الکبر طالب وہو المطلوب قولہ تعالیٰ اٰیتک الخ فی روح المعانی و احسن الجواب اخذ من السوال کما قیل لائی تمام لم تقول ما لا یفہم فقال لم لا تفہم ما یقال کانہ قیل اٰیۃ حصول النعمۃ ان تمنع عن الکلام الا الشکر اذ یناسب علی ان سوال الاٰیۃ منہ علیہ السلام انما کان لتلقی النعمۃ بالشکر ۱۲

اختلاف القراءۃ - قولہ ان اللّٰہ بالفتح ای بان اللّٰہ وقرأ نافع وحمزۃ وابن عامر بالکسر علی ارادۃ القول او لان النداء نوع منہ ۱۲

تحقیقات الترجمۃ ۱ قولہ مقتدا فی روح المعانی جوزان یراد ما ہو اصل معنی وقایۃ الامر اں تک ریاسۃ شرعیۃ ۱۲ ۲ قولہ روکنے والے کما فی روح المعانی الحصور المبالغ فی حصر النفس وحبسہا عن الشہوات مع القدرۃ ۱۲ ۳ قولہ اعلیٰ درجہ کے شائستہ فی روح المعانی المراد من الصلاح ما فوق الصلاح الذی لابد منہ فی منصب النبوۃ من اقاصی مراتبہ وعلیہ بنی دعاء سلیمان علیہ السلام وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین ۱۲ ❖

(بقیہ ص ۱۵)
ترجمہ مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ ہنالک دعا زکریا ربہ
اسمیں بعض مسائل ہیں جو سورۂ مریم میں بھی مذکور ہونگے اول یہ کہ اولاد کی خواہش کرنا زہد کے منافی نہیں دوم یہ کہ سبب کا اسباب عادیہ سے سوال کرنا ادب کے منافی نہیں سوم مسئلہ اعلیٰ کہنا ہوں کہ خصوص جبکہ کسی بزرگ کی صحبت سے ہو جیسا زکریا علیہ السلام ...
فرمایا وانی خفت الموالی الخ ۱۲
اور ایک اور مسئلہ خود ہو سکتا ہے وہ یہ کہ یہ مسئلہ ... علیہ السلام ... سن ... ہے جیسا کہ روح المعانی میں بھی اس مسئلہ کو مستنبط کیا ہے کہ حضرت زکریا بوڑھے تھے مگر بوجہ مرشد ہونے کے بیرحب ... جمال دیکھی ترغیب ... کو حرکت ہوئی اور حق تعالیٰ سے ایسے فرزند صادق کی درخواست کی جو لوگوں کی تربیت میں انکے قائم مقام ہو سکے اور یہ دعا کی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ یعنی جو ماسوی کے التفات سے مطہر ہو اور شہوات سے مقدس ہو آخر۔
... یہ کہ ترتیب کی دعا سے دعا کرنا اسپر دال ہے کہ طلب ... اس ... سے یہ حضرت ... اور ... بزرگوں سے جو اس قسم کی عدم منقول ہے تو وہ غلبہ حال ... انھوں نے تفویض ... حضرت زکریا علیہ السلام ... دعا رب اجعل لی اٰیۃ ... کہ ... سوال کرنا ... کے منافی نہیں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ... دکھلا دیجئے ۱۲

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى

اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلا شک اللہ تعالیٰ نے تمکو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

مقابلہ میں منتخب فرمایا اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو اُن لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنیوالے ہیں

بچہ جننے کے قابل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ ایسی حالت میں لڑکا ہو جاویگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار (تو پھر) میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے (جس سے مجھکو معلوم ہو جاوے کہ اب حمل ہو گیا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک بات نہ کر سکو گے بجز (ہاتھ یا سر وغیرہ کے) اشارہ کے (جب یہ نشانی دیکھو تو سمجھ جانا کہ اب گھر میں امید ہے) اور (اس زمانہ میں جب آدمیوں سے گفتگو کرنے پر قدرت نہ رہے ذکر اللہ پر قادر رہو گے سو) اپنے رب کو (دل سے بھی) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (و تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اس کی قدرت رہیگی) ف باوجودیکہ قدرت خداوندی کے معتقد بھی تھے اور نمونہ کا گرمشاہدہ بھی کر چکے تھے اور خود ہی درخواست کی تھی۔ اور اجابت کا علم بھی ہو گیا۔ پھر اس کہنے کے کیا معنے کہ کس طرح لڑکا ہوگا بات یہ ہے کہ یہ کہنا بطور استبعاد کے نہیں تاکہ شبہ کی گنجائش ہو بلکہ[۱] مقصود کیفیت دریافت کرنا ہے کہ آیا ہم دونوں میاں بی بی کی جو حالت موجودہ ہے کہ دونوں[۲] خوب بوڑھے ہیں یہی حالت رہیگی یا کچھ اسمیں تبدیل کی جاوے گی پس حاصل جواب یہ ہوا کہ نہیں بوڑھے ہی رہو گے پھر اولاد ہوگی اب اسمیں کوئی اشکال نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ لڑکے کیسے ہوگا لڑکا ہونا کیلئے نام سے معلوم ہو گیا اور نشانی کی جو درخواست کی اُس کی وجہ یہ ہے کہ خوشی جلدی ہو جاوے دوسرے پہلے ہی سے شکر میں مشغول ہوں اور یہ نشانی جو مقرر کی گئی کہ آدمیوں کے ساتھ کلام کرنیکی قدرت نہ رہیگی اسمیں لطافت یہ ہے کہ نشانی کی درخواست سے جو اُنکا مقصود تھا کہ ادائے شکر کریں نشانی ایسی تجویز کی گئی کہ بجز اُس مقصود کے دوسرے کام ہی کے نہ رہیں گے سو نشانی کی نشانی ہو گئی اور مقصود کا مقصود بدرجۂ اتم حاصل ہو گیا پس یہ عدم[۳] کلام اضطراری تھا اور نشانی بننے کی صلاحیت اسی میں واضح ہے بخلاف عدم کلام اختیاری کے کہ اُسکا نشان بننا محتاج تکلف ہے جسکے ارتکاب کی کوئی ضرورت نہیں پھر اسکی کوئی دلیل بھی نہیں اور بعضی آیتوں میں تین رات آیا ہے مراد تین دن اور تین رات ہیں پس دونوں آیتیں صحیح ہیں اور گو ان ایام میں وہ خود ہی ذکر و تسبیح میں مشغول رہتے کیونکہ مقصود نشان پوچھنے سے یہی تھا لیکن اظہار شان ذکر کیلئے اور اُنکے مقصود کے اظہار استحسان کیلئے حق تعالیٰ نے بھی اسکا ذکر فرمایا اور صبح شام سے یا تو کنایہ جمیع اوقات سے ہے یا صرف دن دن مراد ہے پس شب کو بوجہ وقت خواب ہونیکے تمام شب ذکر کا امر نہیں ہوگا ربط اوپر سے قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا چلا آتا ہے درمیان میں بوجہ مناسبت کے قصہ حضرت ذکریا علیہ السلام کا آگیا تھا آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ پورا فرماتے ہیں اتمام قصہ حضرت مریم علیہا السلام وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ (الی قولہ) وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ (اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے) کہا اے مریم بلا شک اللہ تعالیٰ نے تمکو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہے اور (تمام ناپسندیدہ افعال و اخلاق سے) پاک بنایا ہے اور (مقبول فرمانا کچھ ایک دو عورتوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ[۴] اُس زمانہ کی) تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہے اور فرشتوں نے یہ بھی کہا کہ اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ (یعنی نماز ادا) کیا کرو اور (نماز میں) رکوع (بھی) کیا کرو اُن لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں ف بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ بعض یہود نے نماز میں رکوع چھوڑ دیا تھا جیسے بعضے ہم میں قومہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعضے رکوع کرتے تھے اس لئے حکم فرمایا کہ نماز کے طریقہ میں اُن لوگوں[۵] کے ساتھ رہنا جو رکوع بھی کیا کرتے ہیں پس مقصود اہتمام ہے رکوع کا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ امر منقول کسی کے نزدیک ثابت نہ ہو تو علاوہ وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فرائض صلوٰۃ میں قیام و سجود کی ہیئت میں عادۃً خلل کم ہو سکتا ہے بخلاف رکوع کے کہ اسکی ہیئت میں خلل زیادہ محتمل ہے جیسا کہ اکثر

ملحقات الترجمۃ [۱] قولہ بلکہ مقصود کیفیت کما فی روح المعانی ای بمعنی کیف [۲] قولہ دونوں خوب بوڑھے تھے ہذا العقر کما ہو الکبر السن فلا یلزم الانکار فی قولہ کذٰلک علی ما قررت بان العقر لما کان منافیا للولادۃ فکیف یجتمع المتنافیان لا سیما مع قولہ تعالیٰ واصلحنا لہ زوجہ فانہ یدل بظاہرہ علی زوال العقر فافہم و فی عمرہ مائۃ و عشرون و فی عمرہا تسعون و تسعون ۱۲ [۳] قولہ اضطراری تھا کذا فی روح المعانی ۱۲ [۴] قولہ اس زمانہ کی فلیس نص فی تفضیلہا مطلقا و المسئلۃ مسکوت عنہا ۱۲ [۵] قولہ اُن لوگوں کے ساتھ رہنا الخ فالمعیۃ کہی فی قولہ کونوا مع الصادقین لا المعیۃ الحسیۃ فلا یلزم الجماعۃ لعدم الجماعۃ ۱۲ ٭

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ الخ قال العبد الضعیف فیہ جواز کلام الملٰئکۃ مع غیر الانبیاء علی ما علیہ الجمہور من انہا لم تکن نبیۃ والکلام المخصوص بالانبیاء ہو الذی للتبلیغ انتہی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ الخ اس سے غیر انبیاء کے ساتھ ملائکہ کا ہمکلام ہونا ثابت ہوا ہے اور جو کلام ملائکہ مخصوص بانبیاء ہے وہ وہ ہے جو تبلیغ کیلئے ہو ۱۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ

یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم ان کی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس اور آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اُس وقت موجود تھے جبکہ وہ اپنے اپنے قلموں کو ڈالتے تھے

اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرے اور نہ آپ انکے پاس اُس وقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے

مشاہدہ ہے کہ رکوع میں لوگ کم جھکتے ہیں جس سے وہ اقرب الی القیام رہتا ہے اور چونکہ اس ہیئت میں معاینہ کو ایک خاص دخل ہے اسلئے مع الراکعین بڑھا دیا گیا جس طرح سے کامل راکعین کیا کرتے ہیں ویسا کیا کرنا دوسری بات قابل تحقیق یہ ہے کہ فرشتوں کا کلام کرنا خواص نبوت سے نہیں جیسا صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی کو فرشتوں کا سلام کرنا مروی ہے نبوت کا خاصہ وہ کلام ہے کہ ایسے شخص سے کیا جاوے جو مامور بالتبلیغ ہو تو اُس کلام خاص کی تبلیغ کا امر ہو اور لفظ نساء سے جو کہ خاص ہے بالغہ کے ساتھ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہنا فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام کے جوان ہونے کے بعد تھا اور اس بنا پر اصطفا کے مکرر لانے کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلا اصطفا بچپن کا ہو مثلاً انکا نذر میں مقبول ہونا ان کی کرامت بے فصل میووں کے آنے میں ظاہر ہونا وغیرہ وغیرہ اور اصطفاء ثانی جوانی کا ہو جیسے فرشتوں کا کلام کرنا اور بے شوہر کے بچہ پیدا ہونیکی کرامت پھر ان بچہ ہی کی زبان سے انکی براءت ثابت ہونیکی کرامت وغیرہ وغیرہ ربط اوپر اور آگے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں کے قصے کچھ کچھ مذکور ہیں اور چونکہ واقعات خفیہ کی اس طور پر خبر دینا کہ نہ کسی سے سنا ہو نہ خود دیکھا ہو نہ کسی کتاب میں پڑھا ہو جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان تھی منجملہ خوارق عادات کے ہے جو بشرط دلیل ہے نبوت کی اسلئے اگلی آیت میں آپکی نبوت پر ان قصص کے اخبار سے استدلال فرماتے ہیں استدلال القصۃ ہائے مذکورہ بر نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ الی قولہ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ یہ قصے جو اوپر مذکور ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے بوجہ اسکے کہ آپکے پاس کوئی ذریعہ ظاہری انکے معلوم کرنے کا نہ تھا منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس (اسکے ذریعہ سے آپ یہ خبریں معلوم کر کے اوروں کو بتلاتے ہیں) اور (ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت مریم علیہا السلام کے رکھنے میں اختلاف کر رہے تھے جسکا فیصلہ اخیر میں قرعہ پر قرار پایا تھا آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اُس وقت موجود تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو پانی میں ڈالتے تھے (اور صورت قرعہ نکلنے کی یہ قرار پائی تھی کہ جس کا قلم پانی کی حرکت کے خلاف اُلٹا بہجاوے وہ مستحق سمجھا جاوے سو قرعہ سے غرض اس امر کا طے کرنا تھا کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت پرورش کی کرے (پس آپ نہ تو اُس وقت موجود تھے) اور نہ آپ انکے پاس اُس وقت موجود تھے جبکہ وہ لوگ (قبل قرعہ اس مقدمہ میں) باہم اختلاف کر رہے تھے جسکے رفع کی ضرورت کے لئے یہ قرعہ قرار پایا اور ان خبروں کے دریافت ہونیکے لئے دوسرے وسائط کا نہ ہونا بھی یقیناً معلوم ہے پس ایسی حالت میں یہ اخبار آپکی نبوت کی دلیل ہے فٓ اوپر جو ایک آیت میں کفلہا زکریا فرمایا تھا اسمیں اس قصۂ قرعہ کی طرف اشارہ تھا جسکی تفصیل بیان کرنیکا وعدہ اُس آیت کے ترجمہ کے ذیل میں کیا گیا تھا اور یہ صورت قرعہ کی خارق عادت تھی جسمیں حضرت زکریا علیہ السلام کا کامیاب ہونا انکا معجزہ تھا فٓ ۲ شریعت محمدیہ میں حنفیہ کے مسلک پر قرعہ کا یہ حکم ہے کہ جن حقوق کے اسباب شرع میں معلوم و متعین ہیں انمیں قرعہ ناجائز و داخل قمار ہے مثلاً شئی مشترک میں جسکا نام نکل آوے وہ سب لے لے یا جس بچے کے نسب میں اختلاف ہو اسمیں جسکا نام نکل آوے وہی باپ سمجھا جاوے اور جن حقوق کے اسباب مفوض الی الرای ہوں ان میں قرعہ جائز ہے مثلاً دار مشترکہ کی تقسیم میں قرعہ سے زید کو شرقی حصہ دے دینا اور عمرو کو غربی حصہ دے دینا کہ بلا قرعہ اتفاق شریکین یا قضائی قاضی سے بھی جائز تھا۔ ربط اوپر کی آیت بطور جملہ معترضہ کے تھی جو اثبات نبوت کے لئے لائی گئی تھی آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ مذکور ہے جسمیں زیادہ مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا ہے

النحو قال البیضاوی ایہم یکفل متعلق بمحذوف دل علیہ یلقون ای یلقونہا ینظروا ویعلموا ایہم یکفل ۱۲

البلاغۃ قولہ وما کنت لدیہم قال البیضاوی المراد تقریر کونہ وحیاً علی سبیل التہکم بمنکریہ فان طریق معرفۃ الوقائع المشاہدۃ والسماع وعدم السماع معلوم لا شبہۃ فیہ

عندہم فبقی ان یکون الاتہام باحتمال العیان ولا یظن بہ عاقل ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ صورت قرعہ الی قولہ سمجھا جاوے کذا فی تفسیر الجلالین

۲ قولہ فی حرف دخل ثمار انہ تعلیق ملک علی الخطر ۱۲

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ

جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اسکا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم

مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا

ہوگا باآبرو ہونگے دنیا اور آخرت میں اور منجملہ مقربین ہونگے اور آدمیوں سے کلام کرینگے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور

وَمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ط قَالَ

شائستہ لوگوں میں سے ہونگے حضرت مریم علیہا السلام بولیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

کہ ویسے ہی ہوگا اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کردیتے ہیں جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہوجا بس وہ چیز ہوجاتی ہے

تتمہ کلام ملائکہ علیہم السلام با حضرت مریم علیہا السلام و آغاز قصہ عیسیٰ علیہ السلام إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ (الیٰ قولہ) وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ (اسوقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے یہ بھی) کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا (یعنی ایک بچہ پیدا ہونے کی جو بلا واسطہ باپ کے پیدا ہونے کے سبب کلمۃ اللہ کہلاوے گا) اسکا نام (و لقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا (انکے یہ حالات ہونگے کہ) باآبرو ہونگے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) دنیا میں (بھی کہ ان کو نبوت عطا ہوگی) اور آخرت میں (بھی کہ اپنی امت کے مؤمنین کے باب میں مقبول الشفاعت ہونگے) اور (جیسے ان میں نبوت و شفاعت کی صفت ہوگی جسکا تعلق دوسروں سے بھی ہے اسی طرح ذاتی کمال کے ساتھ بھی موصوف ہوں گے) منجملہ مقربین (عند اللہ) ہونگے اور (صاحب معجزہ بھی ہونگے کہ) آدمیوں سے (دونوں حالت میں یکساں) کلام کرینگے گہوارہ میں (یعنی بالکل بچپن میں بھی) اور بڑی عمر میں (بھی دونوں کلاموں میں تفاوت نہ ہوگا) اور (اعلیٰ درجہ کے) شائستہ لوگوں میں سے ہونگے **ف** اس شائستگی کی حقیقت ابھی اوپر لفظ صالحین کی تفسیر میں گذر چکی جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے یہ لفظ آیا ہے اور بشارت کا دینا سورہ مریم میں حضرت جبرئیل کیطرف بعنوانِ دیگر منسوب ہے اسلئے بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہاں بھی ملائکہ سے مراد صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں انکو جمع کے لفظ سے تعبیر کرنا باعتبار معنی جنسی کے ہے جیسے محاورہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء یہ کہتے ہیں خواہ ایک ہی عالم سے سنا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوں اور انہوں نے بھی خواہ تفصیلاً خواہ تصدیق بشارت جبرئیلی کر کے اجمالاً یہ بشارت دی ہو اور کلمۃ اللہ اور ابن مریم دونوں میں اشارہ ہے انکے بے باپ پیدا ہونے کی طرف ورنہ باپ کی طرف نسبت ہوتی اور بچپن میں بولنے کا قصہ سورہ مریم میں آویگا

تعجب حضرت مریم علیہا السلام از بشارت تولد عیسیٰ بدون پدر و جواب تعجب قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ (الیٰ قولہ) إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ حضرت مریم علیہا السلام بولیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھکو کسی بشر نے (صحبت کے طور پر) ہاتھ نہیں لگایا (نہ جائز طریق سے نہ ناجائز طریق سے اور عادۃً بچہ بدون مرد کے پیدا نہیں ہوتا تو معلوم نہیں کہ ویسے ہی محض قدرت خداوندی سے بچہ ہوگا یا مجھکو نکاح کا حکم کیا جاویگا) اللہ تعالیٰ نے (جواب میں فرشتے کے واسطے سے) فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں (یعنی کسی چیز کے پیدا ہونے

اللغات فی روح المعانی الکھل ابن ثلاث و ثلثین … و تخصیص الذکر بکونہ زمان کمال العقل و اعتدال الکلام … کما فی روح المعانی وقد رفع علیہ السلام قبل التکھل کما قال فی روح المعانی ان ذھب سعید بن المسیب و زید بن اسلم الی انہ علیہ السلام رفع الی السماء وھو ابن ثلث و ثلثین سنۃ … و ابن جریر بسند صحیح عن کعب الاحبار و یؤیدہ ما اخرجہ ابن جریر عن ابن زید فی الایۃ قال قد کلمھم فی المھد و سیکلمھم اذا قتل الدجال و ھو یومئذ کہل انتھی دلت الایۃ علی نزولہ الی الارض فافھم المسیح قال البیضاوی اصلہ بالعبریۃ مشیحا و معناہ المبارک و عیسیٰ معرب ایشوع و معناہ السید ۱۲ **النحو** فی روح المعانی و البیضاوی نصب وجیھا علی انہ حال مقدرۃ من کلمۃ و سوغ مجیئ الحال منھا مع انہا نکرۃ وصفھا بما بعدہا و التذکیر باعتبار المعنی و من المقربین معطوف علی وجیھا ای و مقربا من جملۃ المقربین و یکلم عطف علی الحال ایضا و أوّلہ بالاسم و قولہ فی المھد کہلا انما المجموع حال … ان المقصود التسویۃ و من الصلحین حال ثالث من کلمۃ اھ قلت … ترجمۃ یہ حالات ہونگے اسمہ مبتدا اور المسیح خبر اول و عیسیٰ خبر ثان و ابن مریم صفۃ و انما سمی المسیح اسما مع انہ لقب لان الاسم علامۃ المسمی و الممیز لہ عمن سواہ فیعم العلم و اللقب … ترجمہ **ملحقات الترجمۃ ۱۲ قولہ** مقبول الشفاعۃ یعطی کیون قطعۃ عیسیٰ علیہ السلام من خواص شفاعتہ ویکون بقولہ تعالیٰ ینفع الصادقین … عن قبولہا فی حق المؤمنین ۱۲ **قولہ** صحبت کے طور پر اشارۃ الی ان المس کنایۃ عن الوطی کما فی روح المعانی ۱۲

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ

اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم فرماویں گے کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل۔ اور ان کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے کہ میں تم لوگوں کے پاس

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ

کافی دلیل لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ پرندہ بن جاتا ہے خدا کے

اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا

حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو

تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا

اور جو رکھ آتے ہو۔ بلاشبہ ان میں کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لئے اگر تم ایمان لانا چاہو۔ اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ

تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس

رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

دلیل لے کر آیا ہوں حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ بیشک اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں سو تم لوگ ان کی عبادت کرو بس یہ ہے راہ راست

کیلئے صرف انکا چاہنا کافی ہے کسی واسطہ وسبب خاص کی انکو حاجت نہیں اور انکے چاہنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اسکو کہہ دیتے ہیں کہ موجود ہو جا بس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے (پس اگر سبب اور واسطہ کے بدون موجود ہو جاتی ہے تو اسی طرح ہو جاتی ہے اور اگر وسائط و اسباب کے قبل موجود ہو) یا وہ اسی طرح ہو جاتی ہے **ف** اسکی دلیل عقلی یہ ہے کہ اسباب و وسائط بھی آخر تو ہیں مگر ان کیلئے بھی اسباب و وسائط کی حاجت ہوتی ہیں بھی یہی کلام ہوگا جس سے تسلسل محال لازم آویگا اور اگر حاجت نہ ہو تو وسائط و دیگر اشیاء اسمیں تساوی ہیں دیگر اشیاء کا پیدا ہونا بھی بلا وسائط ممکن ہوگا اور اس ممکن کی خبر مخبر صادق نے دی ہے پس اعتقاد اس کے وقوع کا لازم ہوگا خوب سمجھ لو کن فیکون کی تحقیق پارہ اول کے ختم کے قریب گذر چکی ہے اعتراض تکرار نہیں **بشارت فضائل عیسیٰ علیہ السلام** وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اور اے مریم اس مولود مسعود کی یہ فضیلتیں ہونگی کہ اللہ تعالیٰ انکو تعلیم فرماوینگے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں بالخصوص توریت اور انجیل اور انکو تمام بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر یہ مضمون دیکر بھیجیں گے کہ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ ... مستقیم یعنی میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لیکر آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے (یقین لانے کے) لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس (مصنوعی شکل) کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ سچ مچ کا جاندار پرندہ بنجاتا ہے خدا کے حکم سے ایک معجزہ یہ ہوا کہ میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے یہ دوسرا معجزہ ہوا اور میں تمکو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں رکھ آتے ہو یہ چوتھا معجزہ ہوا) بلا شبہ ان (معجزات مذکورہ) میں (میرے نبی ہونے کی) کافی دلیل ہے تم لوگوں کیلئے اگر تم ایمان لانا چاہو اور میں اس طور پر آیا ہوں۔

النحو قولہ یعلمہ کلام مبتدأ ذکر تطییباً لقلب ... قولہ رسولا منصوب بمضمر ... بالجر الیہ المعنی معطوفاً ... قولہ بآیۃ ای متلبساً بآیۃ قولہ انی اخلق لکم بدل من قولہ بآیۃ وقرأ نافع ... قولہ کہیئۃ الطیر ای ... بمحذوف ... قولہ مصدقا ... قولہ ولاحل لکم ... [illegible]

البلاغۃ الکتب اللام للجنس ... [illegible]

اختلاف القراءۃ قولہ یعلمہ وفی قراءۃ نعلمہ ۱۲

لحقات الترجمۃ **۱ قولہ** ان کے چاہنے کا طریقہ اشارۃ الی وجہ خلق الشئ ... **۲ قولہ** ف اور اگر حاجت نہ ہو ... **۳ قولہ** تمام بنی اسرائیل ... [illegible]

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ واحی الموتی باذن اللہ الخ قال العبد الضعیف فیہ اصل لما نقل عن بعضہم من نسبۃ افعال تختص باللہ تعالیٰ الی نفسہ فی غلبۃ الحال بتاویل التجوز واہل الادب منہم یقیدونہ بما قیدہا بہ المسیح علیہ السلام من قولہ باذن اللہ انتہی القول **قولہ** ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم قال العبد الضعیف ویقاس علیہ تربیۃ احد الشیوخ مریدی شیخ آخر قد مضی او بعد من الموافقۃ فی الاصول وتصرف فی بعض الفروع حسبما یقتضیہ حال المرید انتہی القول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واحی الموتی باذن اللہ الخ اس میں ان اقوال کی اصل ہے جو بعض سے غلبہ حال میں منقول ہوئے ہیں جن میں انہوں نے مجازاً اپنی طرف ایسے افعال کی نسبت کی ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا احیاء اور ان میں جو اہل ادب ہیں وہ ان میں مثل مسیح علیہ السلام کے باذن اللہ کی قید لگا دیتے ہیں **قولہ تعالیٰ** ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم اسی پر قیاس کیا جاتا ہے مالک شیخ کا دوسرے کسی شیخ کے چھوڑے ہوئے یا بعد ہونے کے مرید کو تربیت کرنا اس طرح کہ اصول میں اسکی موافقت کرے اور بعض فروع میں کچھ تغیر و تبدل کرے جیسا حالت مرید کا مقتضا ہو ۱۲

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ

سو جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اُن سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے

اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اسکے گواہ رہیئے کہ ہم فرمانبردار ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے اُن چیزوں پر جو آپ نے نازل فرمائیں

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور پیروی اختیار کی ہم نے رسول کی سو ہم کو اُن لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو تصدیق کرتے ہیں

کہ تصدیق کرتا ہوں اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے (نازل ہوئی) تھی یعنی توراۃ کی اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کیواسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کردوں جو شریعت موسٰی علیہ السلام میں) تم پر حرام کردی گئی تھیں (سو اُن کی حرمت میری شریعت میں منسوخ ہوگئی) اور میرا یہ دعوٰی نسخ بلادلیل نہیں ہے بلکہ میں ثابت کرچکا ہوں کہ) میں تمہارے پاس (نبوۃ) دلیل لیکر آیا ہوں (اور صاحب نبوۃ کا قول دعوٰی نسخ میں حجت ہے) حاصل یہ کہ (جب میرا نبی ہونا دلائل سے ثابت ہوچکا تو میری تعلیم کے موافق) تم لوگ اللہ تعالیٰ (کی مخالفت حکم) سے ڈرو اور (دین کے باب میں) میرا کہنا مانو (اور خلاصہ میری دینی تعلیم کا یہ ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں (یہ تو حاصل ہے تکمیل عقیدہ کا) سو تم لوگ اُس (رب) کی عبادت کرو (یہ حاصل ہوا تکمیل عمل کا) بس یہ ہے راہ راست (دین کی جس میں عقائد و اعمال دونوں کی تکمیل ہو اسی سے نجات و وصول الی اللہ میسر ہوتا ہے) ف پرندہ کی شکل بنانا تصویر تھا جو اُس شریعت میں جائز تھا ہماری شریعت میں اسکا جواز منسوخ ہوگیا اور ابراء اکمہ و ابرص کا امکان اگر اسباب طبعیہ سے ثابت ہوجاوے تو وجہ اعجاز یہ تھی کہ بلا اسباب طبعیہ ابراء واقع ہوجاتا تھا **مآل معاملہ حضرت عیسٰی علیہ السلام با قوم خود**

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ (الی قوله) وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (غرض بشارت مذکورہ کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام اسی شان سے پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل سے مضمون مذکور کی گفتگو ہوئی اور معجزات ظاہر فرمائے مگر بنی اسرائیل آپ کی نبوت کے منکر رہے) سو جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اُن سے انکار دیکھا (اور انکار کے ساتھ درپے ایذا بھی پایا اور اتفاقاً کچھ لوگ ایسے بھی ملے جو حواریین کہلاتے تھے تو اُن حواریین سے) آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو (دین حق میں بمقابلہ مخالفین و منکرین کے) میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے (جس سے دعوت دین میں مجھ کو کوئی ایذا نہ پہنچاوے) حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے (دین کے) ہم اللہ تعالیٰ پر (حسب دعوت آپ کے) ایمان لائے اور آپ اس (بات) کے گواہ رہیئے کہ ہم (اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے) فرمانبردار ہیں (پھر زیادت اہتمام و توثیق کے لئے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ) اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے اُن چیزوں (یعنی اُن احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (اُن) رسول کی سو (ہمارا ایمان قبول فرماکر) ہم کو اُن لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو (مضامین مذکورہ کی) تصدیق کرتے ہیں (یعنی مومنین کاملین کے زمرہ میں ہمارا بھی شمار فرمائیے) ف امنا باللہ کے ترجمہ میں حسب صیغہ قریبہ ظاہر کردیے (حسب دعوت آپکے)

اللغات قال البیضاوی حواری الرجل خالصته من الحور وکانه نسبته الی الحور و زیادة الالف من تغییرات النسب ۱۲ (سع) وقیل کانوا لوکالبیسون بیض استنصر بهم عیسٰی علیہ السلام من الیهود و قیل قصارون یحورون الثیاب ای یبیضونها ۱۲

البلاغتہ۔ قوله احس قال البیضاوی تحقق کفرهم عنده تحقق ما یدرک بالحواس والاذ الکفر لا یحس قوله انصاری الی الله قیل بمعنی اللام کما فی البیضاوی والاخر ته هدۃ التکلف ذو ترجمته وارده کان الاليغ كما في روح المعاني ان یحمل علی معنی من ینضرنی منتهیا نصروای الله تعالی کما یقتضیه حرف الی انتهی اور دون تضمین کا نہ علیہ السلام طلب منهم من ینصرہ لله تعالی لا لغرض آخر مجا من نصرة الله تعالی فی نصرة رسوله وجوابهم شدید الطباق له اقلت وعلی کل فنصرة الله و نصرة رسول و نصرة دینه کلها متحدۃ فی المعنی فالطبق الجواب علی السؤال علی کل تقدیر ۱۲

الملحقات الترجمة سلہ قوله میرا یہ دعوی نسخ بلا دلیل نہیں اشارة الی ارتباط قوله جئتکم بآیة بمضمون قوله لاحل و اشار بقوله ثابت کرچکا ہوں الی کون قوله جئتکم مکررا او فائدته اختلاف الغرض فی الموضعین دلیل النبوة فی الاول و دلیل النسخ فی الثانی ۱۲ منه **سلہ قوله** حاصل اشارة الی

کون الفاء لترتیب وجوب الاتقاء والاطاعة علی ثبوت النبوة ۱۲ **سلہ قوله** خلاصه ای الجملة استئناف بیان لجملة فاتقوا الله ۱۲ **سلہ قوله** کہلاتے تھے ای قبل الایمان کما قال بعضهم انهم کانوا یبیضون الثیاب و بعد الایمان کما قال بعضهم لصفاء قلوبهم ۱۲ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

سلہ قوله ان حواریین سے دلیله ما فی الصف کما قال عیسٰی بن مریم للحواریین الخ ولا یشکل بقوله تعالی فیما بعد فآمنت طائفة من بنی اسرائیل و کفرت طائفة حیث یفهم منها ههنا کون غیر الحواریین کلهم کافرین ودلیل ما فی الصف علی کون بعضهم بنی اسرائیل المؤمنین ÷ لجواز ان یکون ذلک البعض مؤمنا لمکن ان یکون بعد هذا القول بزمان فلا تتجاه منافات فافهم ۱۲ ÷

سلہ قوله یعنی ترجمة اتبعنا الرسول اُن رسول اشارة الی العهد ۱۲ ÷ ÷

سلہ قوله تصدیق کرتے ہیں جملۃ ان الشاهد مصدق لقول المدعی ۱۲ ÷ ÷ ÷

مسائل السلوک

المتن قوله تعالی قال من انصاری الی الله قال الحواریون نحن انصار الله۔ قال العبد الضعیف فی الآیة مسئلتان الاولی جواز الاستنصار فی الدین من ...... اهل الدین وانه لا ینافی التوکل لانه من حیث انهم مظاهر نصر الله تعالی والثانیة ان المعاملة مع اهل الله کهی مع الله تعالی حیث قالوا نحن انصار الله و کان الظاهر ان یقولوا نحن انصارک الی الله تعالی انتهی القول

ترجمہ قوله تعالی قال من انصاری الی الله قال الحواریون نحن انصار الله۔ اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک اہل دین سے دین کے بارہ میں مدد طلب کرنے کا جواز اور یہ مسئلہ منافی توکل نہ ہونا کیونکہ وہ مدد طلب کرنا اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ نصرة الٰہیہ کے مظاہر ہیں اور دوسرا یہ کہ اہل اللہ کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چنانچہ انہوں نے من انصاری الی اللہ کے جواب میں بجائے نحن انصارک الی اللہ کے یوں کہا نحن انصار اللہ ۔ ۱۲

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیروں کرنیوالوں سے اچھے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بیشک میں تمکو وفات دینے والا ہوں اور میں تمکو اپنی طرف اٹھائے

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى

لیتا ہوں اور تمکو ان لوگوں سے پاک کرنیوالا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارے کہنا ماننے والے ہیں انکو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں روز قیامت تک

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردونگا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے

اس سے یہ ایمان باللہ متضمن ہوگیا ایمان بالرسول کو بھی جسکی مناجات یعنی ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول میں تصریح ہوگئی ہے یہاں یہ امر تحقیق کے قابل ہے کہ اوپر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حواریین کو بھی دعوت دین کی فرمائی احقر کے نزدیک اس کا حل یہ ہے کہ اگر حواریین بھی بنی اسرائیل میں سے ہوں تب تو کچھ اشکال ہی نہیں اور اگر غیر اسرائیل ہیں تو ممکن ہے کہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام کی دعوت عام نہیں ہے ان کے زمانہ میں علاوہ اس قوم کے جسکی طرف بعثت ہوئی ہے باقی اور لوگوں پر بشرطیکہ ان تک خبر پہنچے اصول دینیہ میں تو اتحاد اصول جمیع شرائع کی وجہ سے اتباع اس نبی کا واجب ہوتا ہے اور فروع میں یہ تفصیل ہے کہ ان بقایا اس میں جنکی طرف اور کوئی نبی مبعوث ہوں تو صرف اس خاص نبی کا اتباع واجب ہوتا ہے اور جنکی طرف کوئی نبی مبعوث نہ ہوا ہو ان پر اسی نبی جلیل کا اتباع ضروری ہوتا ہے پس حواریین کی طرف چونکہ کوئی خاص نبی مبعوث نہیں ہوئے تھے اسلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتباع ان پر واجب تھا اسلئے انکو دعوت دین فرمائی اور اس سے عموم بعثت لازم نہیں آیا کیونکہ عموم بعثت یہ ہے کہ اس دعوت سے کوئی شخص فروع میں بھی مستثنیٰ نہ ہو سو یہ خاص ہے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اور اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان عام ہونے سے عموم بعثت کا شبہ نکرنا چاہیئے کیونکہ وہ سزا حقی مخالفت کرنے کی تو حید میں جو کہ اصول واجب الاتباع سے ہے پھر بعد تحریر اس مقام کے روح المعانی میں تفسیر قصہ نزول مائدہ ایک روایت ملی جسکو ابو الشیخ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس روزے رکھکر اللہ تعالیٰ سے جو درخواست کرو قبول ہوگی انہوں نے روزے رکھکر نزول مائدہ کی درخواست کی الخ اور قرآن میں منصوص ہے کہ یہ درخواست کنندہ حواری تھے اس مجموعہ سے معلوم ہوا کہ حواریین بنی اسرائیل ہی سے تھے اب شبہ مذکورہ کی بنا ہی منہدم ہوگئی وللہ الحمد اور سورۂ صف میں فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل کا آنا بعد قال الحواریون نحن انصار اللہ کے بھی ظاہراً اسکا موید ہے۔

بیان مکر یہود و حفاظت حق تعالیٰ

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ الیٰ قولہ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

اور ان لوگوں نے یعنی بنی اسرائیل میں سے آپ کے منکر نبوت تھے آپ کے ضرر و ہلاک کیلئے خفیہ تدبیر کی (چنانچہ مکر و حیلہ سے آپ کو گرفتار کرکے سولی دینے پر آمادہ ہوگئے) اور اللہ تعالیٰ نے (آپکے محفوظ رکھنے کیلئے) خفیہ تدبیر فرمائی (جسکی حقیقت کا ان لوگوں کو پتہ بھی نہ لگا کیونکہ ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بنادیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا جس سے وہ محفوظ رہے اور ہمشکل سولی دیا گیا ان لوگوں کو اس تدبیر کا علم تک بھی نہ ہو سکا اور دفع پر تو کیا قدرت ہوتی) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنیوالوں سے اچھے ہیں (کیونکہ اوروں کی تدبیریں ضعیف ہوتی ہیں اور کبھی قبیح اور بے موقع بھی ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ کی تدبیریں قوی بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ خیر محض اور موافق حکمت کے ہوتی ہیں اور وہ تدبیر اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمائی) جب کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جبکہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نکرو) بیشک میں تمکو اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لئے موت طبعی مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہو گے) اور (فی الحال) میں تمکو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تمکو ان لوگوں (کی تہمت) سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں اور جو لوگ تمہارے کہنا

النحو	اللغات
النحو۔ قولہ اذ قال فی روح المعانی ظرف لمکر او لمحذوف نحو وقع ذلک وقد ذکر کما فی امثالہ لم یبعد ذکت وخترت الاولین فی الترجمۃ لاقتضاء المقام ذلک ومن ثم جمعت بین الآیتین فی الترجمۃ ۱۲	اللغات۔ قولہ مکر اللہ فی روح المعانی ونقل عن الامام ان المکر ایصال المکروہ الی الغیر بحیث لا یشعر بہ فیہ وانہ یجوز صدورہ عنہ تعالیٰ حقیقۃ وقال غیرہ اطلاقہ عبارۃ عن ارادۃ المحکم وھو لیس بممتنع علیہ تعالیٰ ۱۲

مسائل السلوک ركوع ۵ ۱۴

المتن۔ قولہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین فی الآیۃ مسئلتان الاولی حمل ما نقل عن بعض المغلوبین من نحو قولہ ۔ نرکشید یم مکار دمیدہ اما الغالبون علی حالہم فلا یجوزون علیہ لایہام نسبۃ القبیح فی کلام العباد ولایقاس علی کلام اللہ تعالیٰ لانہ لا حق للادب علیہ تعالیٰ وکذا الکلام فی نسبۃ کل ما کان کذلک الیہ تعالیٰ والثانیۃ جواز کون امر واحد حسنا من اللہ تعالیٰ وقبیحا من العباد کالتکبر والسر فیہ ان قبح بعض الاشیاء لیس لذاتہ بل للمفسدۃ وخلوہ عن المصلحۃ والصادر عن العباد یکون کذلک واما الواقع عن اللہ تعالیٰ فیکون فیہ الحکمۃ فیقبح من العباد ویحسن من رب العباد انتہی القول فی الوجہ اولیٰ القول باختلاف المکرین علیٰ ما یقتضیہ مقام الفرق وقد مثل بعضہم کیف یمکر اللہ فضحکم وقال لا علم لصدرہ انما یقول ۔ فریبک قد جلد علیٰ حوا کا ہو نفسی لا تدعی سوا کا احبک لا بعضہ بل بکلی وان لم یبق حبک لی حراکا ویقبح من سواک الفعل عندی وتفعلہ فیحسن منک ذاکا

ماننے والے ہیں اُن کو غالب رکھنے والا ہوں اُن لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روزِ قیامت تک (گو اسوقت یہ منکرین غلبہ اور قدرت رکھتے ہیں) پھر (جب قیامت آجاویگی اسوقت) میری طرف ہوگی سب کی واپسی (دنیا و برزخ سے) سو میں (اسوقت) تمہارے (سب کے) درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا اُن امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے (کہ منجملہ اُن امور کے مذہب ہے عیسیٰ علیہ السلام کا) **ف** اس آیت میں چند وعدے مذکور ہیں جو اسوقت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گئے ایک وقت موعود پر طبعی وفات دینا جس سے مقصود بشارت دینا تھا حفاظت من الاعداء کا یہ وقت موعود اسوقت آویگا جب قرب قیامت کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاوینگے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے دوسرا وعدہ عالمِ بالا کی طرف فی الحال اٹھا لینے کا چنانچہ یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ ہی پورا کیا گیا جس کے ایفاء کی خبر سورہ نساء میں دی گئی ہے رفعہ اللہ الیہ آپ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہوگا لیکن مذکور پہلے ہے کیونکہ یہ مثل دلیل کے ہے وعدہ دوم کے لئے اور دلیل رتبۃً مقدم ہوتی ہے اور واؤ چونکہ ترتیب کیلئے موضوع نہیں لہذا اس تقدیم و تاخیر میں کوئی اشکال نہیں تیسرا وعدہ تہمت سے پاک کرنا اس کا ایفاء یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہود کے سب بیجا الزامات اور افتراؤں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ لگاتے تھے مثل نعوذ باللہ انکے نسب کو مطعون کرنا انکو مدعی الوہیت بتانا اُن سب کو صاف کردیا چنانچہ قرآن مجید میں جابجا یہ مضامین صراحۃً مذکور ہیں جس سے آپکی نزاہت نسب و عقیدہ کی ظاہر ہے چوتھا وعدہ آپ کے متبعین کا آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رہنا یہاں اتباع سے مراد خاص اتباع ہے یعنی اعتقادِ نبوت پس مصداق متبعین کے وہ لوگ ہیں جو آپ کی نبوت کے معتقد ہیں سو اس میں نصاریٰ اور اہل اسلام دونوں داخل ہیں گو اسوقت نصاریٰ کا اتنا اتباع نجاتِ آخرت کے واسطے اس لئے کافی نہیں کہ ایک دوسرے ضروری جزو میں وہ اتباع نہیں کرتے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے بھی فرما گئے لیکن یہاں اتباع کامل مراد ہی نہیں اور منکرین سے مراد یہود ہیں جو منکر نبوت عیسویہ تھے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ امت محمدیہ اور نصاریٰ ہمیشہ یہود پر حاکم اور غالب رہینگے چنانچہ جلدی ہی یہ وعدہ پورا ہوا اور یہود ذلیل و خوار ہوئے اور سلطنت اُن کی برباد ہوئی پھر آج تک جہاں کہیں یہ لوگ ہیں یا تو نصاریٰ کی رعایا ہیں یا اہل اسلام کی اور قیامت کے قریب تک ایسا ہی رہیگا صرف چالیس دن کے لئے دجال کا جو کہ یہود کا سرگروہ ہے ایک گونہ شر و فساد پھیلے گا لیکن اول تو وہ فوراً مٹ جاویگا پھر کوئی باضابطہ امن و اطمینان سے حکومت نہ ہوگی اور محض ایسی عارضی شورش کو سلطنت نہیں کہہ سکتے اسی طرح بعض نے جو مسعودی مورخ سے بعض عباسیین کے زمانہ میں یہود کی کچھ چھوٹی چھوٹی حکومتیں نقل کی ہیں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی سلطنتوں کے مقابلہ میں اس قابل نہیں کہ اُسکو ان دونوں کے مساوات ان کے مقابلہ کہا جاسکے بلکہ اس حالت میں بھی اِن دونوں کو غالب اور یہود کو مغلوب ہی کہا جاویگا جس کا اس آیت میں وعدہ کیا گیا ہے پانچواں وعدہ قیامت کے روز اِن سبھی اختلافات کے فیصلہ فرمانے کے متعلق ہے سو قیامت آویگی اور یہ واقع ہوگا اور عملی کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ دلیل شرعی سے تو فیصلہ یہاں ہی ہوگیا ہے چنانچہ یہود کہتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہوکر دفن ہوئے اور پھر زندہ نہیں ہوئے اور عیسائی کہتے تھے کہ بعد صلب و دفن کے زندہ ہوکر آسمان پر گئے قرآن مجید نے اس قول ما قتلوہ وما صلبوہ سے دونوں کی نفی فرمادی اور اُن کے منشاء اشتباہ پر ولکن شبہ لہم میں تنبیہ فرمادی اگر کوئی منکر و مدعی تواتر کا ہو تو جواب صاف ظاہر ہے کہ وہاں واقفین تو خوف کے مارے مجتمع تھے نہیں صرف مخالف یہودی ستھے سوا وہ قلیل جو تواتر کیلئے کافی نہیں ثانیاً تصرف الٰہی ہے کہ ایک شخص انکو ہم شکل دیدیا اور انکو خود اشتباہ ہوگیا اور بقول بعض علماء حاضرین کے غلبہ اور ٹھا دینے سے غائبین پر امر مشتبہ ہوا بہر حال مشاہدہ نہ رہا تا انکا عدد خود مجموعاً توافق علی الکذب کو بے بس فرمائے تواتر کے مفقود ہوئے **تنبیہ ضروری** تقریر تفسیر سے بعض اُن لوگوں کی غلطی ظاہر ہوگئی جو اسکا دعوی بالا دلیل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ مدفون ہوگئے اور پھر قیامت کے قریب تشریف نہ لاوینگے اور اس بنا پر جو احادیث عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق آئی ہیں اُن میں تحریف کی ہے کہ وہ اس تمثیل عیسیٰ ہے اور پھر اس تمثیل کا مصداق اپنے کو قرار دے لیا ہے اور مبنی اس مدعی کے کل شبہات کا دو امر ہیں ایک نقلی دوسرا عقلی نقلی یہ کہ حق تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں لفظ متوفیک فرمایا ہے عقلی یہ کہ جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے اور اس بنا پر قصہ معراج میں تاویل کی ہے نقلی دلیل کا جواب ظاہر ہوگیا کہ اگر متوفیک کے معنے وفات کے بھی لئے جاویں تب بھی یہ وعدہ باعتبار وقت نزول من السماء ہے اس سے وقوع موت کا یا نفی رفع بالحیات فی الحال کی لازم نہیں آتی اور دوسرے دلائل سے رفع و حیات ثابت ہے پس اس کا قائل ہونا واجب ہے رفع تو آیت رفعہ اللہ الیہ سے جو اپنے حقیقی معنے کے اعتبار سے

بقیہ صـ ۲۲

اور ریں اس پر دلالت ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک امر حق تعالے کے اعتبار سے حسن ہو اور بندوں کے اعتبار سے قبیح ہو اور راز اسمیں یہ ہے کہ بعض اشیاء میں بالذات قبح نہیں ہوتا بلکہ کبھی مفسدہ کے سبب اور مصلحت کے خالی ہونے کے سبب ہوتا ہے تو وہ امر بندہ سے جو صادر ہوتا ہے ایسا ہی ہوتا ہے یعنی مقرون بالمفسدہ و خالی از مصلحت اس لئے قبیح ہوتا ہے اور حق تعالے سے جو واقع ہوتا ہے اس میں حکمت ہوتی ہے اس لئے حسن ہوتا ہے ۱۲

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ز وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○

تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ کافر تھے سو اُن کو سخت سزا دونگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اُن لوگوں کا کوئی حامی نہ ہوگا

وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ ط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○

اور جو لوگ مومن تھے اور اُنہوں نے نیک کام کئے تھے سو اُنکو اللہ تعالیٰ اُن کے ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے ظلم کرنے والوں سے

نص ہے رفع مع الجسد میں اور بالفرض معنی حقیقی کے مجازی لینا ممتنع ہے اور دلیل تعذر مفقود ہے اور حیات احادیث واجماع سے ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ اورده السیوطی فی الدر المنثور واخرج ابن کثیر من آل عمران وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا احمد بن عبد الرحمن حدثنا عبد اللہ بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن الخ فذکر اثرا عنہ ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہود ان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ وذکرہ فی النساء من طریق آخر موقوفا علیہ فھو مرفوع وموقوف عند الحسن وعلیہ کذا اخرجہ ابن جریر مرفوعا عنہ کذا فی رسالۃ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (ص ۱۱) اور اجماع نہایت ظاہر ہے کہ کسی مستند عالم سے سلفًا و خلفًا اس کے خلاف منقول نہیں اور اگر وفات کے معنے لئے جاویں جیسے کہ علماء سلف کہتے ہیں توفی کے معنے پورا کر لینے کے ہیں مراد اس سے یہ کہ میں تم کو آسمان پر پورا یعنی مع الجسد لیلونگا تو جواب میں استدلال کی بنا ہی منہدم ہو جاوے گی یا وفات کے معنی لیں اور پھر بعد حیات رفع کے قائل ہوں جیسا بعض اس طرف گئے ہیں تو بھی حیات فی الحال کی نفی لازم نہیں آتی اور عقلی دلیل کے جواب کے لئے ان اللہ علی کل شیء قدیر کافی ہے البتہ جو امور ممتنع بالذات ہیں وہ عموم شے سے مستثنٰی ہیں یا جو ممتنع شرعًا ہیں انکا عدم وقوع یقینی ہے اور رفع الجسد کا امتناع نہ ثابت ہوا اور نہ ثابت ہو سکے پس دعوٰی مدعی کا محض باطل اور گمراہی ہے اور تحریف احادیث کی بناء الفاسد علی الفاسد ہے پھر تعیین مصداق ترجیح بلا مرجح ہے کیا دوسرا شخص ایسے ہی مثیل ہونے کا بے دلیل دعوٰی نہیں کر سکتا یہ تقریر اس بحث میں اجمالی ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اور مفصل بحث میں بہت سے رسالے اور کتابیں ہمارے زمانہ کے علماء اہل حق نے شائع فرما دی ہیں اگر شوق ہو مطالعہ فرماویں لیکن ذہین آدمی اس اجمالی تقریر سے سب شبہات کا جواب سمجھ سکتا ہے **ربط** اوپر کی آیت میں مذکور تھا کہ میں ان اختلاف کرنیوالوں کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ کرونگا آیت آئندہ میں اس فیصلہ کا بیان ہے **فیصلہ اہل حق و اہل باطل روز جزا** فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا (الٰی قولہ) وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ **تفصیل** (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنیوالوں میں) کافر تھے سو اُنکو (اُنکے کفر پر) سخت سزا دونگا (مجموعہ دونوں جہان میں) دنیا میں بھی (کہ وہ تو ہو چکی) اور آخرت میں بھی (کہ وہ باقی رہی) اور اُن لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے سو اُن کو اللہ تعالیٰ اُن کے (ایمان اور نیک کاموں کے) ثواب دینگے اور کفار کو سزا ملنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے (ایسے) ظلم کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ یا پیغمبروں کے منکر ہوں یعنی چونکہ یہ ظلم عظیم ہے معافی کے قابل نہیں اسلئے مبغوض شدید ہو کر سزایاب ہو جاتا ہے) **ف** اس آیت کے مضمون میں ایک خفیف سا اشکال ہے کہ قیامت کے فیصلہ کے بیان میں اس کہنے کے کیا معنی کہ میں دنیا و آخرت میں سزا دونگا کیونکہ اُس وقت تو سزائے دنیوی نہیں ہوگی حل مسئلہ یہ ہے کہ اس کہنے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو یہ کہے کہ اسوقت تو ایک سال کی قید کرتا ہوں اگر پھر جیلخانہ میں کوئی شرارت کی تو دو سال کی کر دونگا فقط اسکا مطلب ہوتا ہے کہ پہلا سال آج کی تاریخ سے شروع ہو گئے پس اس بناء پر یہ مطلب نہیں ہے کہ شرارت کے بعد دو سال مراد نہیں بلکہ اس شرارت کے وقت اگر کچھ مدت گذر چکی ہو مگر پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ شرارت کے بعد دو سال کا حکم ہو جاویگا حاصل یہ ہوتا ہے کہ شرارت پر اس مجموعہ کی تکمیل بطور انضمام ایک سال زائد کے مرتب ہو جاوے گی اسطرح یہاں سمجھنا چاہیئے کہ دنیا میں تو سزا ہو چکی اس کے ساتھ سزائے آخرت منضم ہو کر یہ مجموعہ قیامت کے روز مکمل کر دیا جاویگا یعنی سزائے دنیا کفارہ نہ ہوگا سزائے آخرت کیلئے بخلاف اہل ایمان کہ اگر اُن پر دنیا میں کوئی مصیبت وغیرہ آتی ہے تو گناہ معاف ہوتے ہیں اور آخرت کی عقوبت خفیف یا دفع ہو جاتی ہے اور اسکی وجہ کی طرف لا یحب الظلمین میں اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی اہل ایمان بسبب ایمان کے محبوب ہیں محبوب کے ساتھ ایسے معاملات ہوا کرتے ہیں اور اہل کفر بسبب کفر کے مبغوض ہیں مبغوض کیساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا اور کفار میں دو احتمال ہیں یا تو خاص کفار یعنی یہودی یا مطلق کفار جس میں اور فرقے بھی داخل ہو جاوینگے سو سزائے آخرت تو ظاہر ہے اور دنیوی سزا یہود کے لئے تو وہی کافی ہے جس کا اوپر ذکر ہے یعنی ہمیشہ

البلاغة - قولہ فاعذبہم بالکلم دونہم بالغیبۃ فی روح المعانی الایذان بان توفیۃ الاجر ما اقتضی … نصب نفس لاہما من اثار الرحمۃ او سعتہ وما لکنک العذاب اھ **ملحقات الترجمة** **۵ قولہ** - تفصیل الخ ہذا مفہوم ما افاده اما قولہ مجموعہ فصح فی الفائدۃ وما نبہ الذوق والعدالۃ

والثانیۃ بالجیا الرابع من الوجوہ المذکورۃ فی روح المعانی ۱۲ + + + + + + +
۲ قولہ ایسے اشارۃ الی کون الظلمین بالمعنی الخاص ہو الظلم العظیم المذکور فی القرآن بمعنی الشرک والکفر او ارید العہد بارادۃ الیہود وکفی کلمۃ (ایسے) الخ ۱۲ + + + +

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

یہ ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ منجملہ دلائل کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے ۔ بیشک حالت عجیبہ عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ

كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ

حالت عجیبہ آدم کے ہے کہ ان کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا کہ ہو جا بس وہ ہو گئے یہ امر واقعی آپ کے پروردگار

رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

کی طرف سے ہے سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جیئے ۔

مغلوب رہیں گے اور دیگر کفار کی سزا کبھی مختلف اوقات میں ہوتی رہتی ہے کبھی مسلمانوں کے جزیہ گذار ہوتے ہیں کبھی ہلاک کئے جاتے ہیں کبھی دوسرے امراض و مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اور گویہ واقعات اہل اسلام کو بھی پیش آتے ہیں مگر انکے لئے وہ بطور سزائے مبغوضیت کے نہیں ہوتے بلکہ ان کیلئے رحمت اور کفارۂ سیئات ہوتا ہے فقط **ربط** یہ قصہ یہاں تک ختم ہو گیا آگے اس اخبار کا دلیل نبوت محمدیہ ہونا بوجہ خارق عادت ہونے کے بیان فرماتے ہیں جیسا اوپر آیت ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ میں اسکی تقریر گذر چکی اور آگے بھی تقریر ہو **استدلال بر نبوت محمدیہ بقصہ مذکورہ** ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ یہ (قصہ مذکورہ) ہم تم کو (بذریعہ وحی کے) پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کی ہے **ف** یعنی فی نفسہٖ بھی مشتمل ہے علم و حکمت کی باتوں پر جو اس کے کہ دال ہے قدرت الٰہیہ اور دیگر علوم پر اور آپکے اعتبار سے بھی دلیل ہے صدق دعویٰ نبوت پر کیونکہ آپکو یہ قصہ مثل دیگر قصص ماضیہ کے اور کسی ذریعہ سے دریافت نہیں ہوا پس ایسی حالت میں خبر دینا خارق عادت ہے جو کہ دلائل ثبوت نبوت سے ہے **ربط** بعد ختم قصہ کے آگے عود ہے محاجہ اہل کتاب کیطرف جیسے شروع سورت میں نصاریٰ سے برنفی الوہیت عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل قائم کئے تھے آگے بھی اسی مضمون کا بیان ہے چونکہ منجملہ شبہات نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا تھا جس سے انکو انکی الوہیت یا ابن اللہ ہونیکا شبہ ہو گیا اسلئے اس استدلال کا ناکافی ہونا بتلاتے ہیں **جواب استدلال نصاریٰ بولادت عیسیٰ علیہ السلام بے پدر** اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ بیشک حالت عجیبہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک (یعنی انکی تجویز ازلی میں) مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے ہے کہ ان (آدم علیہ السلام) کو (یعنی انکے قالب کو) مٹی سے بنایا پھر ان (کے قالب) کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جا بس وہ (جاندار) ہو گئے **ف** حاصل تقریر کا یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قدرت الٰہیہ سے کوئی بعید نہیں چنانچہ انکے قبل حضرت آدم علیہ السلام بے باپ اور بے ماں کے محض مٹی ہی سے پیدا ہو چکے ہیں پس بے باپ کے پیدا ہونے میں دونوں شریک ہیں اور بے ماں کے پیدا ہونے میں مشبہ بہ زیادہ عجیب ہیں کیونکہ آدمی کا صرف ماں کے خون سے بننا اتنا عجیب نہیں جتنا مٹی سے بننا زیادہ عجیب ہے پھر جب آدم علیہ السلام کی عدم الوہیت سب کے نزدیک مسلم ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا شبہ اس بنا پر کیسے ہو سکتا ہے اور تجویز ازلی کا مطلب یہ ہے کہ پیدا کرنے کے قبل علم الٰہی میں بعینہٖ مقدر تھا کہ ان حضرات کی پیدائش اس کیفیت سے ہوگی **ربط** آگے مضمون مذکور کے حق ہونیکو ذکر فرماتے ہیں **تاکید مضمون مذکور** اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ یہ امر واقعی (جو اوپر مذکور ہوا) آپکے پروردگار کیطرف سے (بتلایا گیا) ہے سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جیئے **ف** اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نعوذ باللہ آپ میں احتمال شبہ کرنیکا تھا اصل یہ ہے کہ مقتضا فائدہ کبھی خصوصیت مخاطب کی ہوتی ہے کہ تم ایسا نہ کرنا جبکہ احتمال ہو اس کام کے کرنیکا اور کبھی اس سے قطع نظر کر کے نفس مضمون کا موکد و مہتم بالشان ہونا مقصود ہوتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے وفادار وزیر سے کہیں جانے کے وقت اپنے پرانے احکام و معمولات کی جکوائے ہو نفع پر پہلے سے بھی وہ وزیر کرتا آیا ہے تاکید کرے گو یہ بھی اطمینان ہو کہ یہ بے تاکید کے بھی حسب معمول عمل کریگا وہاں یہی مقصود ہوتا ہے ۔ پس آیت میں یہی امر ثانی مراد ہے ۔ خوب سمجھ لو ۔ **ربط** اوپر کی تقریر تو طالب حق کی

النحو ذٰلک مبتدا و نتلوہ خبرہ و من الآیات حال من ضمیر المنصوب کذا فی روح المعانی قلت و فیہ ترجمتان کو نہا حالا جعلی ہو کہ تو خلقہ قال البیضاوی جملۃ مفسرۃ للتمثیل مبینا لما لہ شبہ **البلاغۃ** قولہ ذٰلک نتلوہ فالاتیان بایعل علی البعد للاشارۃ الی عظم شان المشار الیہ و بعد منزلتہ فی الشرف ... و التعبیر بالمضارع استحضار للصورۃ الحاصلۃ اقتضاءً کذا فی روح المعانی قولہ الحکیم فی الکشاف الذکر الحکیم القرآن وصف بصفۃ من ہو من سببہ او کانہ ینطق بالحکمۃ

لکثرۃ حکمہ قولہ فیکون قال البیضاوی و حکایۃ حال ماضیۃ فی روح المعانی التعبیر بالمضارع مع ان المقام مقام المضی تصویر لذلک الامر الکامل بصورۃ المشاہد الذی یقع الآن ایماء بانہ من الامور المستغربۃ العجیبۃ الشان و جوز ان یکون التعبیر بذلک لان الکون مستقبل بالنظر الی ما قبلہ

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ سجدہ تو ترجمۃ من کرہ تعطف ۱۲

۲ قولہ یہ امر واقعی اشارۃ الی ان اللام معہد ۱۲

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا

پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں حجت کرے آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو آپ فرما دیجئے کہ آجاؤ ہم (اور تم) بلا لیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو

وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ ○

اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں اُن پر جو ناحق پر ہوں

تفہیم کے رہ گئی تھی آگے معاندین کے ساکت کرنیکا طریقہ بتلاتے ہیں **طریق اسکات معاندین** فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ (الی قولہ) فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ ○ پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں (اب بھی) حجت کرے آپکے پاس علم (واقعی) آئے پیچھے تو آپ (جواب میں یوں) فرما دیجئے کہ (اچھا اگر دلیل سے نہیں مانتے تو پھر) آجاؤ ہم (اور تم) بلا کر جمع کرلیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم (سب ملکر) خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں اُن پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں **ف** مطلب یہ کہ دلیل سے گفتگو ختم نہ ہو تو یوں کرو کہ سب ملکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ جس امر میں باطل پر ہو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے کیونکہ لعنت کے معنی رحمت حق سے بعید ہو جانا اور رحمت سے بعید ہونا قہر سے قریب ہونا ہے پس حاصل معنی اسکا یہ ہوا کہ جھوٹے پر قہر نازل ہو سو جو شخص جھوٹا ہوگا وہ اسکا خمیازہ بھگتے گا اس وقت پوری تعیین صادق کاذب کی اہل عناد کے نزدیک بھی واضح ہو جاوے گی اس طور پر بد دعا کرنیکو مباہلہ کہتے ہیں اور اسمیں اصل خود مباحثہ کرنیوالوں کا جمع ہو کر بمضمون مذکور بد دعا کرنا ہے اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کرنیکی ضرورت نہیں لیکن اس سے اور اہتمام بڑھ جاتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے ضرر یا ہلاکت سے خود طبعاً انسان کو رنج ہوتا ہے پس اس مضمون سے کہ جو ہم میں جھوٹا ہو اُسکے یہ لوگ بھی ہلاک ہو جاویں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اپنے دعوے کی راستی کا اور زیادہ کامل یقین ہونا ثابت ہوتا ہے یہ آیت اسوقت نازل ہوئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے رہنے والے نصاریٰ کو دعوت اسلام کا فرمان لکھا تھا اور اُسکا خلاصہ مضمون تین امروں میں ترتیب تھی یا اسلام یا جزیہ یا قتال انھوں نے باہم مشورہ کرکے شرحبیل اور عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن قیص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں سے آپکی مذہبی گفتگو ہوئی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدمہ میں کلام کی نوبت پہونچی اسوقت یہ آیت نازل ہوئی آپنے انکو اس مضمون کی خبر دی اور خود مع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و حضرت علی رضی اللہ عنہ و امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ کے تشریف لاکر مباہلہ کیلئے مستعد ہوئے شرحبیل نے یہ دیکھکر اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا کہ تمکو معلوم ہے کہ یہ نبی ہیں نبی سے مباہلہ کرکے فلاح نہیں ہو سکتی ہم سب بلا شبہ ہلاک ہو جاوینگے ان دونوں نے کہا جیسی رای ہو شرحبیل بولا کہ رای یہی ہے کہ ان ہی کی رائے کے موافق ان سے صلح کرلو چنانچہ آپ سے عرض کیا گیا آپنے جزیہ مقرر فرما دیا اور انہوں نے منظور کیا اور وہ فی روح المعانی عن دلائل البیہقی الا ان فی علیہ والجزم بالنبوۃ فانہ عن دلائل ابی نعیم اور صحیحین میں اور دو شخصوں کا آنا مذکور ہے عاقب اور سید ممکن ہے کہ سب ہوں **ف۲** آیت میں اپنے تنوں سے مراد تو خود اہل مباحثہ ہیں اور نساء سے خاص زوجہ مراد نہیں بلکہ اپنے گھر کی عورتیں ہوں جیسیں دختر بھی داخل ہے چنانچہ آپ بوجہ اسکے کہ حضرت فاطمہ سب اولاد میں زیادہ عزیز تھیں انکو لائے اسی طرح ابناء نا سے خاص صلبی اولاد مراد نہیں بلکہ عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی اور جو مجازاً اولاد کہلاتے ہوں یعنی عرفاً مثل اولاد کے سمجھے جاتے ہوں اس مفہوم میں نواسے اور داماد بھی داخل ہیں چنانچہ آپ حضرت حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لائے پس بعض شیعہ کا اس سے یہ سمجھنا کہ حضرت علی انفسنا میں تو یقیناً داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ ابناءنا میں بھی داخل نہیں کیونکہ داماد بیٹا نہیں ہوتا پس انفسنا میں داخل ہوں گے تو عین رسول ہوئے اس لئے خلافت بلا فصل کے مستحق ہوئے نہنے

اللغات فی القاموس الابتہال الاجتہاد فی الدعاء واخلاصہ بعد وفیہ البہل المال القلیل واللعن اھ قلت والاہم منہ ای المدارک البہلۃ بالفتح والضم اللعنۃ واصل الابتہال ہذا ثم یستعمل فی کل دعاء یجتہد فیہ وان لم یکن التعانا اھ ۱۲

البلاغۃ قولہ نساءنا فاطمۃ ارادالجنس فلا یشکل بکون فاطمۃ رضی واحدۃ ۱۲

الروایات اور دفی لباب النقول عن ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس وایضاً عن البیہقی من طریق سلمۃ بن عبد یسوع عن ابیہ عن جدہ وایضاً عن طبقات ابن سعد

عن الازرق بن قیس روایات منتشرۃ فی نزول قولہ تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ الی قولہ ان اللّٰہ لہو العزیز الحکیم ولما ذکرت لخصہا فی المتن لم اعدہا فی الحواشی ۱۲ +

تحقیقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ترجمۃ ندع اور تم جناہ کون الصیغۃ للمتکلم مع الغیر ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ فنجعل اس طور پر جناہ لما فی روح المعانی انہ معطوف علی نبتہل مفسر للمراد منہ ۱۲ ۳ قولہ فی ف جمع کرنے کی الخ ماخذہ روح المعانی ۱۲ ❋

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

بیشک یہ مذکور وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور بلا شک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں

فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ○ ع قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا

پھر اگر سرتابی کریں تو بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو آپ فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی

إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ

بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی

بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○

کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں

بالکل بناء الفاسد علی الفاسد ہے اور تو ہم نے انکا ابناءنا میں داخل ہونا صحیح ثابت کردیا دوسرے اگر انفسنا میں بھی داخل مان لیا جاوے تو محاورہ میں اپنے متعلقین پر گو وہ تعلق کسی درجہ کا ہو انفسنا کا اطلاق صحیح ہے خود قرآن میں تقتلون انفسکم آیا ہے اور مراد تقتلون قومکم ہے ف ۳ رد المختار باب الرجعۃ بحث حلالہ میں بحر سے بحوالہ غایۃ البیان کے نقل کیا ہے کہ مباہلہ اب بھی حاجت کے وقت جائز اور مشروع ہے میں کہتا ہوں کہ لعان کا مشروع ہونا مشروعیۃ مباہلہ کی کافی دلیل ہے واخرج عبد ابن حمید عن قیس بن سعد ان ابن عباس رضی اللہ عنہ کان بینہ وبین آخر شئی فدعاہ الی المباہلۃ وقرأ الآیۃ ورفع یدیہ فاستقبل الرکن وکانہ یشیر بذلک رضی اللہ عنہ الی کیفیۃ للمباہلۃ وان الایدی ترفع فیہ وفیما اخرجہ الحاکم تصریح بذلک وانہا ترفع حذو المناکب کذا فی الروح اور رد المحتار باب اللعان بحث صفۃ اللعان میں جواز کے لئے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ مباہلہ کرنیوالا صادق ہو میں کہتا ہوں کہ صدق سے مراد صدق قطعی ہے ظنی نہیں تو مسائل اختلافیہ ظنیہ میں ناجائز ہوگا۔ اور مباہلہ کا انجام کہیں تصریحاً تو نظر سے نہیں گذرا اگر حدیث میں قصہ مذکورہ کے متعلق اتنا مذکور ہے کہ اگر وہ لوگ مباہلہ کر لیتے تو ان کے اہل اور اموال سب ہلاک ہو جاتے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جل جاتے اور دفی الجلالین بروایۃ احمد عن ابن عباس اس سے قیاساً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اس کا اثر یہی ہلاکت یا ضرر عظیم صریح ہو لیکن لخوف ضرر میں توقف کرنا یا ظہور نہ ہونا موجب اشتباہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ تعیین حق و باطل کیلئے دلائل شرعیہ بس ہیں مباہلہ پر موقوف نہیں زیادہ غرض اس کی نزاع لسانی کا ختم کرنا ہے واللہ اعلم ربط اوپر عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے انکی الوہیت پر استدلال کرنے کا ابطال اور جواب پورا ہو گیا آگے اہتمام کے لئے اس مضمون کا حق ہونا اور نتیجہ کے طور پر حق تعالیٰ کا الٰہ واحد ہونا بیان فرماتے ہیں تاکید حقیقت مضمون مذکور واثبات توحیدات هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ بیشک یہ جو کچھ مذکور ہوا وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے (یہ توحید ذاتی ہوئی) اور بلا شک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں (یہ توحید صفاتی ہوئی) ربط آگے فساد و عناد والوں سے جو کہ اتنی حجتوں کے بعد بھی نہ مانیں گفتگو کرنے سے باز رکھتے ہیں اور انکا معاملہ اپنے حوالہ ہونا بتلاتے ہیں انجام اہل فساد فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ○ پھر ان سب حجتوں کے بعد بھی اگر امر حق قبول کرنے سے سرتابی کریں تو آپ انکا معاملہ حوالہ بخدا کیجئے کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو ربط اوپر تو اہل کتاب سے محاجہ تھا جسکو باحسن وجوہ ختم کردیا گیا آگے ملاطفت کیساتھ انکو بھی دعوت الی الحق کیجاتی ہے اور پر روئے سخن زیادہ نصاریٰ کیطرف تھا اور آگے بوجہ عموم الفاظ یہود و نصاریٰ دونوں کیطرف عام ہے دعوت اہل کتاب بلطف قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ (الیٰ قولہ) فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○ (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے (وہ یہ ہے) کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک

اللغات قولہ القصص فی روح المعانی القصص ہو الخبر ای ان ہذا ہو الحق الا ما یدعیہ النصاری من کون المسیح علیہ السلام کہا او ابن اللہ تعالیٰ قولہ سواء مصدر بمعنی مستویۃ اختلاف فیہا بکل خبر نحو الروایات فی روح المعانی قال یا اہل الکتاب الآیۃ نزلت فی وفد نصاری نجران قول السدی والحسن وابن زید ومحمد بن جعفر بن الزبیر وعن قتادۃ والربیع ابن جریج انہا نزلت فی یہود المدینۃ ومذہب ابو علی الجبائی انہا نزلت فی الفریقین من اہل الکتاب واستظہرہ بعض المحققین ہو منہ ردی الترمذی وحسنہ انہا نزلت اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدہم یا رسول اللہ قال الیس کانوا یحلون لکم ویحرمون فتاخذون بقولہم قال نعم قال ہو ذاک ۱۲ + المحققات الرحمۃ لہ قولہ آپ انکا معاملہ الخ اشارہ ثانی کون الجزاء محذوفا ای

۱۸۲

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوْرَىٰةُ وَٱلْإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ

اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو ابراہیم کے بارہ میں حالانکہ نہیں نازل کی گئی توراۃ اور انجیل مگر ان کے

بَعْدِهِۦٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّونَ

بعد کیا پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات میں تو حجت کر ہی چکے تھے جس سے تمکو کسی قدر تو واقفیت تھی سو ایسی بات میں

فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

کیوں حجت کرتے ہو جس سے تمکو اصلا واقفیت نہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے

نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر (اسکے بعد بھی) وہ لوگ (حق سے) اعراض کریں تو تم (مسلمان) لوگ کہدو کہ تم ہمارے اس (اقرار) کے گواہ رہو کہ ہم تو (اس بات کے) ماننے والے ہیں (اگر تم نہ مانو تم جانو) ف اس مضمون کو مسلم اسلئے کہا گیا کہ سب شرائع میں اسکی تعلیم ہوئی ہے اجمالاً اور کلیاً اہل کتاب بھی اسکو مانتے ہیں کہ توحید فرض ہے اور شرک کفر ہے اور کسی مخلوق کو رب قرار دینا شرک ہے لیکن باوجود اسکے وہ لوگ شرک میں اسلئے مبتلا تھے کہ وہ اسکو شرک اور خلاف توحید نہ سمجھتے تھے پس اس تقریر میں لطف یہ ہوا کہ انکو کلیات مسلمہ یاد دلاکر بصورت جزئیات مختلف فیہا کا ان کلیات میں داخل ہونیکا اثبات سہل ہو گیا اور وجہ انکے مشرک ہونے کی یہ تھی کہ وہ لوگ صفات خاصہ حق تعالیٰ کو جیسے الوہیت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت عزیر علیہ السلام کے لئے ثابت کرتے تھے جسکو آیت میں عبادت غیر اللہ کہا گیا بطریق مطاع علی الاطلاق ہونے کو جو کہ خواص باریتعالیٰ سے ہی اپنے احبار اور رہبان کیلئے مانتے تھے جسکو آیت میں ربوبیت من دون اللہ فرمایا گیا کیونکہ انکی تحلیل و تحریم کو گو وہ نصوص قطعیہ محکمہ معمولہ بالاجماع کے بھی خلاف ہو حجت ابدیہ العمل سمجھتے تھے اور حقیقت شرک کی یہی ہے کہ لوازم واجب کو ممکن کیلئے ثابت مانا جاوے لیکن انکو اشتباہ اس سے ہو گیا تھا کہ وہ بالذات اور بالعرض کا فرق کرتے تھے حالانکہ یہ فرق صفات غیر مختصہ میں صحیح ہے اور صفات مختصہ میں غیر صحیح اور غیر واقع شرک ہے اور یہ جو فرمایا کہ خدا کو چھوڑ کر اول تو اسوجہ سے کہ احبار و رہبان کی ایسی اطاعت میں خدا تعالیٰ کے احکام متروک ہو ہی جاتے تھے دوسرے اسلئے کہ مراد یہ ہیکہ خدا کی توحید کو چھوڑ کر اور ظاہر ہے کہ شرک کے ساتھ توحید چھوٹ ہی جاتی ہے اور چونکہ ظاہر میں مشرک خدا اور غیر خدا دونوں کو مانتا ہے اسلئے بعض جگہ مع اللہ آلہۃ اخری فرمادیا اور یہ کہنے کو جو فرمایا کہ تم گواہ رہو اسمیں تعلیم ہے کہ جب وضوح کے بعد بھی کوئی حق کو نہ مانے تو اتمام حجت کیلئے اپنا مسلک ظاہر کر کے کلام ختم کر دینا چاہئے تنبیہ اس آیت سے ایسی تقلید کا ابطال ہوتا ہے جیسی اہل کتاب کرتے تھے جسکا ابھی بیان ہوا اور جو تقلید مجتہدین اہل اسلام میں شائع ہے وہ مشروع ہے اور اس آیت کے مضمون میں داخل نہیں جسکا محل مسائل ظنیہ مختلفہ الطرفین ہیں جبتک کہ نص قطعی محکم مجمع علیہ یا اجماع کے خلاف ہونا ثابت نہ ہو ورنہ نص و اجماع کو مقدم رکھا جاتا ہے **ربط** اوپر کے محاجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق گفتگو تھی کہ نصاری انکے خوارق سے انکی الوہیت کا اثبات کرتے تھے اسکو بدلائل باطل کر دیا کہ گو خوارق حق ہیں مگر یہ دلیل الوہیت کی نہیں ہو سکتی آگے محاجہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق گفتگو ہے جسکا سبب یہ ہوا کہ ایکبار نصاری نجران کے اور کچھ علمائے یہود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہو گئے اور ہر فریق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے طریق پر بتلانے لگا اور دہ فی لباب المنقول عن ابن اسحق وعن البیہقی بروایتہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جس سے مقصود اپنے اپنے طریق کی حقانیت و بقاء مشروعیت ثابت کرنا تھا اور انکے اس مقصود باطل سے رسالت محمدیہ میں قدح لازم آتا تھا کیونکہ آپکی شریعت دوسرے طریق کو منسوخ بتلا رہی ہے اور ناسخ و منسوخ مشروعیت میں مجتمع نہیں ہو سکتے اسلئے حق تعالیٰ انکے قول کو باطل فرماتے ہیں اور گو بفرض تقدیر مطابقت ملت ابراہیمی و یہودیت و نصرانیت بھی بوجہ ناسخ شریعت محمدیہ ناسخہ کے بقاء مشروعیت یہودیت و نصرانیت لازم نہیں لیکن چونکہ خود دعویٰ مطابقت ہی غلط تھا اسلئے سرے سے اسی کی تغلیط فرمائی پس اس تقریر پر یہ محاجہ سابقہ پر متعلق ہو مسئلہ توحید کا اور اس محاجہ میں متعلق ہو مسئلہ رسالت کا **رد دعوی اہل کتاب درباب ملت ابراہیم علیہ السلام** يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ (الی قولہ) وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

النحو قولہ فلا تعقلون الہمزۃ داخلۃ علی مقدر ای اتدعون المحال فلا تعقلون وراعیت حسنا فی الترجمۃ وحذفت کونہ من النحو بل ہو اقل من البیان وای قولہ ھا انتم ھؤلاء فی حیثیۃ ای ہا حرف تنبیہ وانتم مبتدا و ہؤلاء خبرہ و حاججتم جملۃ اخری مبینۃ لا محل لہا فی الترجمۃ وراعیت کل ہذا فی الترجمۃ ۱۲

الروایات مر فی وجہ الربط فانظر ۱۲ + **لحقات الترجمۃ** لـ قولہ تم نہ مانو تم جانو بجملہ بقولہ اشہدوا بانا مسلمون بمعنی الاعراض وتنبیہ علی بینۃ عن تولہ عرض عن ذلک و قال اشہدوا بانا مسلمون اشتمل علی غیر ہذا الوجوہ الاخر ۱۲

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًاؕ وَ مَا كَانَ

ابراہیم علیہ السّلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے اور مشرکین

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ

میں سے نہ تھے۔ بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے

وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاؕ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۝

اُن کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی ہیں اور یہ ایمان والے۔ اور اللہ تعالیٰ حامی ہیں ایمان والوں کے

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا (الیٰ قولہ) وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاؕ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۝ اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو (حضرت) ابراہیم (علیہ السّلام) کے بارہ میں (کہ وہ طریق یہودیت پر تھے یا نصرانیت پر تھے) حالانکہ نہیں نازل کی گئی توراۃ اور انجیل مگر اُن کے (زمانہ کے بہت) بعد (اور یہ دونوں طریق ان دونوں کتابوں کے نزول کے بعد سے ظاہر ہوئے پہلے سے ان کا وجود ہی نہ تھا، پھر حضرت ابراہیم ان طریقوں پر کس طرح ہو سکتے ہیں) کیا (ایسی خلاف عقل بات مُنہ سے نکالتے ہو اور) پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات میں تو حجت کر ہی چکے تھے جس سے تم کو کسی[۱] قدر تو واقفیت تھی (گو اس میں ایک غلط مقدمہ لگا کر نتیجہ غلط نکالتے تھے مراد اس سے خوارق ہیں عیسےٰ علیہ السّلام کے کہ یہ مطابق واقع کے ہے البتہ اس میں یہ مقدمہ غلط ملا لیا گیا کہ ایسے خوارق والا الٰہ یا ابن الالٰہ ہوگا لیکن ایک مقدمہ منشأ اشتباہ تو تھا اس لئے اس کو ناکافی واقفیت کہیں گے جب اسی میں تمہاری غلطی ظاہر ہو گئی) سو ایسی بات میں (پھر[۲]) کیوں حجت کرتے ہو جس سے تم کو اصلاً واقفیت نہیں (کیونکہ اس دعوی کے لئے تو کوئی منشاء اشتباہ کا بھی تمہارے پاس نہیں کیونکہ ان کے اور ابراہیم علیہ السّلام کے فروع شریعت میں موافقت بھی نہ تھی) اور اللہ تعالیٰ (ابراہیم علیہ السّلام کے طریق کو خوب) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (جب تو ایسے بے سروپا دعوے کرتے ہو جس[۳] سے علم بھی مثل عدم علم کے سمجھا جاتا ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے اُن کا طریق سنو کہ) ابراہیم علیہ السّلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن (البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے (سو یہود و نصاریٰ کو تو مذہبی طریق کے اعتبار سے اُن کے ساتھ کوئی مناسبت نہ ہوئی ہاں) بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت[۴] رکھنے والے (حضرت) ابراہیم (علیہ السّلام) کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے (اُن کے وقت میں) اُن کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ[۵] ایمان والے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں) اور اللہ تعالےٰ حامی ہیں ایمان والوں کے (کہ ان کو ان کے ایمان کا ثواب دینگے) ف اگر ان یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی نسبت بلا تاویل تھا خواہ براہ جہل یا براہ عناد تب تو رد ظاہر ہے اور ان کی غلطی بدیہی اور اگر اس تاویل سے تھا کہ اُن کا جو طریق تھا وہی ہماری شریعت میں مقرر ہوا تو حاصل تقریر رد کا یہ ہے کہ موافقت فی الفروع نہ ہونا تو ظاہر ہے اور اگر موافقت فی الاصول مراد ہے تو یہودیت کی حقیقت اصول مع الفروع المخصوصہ ہے اسی طرح نصرانیت کی بھی اور یہ مجموعہ عہد ابراہیمی میں متحقق نہ تھا اس لئے یہ دعویٰ بالمعنی المتبادر غلط ہوا اور اگر جدید اصطلاح مقرر کی جاوے تو اول تو الفاظ شرعیہ کو معانی لغویہ پر محمول کرنا غلط

اللغات - في القاموس الحنف الاستقامة الخ ۱۲

ملحقات الترجمة - ۱ قوله في ترجمة فيما لكم به علم وفيما ليس لكم به علم کسی قدر و اصلاً بناءً على ان النكرة تخص في الاثبات وتعم في النفي ۱۲ ۲ قوله في ترجمة فلم تحاجون پھر کیوں حجت کرتے ہو بعد قوله غلطی ظاہر اشارة الى وجه الترتب بالفاء حاصله ترتب انكار المحاجة على ظهور الغلط ۱۲ ۳ قوله تحت ترجمة لا تعلمون جس سے علم بھی فاندفع بهذا التوجيه ان نفي العلم عنهم اذا كانوا احبارا اشكل ۱۲ ۴ قوله في ترجمة اولى خصوصیت رکھنے والے كما في روح المعاني لے اقرب الناس واخصهم بابراهيم آه ۱۲ ۵ قوله في ترجمة الذين امنوا ایمان والے اشارة الى العهد ۱۲

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ

دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تم کو گمراہ کردیں اور وہ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر

أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

خود اپنے آپکو اور اُسکی اطلاع نہیں رکھتے۔ اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ

اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

حالانکہ تم اقرار کرتے ہو۔ اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی کو غیر واقعی سے

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع ۸ ۱۵

اور چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔

دوسرے ایہام باطل کی وجہ سے منہی عنہ اور موہم غلط اس تقدیر پر غلطی نظری ہوگی۔ رہا یہ اشکال کہ اسی طرح اسلام بھی متاخر ہے زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے پھر وہ صاحب اسلام کیسے ہوئے۔ اسکا جواب سورۂ بقرہ آیت ام کنتم شہداء کی تفسیر میں جو پارۂ الم کے آخر رکوع میں ہے مفصل گذر چکا ہے اور یہاں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کی زیادہ خصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ساتھ ثابت کی گئی وجہ اسکی مطابقت فی الاصول کثیر من الفروع ہے چنانچہ یہ مضمون بھی سورہ بقرہ کے مقام مذکور آیت وقالوا کونوا ہودا کی تفسیر میں گذر چکا ہے وہیں یہ اشکال بھی رفع کر دیا گیا ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال نبوت میں قدح نہیں پڑتا اور اس سے یہ بھی مفہوم ہوجاویگا کہ الذین اتبعوہ کی خصوصیت بطور اُمت ہونے کے ہے اور ما بعد کی بطور موافقت کے اور جملہ ما کان من المشرکین کی تقریر بھی اسی جگہ گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے پس گویا یا غیرکا مضمون تتمہ ہے جواب محاجہ کا کہ موافقت طریق ابراہیمی کا دعوی یہود و نصارٰی نہیں کر سکتے البتہ امت محمدیہ کو زیبا ہے **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کے ضلال یعنی گمراہی کا بیان تھا کہ اس درجہ گمراہ ہوگئے ہیں کہ باوجود ایسی حجتوں کے الزام واتمام کے حق کو قبول نہیں کرتے آگے اُنکے اضلال کا ذکر فرماتے ہیں یعنے خود تو گمراہ تھے ہی مزید برآں یہ کہ اوروں کو بھی گمراہ کرنے کی فکر میں ہیں **بیان اضلال اہل کتاب** وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ (الی قولہ) وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تمکو (دین حق سے) گمراہ کردیں اور وہ کسی کو گمراہ[ف] نہیں کر سکتے مگر خود اپنے آپ کو (وبال اضلال میں گرفتار کر رہے ہیں) اور اس کی اطلاع نہیں رکھتے **ف** اگر مخاطب ضمیر خطاب یضلونکم کے خاص صحابہ ہیں تب تو یہ فرمانا کہ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے بالکل ظاہر ہے کیونکہ یہاں بھی مراد یہی ہوگی کہ تم میں سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے سو بفضلہ تعالیٰ ان خاص حضرات میں سے کسی کو گمراہ نہ کر سکے اور اگر مراد مطلق اہل اسلام ہیں تو اس فرمانے کے یہ معنی ہوں گے کہ امر انکے اختیار وقدرت سے خارج ہے اور یوں خود ہی کوئی گمراہ ہو جاوے تو اور بات ہے ما یضلون بالمعنی المذکور کے منافی نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اسکی اطلاع نہیں رکھتے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسطرف التفات نہیں کرتے ورنہ اُن میں جو علماء تھے وہ چونکہ اسلام کی حقانیت کا علم رکھتے تھے جیسا آگے ہی تشہدون وتعلمون سے مفہوم ہوتا ہے اسلئے اضلال کے وبال سے بھی آگاہ تھے اور اگر طائفہ سے جہلا مراد ہوں تو ما یشعرون میں کوئی اشکال نہیں **ربط** آگے اُن کے ضلال اور اضلال پر ان کو ملامت فرماتے ہیں **ملامت بر ضلال و اضلال اہل کتاب** يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (الی قولہ) وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی (ان)[۳] آیتوں کے ساتھ

النحو قولہ لو بمعنی ان المصدریۃ ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی ابن اسحاق عن ابن عباس قال قال عبد اللہ بن الصیف وعدی بن زید والحرث بن عوف بعضہم لبعض تعالوا نؤمن بما انزل علی محمد واصحابہ غدوۃ ونکفر بہ عشیۃ حتی نلبس علیہم ویہم لعلہم یصنعون کما نصنع فیرجعون عن دینہم فانزل اللہ فیہم یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل الی قولہ واسع علیم اھ ۱۲

ملحقات الترجمۃ [۱] قولہ گمراہ نہیں کر سکتے نفی للاحتمال لا للامکان فان ہذہ المادۃ فی الہندیۃ مستعملۃ لکلا المعنیین فاحفظ فانہ ینفعک فی کثیر من المباحث کمسئلۃ امکان الکذب المتنازع فیہ فی عصرنا فان المقدورۃ صحیحۃ و الاحتمال باطل فیا لیتہم لیصالحون ۱۲ [۲] قولہ وبال اضلال الخ فنفی الکلام مجاز مشاکلۃ فلا یرد انہم کانوا ضالین فکیف یصح تحصیل الحاصل ۱۲ [۳] قولہ فی ترجمۃ ایٰت اللہ ان اشارۃ الی العہد ۱۲ ✦

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ

اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اُسپر جو نازل کی گئی ہے مسلمانوں پر شروع

النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۚ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ

دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ پھر جاویں اور کسی رو برو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے رو برو جو تمہارے دین کا

قُلْ إِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ أَنْ يُّؤْتٰٓى أَحَدٌ مِّثْلَ مَآ أُوْتِيْتُمْ أَوْ يُحَآجُّوْكُمْ

پیرو ہو۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہدیجئے کہ یقیناً ہدایت ہدایت اللہ کی ہے ایسی باتیں اسلئے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تمکو ملی تھی یا وہ لوگ تم پر

عِنْدَ رَبِّكُمْ ۗ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

غالب آجاویں تمہارے رب کے نزدیک ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہدیجئے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے۔ وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرمادیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت

عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

والے ہیں خوب جاننے والے ہیں۔ خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

جوکہ توراۃ و انجیل میں نبوتِ محمدیہ پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنا اُن آیات کی تکذیب کرنا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب کفر ہے) حالانکہ تم (اپنی زبان سے) اقرار کرتے ہو کہ وہ آیات حق ہیں یہ تو ملامت ہوئی ان کے ضلال پر آگے اضلال پر ملامت فرماتے ہیں کہ) اے اہل کتاب کیوں خلط ملط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی (مضمون یعنی عبارت تحریف شدہ یا تفسیر فاسد) سے اور کیوں چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو کہ حق بات کو چھپا رہے ہو ف دونوں جگہ جو تشہدون اور تعلمون فرمایا اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ عدم اقرار اور عدم علم کی حالت میں کفر وغیرہ جائز ہے قبیح ذاتی تو کسی حال میں جائز ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وجہ یہ ہے کہ اقرار اور علم کے وقت کفر اور زیادہ قبیح اور زیادہ قابل ملامت ہے اور لبس و کتمان کی حقیقت کا حاصل پارہ الم کے ربع کے قریب جہاں اسی قسم کی آیت ہے بیان ہو چکا ہے **ربط** اوپر مذکور تھا کہ بعض اہل کتاب مسلمانوں کے اضلال کی فکر میں رہتے ہیں آگے انکی ایک تدبیر کا بیان فرماتے ہیں جسکو اضلال مومنین کے لئے انہوں نے تجویز کیا تھا۔ **بیان خدعۂ اہل کتاب برلئے تشکیک نومسلمانان** وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ) وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے (بطور مشورہ باہم) کہا کہ (مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ایک تدبیر ہے کہ ظاہرًا) ایمان لے آؤ اُس (کتاب) پر جو نازل کی گئی ہے (بواسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے) مسلمانوں پر (مراد یہ کہ قرآن پر ایمان لے آؤ) شروع دن میں (یعنی صبح کے وقت) اور (پھر) انکار کر بیٹھو

البلاغة مقال العصام فی لمن تبع جعل الایمان بمعنی الاقرار توجیها للام لمن تبع فان الایمان متعد بنفسه ولیس المقام مقام لام التعدیة والحاصل انه قد قوا عن قلب الالمن تبع دینکم ۱۲ وقوله احد الی یحاجوکم قال احمد علی الکشاف فی بناء اشکال وهو وقوع احد فی الموجب لان استفهام الانکار فی مثله اثبات ویمکن ان یقال روعیت صیغة الاستفهام وان لم یکن المراد حقیقة فحسن لذلک دخول احد فی سیاقه والضمیر فی یحاجوکم لاحد لانه فی معنی الجمع حیث کان نکرة فی سیاق النفی اه ای فی بعض الوجوه حقیقة وفی بعضها صورة ۱۲ ◆

النحو قوله ان یؤتی ای لان یؤتی والظرف متعلق بالمحذوف فهو من کلام الله تعالیٰ ویؤید قراءة ابن کثیر ان یؤتی علی الاستفهام للتقریع تقدیره احسدتم ودبرتم لان یؤتی ۱۲ ◆

ملحقات الترجمة لـه قوله اقرار کذا فی حاشیة البیضاوی ۱۲ ۱۲
ـ۲ـه قوله یعنی عبارت تحریف شده الخ فی التردید اشارة الی کونهم محرفین بکلا الطریقین ۱۲
ـ۳ـه قوله فی ترجمة تکتمون اور کیوں عطفًا علی تلبسون فیکرر کلمة لم ۱۲ ۱۲ ۱۲
ـ۴ـه قوله فی وجه الربط مومنین کے لئے هم من مطلق المومنین او من آمن منهم کما یدل علیه تفسیر بعضهم لقوله تعالیٰ لمن تبع دینکم قوله عند ربکم ای فی دینه کما یقال عند الله کذا ای فی شرعه درایة فی الترجمة فانظر ۱۲ ◆

مسائل السلوک

المتن قوله تعالیٰ وقالت طآئفة من اهل الکتب الخ قوله ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قال العبد الضعیف نظیره صنیع بعض الناقصین اهل البخل من المنتسبین الی الطریق من اخفاء الطریق الی من لم یکن منتسبا الی احد شیوخهم ویرد علیهم بمثل مارد الله تعالیٰ علی مشاکلیهم من قوله تعالیٰ قل ان الهدیٰ هدی الله وقوله تعالیٰ قل ان الفضل بید الله انتهی القول ۲۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ وقالت طائفۃ من اہل الکتاب الی قولہ ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم۔ اسی کی نظیر ہے بعض مدعیان طریقت کا یہ طرز کہ جو شخص انکے سلسلہ میں نہ ہو اُس سے طریق کو مخفی کرتے ہیں اور اُن پر اسی مضمون سے رد ہوگا جس سے اُنکے ہم مسلک اہل کتاب پر رد کیا گیا ہے یعنی قل ان الهدیٰ هدی الله اور ان الفضل بید الله الخ ◆

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ

اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ اگر تم اُس کے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ اسکو تمہارے پاس لا رکھے — اور ان ہی میں سے

مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ

بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اُسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تمکو ادا نکرے

آخر دن میں (یعنی شام کو) عجب کیا (اس تدبیر سے مسلمانوں کو بھی قرآن اور اسلام کے حق ہونے میں شبہہ پڑجاوے اور) وہ (اپنے دین سے) پھر جاویں (اور یہ خیال کریں کہ یہ لوگ علم والے ہیں اور بے تعصب بھی ہیں کہ اسلام قبول کرلیا اسپر بھی جو پھر گئے تو ضرور اسلام کا غیر حق ہونا اُن کو دلائل علیہ سے ثابت ہوگیا ہوگا اور ضرور اُنہوں نے اسلام میں کوئی خرابی دیکھی ہوگی جب تو اُس سے پھر گئے اور اہلِ کتاب نے یہ بھی باہم کہا کہ مسلمانوں کے دکھلانے کو صرف ظاہری ایمان لانا) اور (بصدق دل سے) کسی کے روبرو (دین کا) اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو (اُسکے روبرو تو اپنے قدیم دین کا اقرار خلوص سے کرنا چاہیئے باقی غیر مذہب والوں کے یعنی مسلمانوں کے روبرو ویسے ہی بمصلحت مذکورہ زبانی اسلام کا اقرار کرلینا حق تعالیٰ اُن کی اس تدبیر کے لچر ہونے کا اظہار فرماتے ہیں کہ) اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کہدیجئے کہ (ان چالاکیوں سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ) یقیناً ہدایت (جو بندوں کو ہوتی ہے وہ) ہدایت اللہ کی (طرف سے ہوتی ہے (پس جب ہدایت قبضہ خداوندی میں ہے تو وہ جس کو ہدایت پر قائم رکھنا چاہیں اُس کو کوئی مغوی کسی تدبیر سے نہیں ہلا سکتا آگے اُن کے اس مشورہ وتدبیر کی علت بتلاتے ہیں کہ اے اہلِ کتاب تم) ایسی[۱] باتیں اس لئے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تمکو ملی تھی (یعنی کتاب اور دین آسمانی) یا وہ اور لوگ تمپر غالب آجاویں (اُس دین حق کی تعیین میں جو) تمہارے رب کے نزدیک (ہے حاصل علت کا یہ ہوا کہ تمکو مسلمانوں پر یہ حسد ہے کہ اُنکو آسانی کتاب کیوں مل گئی یا یہ لوگ ہمپر مذہبی مناظرہ میں کیوں غالب آجاتے ہیں اس حسد کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کے تنزل کی کوششیں کر رہے ہو آگے اس حسد کا رد ہے کہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہدیجئے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اُسکو جسے چاہیں عطا فرمادیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (اُن کے یہاں فضل کی کمی نہیں اور) خوب جاننے والے ہیں (کہ کس وقت کس کو دینا مناسب ہے اس لئے) خاص کر دیتے ہیں اپنی[۲] رحمت (وفضل) کے ساتھ جس کو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں (پس اس وقت برعایت حکمت مسلمانوں پر فضل رحمت فرمادیا اس میں حسد کرنا فضول اور جہل ہے) ربط اوپر کی آیتوں میں اہلِ کتاب کی خیانت فے الدین کا ذکر تھا یعنی ان کا کفر کرنا آیات اللہ کے ساتھ اور خلط کرنا حق اور باطل کا اور کتمانِ حق کا اور تدبیر کرنا اضلال مومنین کی آیت آیندہ میں اُن کی خیانت فی الاموال کا ذکر ہے اور چونکہ بعضے امین بھی تھے اس لئے دونوں قسموں کا ذکر فرمایا **بیان اہل امانت واہل خیانت از اہل کتاب**

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ۔

اللغات۔ القنطار فی القاموس وزن اربعین اوقیہ من ذہب او الف ومأتا دینار او الف ومأتا اوقیہ او سبعون الف دینار او ثمانون الف درہم او مائۃ رطل من ذہب او فضۃ او الف دینار او ملأ مسک ثور ذہبا وفضۃ قولہ تامنہ فی روح المعانی من امنتہ بمعنی ائتمنتہ والباء قیل بمعنی علے وقیل بمعنی فی ای فی حفظ قنطار ۱۲

ملحقات الترجمہ۔ ۱ قولہ فی ترجمۃ ان یؤتی ایسی باتیں اشارۃ الی العامل ای دبرتم المحذوف او قلتم المدلول علیہ بقولہ وقالت طائفۃ کانہ التفات من الغیبۃ الی الخطاب ولما کان المحذوف والمدلول علیہ بالمذکور کالمذکور جعلہ جزء الترجمۃ ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ یختص برحمتہ اپنی رحمت (وفضل) اشار بالمعطوف الی ان المراد بالرحمۃ ہو الفضل المذکور فی السباق والسیاق ۱۲ *

إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ

مگر جب تک کہ تم اس کے سر پر کھڑے رہو یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے بارہ میں کسی طرح کا الزام نہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر

الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ

جھوٹ لگاتے ہیں۔ اور وہ بھی جانتے ہیں۔ الزام کیوں نہ ہوگا جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں متقیوں کو یقیناً

الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور اپنی قسموں کے ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہ ملے گا

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

اور نہ خدا تعالیٰ اُن سے کلام فرماویں گے۔ اور نہ اُن کی طرف دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ اُن کو پاک کریں گے اور اُنکے لئے دردناک عذاب ہوگا

إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا (الی قولہ) وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ (اے مخاطب) اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار (مال بھی امانت رکھدو تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی) اسکو تمہارے پاس لا رکھے اور اُن ہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اُس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تمکو ادا نہ کرے (بلکہ امانت رکھانے کا بھی اقرار نہ کرے) مگر جب تک کہ تم (امانت رکھا کر) اُسکے سر پر (برابر کھڑے) رہو (اُسوقت تک خبر نہ کرے نہیں اور جہاں الگ ہوئے پھر ادا کرنے کا تو کیا مذکور ہے سرے سے امانت ہی سے مکر جاوے) یہ (امانت کا ادا نہ کرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے (مال کے) بارہ میں (اگر چرا چھپا لیا جاوے مذہباً) کسی طرح کا الزام نہیں (یعنی غیر اہل کتاب مثلاً قریش کا مال چرا لینا چھین لینا سب جائز ہے اللہ تعالیٰ آگے اُن کے اس دعوی کی تکذیب فرماتے ہیں) اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں (کہ اس فعل کو حلال سمجھتے ہیں) اور (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں (اللہ تعالیٰ نے اسکو حلال نہیں کیا محض تراشیدہ دعوی ہے) **ف** جن بعض کی امانت کی مدح کی گئی ہے اگر اس بعض سے وہ لوگ مراد ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لے آئے تھے جیسا معالم میں بروایت ضحاک حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ اس بعض سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں کہ کسی شخص نے اُن کے پاس بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا تھا اور انہوں نے بعینہ ادا کر دیا جیسا کہ دوسرے بعض سے فنحاص بن عازوراء یہودی مراد ہے کہ کسی قریش نے ایک دینار امانت رکھا اور اُسنے خیانت کی (اھ) تب تو مدح میں کوئی اشکال نہیں اور اگر خاص مؤمن مراد نہ ہوں بلکہ مطلقاً اہل کتاب میں امین اور خائن دونوں کا ہونا بیان کرنا مقصود ہے تو مدح باعتبار قبول عند اللہ کے نہیں کیونکہ بدون ایمان کے کوئی عمل صالح مقبول نہیں ہوتا جس پر ثواب ملتا ہے لقولہ تعالیٰ فی سورۃ ہود من کان یرید الحیوۃ الدنیا و زینتہا نوف الیہم الی قولہ یعملون بلکہ مدح اس اعتبار سے ہے کہ اچھی بات گو کافر کی ہو کسی درجہ میں اچھی ہے جس کا اثر دنیا میں نیکنامی وغیرہ اور آخرت میں اُس عذاب کی کمی ہے جو اُسکے ضد کے ارتکاب سے ہوتا اور عدم ثواب جو آیت ہود سے معلوم ہوتا ہے منافی عدم عذاب کے نہیں۔ اور اس تقدیر پر اسلام کی غایت بے تعصبی ثابت ہوتی ہے کہ مخالف کے ہنر کی بھی بقدر واقعی داد دیجاتی ہے **ربط** اور یقولون میں اُن کے دعوی کی تکذیب تھی آگے اُسی تکذیب کی تاکید اور وفائے عہد کی فضیلت اور نقض عہد کی مذمت کی تصریح ہے **رد قول اہل کتاب و فضل وفائے عہد و قبح غدر**

بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ (الی قولہ) وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (خائن پر) الزام کیوں نہ ہوگا (ضرور ہوگا کیونکہ اسکے متعلق ہمارے یہ دو قانون ہیں:-

اللغات سبیل فی روح المعانی عتاب و ذم اھ قلت ہذا حاصل المعنی لا بیان مطلق الطریق اختارہ بہ طریق العتاب عرفاً الملاق للمطلق علی المقید ۱۲ **النحو** الا ما دمت استثناء من مقدر ای لا یؤدہ الیک علیہ لقولہ لا یؤدہ لا ای الا داما فی لا یجدہ و بالزام بخلاف الاقرار ۱۲ **الروایات** فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال بایع الیہود رجال من المسلمین فی الجاہلیۃ فلما اسلموا تقاضوہم عن بیوعہم فقالوا لیس علینا امانۃ ولا قضاء لکم عندنا لانکم ترکتم دینکم الذی کنتم علیہ وادعوا انہم وجدوا ذلک فی کتابہم فقال اللہ تعالیٰ و یقولون الخ وفی روح المعانی اخرج الستۃ وغیرہم عن ابن مسعود رض فی قصۃ الاشعث بن قیس مع یہودی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہودی احلف فقال الاشعث اذا یحلف فیذہب مالی فانزل اللہ تعالیٰ ان الذین یشترون و اخرج البخاری وغیرہ عن عبداللہ بن ابی اوفی ان رجلا اقام سلعۃ فی السوق فحلف باللہ لقد اعطی بہا ما لم یعطہ لیوقع فیہا رجلا من المسلمین فنزلت ہذہ الآیۃ و اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی رافع و لبابۃ بن ابی الحقیق و کعب بن الاشرف و حیی بن اخطب فو التوراۃ و بدلوا نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حکم الامانات وغیرہما واخذوا علی ذلک رشوۃ و روی غیر ذلک و لا مانع من تعدد سبب النزول کما حققہ اھ فی لباب النقول قال الحافظ ابن حجر والآیۃ محتملۃ لکن العمدۃ فی ذلک ما ثبت فی الصحیح اھ قلت نعم لکن الالحق بالسیاق والسباق ما اخرجہ ابن جریر و قد سمعت عن روح المعانی ان لا مانع من تعدد سبب النزول و نقل فی اللباب ایضاً عن الحافظ انہ لا منافاۃ بین الحدیثین بل یحمل علی ان النزول کان بالسببین معاً الی آخرہ قلت و الاحسن فی ذلک قال السخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قد یکون السبب واحد الکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد تلا تلک الآیۃ فی مقام آخر مناسب فزعم الراوی نزولہا فی ذلک اھ ۱۲ **فائدۃ** لا ریب انک سمعت من اباحۃ مال الحربی ولو بعقد فاسد لانہ مشروط برضاہ و عدم الغدر فشتان ما بینہا و لا کون الغنیمۃ حلالاً لانہ لا استیمان ولا عہد بخلاف الیہود حیث غدروا مع الامن والعہد فافہم ۱۲ **الملحقات الترجمۃ۔ ۱ قولہ** فی ترجمۃ تاصدرا ای مخاطب اشارۃ الی عدم تعیین م

مسائل السلوک

المتن۔ قولہ تعالیٰ ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا وفی الروح اشارۃ الی من مال الی خضرۃ الدنیا و آثرہا علی مشاہدۃ حضرۃ المولیٰ و زین ظاہرہ بسیماء المقربین و مزجہا بحب الریاسۃ فذلک الذی سقط عن رؤیۃ اللقاء و مخاطبۃ الحق فی الدنیا والآخرۃ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ان الذین یشترون بعہد اللہ ثمنا قلیلا اسمیں اس شخص کی حالت کی طرف بھی اشارہ ہے جو زینت دنیا کی طرف مائل ہو اور اسکو حضرت حق کے مشاہدہ پر ترجیح دیتا ہو اور اپنے ظاہر کو شعار مقربین کے ساتھ آراستہ رکھتا ہو مگر اسمیں حب جاہ کی آمیزش بھی کرتا ہو۔ پس ایسا شخص لقاء حقیقی اور مخاطبت حق کے درجہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں ساقط ہو جاویگا ۱۲

۱۲ اللہم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ و لوالدیہم اجمعین (۱۲ میان)

۱۲

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ

اور بیشک اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب میں تاکہ تم لوگ اُس کو کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کے پاس سے ہے، حالانکہ وہ خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔

ایک یہ کہ) جو شخص اپنے عہد کو (خواہ وہ عہد اللہ تعالیٰ سے ہوا ہو یا بشرط جواز کسی مخلوق سے) پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں (ایسے[1]) متقیوں کو (اور دوسرا قانون یہ ہے کہ) یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر (یعنی نفع دنیوی) لے لیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو[2] (انہوں نے) اللہ تعالیٰ سے کیا ہے (مثلاً انبیاء علیہم السّلام پر ایمان لانا) اور (بمقابلہ) اپنی قسموں کے (مثلاً حقوق العباد و معاملات کے باب میں قسم کھا لینا) ان لوگوں کو کچھ حصّہ آخرت میں (وہاں کی نعمت کا) نہ ملیگا اور نہ خدا تعالیٰ اُن سے (لطف[3] کا) کلام فرماویں گے اور نہ انکی طرف (نظر محبت سے) دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ اُن کو (گناہوں سے) پاک کریں گے اور اُن کے لئے دردناک عذاب (تجویز) ہوگا **ف** عہد مخلوق میں احقر نے بشرط جواز اسلئے کہا کہ اگر وہ عہد ناجائز ہے تو اس کا ایفا حرام ہے اور عہد اللہ کی مثال میں ایمان بالانبیاء علیہم السّلام کو اس لئے ذکر کیا کہ یہود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تھے۔ باقی یہ تخصیص تمثیلاً ہے ورنہ عہد اللہ میں سب احکام آ گئے جس کے عموم میں عہد مالی بھی داخل ہے اور ایمانھم میں زیادہ تصریح ہو گئی اور یزکیھم کا ایک[4] ترجمہ صحیح اور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف نہ کریں گے جیسے مومنین کی کریں گے اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وفائے عہد پر جو محبت کی بشارت ہے اسمیں ایمان بھی شرط نہیں بات یہ ہے کہ عہد اللہ کے عموم میں ایمان بھی داخل ہے اور اتقی کے عموم سے اور زیادہ تاکید ہو گئی اور یہ جو کہا گیا کہ کچھ حصہ نعمت کا نہ ملیگا الخ اگر یہ آیت کفار کے حق میں لیجاوے تو یہ سب وعیدیں ابدالآباد کے لئے ہیں اور اگر فجار کے لئے بھی عام کہا جاوے تو معنے یہ ہیں کہ چندے وہ ان وعیدوں کے مستحق ہونگے نہ ابدیت ہے نہ یقیناً وقوع ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عفو بلا عقوبت بھی ممکن ہے ربط اوپر خیانت کی مذمت کا بیان تھا آگے انکی خیانت کی ایک عادت کہ ایک خاص طریق سے تحریف کتاب اللہ ہے بیان فرماتے ہیں **بیان عادت اہل کتاب در قسمی را از تحریف** وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ (الی قولہ) وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اور بیشک اُن میں بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) میں (یعنی اُس میں کوئی لفظ یا کوئی تفسیر غلط ملا دیتے ہیں اور غلط پڑھنا کج زبانی کہلاتا ہے) تاکہ تم لوگ (جو اُسکو سنو تو) اُس (ملائی ہوئی[5] چیز کو بھی) کتاب کا جزو[6] سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں اور (صرف دھوکہ دینے کیلئے اُس عملی طریق ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ زبان سے بھی) کہتے ہیں کہ یہ (لفظ یا مطلب) خدا تعالیٰ کے پاس سے (الفاظ یا قواعد نازل ہوئے ہیں اُن سے ثابت) ہے حالانکہ وہ (کسی طرح) خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں (پس اُنکا جھوٹا ہونا لازم آ گیا آگے تاکید کے لئے اسکی پھر تصریح ہے) اور (اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور (اپنا جھوٹا ہونا دل میں خود بھی) وہ جانتے ہیں **ف** ممکن ہے کہ تحریف لفظی کرتے ہوں اور ممکن ہے کہ تفسیر غلط بیان کرتے ہوں تحریف لفظی میں تو دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ لفظ ہی مُنَزَّل من اللہ ہے اور غلط تفسیر میں یہ تو نہیں ہوتا لیکن یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر قواعد شرعیہ سے ثابت ہے اور قواعد شرعیہ کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے ایک صورت میں صورۃً جزو ہونے کا

اللغات - اللّی عطف الشیٔ وردہ عن الاستقامۃ الی الاعوجاج یقال لویت یدہ والتوی الشیٔ اذا انحرف والتوی فلان علیّ اذا غیر خلافہ عن الاستواء الی ضدہ ولوی لسانہ عن کذا اذا غیرہ الکبیر ۱۲

النحو - قولہ بالکتب قال (رح علی البیضاوی) علی حذف المضاف ای بقرائتہ والباء للاستعانۃ او الظرفیۃ قلت وبہ ترجمت فالکتاب علی معناہ لا المحرف۔ وقال (د فتح) المضاف المحذوف ہو الشبہ والواو عاطفہ والباء صلتہ ۱۲

فائدۃ - ثبت صاحب روح المعانی التحریف اللفظی فی الکتب المتقدمۃ تحت ہذہ الآیۃ (ای ان منہم لفریقا الخ) ۱۲

ملحقات الترجمۃ - [1] **قولہ** ایسے متقیوں اشارۃ الی کون اللام للعہد والی دخول الوفاء بالعہد فی عموم التقوی فلا یشکل الاکتفاء بذکر المتقین فی الموفین حالی ومنع المظہر موضع المضمر ۱۲ [2] **قولہ** فی ترجمۃ عہد اللہ جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے جعل المصدر مضافا الی المفعول ایضا اقلیلا من قولہ العہد وفاء والظاہر فیعود الضمیر الی من فالمعاہد فی المومنین ہو العبد فافہم ۱۲ [3] **قولہ** لطف ومحبت قید بہا لان مطلق الکلام انتفاءہ غیر واقع ومطلق النظر انتفاءہ غیر ممکن ۱۲ [4] **قولہ** ایک ترجمہ اور بھی ہے اثر المذکور علی ہذا الزیادۃ شہرتہ ۱۲ [5] **قولہ** ملائی ہوئی چیز کو اشارۃ الی کون الضمیر للمحرف المدلول علیہ بقولہ یلوٗن ۱۲ [6] **قولہ** جزو سمجھو اشارۃ الی کون من للتبعیض ۱۲

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ اُس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرماویں پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۷۹

تعالیٰ کو چھوڑ کر ولیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو۔ اور بوجہ اس کے کہ تم پڑھتے ہو

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۸۰

اور نہ یہ بات بتلاوے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تمکو کفر کی بات بتلاوے گا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو

دعویٰ ہوگا ایک صورت میں معنیٔ جزو کتاب ہونے کا دعویٰ ہوگا بایں معنیٰ کہ جزو ماثبت بالشرع ہے اور ہر ثابت بالشرع حقیقۃً ثابت بالکتاب ہے کیونکہ دوسرے دلائل شرعیہ مظہر احکام ہوتے ہیں نہ کہ مثبت احکام اسلئے احقر نے ترجمہ میں دونوں احتمالوں کی رعایت رکھی۔ ملحدوں نے اس امت میں بھی حدیث میں تحریف لفظی بھی اور قرآن میں صرف تحریف معنوی کی ہے کیونکہ الفاظ قرآنیہ نصًّا محفوظ من اللہ ہیں **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کے افعال و اقوال پر اعتراض تھا اگلی آیت میں اہل کتاب کے ایک لغو اعتراض کا ابطال ہے جو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا جیسا کہ لباب النقول میں بروایت ابن اسحٰق و بیہقی کے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس کی خدمت میں جب یہود اور نجران کے نصاریٰ جمع ہوئے اور آپ نے اُنکو اسلام کی طرف بلایا تو ابو رافع قرظی یہودی نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپکی عبادت کریں جیسا نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں آپ نے فرمایا معاذ اللہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی **نفی احتمال معبودیت خویش از انبیاء علیہم السلام** مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (الیٰ قولہ) اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ (تو) اسکو کتاب اور (دین کی) فہم اور نبوت عطا فرماویں (جنمیں ہر ایک کا مقتضا ہے کفر و شرک سے ممانعت) اور پھر وہ لوگوں سے (یوں) کہنے لگے کہ میرے بندے (یعنی عبادت کرنے والے) بن جاؤ خدا تعالیٰ (کی توحید) کو چھوڑ کر (یعنی نبوت اور امر بالشرک جمع نہیں ہوسکے) ولیکن (وہ نبی یہ تو) کہیگا کہ تم لوگ اللہ والے بنجاؤ (یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) بوجہ اس کے کہ تم کتاب (الٰہی اوروں کو بھی) سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ (خود بھی اُسکو) پڑھتے ہو (اور اُس کتاب میں تعلیم ہے توحید کی) اور نہ (وہ بشر موصوف بالنبوۃ) یہ بات بتلاوے گا کہ تم فرشتوں کو اور (یا دوسرے) نبیوں کو رب قرار دے لو کیا (بھلا) وہ تمکو کفر کی بات بتلاوے گا۔ بعد اس کے کہ تم (اس عقیدہ خاص میں خواہ فی الواقع یا بزعم خود) مسلمان ہو **ف** شاید اُس معترض نے براہ عناد اطاعت اور عبادت میں فرق نکیا ہو اسلئے اعتراض کردیا ہو جواب میں تصریح فرمادی کہ نبی سے امر بعبادت غیر اللہ شرعًا منفی و محال ہے اور عبادت و اطاعت کا فرق ظاہر تھا اور یہ شبہ نکیا جاوے کہ علّت موحد ہونے کی تعلیم و درس کتاب کو فرمایا حالانکہ عوام میں یہ مفقود ہے اور امر بالتوحید موجود ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ علت محض مقتضی ہے شرط نہیں سو عوام میں دوسرا مقتضی

اللغات۔ الربانی فی روح المعانی ہو لفظ عربی او سریانی علی الصحیح و ہو منسوب الی الرب کما فی الالف والنون یزادان فی النسب للمبالغۃ کثیر اکلحیانی لعظیم اللحیۃ ورقباتی بمعنے غلیظ الرقبۃ ۱۲

النحو والبلاغۃ۔ ما کان لبشر المعنیٰ ما یصح لاحد من البشر ایتاء اللہ الحکم فان الجحود نافیۃ للامر الذی اسندہ الکفرۃ الی اولٰئک الکرام علیہم السلام وعطف الفعل علیٰ منصوب بثم تعظیما لہذا القول فانہ اذا انتفی بعد مہلۃ کان ان تنتفی بدونہا اولیٰ و احریٰ فکانہ قیل ان ہذا الایتاء العظیم لا یجامع ہذا القول اصلا وان کان بعد مہلۃ من ہذا الانعام (قلت ولو حمل علی الاستبعاد کان اوجہ) ولٰکن کونوا علی تقدیر القول ای لٰکن یقول کونوا ولا یامرکم بالنصب عطفا علی یقول (ای لا کان لہ ان یؤتیہ اللہ ثم یامر) لیتہا تعانیان کما سابق ۱۲ وفی قراءۃ ولا یامرکم بالرفع علی الاستیناف وقدم التعلیم علی الدراسۃ لوفور شرفہ علیہا او لان الخطاب اللّٰہ طلی (رؤسا ئہم) و اثانی لمن دونہم اھ من روح المعانی ۱۲

اختلاف القراءۃ۔ فی روح المعانی قرأ نافع وابن کثیر و یعقوب وابو عمرو ومجاہد تعلمون بمعنے عالمین ۱۲

الروایات۔ قد ذکرت روایۃ فی وجہ الربط والاخریٰ فی لباب النقول اخرج عبد الرزاق فی تفسیرہ عن الحسن قال بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولٰکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاہلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ فانزل اللہ ما کان لبشر الیٰ قولہ بعد اذ انتم مسلمون اھ قلت وعلیٰ ہذا الاشکال فی قولہ انتم مسلمون حتی قال بعضہم تعیین ہذا سببا للنزول لکنہ ضعیف لبعد توجیہہ کما اخترت فی الترجمہ ۔ وفی روح المعانی ای منقادون مستعدون للدین الحق ارخاء للعنان واستدراجا ۱۲ **ملحقات الترجمۃ**

لہ قولہ ترجمہ ما کان الخ کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی بناء علیٰ نفی النفی لا النہی ولہذا اخترت یا الحاصل فی الترجمۃ ۱۲

۲ لہ قولہ ترجمہ دون اللہ توحید کو چھوڑ کر لان التجوز یعم ما کان مع شرکا او افرادًا ۱۲

کہ ربانی کی تفسیر کا مجموعہ اسپر دال ہے چنانچہ روح المعانی میں حضرت علی رضہ اور حضرت ابن عباس رضہ سے منقول ہے کہ ربانی وہ ہے جو فقیہ عالم ہو اور سدی سے ہے کہ وہ ہے جو عالم حکیم ہو اور ابن جبیر سے ہے کہ جو حکیم تقی ہو اور ابن زید سے ہے جو لوگوں کے امور دین کی تدبیر کرتا ہو تو یہ سب اقوال متقارب ہیں اور شبلی سے ہے کہ وہ شخص ہے جو علوم کو خاص حضرت حق سے اخذ کرتا ہو اور کسی شے میں غیر حق کی طرف رجوع نہ کرتا ہو اور سہل سے ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے رب پر کسی شی کو ترجیح نہ دیتا ہو اور قاسم سے ہے کہ وہ شخص ہے جو علماء دعلما اخلاق ربانیہ سے موصوف ہو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے معبود سے اسکے وجود میں محو ہو گیا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے کہ اسمیں حوادث موثر نہ ہوں اور دوسرے اقوال بھی ہیں جو سب ایک گھاٹ کے پانی پینے والے ہیں ۱۲ (باقی بر صفحہ ۳۶)

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ کونوا ربانیین قال العبد الضعیف درجۃ بما علیہ اہل الطریق من لزوم خاصۃ داعمال خاصۃ ولزوم خاصۃ وافاضۃ طریقہم الی غیرہم کما یدل علیٰ ہذا المجموع ما فسرہ بعضہم ۔ وعن علی رضہ وابن عباس رضہ الربانی الفقیہ العالم وعن قتادۃ والسدی العالم الحکیم وعن ابن جبیر الحکیم التقی وعن ابن زید بالمدبر امر الناس وہی اقوال متقاربۃ وعن الشبلی الذی لا یاخذ العلوم الا من الرب ولا یرجع فی شیٔ الا الیہ وعن سہل الذی لا یختار علی ربہ حالًا وعن القاسم المتخلق باخلاق الرب علمًا وحکمًا وقیل ہو الذی محق فی وجودہ ومحق عن شہودہ وقیل ہو الذی لا تؤثر فیہ تصاریف الاقدار علی اختلافہا وقیل وکل الاقوال ترد من منہل واحد ۔ **قولہ تعالیٰ** ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ والنبیین اربابا الخ اقول الغیب شدید فیہ رد علی الغلاۃ فی الاتقیاء او التعظیم لشیوخہم الاحیاء منہم او الاموات وان کانوا مشائخ الکاملۃ فقد اخرج الترمذی فی تفسیر آیۃ قل یا اہل الکتاب تعالوا الخ وحسنہ انہ لما نزلت ہذہ الآیۃ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدہم یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اما کانوا یحلون لکم ویحرمون فتاخذون بقولہم قال نعم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو ذاک انتہی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ کونوا ربانیین ۔ میں جو اہل طریق کی اور انکے علوم و اعمال و احوال خاصہ کی اور دوسروں پر طریق کے فائض کرنے کی تقریر ہے جیسا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو

لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ

اُسکا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اسکی طرف داری بھی کرنا فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا۔

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

یعنی علم موجود ہونا کافی ہے اور تخصیص اسکی اسوجہ سے کہ اتم ہونیکا اور دوسرے بوجہ اقتضاء مقام کے کہ مخاطب فی علم تھا تیسرے بوجہ اسکے کہ اکثر عوام مقلد خواص کے ہوتے ہیں پس انکا ایمان کا مقتضی اُن کے لئے بھی عادۃً مقتضی ہو جاتا ہے اور انبیاء و ملائکہ کے ذکر سے تاکید مضمون مقام کی ہو گئی کہ اسمیں کسی کی تخصیص نہیں بلکہ عموم علت یعنی منافات نبوت و امر بالشرک کی وجہ سے یہ مضمون عام ہے نیز دوسرے مشرک فرقوں پر بھی تعریض ہو گئی کہ سب کا عقیدہ خلاف تعلیم نبوت ہے اور احقر نے جو یہ تخصیص کی کہ اس عقیدۂ خاص الخ وجہ یہ کہ مخاطب الجواب بعض مسلمان اور معترض کیوقت وہ مدعی توحید کے تھے اس خاص امر کو لغۃً اسلام کہدیا پھر خواہ معترض واقع میں بھی موحد ہو یا نرا زعم ہی زعم ہو کیونکہ بعض یہود شرک کے عقیدے بھی رکھتے تھے واللہ اعلم ربط اوپر دور تک طائفہ سے اہل کتاب کی ان کارروائیوں کا ذکر تھا جو اسلام کے خلاف واقع میں اُن سے صادر ہوتی تھیں آگے ترقی کرکے یہ بتلاتے ہیں کہ مخالفت و مضادت کی تو اُن کو کب اجازت ہو سکتی ہے اُن پر تو خود اسلام کا قبول کرنا واجب تھا کیونکہ اس مضمون کا عہد سب انبیاء علیہم السلام تک سے لیا گیا ہے اُن کی امم پر تو بدرجۂ اولی واجب ہوگا اور اسی سلسلہ میں ترکِ اسلام پر زجر آیۃ افغیر دین اللہ میں اور اسلام کی حقیقت کا خلاصہ قل آمنا باللہ میں اور غیر اسلام کا مقبول نہ ہونا آیۃ ومن یبتغ میں اور مذمت معتوبت معرضین عن الاسلام کی باستثناء تائبین کے آیۃ کیف یہدی اللہ میں من ناصرین تک ذکر فرماتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی حقیقت اطاعت ہے احکام الٰہیہ کی ہر زمانہ میں جیساکہ آیۃ ام کنتم شہداء واقعہ آخر پارہ الم کی تفسیر میں اس معنی کے اعتبار سے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کا مع امت اسلام پر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اطاعت اب منحصر ہو گئی ہے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیونکہ آپ کا نبی ناسخ الشرائع ہونا دلائل صحیحہ سے ثابت ہے پس آپ کا انکار ضرور منافی اطاعت الٰہیہ ہے اسلئے اب لفظ اسلام کا اطلاق صرف دین محمدی پر ہوتا ہے اس تقریر سے تمام اشکالات و شبہات جو اس مقام پر بظاہر نظر میں واقع ہو سکتے تھے دفع ہو گئے **ذکر اخذ میثاق از انبیاء علیہم السلام بتصدیق دیگر رسل** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) سے کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم (شریعت) دوں (اور) پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبر آوے جو مصداق (اور موافق) ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس (کی کتاب اور شریعت میں) ہے

اللغات۔ الاصر العہد والذنب والثقل کذا فی القاموس ۱۲

النحو مع اختلاف القراءة۔ فی الجلالین لما بفتح اللام للابتداء و توکید معنی القسم الذی فی اخذ المیثاق و کسرہا متعلقۃ باخذ و ما موصولۃ علی الوجہین ای اتیتکم ایاہ و فی قراءۃ آتیناکم لتؤمنن جواب القسم ان اقتی الکمالین علی ایاہ یشیر الی ان العائد الی الموصول محذوف و قولہ علی قول الجلالین مصدق لما معکم من الکتب والحکمۃ یشیر الی انہ اقامۃ المظہر مقام المضمر فی روح المعانی عن الروض الانف واللام السبیلی ان الجملۃ المعطوفۃ لما کانت مشتملۃ علی ما ہو بمعنی المبتدا او الموصول لذلک استغنی عن ضمیرہ فیہا مع لزومہ فی الصلتین المتعاطفتین فی المشہور وکان ضمیرہ راجعًا الی الرسول مع ملاحظۃ مصدق لما معکم القائم مقام ضمیر العائد علی ما اکتفی بہ و ذلک من ضمیر فی خبرہا لارتباط الکلام بعضہ ببعض ام و بانہ فما بردہ من بدہ حتی ہی جزو عن العائد ۱۲ **الروایات**۔ اخرج فی روح المعانی بروایۃ ابن جریر عن علی ؓ قال لم یبعث اللہ تعالیٰ نبیًا آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وہو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ و یامرہ فیاخذ العہد علی قومہ ثم تلا الآیۃ اھ قلت ملا ینافی تفسیری بالعام کما قررتہ فی توضیح القول مصداق و یتاید العموم بما فی روح المعانی تحت آیۃ قل آمنا اخرج عبدالرزاق وغیرہ عن طاؤس انہ قال اخذ اللہ تعالیٰ میثاق النبیین ان

یصدق بعضہم بعضا ولکن توجیہ التخصیص بذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم لمزیتہ علی غیرہ باخذ العہد من کل نبی حتی صلی اللہ علیہ وسلم عن الجمیع واما غیرہ فالظاہر ان ہذا العہد لم یوخذ من المتاخر للمتقدم کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ثم جاءکم وظاہر ان المتقدم لا یحتمل المجیئ ثانیا فافہم فانہ لطیف واما اخذ ہذا العہد لہ صلی اللہ علیہ وسلم مع علمہ تعالیٰ بانہم لا یدرکون وقتہ فجوابہ علی ما فی روح المعانی ان فیہ تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم واما علی تقدیر العموم فلاظہار اہتمام شان الایمان بکل رسول ۱۲

ملحقات الترجمة۔ ۱ قولہ فی ترجمۃ میثاق النبیین انبیاء سے اشارۃ الی الاضافۃ الی المفعول ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ مصدق مصداق اشارۃ الی الکفاء و التصدیق الحالی من غیر توقف علی المقالی ولا یخفی لطفہ واوردہ فی الکبیر الخ وبہذا اندفع ما یتوہم من ان مجرد تصدیق رجل بما بین یدیہ من الکتب لا یکفی لاثبات نبوتہ فیحتاج الی انضمام مقدمات غیر مذکورۃ سواء کان المراد برسول مطلق الرسول کما حملتہ علیہ او الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کما اختارہ غیری ولا منافاۃ لاحتمال تخصیص الذکری تمثیلا لاقتضاء المقام ۱۲

ترجمہ مسائل السلوک

بقیہ صفحہ ۳۵

قولہ تعالیٰ ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا اسمیں ان لوگوں پر رد ہے جو شیوخ کے انقیاد و تعظیم میں غلو و وہ امیہ اموں یا اموات بہوں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے بظاہر کامل ہیں چنانچہ ترمذی نے قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الی قولہ ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن ابی حاتم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو ان کی عبادت نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ حرام چیزوں کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور حلال اشیاء کو حرام کر دیتے تھے بغیر کسی دلیل شرعی کے پھر تم انکے قول کو قبول کرتے تھے غرض کہ یہاں یہی تو تھا فرمایا یہی ان کی عبادت ہے

مسائل السلوک متعلق صفحہ ۳۶

المتن۔ قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (الی قولہ) لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قال العبد الضعیف وایضا فیہ اشارۃ الی ترک استنکاف الشیوخ عمن کان فوقہم علما و عملا بل عمن کان مساویا لہم ایضا فان للمفسرین قولین فی تفسیر رسول فالاکثرہم اوادوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم و بعضہم بای رسول جاء فی زمن رسول آخر وجبت علیہ تصدیقہ و نصرہ انتہی القول

ترجمہ: قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (الی قولہ) لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ شیوخ پر لازم ہے کہ جو علم و عمل میں اُن سے فوق ہو بلکہ جو اُن کا مساوی بھی ہو اُن سے تنگ و عار نہ کریں وجہ اشارہ یہ ہے کہ لفظ رسول کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں اکثر مفسرین نے تو کہا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تو فوق سے عار نہ کرنا ثابت ہوا) اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ کسی رسول کے زمانہ میں دوسرا کوئی رسول بھی آجاوے (تو مساوی سے عار نہ کرنا ثابت ہوا) ۱۲

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

سو جو شخص روگردانی کرے گا بعد اس کے تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں　کیا پھر دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ

جتنے آسمانوں میں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جاویں گے　آپ فرمادیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ

و اسمٰعیل　و اسحٰق　و یعقوب　اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسیٰ و عیسیٰ　اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا　ان کے

مِنْ رَّبِّھِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۡ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے　اور ہم تو　اللہ ہی کے　مطیع ہیں

لہ یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع سے اُسکی رسالت ثابت ہو تو تم ضرور اس رسول (کی رسالت) پر (دل سے) اعتقاد بھی لانا اور (ہاتھ پاؤں سے) اسکی طرفداری بھی کرنا پھر یہ عہد بیان کرکے ارشاد فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس (مضمون) پر میرا عہد (اور حکم) قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو (اپنے اس اقرار کے گواہ کے طور پر) رہنا کہ گواہی سے پھرنے کو برا سمجھتا ہے بخلاف مقر کے کہ بوجہ صاحب غرض ہونیکے اُس کا پھر جانا چنداں مستبعد نہیں ہوتا اسی طرح تم اس اقرار سے مت پھرنا اور میں (بھی) اس (مضمون) پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (یعنی واقعہ کی اطلاع اور علم رکھنے والا) ہوں **ف** انبیاء علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا قرآن مجید میں مصرح ہے باقی انکی امم سے یا تو اسی وقت لیا گیا ہوگا یا انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے لیا گیا ہو اور چونکہ اسکا واجب عام ہونا بہت ظاہر ہے اسلئے ذکر نکا مصرح نہیں اور محل اس عہد کا یا تو اول عالم ارواح ہو یا صرف دنیا میں وحی سے لیا گیا ہو حاصل اس عہد کا ظاہر ہے کہ ہر رسول ثابت الرسالۃ بالدلیل کی تصدیق و نصرت کی فرضیت ہے آخر میں اسکی مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پر اہل کتاب کو یہ عہد اسلئے سنایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دلائل سے ثابت ہے تو لامحالہ اس عہد کے مضمون میں داخل ہیں پھر تم پر یقیناً آپکی تصدیق اور نصرت فرض ہے اور یہی حاصل ہے اسلام کا۔ اور کتاب و حکمت جو دو چیزیں ارشاد فرمائیں شاید وجہ ہو کہ بعض انبیاء صاحب کتاب اصالۃً نہیں ہوئے البتہ صاحب علم سب تھے اور اگر اصالۃً کی قید نہ لگادیں تو یہ مفہوم بھی عام ہوگا اور یہ وسوسہ کہ عالم ارواح کا عہد تو یاد نہیں بدیں طور مدفوع ہے کہ عہد کرنے کو گو کوئی معتبر شخص بیان کردے وہ مثل اپنی یاد کے واجب الایفاء ہوتا ہے اور یہاں دلائل قطعیہ سے بیان کردیا ہے **ربط** اوپر عہد کا بیان تھا اب بعض عہد پر وعید ہے **وعید مخالفت عہد مذکور** فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ سو جو شخص (امم میں سے) روگردانی کریگا (اس عہد سے) بعد اسکے (کہ انبیاء تک سے عہد لیا گیا اور امم تو کس شمار میں ہیں) تو ایسے ہی لوگ (پورے) بے حکمی کرنیوالے یعنی کافر ہیں **ف** چونکہ روگردانی کرنیوالے امم ہی کے لوگ تھے اور بصیغہ خطاب وغیرہ بھی نہیں اسلئے آیت کو عام لینے کی ضرورت نہیں **ربط** اوپر عہد اسلام کے وفا کا وجوب اور اُسکے نقض کی حرمت مذکور تھی آگے اس نقض پر زجر ہے **زجر بر ترک اسلام** اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ اِلٰی قولہ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ۝ کیا (دین اسلام سے جسکا عہد لیا گیا ہے روگردانی کرکے) پھر (اس) دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ (کی یہ شان ہے کہ اُن) کے حکم کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں (ہیں) اور جتنے زمین میں ہیں (بعضے خوشی (اور اختیار) سے) اور (بعضے) بے اختیاری سے اور (اوّل تو اس عظمت ہی کا مقتضا یہ تھا کہ کوئی انکے عہد کی مخالفت نہ کرے خاص کر جبکہ آئندہ سزا کا بھی ڈر ہو چنانچہ) سب خدا ہی کیطرف (قیامت کے روز) لوٹائے (بھی) جاوینگے (اور اُس وقت مخالفین کو سزا ہوگی) **ف** حق تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں تکوینی یعنی جنپر آثار مرتب ہونا باختیار عبد نہیں جیسے ملا مدعا بیمار کرنا تندرست کرنا اور تشریعی یعنی جنکے باختیار عبد ہیں جیسے نماز پڑھنے کو فرمایا کہ اس کا امتثال یعنی نماز پڑھنا ہے۔ اور وہ باختیار عبد ہے پس حاصل مقام یہ ہوا کہ حق تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کے تو سب مسخر ہیں اور کرہاً سے یہی مراد ہے اور بعض احکام تشریعیہ کے بھی مطیع ہیں اور طوعاً کا یہی مطلب ہے تو ایک قسم حکم کی تو سب ہی پر جاری ہے اور دوسری قسم کو بھی بہتوں نے قبول کر رکھا ہے جس سے حاکم کی عظمت نمایاں ہے اب بعضے جو دوسری قسم میں خلاف کرتے ہیں تو گویا کوئی اور اس عظمت کا ہے جسکی موافقت کیلئے یہ مخالفت کرتے ہیں **ربط** اوپر اسلام کی حقیقت کا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی حقیقت کا حاصل ظاہر کردینے کا ارشاد ہے **حاصل حقیقت اسلام** قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا اِلٰی قولہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۡ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

اللغات فی القاموس بغیتہ طلبتہ ۱۲ آیت قل امنا باللہ اذ تقدم مثلہا فی البقرۃ لا نعیدہا ۱۲

ع یعنی ایسا واجب جو انبیاء و امم سب پر بالعموم واجب ہو ۱۲ **سہ ملحقات الترجمۃ**

لہ قولہ یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع دخل فیہ المعتقل الذی یجب اتباعہ المتنقل الیہ فی اثبات الرسالۃ و اعتبارہ عند الشرع ثابت فلا یشکل بانہ کیف یکون حجۃ سمعیۃ مع انہ من الشرع فافہم ۱۲ **ملہ قولہ**

مطلب اور اُس کا ایک ترجمۃ اللام دیالاکتفاء علی المعطوف علیہ ۱۲ **سہ قولہ** عہد و حکم عطف تفسیری ۱۲ **سہ قولہ** گواہ کے طور پر لیکون موافقاً لقولہ تعالیٰ فی الاعراف واشہدہم علی انفسہم ۱۲ **ھہ قولہ** اور عالم ارواح الخ زاد کلمۃ اول للاعادۃ التذکیر ثانیاً فی الدنیا فادنی تسمیہ عدم کونہ فی عالم الارواح ومن ثم زید لفظ صرف ۱۲ **سہ قولہ** صرف سے فہذا القید لانتظار الی توجیہ صحۃ الشرطیۃ بدون وقوع المقدم کما فی بعض الاٰیات

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعاً وکرہاً فی الروح وفی معنی الآیۃ اقوال الاول اسلم دخل فی الاسلام و الثانی الاسلام الناشی عن العلم مطلقاً سواء کان حاصلاً بالاستدلال لمافی الکثیر منا او بدونہ مستنداً الی اعمال فکر کما فی الملئکۃ ومن الاسلام بالکرہ ما کان حاصلاً بالسیف ومعاینۃ ما یلجئ الی الاسلام آہ قلت وقریب منہ ما نقلہ فی الروح ایضاً عن بعض الصوفیۃ ان الاسلام طوعاً ہو الانقیاد و الامتثال لما امر اللہ تعالیٰ من غیر معارضۃ ظلمۃ نفسانیۃ و حیلولۃ حجب انانیۃ والاسلام کرہاً ہو الانقیاد مع توسط المعارضات والوساوس وحیلولۃ الحجب والتعلق بالوسائط والاسباب مثل اسلام الملئکۃ وبعض من فی الارض من المصطفین الاخیار والثانی مثل اسلام الکثیرۃ ممن تقدم السنکرۃ جنباً الی جنب حتیٰ قد یقول لقد طفت فی تلک المعاہد کلہا وسیرت طرفی بین تلک المعالم فلم ار الا واضعاً کف حائر علی ذقن او قارعاً سن نادم الخ قال العبد الضعیف دلت الآیۃ علی التقسیم المذکور ولا یبعد... [illegible]

[illegible]

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ كَيْفَ

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کریگا تو وہ اُس سے مقبول نہ ہوگا　اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا　اللہ تعالیٰ ایسے

يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاۤءَهُمُ

لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہوگئے بعد اپنے ایمان لانے کے اور بعد اپنے اس اقرار کے کہ رسول سچے ہیں اور بعد اسکے کہ اُن کو واضح دلائل پہونچ چکے تھے

الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۤؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ

اور اللہ تعالیٰ ایسے بےڈھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے　ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ اُن پر اللہ تعالیٰ کی بھی

لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی　وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہیں گے　اُن پر سے عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پاوے گا

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور نہ اُنکو مہلت ہی دیجاویگی　ہاں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اس کے بعد　اور اپنے کو سنواریں سو بیشک خدا تعالیٰ بخشنے والے رحمت کرنے والے ہیں۔

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (حاصل دین اسلام کے اظہار کیلئے) فرمادیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اُس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اُس (حکم) پر جو (حضرت) ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب علیہم السلام) اور اولاد یعقوب (میں جو نبی گذرے ہیں اُن) کیطرف بھیجا گیا اور اُس (حکم و معجزہ) پر بھی جو (حضرت) موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا اُنکے پروردگار کیطرف سے (سو ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں در ایمان بھی اس کیفیت سے کہ ہم ان حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی (دوسرے سے ایمان لانے میں) تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان رکھیں اور کسی پر نہ رکھیں) اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں (انہوں نے یہ دین ہمکو بتلایا ہمنے اختیار کرلیا) **ف** بعینہ اسی مضمون کی آیت آخر ربع پارہ الم میں گذر چکی ہے جو بعنوان خلاصۂ ملت ابراہیم شروع ہوئی ہے اسکے ضروری متعلقات وہاں لکھدیئے ہیں ملاحظہ کرلیا جاوے مقصود یہ ہے کہ اسلام کی اس حقیقت ہی سے اُسکی خوبی ظاہر ہے پھر اُسکو ترک کرنا سخت بددینی و بےانصافی ہے **ربط** آگے دین اللہ یعنی اسلام کے غیر کسی دوسرے طریقہ کا عنداللہ مقبول نہ ہونا بتلاتے ہیں **عدم قبول غیر اسلام** وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کریگا تو وہ (دین) اُس (شخص) سے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (و منظور) نہ ہوگا اور وہ (شخص) آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا (یعنی نجات نہ پاویگا) **ربط** آگے مرتدین عن الاسلام میں سے اُن لوگوں کا بیان ہے جو اسلام کو قبول کرکے پھر اُس سے پھر گئے پھر اُنمیں بھی دو طرح کے ہیں بعضے تو اُس کفر پر قائم رہے اور بعض پھر تائب ہو کر اسلام لے آئے دونوں کا بیان آتا ہے **بیان مرتدین** كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ (الی قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (اول ان مرتدین کا بیان ہے جو کفر پر قائم رہکر اُس کو ہدایت سمجھتے رہے چونکہ ان کا اعتقاد یا دعویٰ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو اب ہدایت فرمائی لہذا اُن کی مذمت میں اس کی نفی بھی فرماتے ہیں کہ یعنے اما)

النحو - اجمعین تاکید لجمیع المعطوفات لا الناس وحدہ فلا حاجۃ الی التکلف لتصحیلۃ جمع الناس قولہ وشہدوا فی البیضاوی عطف علی ما فی ایمانہم من معنی الفعل و نظیرہ فصدق واکن او حال باضمار قد اھ قلت واخرت الاول لظہور معناہ ۱۲

البلاغۃ - کیف یہدی اللہ قد ذکرت وجہ البلاغۃ فیہ فی المتن وہو ماشہد بہ ذوقی ثم تایدہ بما فی روح المعانی من قولہ وقیل ان الآیۃ علی طریق التبعید کما یقال کیف اہدیک الی الطریق وقد ترکتہ ای لا طریق یہدیہم بہ الی الایمان الا من الوجہ الذی ہداہم بہ ولا طریق غیرہ اھ ۱۲

الکلام ومن یبتغ الخ استدل بعضہم بہا علی اتحاد الاسلام والایمان لانہ لو کان غیر الاسلام لزم کونہ غیر مقبول وہو کما تری قلت المراد بالغیر فی الآیۃ المعارض لا مطلق المغایر مفہوما او مصداقا والا لزم ان یکون الصلوۃ والزکوۃ وغیرہما غیر مقبولین وہو کما تری فلم یثبت بہا الاتحاد فافہم فانہ لطیف ۱۲

الروایات - فی لباب النقول روی النسائی وابن حبان والحاکم عن ابن عباس قال کان رجل من الانصار اسلم ثم ارتد ثم ندم فارسل الی قومہ ارسلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل لی من توبۃ فنزلت کیف یہدی اللہ قوما کفروا الی قولہ فان اللہ غفور رحیم فارسل الی قومہ فاسلم ونقل عن مسدد فی مسندہ وعبد الرزاق عن مجاہد فی قصۃ الحرث بن سوید ما یقاربہ وفی الکبیر تحت ہذہ الآیۃ عن ابن عباس نزلت ہذہ الآیۃ فی عشر رہط کانوا آمنوا ثم ارتدوا ولحقوا بمکۃ ثم اخذوا یتربصون بہ ریب المنون فانزل اللہ تعالیٰ فیہم ہذہ الآیۃ وکان فیہم من تاب فاستثنی التائب منہم بقولہ الا الذین تابوا اھ قلت وراعیت روایۃ الکبیر فی تقریر ترجمتی ۱۲ ۱۲

۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

مسائل السلوک

(بقیہ صفحہ ۳۷)

باختلاف العنوانین علی کذا یۃ قسمی الایمان فلا یتقط من ہجم علیہ الوساوس من الوصول الی حضرۃ المقصود الحقیقی کما یعتریہم کثیرا ویکون منشؤہ علی ما بلغنی بعض من علی المشیخۃ من اقناطہم من المقصود انتہی لفظہ

ترجمہ - قولہ تعالیٰ ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرھا۔ روح المعانی میں ہے کہ اس آیت کے معنی میں کئی قول ہیں اول یہ کہ اسلام طوعا سے مراد وہ اسلام ہے جو علم سے ناشی ہو خواہ وہ علم استدلالی ہو جیسا ہم میں سے اکثر کو یہی حاصل ہے اور خواہ غیر استدلالی ہو جیسا ملائکہ کو ہے اور اسلام کرھا سے مراد یہ ہے جو سیف سے اور ایسے امور کے معاینہ سے حاصل ہو جو اسلام کیطرف مضطر کردیں آخر اسی کے قریب وہ ہے جسکو روح ہی میں بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام طوعا وہ ہے کہ اوامر حق تعالیٰ کا بدون معارضۂ ظلمت نفسانیت اور بدون حیلولۂ حجب انانیت کے امتثال وانقیاد ہو اور اسلام کرھا وہ ہے کہ مع توسط معارضۂ وساوس و حیلولۂ حجب و تعلق بالوسائط کے انقیاد ہو اول مثل اسلام ملائکہ اور بعض مقبولین اخیار اہل رحمن کے ہے اور ثانی مثل اسلام ایسے لوگوں کے جنکو شکوک ہمیشہ پہلو اولٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں آہ احقر کہتا ہے کہ اس تفسیر پر یہ آیت بیان اس پر دلالت ہے کہ دونوں قسم کے ایمان کافی ہیں گو جس شخص پر وساوس کا ہجوم ہو وہ بارگاہ مقصود حقیقی تک پہنچنے سے مایوس ہو جیسا ایسے لوگوں کو یہ امر کثرت سے پیش آتا ہے اور یہ مایوسی ہو جاتی ہے کہ بعض مشیخت کی یہ حرکت ہو جاتی ہے کہ انکو مقصود سے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ج وَأُولَٰئِكَ هُمُ

بیشک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانیکے بعد — پھر بڑھتے رہے کفر میں — انکی توبہ ہرگز مقبول نہ ہوگی — اور ایسے لوگ پکے

الضَّالُّونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ

گمراہ ہیں — بیشک جو لوگ کافر ہوئے — اور وہ مر بھی گئے — حالتِ کفر ہی میں سو انمیں سے کسی کا — زمین بھر

الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ○ ع

سونا بھی نہ لیا جاویگا اگرچہ وہ معاوضہ میں اسکو دینا بھی چاہے — ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی — اور ان کے کوئی — حامی بھی نہ ہونگے۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کرینگے جو کافر ہوگئے بعد اپنے ایمان لانیکے (دل سے) اور بعد اسکے اس اقرار کے (زبان سے) کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ رسالت میں) سچے ہیں اور بعد اسکے کہ انکو واضح دلائل (حقانیتِ اسلام کے) پہنچ چکے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتے (یہ مطلب نہیں کہ ایسوں کو کبھی توفیق اسلام کی نہیں دیتے بلکہ مقصود انکے اسی دعوی مذکورہ بالا کی نفی کرنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمنے جو اسلام چھوڑ کر یہ طریق اختیار کیا ہے ہمکو خدا نے ہدایت دی ہے خلاصہ نفی کا یہ ہوا کہ جو شخص کفر کا بے ڈھنگا راستہ اختیار کرے وہ ہدایت خداوندی پر نہیں اسلئے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو خدا نے ہدایت دی ہے۔ کیونکہ کفر ہدایت کا رستہ نہیں بلکہ ایسے لوگ یقیناً گمراہ ہیں اور) ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور (اچھے) آدمیوں کی بھی (غرض) سبکی (اور پھر وہ لعنت بھی ایسے طور پر رہیگی کہ) وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی (لعنت) میں رہینگے (اور چونکہ اس لعنت کا اثر جہنم ہے حاصل یہ ہوا کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہینگے) ان پر سے عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پائیگا اور نہ (داخل ہونے کے قبل) انکو (کسی میعاد تک) مہلت ہی دیجاویگی (آگے انکا بیان ہے جو پھر مسلمان ہوگئے انکو اس حکم سے مستثنیٰ فرماتے ہیں یعنی) ہاں مگر جو لوگ توبہ قبول کرلیں اس (کفر) کے بعد (یعنی مسلمان ہوجاویں) اور اپنے (دل) کو (بھی) سنواریں (یعنی منافقانہ طور پر صرف زبان سے توبہ کافی نہیں) سو بے شک (ایسوں کیلئے) خدا تعالیٰ بخشدینے والے رحمت کرنیوالے ہیں۔ **ف** ایسی ہی آیت پارہ سیقول کے تیسرے رکوع میں گذری ہے اس کی ضروریات کی تفسیر وہاں دیکھ لیجاوے اور کیفیت یہدی اور لا یہدی میں جو نفی ہدایت مزعومہ کی فرمائی اسکی مثال ہمارے محاورات میں ایسی ہے جیسے کسی بدمعاش کو کوئی حاکم اپنے ہاتھ سے سزا دے اور وہ کہے کہ مجکو حاکم نے اپنے ہاتھ سے خصوصیت عنایت فرمائی ہے اور اسکے جواب میں کہا جاوے کہ ایسے بدمعاش کو ہم خصوصیت کیوں دینے لگے یعنی یہ امر خصوصیت ہی نہیں۔ اور یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایسا شخص کسی طرح قابلِ خصوصیت نہیں ہوسکتا اگرچہ شائستہ بن جاوے پس اس سے یہ اشکال جاتا رہا کہ بسا اوقات ارتداد کے بعد بھی ہدایت ہوجاتی ہے **ربط** اوپر توبہ کرنیوالوں کو سزا سے مستثنیٰ فرمایا تھا اور ظاہر ہے کہ حقیقت اس توبہ خاص کی اسلام قبول کرنا ہے چونکہ لفظ توبہ کو سنکر اور اس کی اس حقیقت میں غور نہ کرکے احتمال تھا کہ کوئی مرتد کہنے لگے کہ میں بھی تو توبہ کیا کرتا ہوں یعنی ان امور سے جو انکی ملت کفریہ میں قبیح ہیں تو میں بھی مستحق نجات ہونگا اسلئے اگلی آیت میں یوں اسلام کے محض توبہ عن الذنوب کا مقبول نہ ہونا بیان فرماتے ہیں **عدم قبول توبہ بدون ایمان** إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ (الی قولہ) وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ○ بیشک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانیکے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں (یعنی کفر پر دوام رکھا ایمان نہیں لائے) انکی توبہ (جوکہ اور گناہوں سے کرتے ہوں) ہرگز مقبول نہ ہوگی (کیونکہ توبہ عن المعاصی ایک طاعتِ فرعیہ ہے۔ اور طاعات فرعیہ کے مقبول ہونے کی شرط ایمان ہے) اور ایسے لوگ (اس توبہ کے بعد بھی بدستور) پکے گمراہ ہیں **ف** جو کافر اصلی ہو اسکا بھی شرع میں یہی حکم ہے **ربط** اوپر کی آیت میں ازدیاد کفر آیا ہے جسکی تفسیر دوام علی الکفر الی الموت یعنی موت علی الکفر ہے آیت آئندہ میں اس تفسیر کی تصریح ہے اور نیز اوپر کی آیت ظاہراً مرتد کے باب میں تھی حالانکہ حکم مذکور عام ہے اسلئے آیت آئندہ میں عام لفظوں میں اس کو بیان فرماتے ہیں۔ نیز اوپر کی آیت میں نفی قبول توبہ کی تھی احتمال باقی تھا کہ شاید خالی توبہ قبول نہ ہو کچھ فدیہ یعنی معاوضہ منظور ہوجاوے آیت آئندہ میں اسکی بھی نفی ہے پس آیت آئندہ تین جدید امر کو مفید ہوئی **عدم قبول فدیہ از مطلق کافر الی الموت** إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ (الی قولہ) وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ○ بے شک جو لوگ کافر ہوئے

مسائل السلوک

المتن۔ قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتہم ۹

ع ۱۱/۱۷

فی الروح ای لا توبۃ لہم حتی تقبل لانہم لم یوفقوا لہا فہو من قبیل الکنایۃ اھ قال العبد الضعیف وکذلک عادۃ اللہ فی من مال الی طریق اہل اللہ ثم حاد عنہا بطالۃ او انکارا علیہم لم یوفق فی الاکثر للعود الیہ بل یبقی متذبذبا او یصیر الی اشد من ذلک من عداوۃ لہم ثم انقلاع عن عظیم جزء من الدین اعاذنا اللہ منہ ۱۲

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتہم۔ روح المعانی میں ہے کہ وہ توبہ ہی نہیں کرتے تاکہ قبول ہو کیونکہ انکو اسکی توفیق ہی نہیں ہوتی ۱۲ احقر کہتا ہے کہ یہی عادۃ اللہ ہے اس شخص کے بارہ میں جو اہل اللہ کے طریق کی طرف متوجہ ہوا ہو پھر تعطل یا انکار کی راہ سے اس سے اعراض کرلے تو اکثر پھر اسکی طرف عود کرنے کی اسکو توفیق نہیں ہوتی بلکہ وہ متذبذب رہتا ہے پھر بعض اوقات یا اس سے اشد کی طرف منجر ہوجاتا ہے کہ اہل طریق سے عداوت و نفرت رکھنے لگتا ہے پھر وہ دین کے بڑے جزو سے خارج ہوجاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

۱۲ ۱۲

۱۲

النحو فی روح المعانی کفرا تمیز محول عن فاعل اھ قلت فالازدیاد لازم لا متعد الی المفعول ۱۲

الملحقات الترجمۃ **۱ قولہ** فی ترجمۃ ایمانہم دل سے لیحصل التغایر بین الایمان والشہود ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ الظالمین ایسے بے ڈھنگے اشارۃ الی کون الظلم للعبد دکون الظلم یعنی وضع الشیء فی غیر محلہ مجازا او لخلاف تعد شایع دبون شایع ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ اصلحوا دل کو بالمعنۃ الکبیر حیث قال ای اصلحوا باطنہم ۱۲

۴ قولہ فی تفسیر ازدادوا دوام۔ فی الکبیر ان المراد انہم ماتوا علی ذلک من غیر توبۃ فکان الازدیاد فی الکفر بمعنی الاصرار کما فی الزیادۃ ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ تو بعد جو

اور گناہوں سے الخ ماخوذ من روح المعانی حیث قال وقیل ان ہذہ التوبۃ لم تکن عن الکفر وانما ہی عن ذنوب کانوا یفعلونہا معہ فنالوا عنہا مع اصرارہم علی الکفر فردت علیہم لذلک ویؤیدہ ما اخرجہ ابن جریر عن ابی العالیۃ قال ہم الیہود والنصاری کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا بذنوب اذنبوہا ثم ذہبوا یتوبون من تلک الذنوب فی کفرہم فلم تقبل توبتہم ولو کانوا علی الہدی قبلت ولکنہم علی ضلالۃ اھ قلت فزال توہم التعارض بین القبول المفہوم مما قبلہ وبین عدم القبول ہنا ۱۲

۶ قولہ فی ترجمۃ الضالون توبہ کے بعد بھی پکے الخ اخذہ کما فی البیضاوی من قولہ الثابتون علی الضلال والحصر کما فی روح المعانی الحصر باعتبار انہم کاملون فی الضلال فلا ینافی وجود ضلال فی غیرہم ۱۲

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ

تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے اور جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ تعالیٰ اسکو بھی خوب جانتے ہیں۔ سب کھانے کی چیزیں

كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِا

نزول توراۃ کے قبل باستثناء اُس کے جسکو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کرلیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں۔ فرما دیجئے کہ پھر توراۃ لاؤ

لتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

پھر اسکو پڑھو اگر تم سچے ہو۔ سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے سو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں۔

اور وہ کبھی مرگئے حالت کفر ہی میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاویگا اگرچہ وہ معاوضہ میں اسکا دینا بھی چاہے (اور بے دئے تو کون پوچھتا ہے) ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی اور انکے کوئی حامی (مددگار) بھی نہ ہونگے **ف** لفظ اگرچہ مبالغہ کیلئے ہوتا ہے وجہ مبالغہ کی یہ ہے کہ خود دینے کی درخواست کرنے میں ایک گونہ معنی معذرت و ندامت کے بھی ہوتے ہیں جسمیں عادۃً احتمال زیادت قبول کا ہوتا ہے بخلاف اس حالت کے کہ جرمانہ کے طور پر بدون مجرم کی درخواست کے جبراً اس سے لیا جاوے اسمیں تو کوئی دلیل معذرت کی بھی نہیں اور یہ نفع میں بعد ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جب ان کافر کی برأت کیلئے بذل مال کا طریق اقرب بھی نافع و مقبول نہیں تجویز کیا جاویگا تو اسکا طریق ابعد تو بدرجہ اولیٰ غیر نافع و غیر مقبول ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو فرمایا کہ زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاویگا مطلب یہ کہ اگر بالفرض اس کے پاس ہو جیسا دوسری آیت میں ہے وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ الخ اور وہاں نہ ہونا تو معلوم ہی ہے **ربط** اوپر انفاق کا کفار کیلئے نافع نہ ہونا مذکور ہوا تھا آگے بتلاتے ہیں کہ البتہ مؤمنین کو دنیا میں انفاق فی سبیل اللہ نافع فی الآخرۃ ہو سکتا ہے اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہوگیا کہ اگر کفار اپنے اموال سے آخرت میں منتفع ہونا چاہیں تو مسلمان ہو کر یہاں دنیا میں فی سبیل اللہ خرچ کریں **ترغیب انفاق و آداب آن** لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ (الی قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ (اے مسلمانوں) تم خیر کامل (یعنی اعظم ثواب) کو کبھی نہ حاصل کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی (بہت) پیاری چیز کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کروگے۔ اور (یوں) جو کچھ بھی خرچ کروگے (گو غیر محبوب چیز ہو) اللہ تعالیٰ اسکو بھی خوب جانتے ہیں (مطلق ثواب اسپر بھی دینگے لیکن کمال ثواب حاصل کرنے کا وہی طریقہ ہے) **ف** آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر خرچ کرنے سے ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جاوے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز کے خرچ کرنے سے ہوتا ہے **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب سے محاجہ چلا آتا ہے کہیں یہود سے کہیں نصاریٰ سے کہیں دونوں سے ایک محاجہ کا آگے بیان ہوتا ہے جس کا قصہ روح المعانی میں بروایت واحدی کے کلبی سے منقول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ملت ابراہیمی پر ہونا باعتبار اصول شریعۃ تمام اور اکثر فروع کے بیان فرمایا تو یہود نے اعتراضاً کہا کہ آپ اونٹ کا گوشت اور دودھ کھاتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں اُن پر یہ حلال تھا یہود نے کہا جتنی چیزیں ہم حرام سمجھتے ہیں یہ سب حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے حرام چلی آتی ہیں یہاں تک کہ ہم تک وہ تحریم پہونچی اللہ تعالیٰ نے آیت آئندہ تکذیب یہود کیلئے نازل فرمائی **تکذیب یہود در دعوی تحریم لحوم ابل بر ابراہیم علیہ السلام و آل شان** كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ (الی قولہ) فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (جن کھانیکی چیزوں میں گفتگو ہے یہ) سب کھانے کی چیزیں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہرگز حرام نہیں چلی آرہی ہیں بلکہ یہ چیزیں) نزول توراۃ کے قبل باستثناء اُس کے (یعنی گوشت شتر کے) جسکو (حضرت یعقوب علیہ السلام

اللغات فی القاموس البر الخیر ۱۲ **النحو** مما تحبون قال البیضاوی یحتمل التبعیض فیکون المفعول المحذوف شیئا و اختیرت روایات السلف فی ذلک انہم انفقوا الاحب الیہم کما یا حب منہم ... قوام من قبل ان تنزل متعلق بقولہ کان حلا وتقریرہ ما فی ملحقات الترجمۃ حیث ذکر فائدۃ ہذا القید لا بقولہ حرم اسرائیل لعدم ظہور فائدۃ فیہ ۱۲ **فائدۃ** قد وقع التقدیم والتاخیر فی اجزاء الترجمۃ بما تحسینا للسبولۃ واعلم ان الکبیر قد ذاق بہنا علی الکل فی تحریر المقام ۱۲ ۱۲

ملحقات الترجمۃ لے **قولہ** التقریر المبالغۃ فی قولہ ولو افتدی بہ ما ذکرہ ما نقل فی روح المعانی عن ابن المنیر دابی حیان فی عبارۃ طویلۃ لکن ما ذکرتہ فی وجہ اولویۃ المسکوت عنہ من المذکور کما ہو مقتضی ہذا الترکیب غیر منقول بل ہو من مواہب اللہ تعالیٰ ولہ الحمد فقط ۱۲ **ع قولہ** اللہ کی راہ میں قید بالقرینۃ المقام ۱۲ **ع قولہ** خرچ نہ کروگے زاد کلمۃ نفی لعدم مساعدۃ محاورتنا بدونہا ۱۲ **ع قولہ** گو غیر محبوب الخ اخذت ذلک من البیضاوی ای من ای شی محبوب او غیرہ ۱۲ **ھ قولہ** فی ترجمۃ کل الطعام گفتگو ہے صرح بہ لان جمیع ما عدا المتفقہ لم یکن حلالا کالمیتۃ و شبہہا اخذت ذلک من الکبیر ۱۲ +

مسائل السلوک

المتن۔ الجزو الرابع قولہ تعالیٰ۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ قال العبد الضعیف ویتضمن الیہ مقالۃ ضروریۃ وہی ان احب شئ الی الانسان ہو نفسہ طیبۃ او ذات الرؤیۃ علی ما اولتہ بہ فی روح المعانی ففیہ لن تنالوا البر الذی ہو القرب من اللہ تعالیٰ حتی تنفقوا مما تحبون ای بعضہ والاشارۃ بہ الی النفس فانہا اذا انفقت فی سبیل اللہ زال الحجاب الاعظم وہان کل انفاق بعد ہذا وما تنفقوا من شئ فان اللہ بہ علیم فینبغی تحری ما یرضیہ یحکی عن بعضہم ان المنفقین علی اقسام فمنہم من ینفق علی ملاحظۃ الجزاء والعوض ومنہم من ینفق علی مراقبۃ دفع البلاء و المحن ومنہم من ینفق اکتفاء بعلمہ تعالیٰ دون من قال وہذا للمعدون فی طلب العلاء لتذکر یوما عند سلمی شمائلہ +

قولہ تعالیٰ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ فی الروح قیل فائدۃ الخبر و بیان ذلک تعلیم اہل المحبۃ ان یترکوا ما احب الیہم من الاطعمۃ المشتہیۃ والالذائذ الدنیویۃ رغبۃ فیما عند اللہ تعالیٰ **ترجمہ** قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اس کے ساتھ ایک مقدمہ ضروریہ منضم کرنا ہے وہ یہ کہ سب سے زیادہ محبوب شئ طبعاً انسان کو اپنی جان ہے تو کمال جب ہی ہوگا کہ اپنی ہستی کو محبوب حقیقی کیلئے فنا کردے تو وہی علیہ پراور قرب الٰہیہ۔ **قولہ تعالیٰ** کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ، روح المعانی میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ زندہ اس حکایت سے نہ یہ فرمانے سے

یہ بات کہ اسکی تعلیم دینا ہے کہ جو چیزیں کو محبوب ہیں جیسے خوب کھانے اور دنیوی لذائذ حق تعالیٰ کی حقیقی نعمتوں کی طلب میں اُن کو ترک کردیں۔۱۲

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ قف فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ

آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہدیا سو تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو جس میں ذرا کجی نہیں　اور وہ مشرک نہ تھے　یقیناً وہ مکان جو سب سے

بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ

پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے　جو کہ مکہ میں ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے　اور جہان بھر کے لوگوں کا رہنما ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے

اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ

ایک مقام ابراہیم ہے　اور جو شخص اس میں داخل ہو جاوے وہ امن والا ہو جاتا ہے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے

سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وہاں تک کی سبیل کی　اور جو شخص منکر ہو　تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہے

نے (ایک خاص وجہ سے) اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا۔ (اور پھر وہ انکی اولاد میں بھی حرام چلا آیا باقی سب چیزیں خود بنی اسرائیل (تک) پر (بھی) حلال تھیں (تو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ان کی تحریم کا دعوی کب صحیح ہو سکتا ہے اور نزول تورات کے قبل اسواسطے فرمایا کہ نزول تورات کے بعد ان مذکورہ حلال چیزوں میں بھی بہت سی چیزیں حرام ہو گئی تھیں جس کی کچھ تفصیل سورۂ انعام کی اس آیت میں ہے وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الی اٰخرھا اور اگر اب بھی یہود کو تحریم کی قدامت مذکورہ کا دعویٰ ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے) فرما دیجئے کہ (اچھا تو) پھر تورات لاؤ پھر اسکو (لا کر) پڑھو اگر تم (دعوی مذکور میں) سچے ہو (تو اسمیں کوئی آیت وغیرہ اس مضمون کی نکالدو کیونکہ امور منقولہ میں نص کی ضرورت ہے اور دوسری نصوص یقیناً منفی ہیں صرف تورات باقی ہے سو اس میں دکھلادو چنانچہ اس میں نہ دکھلا سکے تو کذب ان کا اس دعوی میں ثابت ہو گیا آگے اسپر مرتب کر کے فرماتے ہیں) سو جو شخص اس (ظہور کذب بالدلیل) کے بعد (بھی) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے (جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کیوقت سے گوشت شتر وغیرہ کو حرام فرمایا ہے) تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں **ف** ۱ وہ خاص وجہ یہ ہوئی تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النسا کا مرض تھا آپنے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس سے شفا دیں تو سب میں زیادہ جو کھانا مجھکو محبوب ہے اسکو چھوڑ دوں ان کو شفا ہو گئی اور سب میں زیادہ محبوب آپکو اونٹ کا گوشت تھا اسکو ترک فرمادیا اخرجہ الحاکم وغیرہ بسند صحیح عن ابن عباس کذا فی روح المعانی واخرجہ الترمذی فی سورۃ الرعد مرفوعا پھر یہی تحریم جو نذر سے ہوئی تھی بنی اسرائیل میں بھی بحکم وحی رہی اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شریعت میں نذر سے تحریم بھی ہو جاتی ہوگی جس طرح ہماری شریعت میں مباح کا ایجاب ہو جاتا ہے مگر تحریم کی نذر جو درحقیقت یمین ہے ہماری شریعت میں جائز نہیں بلکہ اس میں حنث پھر اس حنث کا کفارہ واجب ہے کما قال اللہ تعالیٰ لم تحرم ما احل اللّٰہ لک الآیۃ اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے **ربط** اوپر دعوی یہود کا کذب ثابت ہو گیا اور قرآن اسکا مناقض ہے تو اس کا صدق عقلاً ثابت ہوا آیت آئندہ میں اس صدق کی تصریح اور اسپر ایک تفریع مذکور ہے **ترتب دعوۃ الاسلام بر ظہور صدق قرآن** قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہدیا سو (اب) تم (کو چاہیئے کہ بعد ثبوت حقیقت قرآن کے) ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع (اختیار) کرو جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرک نہ تھے۔ آخر پارہ الم میں ایسی آیت آچکی ہے وہاں تفسیر لکھدی ہے **ربط** اوپر سے محاجہ چلا آتا ہے منجملہ ان محاجوں کے ایک محاجہ یہ تھا کہ یہود نے بیت المقدس کو خانہ کعبہ سے افضل بتایا تھا مسلمان کعبہ کو افضل کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مناظرہ میں مسلمانوں کا حق ہونا بیان فرمایا اورہ روح المعانی میں بروایۃ ابن المنذر وغیرہ عن ابن جریج فی جلالۃ اور کبیر میں یہود کے اس کہنے کی غرض یہ لکھی ہے کہ تحویل قبلہ پر اعتراض کرنا مقصود تھا کہ افضل قبلہ کو چھوڑ کر غیر افضل کو اختیار کیا **افضلیت بیت اللہ بر دیگر معابد** اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (الیٰ قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یقیناً وہ مکان جو سب (مکانات عبادت) سے پہلے لوگوں (کی عبادتگاہ بننے) کیواسطے (منجانب اللہ) مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو

اللغات بکۃ فی الجلالین لغۃ فی مکۃ سمیت بذالک لانہا تبک اعناق الجبابرۃ ای تدقہا ۱۲

الروایات فی اللباب النقول باخرج سعید ابن منصور عن عکرمۃ قال لما نزلت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الآیۃ قالت الیہود فنحن مسلمون فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض علی المسلمین حج البیت فقالوا لم یکتب علینا وابوا ان یحجوا فانزل اللہ ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین **نکتۃ** المذکور فی الآیۃ خمس آیات اربع

تشریعیۃ وواحد تکوینی فما احسن ایراد التکوینیۃ فی حیز وسط التشریعیات کانہ اشارۃ الی کون التشریعیۃ اہم وعظم حیث جعلہا اعلام وختم علیہا ۱۲۔

لحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ترجمۃ حرام اسرائیل اون کی اولاد میں اتم کما فی الکبیر ظاہر بدوالآیۃ تدل علی ان الذی حرمہ اسرائیل علی نفسہ قد حرمہ اللہ علی بنی اسرائیل وذالک لانہ تعالیٰ قال کل الطعام کان حلالا لبنی

(شہر) مکہ میں ہے (یعنی خانہ کعبہ) جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے (یعنی اسمیں دینی نفع یعنی ثواب ہے) اور (عبادت خاص یعنی نماز کا رخ بتلانے میں) جہان
بھر کے لوگوں کا رہنما ہے (مطلب یہ کہ حج وہاں ہوتا ہے اور مثلاً نماز کا ثواب بروئے تصریح حدیث وہاں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ دینی برکت تو یہ ہوئی اور
جو وہاں نہیں ہیں ان کو اس مکان کے ذریعہ سے نماز کا رخ معلوم ہوتا ہے یہ راہنمائی ہوئی غرض بلے) اسمیں (کچھ تشریعی کچھ تکوینی) کھلی نشانیاں (اس کی افضلیت
کی موجود) ہیں (چنانچہ تشریعی نشانیوں میں اسکا مبارک اور ہدی ہونا تو بیان ہوچکا اور کچھ مقام ابراہیم کے بعد مذکور ہیں یعنی اس میں داخل ہونے والے
کا مستحق امن ہوجانا اور اس کا حج بشرائطہ فرض ہونا ہو کہ مطلق مشروعیت حج مذکورہ سابق پر زائد مفہوم ہے یہ چار نشانیاں تو تشریعی اس جگہ مذکور ہیں اب
درمیان میں تکوینی کا ذکر فرماتے ہیں کہ منجملہ ان (نشانیوں) کے ایک مقام ابراہیم (نشانی) ہے اور (ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ) جو شخص اس (کے حدود
متعلقہ) میں داخل ہوجاوے وہ (شرعاً) امن والا ہوجاتا ہے اور (ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ) اللہ کے (خوش کرنیکے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا
حج کرنا (فرض) ہے (مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص خاص کے) یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہنچنے) کی سبیل کی اور جو شخص (احکام خداوندی کا)
منکر ہو تو (خدا تعالیٰ کا کیا ضرر کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں (کسی کے ماننے پر ان کا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا بلکہ خود اس منکر ہی کا ضرر ہے) ف
سب عبادتگاہوں سے پہلے اس کے مقرر ہونیسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ بیت المقدس سے بھی پہلے بنا ہے چنانچہ حدیث صحیحین میں اس کی تصریح بھی ہے اور للناس
اور للعلمین کا عموم اسی طرح ہے کہ شرائع سابقہ میں بھی بابرکت اور مقصود بالزیارت رہا ہے اور مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر میں آپ کے قدموں کا نشان بن گیا اور وہ فی الروح للمعانی عن سعید ابن جبیر سو اسکا نشان عجیب ہونا تو ظاہر ہے لیکن اس نشان کا کعبہ
کیطرف منسوب ہونا بدیں وجہ ہے کہ یہ بات عمارت کعبہ کے تعلق سے اس میں پیدا ہوئی اور اب وہ پتھر خانہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر ایک محفوظ مکان میں رکھا ہے اور ان
آیات مذکورہ میں امن مقام ابراہیم کا نشان ہونا تو محسوس ہے باقی احکام تشریعیہ کا نشان فضیلت ہونا باوجود ان کے غیر محسوس ہونیکے اس لئے ہے کہ وہ احکام دلائل صحیحہ
سے ثابت ہیں پس حاصل استدلال یہ ہوا کہ دیکھو یہ احکام تشریعیہ خانہ کعبہ کے متعلق ہیں جن کا متعلق ہونا دلائل سے ثابت ہے اور ایسے احکام بیت المقدس کے متعلق
مشروع نہیں کئے گئے پس افضلیت ثابت ہوگئی۔ اور امن کے متعلق تفسیر پارہ الم کے آخری رکوع سے پہلے رکوع میں گذر چکی ہے اور سبیل کی تفسیر حدیث میں زاد و راحلہ کیساتھ
آئی ہے رواہ الحاکم وغیرہ اور صحت بدن وسلامت بصر اور عقل و اسلام و حریت وغیرہ اور دلائل سے ثابت ہیں اور جاننا چاہئیے کہ ہرچند کہ سوا مقام ابراہیم کے باقی آیات
یہاں تشریعی ہیں لیکن ان کا اثر تکویناً بھی قلوب پر ایسا تھا کہ جاہلیت میں بھی ان کے آثار ظاہر ہوتے تھے مثلاً دور دراز سے حج کو آنا۔ طواف کرنا۔ حدحرم میں
امن قائم رکھنا۔ جیسا کہ تواریخ میں منقول ہے اور قرآن میں بھی بعض امور بعض جگہ مذکور ہیں کقولہ تعالیٰ وقالوا ان نتبع الھدی معک نتخطف
الخ وقولہ لایلاف قریش وقولہ وضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت اٰمنۃ مطمئنۃ **ربط** اوپر سے اہل کتاب پر ان کے اقوال کا رد چلا آتا ہے آگے انکے
ایک فعل پر رد و ملامت ہے جسکا خلاصہ قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک یہودی تھا شماس بن قیس مسلمانوں سے بہت کینہ رکھتا تھا اسنے ایک مجلس میں انصار کے دو قبیلوں یعنی
اوس اور خزرج کو ایک جگہ مجتمع و متفق دیکھا حسد کے سبب سخت ناگوار ہوا اور ان میں تفریق ڈالنے کی فکر میں لگا آخر یہ تجویز کیا کہ ایک شخص سے کہا کہ ان دونوں قبیلوں
میں اسلام سے پہلے جو ایک مدت لڑائی ہوچکی ہے اور اسکے متعلق فریقین کے فخریہ اشعار ہیں وہ اشعار ان کی مجلس میں جاکر پڑھ دئیے جائیں چنانچہ اشعار کا پڑھنا
تھا کہ فوراً ایک آگ سی بھڑک اٹھی اور آپس میں خیال جنگ ہونے لگی۔ یہاں تک کہ موقع اور وقت لڑائی کا بھی مقرر ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خبر ہوئی آپ
ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا اندھیر ہے میرے ہوتے ہوئے پھر مسلمان ہونیکے اور باہم متفق و متآلف ہونے کے بعد یہ واہیات کیا اسی حالت
کفر کی طرف عود کرنا چاہتے ہو سب متنبہ ہوئے اور سمجھا کہ یہ شیطانی حرکت تھی۔ اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر بہت روئے اور توبہ کی اس واقعہ
میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ذکرہ فی الروح المعانی بروایۃ ابن اسحق وجماعۃ عن زید بن اسلم یہ مضمون کئی آیتوں تک چلا گیا ہے جس میں اول ملامت
ہے ان اہل کتاب پر جنہوں نے یہ کارروائی کی تھی۔ اور یہ ملامت بڑی بلاغت سے کیگئی کہ اس فعل پر ملامت سے پہلے ان کو کفر پر بھی ملامت کی جس کا حاصل
یہ ہوا کہ چاہئیے تو یہ تھا کہ خود بھی مسلمان ہوجاتے نہ یہ کہ دوسروں کے گمراہ کرنے کی فکر میں لگ رہے ہو پھر خطاب وفہمائش ہے مسلمانوں کو

ملحقات الترجمۃ **سلہ قولہ** قبل قولہ فیہ آیات غرض اشارۃ بہذا الی ان قولہ فیہ آیات کالتفریع مما قبلہ وباضمار الآیات لم یبق ربع للاشکال فی بعض ما ذکر وفی تفسیرہ من نحوین النعوۃ الطیر شلاد تائید تفسیری بما فی الروح المعانی تحت قولہ آمنا ای ومنہا ونسبہا امن من دخلہ دلاہم۔

سلہ قولہ مستحق امن ہوجانا فھذہ آیۃ تشریعیۃ لاتکوینیۃ فیحمل الامن علی امن الآخرۃ وما کان الاخبار صحیحا ثابتا بالدلیل صح کونہ آیۃ کالآیات التشریعیۃ۔ **سلہ قولہ** فی ترجمۃ من استطاع یعنی الخ کذا فی روح المعانی فی جملۃ الاقوال۔

7 182

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام کا حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتے ہیں آپ فرما دیجئے

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ

کہ اے اہل کتاب کیوں ہٹاتے ہو اللہ تعالیٰ کی راہ سے ایسے شخص کو جو ایمان لا چکا اس طور پر کہ کجی ڈھونڈتے ہو اس راہ کے لئے حالانکہ تم خود

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

بھی اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں اے ایمان والو اگر تم کہنا مانوگے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے تو

الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ

وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے کافر بنا دیں گے۔ اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم کو اللہ تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سنائے

وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

جاتے ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے۔

ملامت بر اہل کتاب در کفر و اغوا قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (الیٰ قولہ) وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ان اہل کتاب سے) فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم (بعد ظہور حقانیت اسلام کے) کیوں انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام کا (اس میں اصول و فروع سب آگئے) حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتے ہیں (تمکو اس سے بھی ڈر نہیں لگتا) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ بھی) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب کیوں (ہٹانے کی کوشش کرتے) ہو اللہ کی راہ (یعنی اس کے دین حق) سے ایسے شخص کو جو (اس دین کے حق ہونے پر) ایمان لا چکا اس طور پر کہ کجی (کی باتیں) ڈھونڈتے ہو اس راہ کے (اندر پیدا کرنے کے) لئے (جیسا کہ قصہ مذکورہ میں کوشش کی تھی کہ اس کارروائی سے ان کے دین کے اندر بوجہ نا اتفاقی کے تنا بھی ہے اور مزیل قوت ہے تو ترقی بھی ہے خلل پڑ جاویگا اور ان بکھیڑوں میں پڑ کر دین حق سے انکو بعد ہو جاویگا) حالانکہ تم خود بھی (اس حرکت کے قبیح ہونے کی اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں (وقت معین پر اسکی سزا دیں گے)، **ف** ہر چند کہ سبب نزول خاص ہے لیکن الفاظ کے عام ہونے سے اہل کتاب میں نصاریٰ بھی آگئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے باز رکھنے کے مضمون میں ان لوگوں کا بشارات محمدیہ کو چھپانا یا بدلنا بھی داخل ہو گیا چنانچہ حسن اور قتادہ اور سدی نے یہی تفسیر اختیار کی ہے کذا فی روح المعانی **ربط** آگے واقعہ مذکورہ کے متعلق مسلمانوں کو فہمائش ہے **تفہیم مسلمانان** يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا (الیٰ قولہ) فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اے ایمان والو اگر تم کہنا مانوگے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب

اللغات شہید مطلع ۱۲ روح تصدون فی القاموس صدہ منعہ وصرفہ اھ قلت لو اخذ لا یاتی بالفعل ناسب النفی ولو اخذ بالقوۃ بمعنی ان ارادوا الایمان ناسب الاول ۱۲ **النحو** تبغونہا عوجا ای جاتا لہ جنی بہا الکلیان لذلک لصد کذا فی الروح المعانی قلت وحسبت ہذا فی الترجمۃ - وفیہ عوجا احد مفعولی تبغون فان بغی یتعدی بمفعولین احدہما بنفسہ والآخر باللام کما صرح بالنحویون وتعدیتہ لہا من باب الحذف والایصال ای تبغون لہا اھ ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح المعانی قیل لما کان کفرہم ظاہرا ناسب ذکر الشہادۃ معنی الآیۃ السابقۃ لانہا تکون بما یظہر وعلیہم ولما کان صدہم عن سبیل اللہ وما بعدہا کان بالمکر والخدیعۃ والخفیۃ التی تروج علی الغافل ناسب ذکر الغفلۃ معنی ہذہ الآیۃ فلہذا ختم کلا من الآیتین بما ختم قولہ یا اہل الکتاب تحت صیغۃ العموم وکان الحرش واحد او اثنین کما یظہر من سبب النزول بنا علی معنی الجنس او انہ کان بذا التحریش مرضیا عند جمیعہم فی الروح المعانی خاطبہم اللہ تعالیٰ بنفسہ بعد ما امر رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بخطاب اہل الکتاب خطاب المجلالۃ قدرہم واشعارا بانہم ہم الاحقاء بان یخاطبہم اللہ تعالیٰ وفیہ ایضا ای قولہ بعد ایمانکم مع عدم الحاجۃ الیہ (لان الرد انما یکون بعد الایمان) لتوسیط بین المفعولین لاظہار کمال شناعۃ الکفر وغایۃ بعدہ من الوقوع لاسیما قیل بعد ایمانکم الراسخ وفیہ وقدم تو بیخ الکفر لان الکفار کانوا بعد ارادتہ الیہ وفیہ قولہ تعالیٰ وکیف قیل المراد التعجب ای لاینبغی لکم ان تکفروا فی سائر الاحوال لاسیما فی ہذا الحال اھ قلت وعلیہ ترجمت - وفیہ ولم یسند ...

الدعوۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃ الی استقلال کل من الامرین فی الباب ولئلا ہلال الدعوۃ کالفیتق الخزمن ای تال کانت - فی الکشاف فقد ہدی فقد حصل لہ الہدی لامحالۃ کما تقول اذ احبت فلانا فقد افلحت کان الہدی قد حصل فہو یخبر عنہ حصلا اھ قلت فالجزاء فلیتحقق او نحوہ ۱۲

الروایات فی لباب النقول خرج الفریابی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانت الاوس والخزرج فی الجاہلیۃ بینہم شر فبینما ہم جلوس ذکروا ما بینہم حتی غضبوا وقام بعضہم الی بعض بالسلاح فنزلت وکیف تکفرون الآیۃ والآیتان بعدہا اھ الی قولہ تعالیٰ لعلکم تہتدون ۱۲

لطائف الترجمۃ **۱ قولہ** فی ترجمۃ قل ان اہل الکتاب سے اشارۃ الی العہد لقرینۃ سبب النزول ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ اس دین کے حق ہونے پر کمانی روح المعانی فی جملۃ اقوال او من صدق بتلک السبیل فامن بذلک الدین بالفعل او بالقوۃ القریبۃ منہ اھ ۱۲

۳ قولہ کسی فرقہ کا اے غیر معین فشل شماس بن قیس وغیرہ وفیہ مبالغۃ ای ان کو احد منہم متشابہ فی الاضلال فضلا عن جمیعہم - ۱۲

مسائل السلوک

المتن - قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم قال العبد الضعیف فیہ التبری عن غیر اللہ وہو من شان اہل الطریق ویعبر ہذا الاعتصام بما فی الروح وحقیقۃ الاعتصام عند بعضہم انجذاب القلب

ع ۱۰

عن الاسباب التی ہی الاصنام المعنویۃ والتبری الی اللہ تعالیٰ من الحول والقوۃ وقیل الاعتصام للمحبین ہو الطریق السوی وللاہل الحقائق دفع الاعتصام لمشاہدتہم الہم فی القبضۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم روح المعانی میں ہے کہ اس اعتصام کی حقیقت بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اسباب جو کہ اصنام معنویہ ہیں ان سے قلب کا کشیدہ ہو جانا اور اپنے دعوے حول و قوت سے حق تعالیٰ کی طرف یکسو ہو جانا اور بعض نے کہا ہے کہ محبان کا اعتصام یہ ہے کہ ماسوی کو ترک کرکے اس کی پناہ لیں اور اہل حقائق کا اعتصام یہ ہے کہ یہ مشاہدہ کرکے کہ ہم قبضہ میں ہیں اعتصام کو بھی مرتفع کر دیا جاوے

مسائل السلوک

المتن ۔ قولہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ الخ قال العبد الضعیف الآیۃ صحیحۃ فی مطلوبیۃ طریق القوم فان حاصلہا ھو التقوی حق التقوی انتہی القول ولذا فسر فی الروح بباب الاشارۃ بصون العھود وحفظ الحدود والخمود تحت جریان القضاء بنعت الرضا ۱۲

ترجمہ — **قولہ تعالیٰ** یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ الخ یا آیت طریق قوم کی مطلوبیت میں صریح ہے اس لئے کہ اس طریق کا حاصل یہی تقویٰ حق تقویٰ ہے ۔۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا

اے ایمان والو ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق ۔ اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا ۔ اور مضبوط پکڑے

بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ

رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو ۔ اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو ۔ جبکہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے

بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ

تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے ۔ اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے ۔ سو اس سے خدا تعالیٰ

فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

نے تمہاری جان بچائی ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کرکے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو۔

دی گئی ہے (یعنی اہل کتاب میں سے) تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے (اعتقاداً یا عملاً) کافر بنا دیں گے اور (بھلا) تم کفر کیسے کر سکتے ہو (یعنی تمہارے لئے کب روا ہو سکتا ہے) حالانکہ (اسباب مانع کفر کے پورے جمع ہیں کیونکہ) تم کو اللہ تعالیٰ کے احکام (قرآن میں) پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور (علاوہ قرآن کے) تم میں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں (اور دونوں قوی ذریعے ہیں ایمان پر قائم رہنے کے پس تم کو چاہیے کہ ان دونوں ذریعوں کی تعلیم و تلقین کے موافق ایمان پر اور ایمان کی باتوں پر قائم رہو) اور (یاد رکھو کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے (یعنی ایمان پر پورا قائم رہتا ہے کیونکہ اللہ کو مضبوط پکڑنا یہی ہے کہ اس کی ذات و صفات کی تصدیق کرے اور اس کے احکام مانے کسی دوسرے مخالف کی موافقت نہ کرے) تو ایسا شخص ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے (یعنی وہ راہ راست پر ہوتا ہے اور راہ راست پر ہونا اصل ہے ہر صلاح و فلاح کی پس اس میں ایسے شخص کے لئے ہر صلاح و فلاح کی بشارت و وعدہ ہے ف اشارہ ترجمہ میں تعمیم کفر کے لئے جو اعتقاداً و عملاً کہا گیا اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک معنی کفر کے تو متعارف ہیں اور وہ کفر اعتقادی ہے اور ایک معنی یہ ہیں کہ اعتقاداً تو مومن ہو مگر کام کافروں کے سے کرے اس کو بھی مجازاً کفر کہہ دیتے ہیں کفر عملی سے یہی مراد ہے قرآن و حدیث میں اس کا بھی استعمال بہت آیا ہے پس مطلب آیت کا یہ ہے کہ اہل کتاب کی اطاعت سے کفر کا اندیشہ ہے اگر اطاعت عقائد میں کی جاوے گی تو کفر اعتقادی ہوگا اور اگر اطاعت اعمال و معاصی میں کی جاوے جیسے ان کے اشتعال سے لڑنے کو تیار ہو گئے تو یہ عمل کافروں کا سا ہوگا اور یہ آیت اگر خاص صحابہ کو خطاب ہو جیسا قصہ سے معلوم ہوتا ہے تب تو فیکم رسولہ میں کوئی تکلف نہیں اور اگر عام ہو جیسا مضمون کا عموم مقتضی ہے تو آپ کی نبوت کے آثار و شواہد کا قیامت تک موجود رہنا بمنزلہ آپ ہی کے تشریف رکھنے کے ہے کیونکہ زمانہ رفقا اخروی ظاہری ہیں بھی آپ کا ہادی ہونا اسی وصف کے اعتبار سے تھا پس اصل موثر وصف ٹھہرا فقط ربط اور پر مسلمانوں کو فہمائش تھی آگے بھی اس کا تتمہ بیان ہوتا ہے **تتمہ تفہیم مذکور** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (**الیٰ قولہ**) كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے (ایسا) ڈرا کرو (جیسا) ڈرنے کا حق (ہے کامل ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح شرک و کفر سے بچے ہو کل معاصی سے بھی بچا کرو) اور (بلا وجہ شرعی لڑنا معصیت ہے تو اس سے بھی بچنا فرض ہے) اور بجز اسلام کے (اور) کسی حالت پر جان مت دینا (یعنی اسی کامل تقویٰ اور کامل اسلام پر تادم مرگ قائم رہنا) اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ کے دین کو جس میں اصول و فروع سب آ گئے) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو (جس کی اسی دین میں تعلیم بھی ہے) اور باہم نا اتفاقی مت کرو (جس کی اسی دین میں ممانعت بھی ہے) اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام (ہوا) ہے اس کو یاد کرو جبکہ تم (باہم) دشمن تھے (یعنی قبل اسلام کے چنانچہ اوس و خزرج میں ایک مدت طویل سے جنگ چلی آتی تھی اور عام طور پر اکثر عرب کے لوگوں کی یہی حالت تھی) پس اللہ تعالیٰ نے (اب) تمہارے قلوب میں (ایک دوسرے

البلاغۃ قولہ یایھا الذین امنوا فی روح المعانی کرر الخطاب بھذا العنوان تشریفا لھم ولا یخفے حالی تکرارہ من اللطف بعد تکرار خطاب الذین اوتوا الکتاب قولہ بحبل اللہ قال البیضاوی استعار لہ الحبل من حیث ان التمسک بہ سبب النجاۃ عن الردی کما ان التمسک بالحبل سبب السلامۃ عن التردی واستعار للوثوق بہ والاعتماد علیہ الاعتصام ترشیحا للمجاز اھ فی روح المعانی شبہت حالۃ المؤمنین بحالۃ متمسک متدل من مکان رفیع بحبل وثیق اھ قولہ منہا فی روح المعانی عود الضمیر الی حفرۃ ام الی النار ام الی الشفا ۔۔۔

ملحقات الترجمۃ بالانقاذ من النقاذ من الحفرۃ التی یتوقع الموت فیہا فاضافۃ الانقاذ الی الانقاذ من الحفرۃ ابلغ واوقع ۱۲ اھ **سلہ قولہ** کفر ۔ اس کو بھی مجازاً الخ فکان فی الآیۃ عموم المجاز فلا یرد الجمع بین الحقیقۃ والمجاز ۱۲

سلہ قولہ فی ترجمۃ حبل سلسلہ رعی فیکما تے المعنی الحقیقی والمجازی معا فاطلق ھذا اللفظ لعدم ایضا یعنی العلاقۃ لوصلہ ولا یخفے اللطف ۱۲ +

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں۔ اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا

الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

کریں۔ ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

کی) الفت ڈالدی سوتم خدا تعالے کے (اس) انعام (تالیف بین القلوب) سے (اب) آپس میں بھائی بھائی (کی طرح) ہوگئے اور (ایک انعام جو کہ انعام مذکور کی بھی اصل ہے یہ فرمایا کہ) تم لوگ (بالکل) دوزخ کے گڑھے کے کنارہ (ہی) پر (کھڑے) تھے (یعنی بوجہ کافر ہونے کے دوزخ سے اتنے قریب تھے کہ بس دوزخ میں جانے کیلئے صرف مرنے کی دیر تھی) سو اس (گڑھے) سے خدا تعالےٰ نے تمہاری جان بچائی (یعنی اسلام نصیب کیا جس سے دخولِ جہنم کی علت زائل ہو گئی سوتم ان انعاموں کی قدر کرو اور آپس کے جدال و قتال سے جو کہ معصیت ہے ان انعاموں کو ضائع مت کرو کیونکہ اس جدال و قتال سے انعام تالیف تو بالکل ہی زائل ہوجاوے گا اور انعام اسلام محتمل اور ناقص ہوجاوے گا یہ بھی ایک گونہ ضائع ہونا ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ حکم واضح طور پر بیان فرمایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے (اور) احکام (بھی) بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ (راست) پر (قائم) رہو ف ڈرنے کے حق کا یہ مطلب نہیں کہ جیسی حق تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے کیونکہ یہ تو کسی سے ہو نہیں سکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا تمہارے ذمہ حق مقرر اور واجب ہے جسکی تفسیر اثناء ترجمہ میں لکھ دی گئی اسکے مقابل ایک تقویٰ ادنیٰ درجہ کا یعنی کفر و شرک سے بچ جانا گو معصیت میں مبتلا رہے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ادنیٰ تقویٰ پر اکتفا مت کرو۔ بلکہ اعلیٰ اور کامل درجہ کا تقویٰ اختیار کرو جسمیں معاصی سے بھی بچنا آگیا ارتباط ان دو آیتوں میں مسلمانوں کو ہدایت پر قائم رہنے کا حکم تھا آگے حکم ہے کہ دوسروں کو بھی ہدایت کرنے کی کوشش کرو جیسا کہ اس مجموعہ کے قبل کفار کو اول خود گمراہ ہونے پر ملامت تھی پھر دوسروں کو گمراہ کرنے کی برائی تھی امر بہدایت ناس وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ (الیٰ قوله) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ (اور لوگوں کو بھی) خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ (آخرت میں ثواب سے) پوری کامیاب ہوں گے ف تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر قادر ہو یعنی قرائن سے غالب گمان رکھتا ہے کہ اگر میں امر و نہی کروں گا تو مجھکو کوئی ضرر معتد بہ لاحق نہ ہوگا۔ اسکے لئے امور واجبہ میں امر و نہی کرنا واجب ہے۔ اور امور مستحبہ میں مستحب مثلاً نماز پنجگانہ فرض ہے تو ایسے شخص کو واجب ہوگا کہ بے نماز کو نصیحت کرے۔ اور نوافل مستحب ہیں اسکی نصیحت کرنا مستحب ہوگا۔ اور جو شخص بالمعنی المذکور قادر نہ ہو اس پر امر و نہی کرنا امور واجبہ میں بھی واجب نہیں۔ البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ملیگا پھر اس امر و نہی میں قادر کیلئے امور واجبہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قدرت ہاتھ سے ہو تو ہاتھ سے اسکا انتظام واجب ہے جیسے حکام محکومین کے اعتبار سے یا ہر شخص خاص اہل و عیال کے اعتبار سے اور اگر صرف زبان سے قدرت ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے۔ اور غیر قادر کیلئے صرف اتنا کافی ہے کہ تارک واجبات و مرتکب محرمات سے دل سے نفرت رکھے۔ پھر قادر کیلئے منجملہ شرائط کے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اس امر کے متعلق شریعت کا پورا حکم اسکو معلوم ہو اور منجملہ آداب کے ایک ضروری ادب یہ ہے کہ مستحبات میں مطلقاً نرمی کرے اور واجبات میں اول نرمی اور نہ مانے تو سختی کرے۔ اور ایک تفصیل قدرت میں یہ ہے کہ سوتی قدرت نہیں تو بھی اس امر و نہی کا ترک جائز نہیں اور زبانی قدرت میں مایوسی نفع کیوقت ترک جائز ہے لیکن مودت و مخالطت کا بھی ترک واجب ہے مگر بضرورت شدیدہ پھر قادر کے ذمہ اسکا وجوب علی الکفایہ ہے اگر اتنے آدمی اس کام کو کرتے رہیں کہ بقدر حاجت کام چل جاوے تو دوسرے اہل قدرت کے ذمہ سے ساقط ہوجاویگا۔ یہ کل چھ مسئلے اس مقام پر ذکر کئے گئے اور علم کی شرط ہونے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آجکل جو اکثر جاہل یا کم مجاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں۔ اور بسبب حرکات نا زیبا و احکام بلا تحقیق بیان کرنے سخت گنہگار ہوتے ہیں۔ اور سامعین کو بھی انکا وعظ سننا جائز نہیں ربط اور بعد امر بالتقویٰ کے باہم اتفاق فی الدین کا حکم تھا اور تفرق سے نہی تھی۔ آگے اسی مضمون کی تفصیل ہے

اللغات في روح المعاني الامة الجماعة التي تؤم اي تقصد لامر ما وتطلق على اتباع الانبياء لاجتماعهم على مقصد واحد وعلى القدوة ومنه ان ابراهيم كان امة. وعلى الدين والملة ومنه انا وجدنا آباءنا على امة. وعلى الزمان ومنه وادكر بعد امة الى غير ذلك من معانيها ۱۲۔ **النحو** منكم قيل من تبعيضية لوجوب الامر والنهي على الكفاية وقيل تبيينية والعارض وجوبه على الكفاية لان عموم الخطاب لا يقتضي الوجوب على العين كما ان خطابات الجهاد عامة ومع هذا هو واجب على الكفاية وايضا المخاطب جميع المؤمنين وبحمله نهيهم الاوس والخزرج دخولا اوليا ۱۲ **البلاغة** يدعون الى الخير عام وتحمل بعد الامر بالمعروف والنهي عن المنكر تفصيل له

المفلحون الكاملون فالاربح في الفلاح ... على غيرهم في الاجر تأخير الناس ... **ملحقات الترجمة** له قوله في ترجمة تهتدون ... الهدى ۱۲ ... قوله في ... اكثر ... الاية ... ورد في بعض الروايات من نسخها ... اتقوا الله ما استطعتم ... فهو المعنى ... المراد حق ... تعالى ... بالنسخ كما ... عادة السلف من اطلاق النسخ على معنى اعم من الاصطلاحي ... تثبت ... الاصل ... واجبا على حد ضرب زيد شديد القرب ...

تريد الضرب الشديد اه وهذا المورد كانظير لما قلت ۱۲

مسائل السلوک

المتن قوله تعالى ولتكن منكم امة (الى قوله تعالى) واولئك هم المفلحون ۸ العبد الضعيف فيه الاشارة على ... من اهل الطريق حيث مدحهم الله تعالى بكونهم مفلحين فانه لا شك في دخولهم في عموم قوله تعالى امة الخ انتهى القول ۔

ترجمہ

قوله تعالى ولتكن منكم امة يدعون الى الخير الخ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل طریق میں سے جو اہل ارشاد ہیں وہ غیر اہل ارشاد سے افضل ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے مفلحین سے ان کی مدح فرمائی اور اسلئے عموم میں داخل ہونا ظاہر ہے ۱۲

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ

اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے باہم تفریق کرلی اور باہم اختلاف کرلیا ان کے پاس احکام واضح پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ

سزائے عظیم ہوگی۔ اس روز کہ بعضے چہرے سفید ہوجاویں گے۔ اور بعضے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جاوے گا

وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿﴾ وَ

کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد تو سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور

أَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿﴾ تِلْكَ

جن کے چہرے سفید ہوگئے ہوں گے۔ وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ

آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ﴿﴾

کی آئتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تمکو پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے

نہی عن التفرق و وعید برآن وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا (الی قولہ) هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿﴾ اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے (دین میں) باہم تفریق کرلی اور (نفسانیت سے) باہم اختلاف کرلیا۔ ان کے پاس احکام واضح پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کیلئے سزا عظیم ہوگی اس روز (یعنی قیامت کے روز جس میں) کہ بعضے چہرے سفید (وروشن) ہوجاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ (اور تاریک) ہونگے سو جنکے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے انسے کہا جاویگا کیا تم (ہی) لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانیکے بعد تو (اب) سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور جنکے چہرے سفید ہوگئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت (یعنی جنت) میں (داخل) ہونگے (اور) وہ اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ **ف** آیت میں جو تفریق و اختلاف کی مذمت ہے مراد اس سے وہ تفریق ہے جو اصول دین میں ہو یا فروع میں براہ نفسانیت ہو جیسا اہل اہوا نے اہل سنت کے ساتھ اختلاف کیا۔ چنانچہ آیت میں خود یہ قید کہ احکام واضح آنے پیچھے اسکا قرینہ موجود ہے کیونکہ اصول سب واضح ہوتے ہیں اور فروع بھی بعضے ایسے واضح ہوتے ہیں کہ اگر نفسانیت نہو تو اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی پس جو فروع غیر واضح ہیں یا تو بوجہ عدم نص صریح کے یا بوجہ ظاہری تعارض نصوص کے جنمیں تطبیق صریح نہو ایسے فروع میں اختلاف ہوجانا اس آیت میں داخل نہیں۔ اور مذموم نہیں بلکہ امت مرحومہ میں شائع ہے اور یہ حدیث اسکی اجازت کیلئے کافی ہے جس کو شیخین نے عمرو بن عاصؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جب کوئی حاکم حکم شرعی اپنے اجتہاد سے کرے اور وہ حکم ٹھیک ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں۔ اور جب حکم اجتہاد سے کرے اور وہ غلط ہوجاوے تو اسکو ایک اجر ملتا ہے اور اس اختلاف کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہی کافی ہے اور روح المعانی میں بیہقی سے قاسم بن محمد کا قول اور مدخل سے عمر بن عبد العزیز کا قول اس مضمون کا نقل کیا ہے کہ صحابہ کا اختلاف لوگوں کے لئے موجب رحمت ورخصت ہوگیا اور الذین تفرقوا واختلفوا کے مصداق میں بوجہ کفرتم کے مفسرین کے اقوال مختلف منقول ہیں جامع تر یہ ہے کہ کفر سے مراد عام ہے انکار توحید ہو یا انکار رسالت یا اعتقاد بدعت یہ سب بعد وضوح دلائل کے ہوتا ہے پس معنی یہ ہونگے کہ اے صحابہ یا اے سب مسلمانو تم ان اہل تفریق واہل کفر واہل عذاب کے مشابہ مت بننا گو مشبہ میں معصیت عملی تھی اور مشبہ بہ میں معصیت اعتقادی مگر تشبیہ کیلئے یہ تفاوت قادح نہیں اور جتنا تفاوت وجہ تشبیہ میں ہے اتنا ہی تفاوت وعید میں بھی ضرور ہے پس مماثلت طرفین من کل الوجوہ لازم نہیں آئی۔ **ربط** - اوپر مرحوم اور مغضوب دونوں کی جزاء وسزا کا بیان تھا آگے اس جزاء وسزا کی خبر کا صحیح ہونا جملہ تتلوہا علیک بالحق میں اور اس جزاء وسزا کا مناسب ہونا جملہ ما اللہ یرید ظلما میں اور ان لوگوں کا مملوک خداوندی ہونا جس کا مقتضا وجوب اطاعت ہے۔ جملہ للہ ما فی السموات الخ میں اور کسی غیر کا بالکل اختیار نہ ہونا جملہ الی اللہ ترجع میں بیان فرماتے ہیں اور وعدہ اور وعید کا باوقعت ہونا ان ہی امور کے اثبات پر موقوف ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے صادق و حکیم و منفرد بودن حق تعالیٰ در حکم بالا۔ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ﴿﴾

البلاغۃ - واما الذین ابیضت قال البیضاوی کان حق الترتیب ان یقدم ذکرہم لکن قصد ان یکون مطلع الکلام ومقطعہ حلیۃ المؤمنین وثوابہم اھ رحمۃ اللہ ای الجنۃ فہو من التعبیر بالحال عن المحل اھ روح المعانی ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** - **قولہ** - فی شاں مفسرین کے اقوال مختلف الخ کما فی روح المعانی والظاہر من السیاق والسباق ان المراد اہل الکتاب وکفرہم بعد ایمانہم کفرہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الایمان بہ قبل مبعثہ والیہ ذہب عکرمۃ وقیل ہم جمیع الکفار لاعراضہم عما وجب علیہم من الاقرار بالتوحید حین اشہدہم علی انفسہم وروی ذلک عن ابی بن کعب وقال الحسن ہم المنافقون

وروی عن علی کرم اللہ وجہہ وابی امامۃ رضی اللہ عنہ وابن عباسؓ وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم انہم اہل البدع وفی البیضاوی وہم المرتدون الخ ۱۲

ع ۸ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جاویں گے تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت

اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ

لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو اور اگر

اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے زیادہ اچھا ہوتا ان میں سے بعضے تو مسلمان ہیں اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ یہ (جو اوپر مذکور ہیں) اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں (اس سے تو مضمون بالا کا صحیح ہونا معلوم ہوا) اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ (پس جو کچھ کسی کیلئے جزا و سزا تجویز کی ہے وہ بالکل مناسب ہے اس سے تجویز مذکور کا مناسب ہونا معلوم ہوا) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے (پس جب سب ان کی ملک ہیں تو ان سب کے ذمہ طاعت واجب تھی اس سے ان کا مملوک ہونا اور وجوب اطاعت ثابت ہوا) اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جاویں گے (کوئی دوسرا صاحب اختیار نہ ہوگا) ف جاننا چاہئے کہ ظلم سے مراد یہاں معنی حقیقی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ تو جو کچھ بھی کریں وہ ظلم ہو نہیں سکتا۔ تو اسکی نفی سے تو مقصود مقام کا یعنی اعمال پر جزا مذکور کا مرتب ہونا وہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ مرتب نہ ہو سکنے کی تقدیر پر بھی بالمعنی المذکور ظلم نہ ہونا صادق آتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ عقلاً و شرعاً بندوں کے افعال میں جو ظلم کہلاتا ہے وہ بھی وہاں نہ ہوگا اس سے مقصود مقام کا بخوبی حاصل ہو گیا۔ ربط اوپر کی آیات میں مسلمانوں کو ثبات علی الایمان اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم فرمایا تھا آگے اسی کو مؤکد کرنے کے لئے یہ بتلاتے ہیں کہ تم لوگوں کی وجہ خیریت میں امور مذکورہ بھی ہیں پس ان میں کمی نہ آنے پاوے بیان خیریت امت محمدیہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (الیٰ قولہ) مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ (اے امت محمدیہ تم لوگ (سب اہل مذاہب سے) اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت (عام) لوگوں کے (نفع ہدایت پہنچانے کے) لئے ظاہر کی گئی ہے (اور نفع پہنچانے کی صورت کی وجہ سے اچھی ہو نیکی بھی) یہ ہے کہ تم لوگ (بمقتضائے شریعت زیادہ اہتمام کیساتھ) نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور (خود بھی) اللہ تعالیٰ پر ایمان (لانے پر دوام) کرتے ہو (اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں ساری دین کی باتوں پر ایمان لانا آگیا کیونکہ وہ سب اللہ کی بتائی ہوئی ہیں جس نے ان کا انکار کیا۔ اس کا ایمان اللہ پر بھی نہ ہوا) اور اگر (یہ) اہل کتاب (بھی جو تم سے مخالفت کر رہے ہیں تمہاری طرح) ایمان لے آتے تو ان کے لئے (انکی حالت موجودہ سے جسکو یہ خود اچھی سمجھتے ہیں) زیادہ اچھا ہوتا (کیونکہ پھر یہ بھی اسی مذکورہ اچھی جماعت میں داخل ہو جاتے مگر وائے بر حال ایشاں کہ سب مسلمان نہ ہوئے بلکہ) ان میں سے بعضے تو مسلمان ہیں (اور اچھی جماعت میں داخل ہیں) اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں (اور اس جماعت سے خارج اور طرفہ یہ کہ جو بیچارے اسلام لے آئے ہیں ان کے اضرار دینی و دنیوی کی فکر میں ہیں) ف یہ خطاب تمام امت محمدیہ کو عام ہے جیسا کمالین میں حضرت علیؓ کی روایت مرفوعاً بسند احمد بن حنبل منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت خیر الامم ہے پھر ان میں سے صحابہ اول اور اشرف مخاطبین ہیں پس اوس و خزرج کے قصے سے مناسبت بھی ظاہر ہو گئی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں جو زیادہ اہتمام کی قید نکالی گئی مراد اس سے امر و نہی بالید ہے جو اعلیٰ حد ہے اس کا یہ درجہ اس امت میں اور امم سے دو وجہ سے زیادہ ہے اولاً جہاد کا مشروع ہونا جس سے دفع کفر و دفع فساد مقصود ہے ثانیاً بوجہ عموم دعوت محمدیہ اسکا سب اقوام کیلئے عام ہونا جیسا للناس میں عام کا لفظ لایا گیا ہے بخلاف شرائع سابقہ کے کہ بعض میں جہاد نہ تھا اور بعض میں بوجہ خصوص بعثت انبیاء سابقین کے سب اقوام کیلئے عام نہ تھا اور ظاہر ہے کہ زیادہ عمل سے زیادہ اجر ہے بلکہ صرف وجہ ثانی ہی کافی ہے پس یہ بھی منجملہ اسباب خیریت اس امت کے ہوا اور اسمیں منحصر نہ سمجھا جاوے اور وجوہ بھی خیریت کے وارد ہوئے ہیں چنانچہ وجہ ربط میں احقر نے اس عبارت میں کہ امور مذکورہ بھی ہیں اس عدم انحصار کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ رہا ثبات علی الایمان کا وجہ خیریت ہونا حالانکہ یہ بظاہر سب شرائع والوں میں مشترک معلوم ہوتا ہے سو اسکی توجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ شریعت دوسری شرائع سے اکمل ہے اور اکمل پر ایمان لانا اور اس پر

البلاغة :- قوله كنتم في روح المعاني قد تستعمل للزوم الشيء وعدم انفكاكه نحو وكان الله … اكثر شيء جدلا قوله اخرجت صفة لامة تامرون استيناف مبين كونهم خير امة لكان خيرا لهم … انما هي باعتبار زعمهم ١٢ قلت وانشرت الى كونها بزعمهم في الترجمة ١٢ ملحقات الترجمة :- ١ قوله ف معنى حقيقي نہیں کیونکہ الخ وان قوله يريد قرينة على ان المراد نفي المعنى الذي يصح كونه متعلقا للارادة ولما لم يكن الظلم الحقيقي صالحا لتعلق الارادة لاستحالته لا يصلح ان يكون مرادا في الآية بخلاف المعنى الثاني فانه لامكانه يصلح كونه مرادا المشيئة فصح كونه مرادا في العبارة فافهم ١٢ ٢ قوله في لفظ زیادہ اہتمام کی قید اخذه ذلك التفسير عن الكبير وتائيده بما في روح المعاني اخرج ابن المنذر وغيره عن ابن عباس في الآية ان المعنى تامرونهم ان يشهدوا ان لا اله الا الله ويقروا بما انزل الله وتقاتلونهم عليه ولا اله الا الله هو اعظم المعروف وتنهونهم عن المنكر هو التكذيب وهو انكر المنكر ١٢ ٣ قوله دفع کفر و دفع فساد الاول في اهل كالمرتدين وكفار العرب والثاني في سائرهم … ١٢

کلاہما کنکر ١٢ منہ

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○

وہ تمکو ہرگز کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر کسی کی طرف سے ان کی حمایت بھی نہ کی جاوے گی۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

جمادی گئی ان پر بے قدری جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے۔ مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے۔ اور مستحق ہو گئے

مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے۔

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○

اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے۔

قائم رہنا ظاہر کہ اکمل ہوگا پس اس اعتبار سے اشتراک نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ بعضے مسلمان ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے رابطہ پہلی آیت میں اہل کتاب کا مسلمانوں کے ساتھ اعتقاداً مخالف ہونا اور اس سے پہلے ان کا مسلمانوں کو دینی ضرر پہنچانے کی تدبیر کرنا مذکور تھا۔ آگے ان کا مسلمانوں کو دنیوی ضرر پہنچانے کی فکر کرنا اور اس کے ساتھ ان کی ناکامی کی پیشین گوئی سے تسلی کر دینا مذکور ہوتا ہے خبر ناکامی اہل کتاب در اضرار مسلمین لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ وہ (اہل کتاب) تمکو (اے مسلمانو) ہرگز کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت (یعنی زبانی برا بھلا کہہ کر دل دکھانا) اور اگر وہ (اس سے زیادہ کی ہمت کریں اور) تم سے (مقابل ہو کر) مقاتلہ کریں تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر (اس سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ) کسی کی طرف سے ان کی حمایت بھی نہ کی جاوے گی ف بڑھ کر اس لئے کہا گیا کہ خالی حمایت طرفداری کیا جانا بہ نسبت غالب آجانے کے سہل ہے کیونکہ غالب آنے کیلئے بڑا سامان چاہیئے اور خالی حمایت کیلئے صرف زبان ہلانا یا ذرا دوڑ دھوپ کر لینا پڑتا ہے پس جب یہ لوگ ایسے مخذول ہیں کہ زبانی بھی کوئی انکا ساتھ نہیں دیتا تو غالب آنا تو بدرجہ اولی منفی ہوگا یہ ایک پیشین گوئی ہے جو اسی طرح واقع ہوئی چنانچہ اہل کتاب زمانہ نبوت میں کسی موقع میں بھی صحابہ پر جو کہ بقرینہ مقام اس مضمون کے خاص مخاطب ہیں غالب نہ آئے خصوص یہود جنکے قبائح خصوصیت سے اس جگہ مذکور ہیں چنانچہ اوپر قصہ صحابہ میں بنی قریظہ سے نکلا ان ہی کی کارروائی تھی یہ بہت ذلیل و خوار کئے گئے بعضے جلاوطن یہ جزیہ ہوا بعضے قتل ہوئے بعضے نکالے گئے چنانچہ آیت آئندہ میں یہی مضمون مجملاً مذکور ہے۔ رابطہ ابھی تقریر بالا کے آخر میں مذکور ہوا بیان ذلت یہود ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا (الی قولہ) ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ (نقش سکہ کی طرح) جمادی گئی ان پر دائمی بے قدری (یعنی بے امنی جان کی) جہاں کہیں بھی پائے جاویں گے مگر ہاں (دو ذریعوں سے امن میسر ہو جاتا ہے) ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے (اللہ کی طرف کا ذریعہ یہ کہ کوئی کتابی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایسا مشغول ہو کہ مسلمانوں سے لڑتا بھڑتا نہ ہو۔ وہ جہاد میں قتل نہیں کیا جاتا گو عبادت اس کی آخرت میں نافع نہ ہو اور اللہ کی طرف کے ذریعہ میں یہ بھی آگیا کہ وہ کتابی نابالغ یا عورت ہو یہ صفت غیر مکتسبہ بھی جو محض منجانب اللہ ہے فی نفسہ موجب امن عن القتل ہے اور آدمیوں کی طرف کے ذریعہ سے مراد معاہدہ و صلح ہے جو مسلمانوں کیساتھ ہو جاوے چنانچہ ذمی و مصالح بھی مامون ہے یا کسی قوم کا ان سے لڑنے کا قصد نہ کرنا جیسا بعض زمانوں میں واقع ہوا یا ہوگا جس کا ذکر آیت اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک کی تفسیر میں ہوا ہے یہ امن بھی آدمیوں ہی کی جانب سے ہے باقی اور کسی کو امن نہیں) اور مستحق ہو گئے (یہ لوگ) غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی (کہ ان کے طبائع میں بھی اولوالعزمی نہ رہی اور جزیہ و اخراج وطن بھی داخل مسکنت ہے) یہ (ذلت و غضب الٰہی) اس وجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (اس طرح سے کہ وہ قتل خود ان کے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ ذلت و غضب اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے ف اسی کے مثل ایک آیت پارہ الم کے نصف سے ذرا پہلے گزر چکی ہے اسکی تفسیر کے ضروری متعلقات وہاں دیکھ لیں۔ اور اس ذلت و مسکنت کی تفصیل پارہ الم کے نصف کے بعد رکوع واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل کے ختم پر بیان ہو چکی ہے وہاں دیکھ لیا جاوے اور روح المعانی میں آیت بالا کے ذیل میں ہے کہ اس اخبار بالغیب میں دلیل نبوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ یہود بنی قینقاع و بنی قریظہ و نضیر و خیبر مسلمانوں کے مقابلہ میں ناکام رہے اور پھر روز بروز ذلیل ہی ہوتے گئے

لَيْسُوْا سَوَآءً ط مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ

یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہیں اللہ کی آیتیں اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور وہ

يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

نماز بھی پڑھتے ہیں اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے

الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ط وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا

روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور یہ لوگ شائستہ لوگوں میں ہیں اور یہ لوگ جو نیک کام

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

کریں گے اس سے محروم نہ کئے جاویں گے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہیں۔

ربط اوپر اہل کتاب کے قبائح کے ذکر میں منہم المؤمنون میں اجمالاً ان لوگوں کو مستثنیٰ فرما دیا تھا جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو گئے تھے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے بھائی اور ثعلبہ بن شعبہ (کذا فی روح المعانی) آگے اسی استثناء اجمالی کی تفصیل ہے۔ مدح مومنین اہل کتاب لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الیٰ قولہ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ یہ (اہل کتاب) سب برابر نہیں (بلکہ ان (ہی) اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو (دین حق پر) قائم ہیں (اور) اللہ کی آیتیں (یعنی قرآن) اوقات شب میں پڑھتے ہیں۔ اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں (اور) اللہ پر اور قیامت والے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور (دوسروں کو) نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں۔ اور یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) شائستہ لوگوں میں (شمار کئے جاتے) ہیں اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس (کے ثواب) سے محروم نہ کئے جاویں گے اور (محروم ہونے کا احتمال کب ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہیں (اور یہ لوگ اہل تقویٰ ہیں پس ان کے عمل و اخلاص کی خوب اطلاع ہے اور وعدہ بھی ہے چنانچہ بس وعدہ اور علم کے بعد نہ خفا کا احتمال نہ تخلف کا احتمال) ف یہ ضرور نہیں کہ اس مقام پر جتنے امور مذکور ہیں سب فرض ہی ہوں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بعض امور ان میں نفل بھی ہیں جیسے شب بیدار رہ کر قرآن کی تلاوت کرنا یا تہجد کی نماز پڑھنا جو خصوصاً یا عموماً یسجدون سے مراد ہے اور فائدہ اس کا یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ نفل تک کے پابند ہیں تو فرائض اعمال و عقائد کو تو کیوں ضائع کریں گے حاصل آیت کا مدح ہے ان لوگوں کی کہ انہوں نے ان صفات کو اختیار کیا ہے جو کہ اس امت کی خیریت کے اسباب سے ہیں۔ اس لئے یؤمنون اور یامرون کو تخصیص کے ساتھ لائے جس کی وہاں خیریت میں تصریح تھی ورنہ قائمۃ کے عموم میں یہ سب امور داخل ہو گئے تھے ربط اوپر مدح تھی ان کی جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو گئے تھے آگے مذمت ہے ان کی جو اہل کتاب میں سے مسلمان نہیں ہوئے ؛

اللغات ۔ قائمۃ من قام اللازم بمعنی استقام ای مستقیمۃ علی طاعۃ اللہ ثابتۃ علی امرہ لم تنزع عنہ ولم تترکہ کما ترکہ آخرون آناء وساعاتہ واحدہ انا بوزن عصا وقیل کمعا وقیل بفتح فسکون یسارعون المبادرۃ وتستعمل بمعنی الرغبۃ والمفاعلۃ للمبالغۃ وقیل ولم یعبر بالعجلۃ للفرق بینہا وبین السرعۃ فان السرعۃ التقدم فیما یجوز ان یتقدم فیہ وہی محمودۃ وضدہا الابطاء والعجلۃ التقدم فیما لا ینبغی ان یتقدم فیہ وہی مذمومۃ وضدہا الاناۃ کلہ فی روح المعانی لن یکفروہ اصلہ الستر وتضمینہ فی المنع والحرمان عدی الی مفعولین ۱۲ من الکبیر والبیضاوی

البلاغۃ ۔ فی الآیۃ استغناء بذکر احد الفریقین عن الآخر علی عادۃ العرب ای ومنہم من لیسوا کذلک و لفی الخیرات ایثارہا علی الی للایذان بانہم مستقرون فی اصل الخیر متقلبون فی فنونہ لا انہم خارجون منتہون الیہا روح المعانی قولہ من الصلحین رد لقول الیہود ما آمن بہ الا شرارنا کما فی بیان الروایات ۱۲ روح المعانی

اختلاف القراءۃ ۔ فی قراءۃ یفعلوا و یکفروا بالغیبۃ وفی قراءۃ بالخطاب ۱۲ ۔

الروایات ۔ اخرج ابن اسحٰق والطبرانی والبیہقی وغیرہم عن ابن عباس قال لما اسلم عبداللہ بن سلام وثعلبۃ بن شعبۃ واسید بن شعبۃ واسید بن عبید ومن اسلم من الیہود معہم فآمنوا وصدقوا ورغبوا فی الاسلام قالت احبار یہود واہل الکفر منہم ما آمن بمحمد وتبعہ الا شرارنا ولو کانوا من خیارنا ما ترکوا دین آبائہم وذہبوا الی غیرہ فانزل اللہ تعالیٰ لیسوا الی الصلحین وروی النسائی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نزولہا فی تاخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ صلوٰۃ العشاء وانتظار الناس لہ فخرج صلی اللہ علیہ وسلم وانزلت ہذہ الآیۃ ۱۲ روح المعانی قلت والظاہر ہو الاول ویحتمل الثانی وقراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ذاک لاقتضاء المقام ۱۲ ۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا

جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرا بھی

وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي هَٰذِهِ

اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ

اس کی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

اس کو برباد کر ڈالے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے تھے۔

ذمِّ مصرین علی الکفران الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ (الیٰ قولہ) هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ بے شک جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب کے) مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (کبھی نجات نہ ہوگی) ف ایسی ہی ایک آیت آل عمران کے دوسرے رکوع کے سرے پر بھی آچکی ہے اور چونکہ الفاظ عام ہیں اس لئے سب کفار کا یہی حکم ہے۔ ربط اوپر فرمایا ہے کہ کفار کے اموال اور اولاد کام نہ آویں گے چونکہ بعض کفار بزعم خود طاعت میں بھی خرچ کیا کرتے ہیں خواہ وہ طاعت اتفاقی ہو جیسے اطعام مساکین یا اختلافی ہو جیسے اپنے مذہب کی نصرت اور ظاہر نظر میں اس کے بعض مواقع محتمل قبول و نفع کے تھے اس لئے آگے عام الفاظ سے اس احتمال کو قطع فرماتے ہیں کہ ان کا کوئی انفاق عند اللہ معتد بہ نہیں خواہ کسی طرح ہو اور وجہ اس کی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ مصرف واقع ہی میں طاعت نہیں تب تو ظاہر ہے اور اگر واقع میں طاعت ہے تو اس کیلئے ایمان شرط تھا اور وہ مفقود ہے اور اولاد کا نافع نہ ہونا دوبارہ بیان نہیں فرمایا کیونکہ اس میں انفاق فی الطاعۃ کا سا احتمال نہیں تھا وجہ یہ کہ اگر وہ اولاد بھی کفار ہیں تو خود ہی ہالک ہیں اور اگر مومن ہیں تو اور زیادہ دشمن ہوں گے اور یہ دونوں امر بہت بدیہی تھے بخلاف انفاق فی الطاعۃ کے کہ اس کا نافع نہ ہونا ذرا اخفی ہے جس پر فقدان شرائط سے استدلال کیا جاتا ہے۔ بیان ضیاع انفاق کفار مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ وہ (کفار) جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اس کی حالت (برباد و ضائع ہونے میں) اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی (یعنی پالا) ہو (اور) وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے (بد دینی سے) اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ (ہوا) اس کھیتی کو برباد کر ڈالے (اسی طرح ان لوگوں کا خرچ کرنا آخرت میں سب ضائع ہے) اور (اس ضائع کرنے میں) اللہ تعالیٰ نے ان پر (کوئی) ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی (کفر کے ارتکاب سے جو کہ مانع قبول ہے) اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے تھے (وہ نہ کفر کرتے اور نہ ان کے سب نفقات ضائع ہو جاتے) ف ظاہر بحث تشبیہ کیلئے مشبہ بہ کیجانب میں اس قید کی حاجت نہ تھی ظلموا انفسہم کیونکہ جو شخص ظالم اور بد دین نہ ہو ایسی ہوا سے نقصان تو اسکی کاشت کو بھی پہنچ سکتا ہے۔ اور غرض تشبیہ کی حاصل ہو سکتی ہے سو نکتہ اس تقیید میں یہ ہے کہ یہاں مقصود ہے تشبیہ دینا ضیاع محض بلا درضیاع محض بد دین آدمی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ دنیا میں ضائع ہو گیا اور آخرت میں کچھ بدلا بھی نہ ملیگا بخلاف مسلمانکے کہ اس کا دنیا میں جو کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے اسکو اسکے عوض ثواب و گناہوں کی معافی عطا ہوتی ہے جیسا حدیثوں میں تصریح ہے ربط اوپر اہل کتاب کے خصوص یہود کے مختلف قبائح و ذمائم مذکور ہوئے ہیں آگے اہل ایمان کو خطاب کرتے ہیں کہ جب ایسے ہیں تو ان سے دوستی یا دوستانہ برتاؤ مت رکھو۔

اللغات — فی القاموس اغنی عنہ واجزأ مجزاہ – فی روح المعانی ای لن یجزی عنہم ذلک من عذاب اللہ تعالیٰ شیئاً من الاجزاء من البدل او الانہ تبدا واقلت وعلیہ ترجمت الفعل و المفعول المطلق – فی القاموس الصرۃ بالکسر شدۃ البرد والبرد کالصر فیہما واشد الصیاح ریح صرصر شدید الصوت او البرد واقلت الصر یطلق علی البرد ونفسہ علی الریح البارد کلیہما وفیہ الحرث الزرع ۱۲ ش

البلاغۃ — قولہ کمثل آہ فی روح المعانی و ہذا من التشبیہ المرکب الذی لوحد فیہ الزبدۃ من الخلاصۃ المجموع ولا یلزم فیہ ان یکون مایلی الاداۃ ہو المشبہ بہ کقولہ تعالیٰ انما مثل الحیوۃ الدنیا کما انزلناہ

و النقال کمثل حرث لانہ المشبہ بہ المنفق آہ قلت ولکن علی ذکرہ ما ذکرت فی الآیۃ الواقعۃ علی ربع جزء سیقول من قولہ تعالیٰ مثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق الخ فتبصر و تشکر ۱۲ ش

ملحقات الترجمہ — قولہ۔ بعد ترجمہ یظلمون سب نفقات آہ فائدہ حرف العموم ان ضیاع بعض النفقات مشترک بین المسلم وغیرہ مثلاً اذا کان فی غیر وجہ الشرع ۱۲ ش

مسائل السلوک

المتن – قولہ تعالیٰ کمثل ریح فیہا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسہم الخ فی الروح وانہا وصفوا بذلک لان المراد الاشارۃ الی عدم الفائدۃ فی الدنیا والآخرۃ وہو انما یکون فی ہلاک مال الکافر واما غیرہ فقد یثاب علی ما ہلک لہ بصبرہ آہ قال العبد الضعیف فالآیۃ اذا دالۃ علی ان مصیبۃ المقبولین لیست بمصیبۃ حقیقۃ وان کان صورۃ انتہی القول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ کمثل ریح فیہا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسہم روح المعانی میں ہے کہ ظلموا انفسہم کی قید اس لئے لگائی کہ مقصود کلام سے تو یہ بتلانا ہے کہ نہ دنیا میں فائدہ ہے نہ آخرت میں سو یہ بات مال کافر کے ہلاک ہونے میں ہی ہے غیر کافر تو اسکو صبر کے سبب مال کے ہلاک ہونے پر اجر تو ملتا ہے آہ احقر کہتا ہے پس آیت اس پر دال ہوئی کہ مقبولین کی مصیبت حقیقی مصیبت نہیں محض صوری مصیبت ہے ۱۲ ش

/ 182

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ

اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ

تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ

اگر تم عقل رکھتے ہو ہاں تم تو ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلاً محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو

وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا

اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں

بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ

بے شک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے۔

سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ⑫

اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکیگی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہیں

نہی مؤمنین از اختصاص با کفار۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ اے ایمان والو اپنے (لوگوں کے) سوا (اور مذہب والوں میں سے) کسی کو (محبت میں برتاؤ میں) صاحب خصوصیت مت بناؤ (کیونکہ) وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے (اور دل سے بھی) تمہاری مضرت (دنیوی و دینی) کی تمنا رکھتے ہیں (دلوں میں تمہاری طرف سے اس قدر بغض بھرا ہے کہ) واقعی (وہ) بغض (بعض اوقات) انکے منہ سے (بلے اختیار بات چیت میں) ظاہر ہو پڑتا ہے۔ اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے (چنانچہ) ہم (انکی عداوت کے) علامات (اور قرائن) تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان یقینی علامات سے دیکھ لو ہاں (سمجھو) تم تو ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت (کا برتاؤ) رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ تم سے اصلاً محبت نہیں رکھتے (نہ دل سے نہ برتاؤ سے) حالانکہ تم تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اسمیں انکی کتابیں بھی آگئیں اور وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پر ایمان نہیں رکھتے گروہ تو باوجود اس تمہارے ایمان کے بھی تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم باوجود ان کے اس عدم ایمان کے بھی اُن سے محبت رکھتے ہو) اور نہ تم ان کے اس ظاہری دعویٰ ایمان سے شبہ مت کرنا کہ وہ بھی تو ہماری کتاب پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ) یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں (صرف تمہارے دکھالے کو منافقانہ طور پر) کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب (تم سے) الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ (و غضب) کے (یہ کنایہ ہے شدت غضب سے جو مجبوری کے وقت ہو) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں (مراد یہ کہ اگر تم مر بھی جاؤ گے تب بھی تمہاری مراد پوری نہ ہوگی) بیشک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو (اسی لئے اُن لوگوں کے دلوں میں جو رنج و غبار اور عداوت تمہاری طرف سے بھری ہے سب بتلا دی اور انکا یہ

اللغات۔ فی القاموس البطانة بالكسر السريرة ووسط الكورة والصاحب الوليجة ومن الثوب خلاف ظهارته ۱۲ و فی روح المعانی التقصير وہو لازم يتعدی الی المفعول بالحرف وقد يستعمل متعديا الی مفعولين فی قولهم لا آلوک نصحا ولا آلوک جهدا علی تضمين معنی المنع والكبل ۱۲ القصاد ۲

النحو فی روح ها انتم اولاء قيل انتم مبتدأ واولاء خبره والجملة بعدہ مستانفة لہ لبيان حلت وہا للتنبيه علی خطاء المخاطبين فی اتخاذهم بطانة وراعيت كل ذلک فی الترجمة ۱۲

البلاغة عضوا عليكم فی روح المعانی عض الانامل عادة النادم الآسف العاجز ولهذا اشير اليه الی حال ہولاء وليس المراد ان هناک عضا بالفعل ۱۲

اختلاف القراءة قرأ ابن كثير ونافع وابو عمرو ويعقوب لا يضركم بكسر الضاد وجزم الراء علی انه جواب الشرط

من ضاره يضيره ويعنی ضره يضره ۱۲

الروايات۔ فی روح المعانی اخرج ابن اسحق وغيره عن ابن عباس قال كان رجال من المسلمين يواصلون رجالا من يهود لما كان بينهم من الجوار والحلف فی الجاهلية فانزل الله تعالیٰ فيهم ينهاهم عن مباطنتهم تخوف الفتنة عليهم منهم الآية واخرج عبد بن حميد انها نزلت فی المنافقين من اهل المدينة نهی المؤمنون ان يتولوهم آه قلت والجمع بينهما ممكن ولا يذهب عليک ان سبب النزول او نحو دليل علی ان الموالاة واتخاذ البطانة ان لم يكن عن طلب فلنه منهی عنه مطلقا كالنصاری نحوها لهم الا عن ضرورة يعتبرها الشرع ۱۲

تحقيقات الترجمة ۔ قوله فی الترجمة الانامل انگلیاں ہذا اخذ بحاصل المحاورة وہی فی الاصل رؤس الاصابع ۱۲

مسائل السلوک

المتن قوله تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا يضركم كيدهم شيئا قال العبد الضعيف ربما يشاهد وصول الضرر من العدو مع الصبر والتقوی فالآية اذا محمولة علی عدم الضرر الحقيقی لا علی ماهو اعم من الضرر الصوری فدلت علی مادلت الآية السابقة ذكرا انتهی القول۔

ع ۱۲ / ۱۱ / ۳

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا يضركم كيدهم شيئا۔ چونکہ بعض اوقات باوجود صبر و تقویٰ کے عدو کی جانب سے ضرر پہنچتا مشاہد ہوتا ہے پس آیت ضرر حقیقی کی نفی پر محمول ہو گی نہ مطلق ضرر پر جو صوری کو بھی شامل ہو پس اس آیت کا بھی وہی مدلول ہوگا۔ جو آیت سابقہ کا مدلول ہے ۱۲

حال یہ کہ اگر تمکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (مثلاً تم میں باہم اتفاق ہو غیروں پر غلبہ ہو جاوے) تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے (جس کا سبب اشد درجہ کا حسد ہے) اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے (جو اس اچھی حالت کی ضد ہو) تو اس سے (بڑے) خوش ہوتے ہیں (جس سے ان کی شماتت ثابت ہے سو ان کے جب یہ حالات ہیں تو وہ اس قابل کب ہیں کہ ان سے دوستی یا دوستی کا برتاؤ کیا جاوے۔ یہ تقریر سننے والے کے دل سے دوستی کا خیال جھک کرنے کے لئے تو بس ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مخالفات پر آگاہ ہو کر اس فکر میں پڑ سکتا ہے کہ جب یہ ایسے دشمن ہیں تو کہیں ہم کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچاویں اس لئے آگے اس کے متعلق تسلی ہے) اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکیگی (تم اس سے بے فکر رہو تو دنیا میں تو ان کو یہ ناکامی نصیب ہوگی۔ اور آخرت میں سزائے دوزخ ہوگی کیوں کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر (علمی) احاطہ رکھتے ہیں (کوئی عمل ہم سے مخفی نہیں اس لئے وہاں سزا سے بچنے کے لئے کسی حیلہ حوالہ کی گنجائش نہیں) ف یہاں پر جو غیر مذہب والوں سے خصوصیت کی ممانعت فرمائی ہے اس میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کو اپنا ہمراز بنایا جاوے چنانچہ روح المعانی میں حضرت حسن کا تائید کرنا ایک حدیث کی جو بروایت بیہقی مشرکین کو ہمراز بنانے کی ممانعت میں آئی ہے اس آیت سے منقول ہے اور اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنے خاص امور انتظامی میں اسکو دخیل و رنگا بنایا جاوے چنانچہ کبیر میں حضرت عمرؓ کا انکار فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانے سے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے۔ اور گو شان نزول خاص ہے مگر عموم الفاظ سے حکم عام ہے چنانچہ سلف کا استدلال اس کا مؤید بھی ہے اور باقی تفصیل ضروری اس مسئلہ کی پارہ تلک الرسل کے نصف کے بعد آیت لا یتخذ المؤمنون الکافرین کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور ما عنتم کے ترجمہ میں جو احقر نے مضرت دینی و دنیوی لکھی ہے دینی مضرت تو وہ ہے جس کو اس پارہ کے اول رکوع میں فرمایا ہے یَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ۔ اور مضرت میں بہت سے امور ہیں۔ اور یہود نے جو مؤمنین میں تفرق پیدا کرنا چاہا تھا اس میں دونوں مضرتیں ہیں۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ بات چیت میں بغض ظاہر ہو پڑتا ہے سو یہ امر مشاہد ہے کہ جب دل میں بہت غبار ہوتا ہے کتنا ہی زبان کو سنبھالے مگر کچھ نہ کچھ منہ پر آ ہی جاتا ہے اور یہ کہنے کو جو فرمایا موتوا بغیظکم اس میں ایک فن اخلاق کے متعلق ایک مسئلہ عظیم فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب کسی سے علائق قطع کرنا کسی مصلحت سے مطلوب ہو اور ایسے تحریری ہو تو کوئی دل خراش بات اس شخص کو کہہ دینا قطع علائق میں نہایت مؤثر ہے مگر یہ ایذا حد اباحت شرعیہ سے متجاوز نہ ہو تو یہاں بعض مقصود بھی ہے اور ہر چند کہ یہاں کہنے کا حکم ظاہراً صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر آپ کے تابعین اس خطاب میں بھی تابع رہیں گے۔ اور یہ جو اخیر میں فرمایا کہ ان کے کید سے کچھ ضرر نہ ہوگا اگر اس خطاب کی خصوصیت پر نظر کی جاوے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کیونکہ یہود صحابہ کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے اور اگر عام لیا جاوے جیسا صبر و تقویٰ کے ساتھ اس کو معلل فرمانا عموم کے مناسب بھی ہے تو اگر کہیں صبر و تقویٰ کی کمی سے مخالف کو غلبہ ہو گیا ہے تب بھی اشکال نہیں اور اکثر ایسا ہی ہوا ہے اور اگر باوجود استقلال اور تقویٰ کے کہیں غلبہ ہوا ہے گو ایسا قلیل ہوا ہے۔ اور وہ بھی بمصلحت ابتلاء تو دفع اشکال کی یہ تقریر ہے کہ نفی ضرر حقیقی کی ہے نہ ضرر صوری کی سو جان کہ مؤمنین کو اس میں منافع دنیویہ مثل تہذیب اخلاق وغیرہ و منافع دینیہ مثل ثواب و قرب اس ضرر ظاہری سے زائد مل رہتے ہیں اور نیز اس سے بوجہ رضا و توکل کے ان کے قلوب مشوش نہیں ہوتے اور تشویش قلب ہی روح ضرر ہے اس لئے وہ ضرر معتد بہ اور حقیقی نہیں محض صورۃ ضرر ہے جس کا حقیقت کے مقابلہ میں اعتبار نہیں جیسا کہ کسی جماعت کا ایک شخص قتل ہو جاوے باقیوں کو فتح ہو جاوے عرف میں اسکو اسی بنا پر ضرر نہیں کہتے خوب سمجھ لو۔

ربط یہاں تک محاجہ باللسان کا مضمون تھا آگے محاجہ بالسنان کا مضمون مذکور ہوتا ہے جس کے ضمن میں تین قصوں کی طرف اشارہ ہے غزوہ احد اور یہی زیادہ ہے اور غزوہ بدر ان آیات میں ولقد نصرکم اللہ ببدر الخ اور غزوہ حمراء الاسد اس رکوع میں الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ الخ اور علاوہ مناسبت مذکورہ مقابلہ کے ایک خاص مناسبت اگلے مضمون کی اوپر والے مضمون سے یہ بھی ہے کہ اوپر فرمایا ہے۔ وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا آگے کا مضمون بطور اس کی دلیل کے ہے کہ تم اپنے قصے مقاتلہ کفار کے یاد کرو جہاں صبر و تقویٰ پورا پورا کیا جیسے بدر وہاں کید کفار سے کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اور تم غالب رہے اور جہاں اس میں کسی قدر کمی آگئی تھی وہاں ضرر ہو گیا جیسے احد میں مغلوب ہو گئے پھر حمراء الاسد میں باوجودیکہ واقعہ احد سے تازہ زخم خوردہ تھے لیکن استقلال و تقویٰ سے کام لیا پھر کامیاب ہوئے اس سے مضمون بالا کی پوری تائید ہو گئی۔ **قصہ غزوۂ احد۔** ۱۷ رمضان یوم جمعہ ۲ سنہ ہجری میں جب غزوہ بدر میں جو کہ اول جہاد ہوا ہے کفار قریش کو شکست ہوئی تو نصف شوال ۳ سنہ ہجری میں پھر بدلا لینے کی غرض سے مدینہ پر چڑھ آئے تین ہزار آدمیوں کا مجمع تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار آدمیوں کو لے کر میدان میں مقابلہ کے لئے تشریف لائے میدان میں پہنچنے کے بعد

ملحقات الترجمة ۔ ۱؎ قوله في ترجمة الحسنة اچھی حالت فالمراد بالحسنة ما في الدنيا لا الاخروية من الطاعات صرح به في الكبير ۱۲ ۲؎ قوله في ف عموم الفاظ سے ولا يخالجنك ان آخر الآية خاص بالمنافقين لقوله تعالى اذا لقوكم قالوا آمنا ونحوه لما في الكبير لما ثبت في اصول الفقه ان اول الآية اذا كان عاماً وآخرها خاصاً لكن خصوص آخر الآية لا يمنع عموم اولها ۱۲ ۳؎ قوله وروده العلامة ابن تيمية الحراني في اقتضاء الصراط المستقيم عن مسند الامام احمد ثم قال سنده حسن ۱۲ محمد شفیع الدیوبندی عفی عنہ

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ

اور جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے تھے سب جان رہے تھے جب

هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور پس مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

عبد اللہ بن ابی منافق جو دیا دیا ساتھ ہولیا اپنے تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر میدان سے واپس ہو گیا بعض صحابہ نے سمجھایا بھی مگر وہ کہنے لگا کہ اگر لڑائی کا موقع ہوتا تو ہم شریک ہوتے بے فائدہ کون اپنی جان دے بنی سلمہ اور بنی حارثہ دو قبیلے ہیں انصار کے ان کو واپس ہوتے دیکھ کر ان کی ہمت میں بھی کچھ سستی پیدا ہونے لگی اور واپسی کا وسوسہ گذرنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ اور اس وسوسہ کو دفع کیا غرض سات سو آدمی رہ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی موقع سے میدان میں احد پہاڑ کے قریب صف آرائی کی اور عبد اللہ بن جبیر صحابی کو پچاس تیر انداز پر افسر کر کے ایک مورچہ پر پشت لشکر کی طرف مقرر فرمایا کہ اس مورچہ کی حفاظت رکھو تاکہ ہماری پشت کی طرف سے غنیم نہ آجاوے اور یہاں ہی تیر اندازی کرتے رہو چنانچہ بڑے موقع سے لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان غالب آگئے عبد اللہ بن جبیر کے ساتھی یہ سمجھ کر کہ یہاں پر ٹھہرنا معلل تھا خوف ضرر کیسا تھا اب تو ہمارے بھائی غالب آگئے اب کیا اندیشہ رہا اس لئے وہ حکم ختم ہو گیا باستثنا بارہ آدمیوں کے سب اس جگہ سے جدا ہو کر کفار کے تعاقب میں چلے اور غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے کفار نے موقع پا کر مورچہ پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کیا اب آگے بھی کفار پیچھے بھی کفار اور اسی حالت میں حضور کا دندانِ مبارک بھی یعنی اس کا ایک ریزہ شہید ہو گیا اور کسی کافر نے اس میں پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ان ناگہانی حوادث اور پریشانیوں سے اس وقت مسلمان سراسیمہ ہو کر باستثناء ایک جماعت کے سب کے پاؤں اکھڑ گئے جو کہ ان اسباب قویہ پر نظر کر کے چنداں مستبعد نہیں یہ قصہ اتنا ہی لکھا گیا جس کی ضرورت تفسیر میں واقع ہو گی شروع قصۂ احد

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الیٰ قولہ) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جب کہ آپ صبح کے وقت (تاریخ قتال سے پہلے) اپنے گھر سے (اس غرض سے) نکلے (کہ مسلمانوں کو (کفار سے) مقاتلہ کرنے کے لئے (مناسب) مقامات پر جمانے کیلئے (آمادہ کر) رہے تھے (پھر اسی تجویز کے موافق سب کو ان مقامات پر جما دیا) اور اللہ تعالیٰ (اس وقت کی باتیں) سب سن رہے تھے (اور اس وقت کے حالات) سب جان رہے تھے جب (اسی کے ساتھ یہ قصہ بھی ہوا کہ) تم (مسلمانوں) میں سے دو جماعتوں نے (کہ وہ بنی سلمہ و بنی حارثہ ہیں) دل میں خیال کیا۔ کہ ہمت ہار دیں (اور ہم بھی عبد اللہ بن ابی کی طرح اپنے گھر جا بیٹھیں) اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا (بھلا ان کو کب ہمت ہارنے دیتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس خیال پر عمل کرنے سے محفوظ رکھا) اور (ہم آئندہ کے لئے ان جماعتوں کو اور سب کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ جب تم مسلمان ہو) پس مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے (اور ایسی کم ہمتی کبھی نہ کرنا چاہیئے) ف صحابہ پر خدا تعالیٰ کی کیسی عنایت ہے کہ بیان جرم کے ساتھ ان کو بشارت ولایت بھی سنا دی جس میں وعدہ معافی مفہوم ہوتا ہے اور جرم بھی کتنا خفیف تبلایا کہ واپسی نہیں صرف کم ہمتی پھر اس کا بھی وقوع نہیں بلکہ خیال پس یا تو صدور اتنا ہی ہوا ہو یا بعض صادر کو ذکر نہیں فرمایا اور تقدیر اول پر عتاب کی وجہ سے ان حضرات کا غایت تقرب ہے "نزدیکاں را بیش بود حیرانی" اور اس بشارت کی وجہ سے ان میں سے بعض صحابہ کا یہ قول صحاح میں آیا ہے کہ ہم باوجود اظہار عتاب کے اس آیت کے نازل نہ ہونے کے متمنی نہیں۔ کیوں کہ عتاب کے ساتھ عنایت کا کلمہ واللہ ولیہما بھی تو ہے خوب کہا گیا ہے۔ "اگر یک بار گوید بندۂ من۔ از عرش بگذرد خندۂ من" فقط۔

ولبط تقریر ربط اوپر آیت واذ غدوت کی تمہید میں مذکور ہو چکی اب قصۂ بدر کی نصرت کا صبر و تقویٰ کی بدولت ہونا بیان فرماتے ہیں۔

اللغات:۔ تبوی فی القاموس بواہ منزلا وفیہ انزلہ مقاعد محل القعود ثم توسع فیہ فاطلق بطریق المجاز علی المکان مطلقا وان لم یکن فیہ قعود کالمقام لا یلزم ان یکون فیہ قیام من روح المعانی تفشلا فی القاموس فشل کفرح فہو فشل کسل وضعف وتراخی وجبن اہ قلت الظاہر من الآیۃ ان تراخیا کما فی روح المعانی وکان المراد بہ ہنا لازمہ لانہ الفعل الاختیاری الذی یتعلق الہم بہ لکنہ لم یکن من جرم

النحو:۔ تبوی حال لکن لا یحتاج الی القول بانہا مقدرۃ لکون المقصود تذکیر الزمان المتسع لابتداء الخروج والتبوئۃ وما یترتب علیہ اذ ہو المذکور للمقصد من روح المعانی متعلق بالفعل قبلہ (ای تبوی) او بمحذوف وقع صفۃ المقاعد ولا بالمقاعد لان المکان لا یعمل اذ ہمت فی روح المعانی قیل بدل من اذ غدوت مبین لما ہو المقصود بالتذکیر ۱۲

ملحقات الترجمۃ: ۱ قولہ:۔ ریزہ کذا فی حاشیۃ البخاری عن الجمع ۱۲

۲ قولہ:۔ آمادہ الخ اشارۃ الی کون تبوی حالا مقدرۃ ای مقدرا للتبوئۃ بالتشبیہ کیلا تعارض مع روایات القصۃ التی فیہا الخروج الی احد رواحا بسطہا ابن جریر ۱۲

۳ قولہ:۔ تین سو آدمیوں کو الخ منافقین ان تین سو میں منحصر تھے اب اس پر شبہ وارد نہیں ہوتا کہ یہاں سے کر وہ تک قصۂ احد چلا گیا ہو اور جا بجا منافقین کا ذکر آتا گیا ہے اور شروع میں ہی یہ معلوم ہے کہ سردار منافقین مع اپنے تین سو ساتھیوں کے میدان جنگ سے واپس ہو گیا (بقیہ صفحہ ۵۴ پر)

مسائل السلوک

المتن۔ قولہ تعالیٰ اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیہما قال العبد الضعیف الآیۃ ہو یحتمل عدم التنافی بین حدیث النفس بالمعصیۃ وبین الآیۃ فان ظاہر کما فی الروح ان ہذا الہم لم یکن عن عزم وتصمیم علی مخالفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومفارقۃ لان ذلک لا یصدر مثلہ عن مؤمن بل کان مجرد حدیث النفس ووسوسۃ کما فی قولہ اقول لہا اذ جشأت وجاشت مکانک تحمدی او تستریحی ویؤید ذلک قولہ تعالیٰ واللہ ولیہما للبعد لاستبعاد تسلیمہا او جمعہما مع کونہما فی الآیۃ اللہ تعالیٰ اہ ملخصاً۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیہما روح المعانی میں ہے کہ یہ ہم پر ترتیب عزم نہ تھا چنانچہ ولیہما اس کا قرینہ ہے۔ کیوں کہ حالت المعیت میں جو ہوتے ایسا امر مستبعد ہے بلکہ محض حدیث النفس اور وسوسہ تھا آہ ملخصاً۔ احقر کہتا ہے کہ یہ آیت صریح ہے۔ اس میں کہ حدیث النفس بالمعصیۃ اور ولایت میں کوئی تنافی نہیں ۱۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ

اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سرو سامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکر گذار رہو جب کہ آپ مسلمانوں

لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○

سے یوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ

ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہو گے اور متقی رہو گے اور وہ لوگ تم پر ایک دم سے آپہنچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرماوے گا پانچ ہزار

اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○

فرشتوں سے جو ایک خاص وضع بنائے ہوں گے۔

قصۂ نصرت بدر وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو (غزوہ) بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم (محض) بے سرو سامان تھے۔ (کیونکہ جمع بھی کفار کے مقابلہ میں کم تھا وہ ایک ہزار تھے اور مسلمان کل تین سو تیرہ تھے۔ اور ہتھیار وغیرہ بھی بہت کم تھے) سو (چونکہ یہ منصور ہونا بدولت تقویٰ کے تھا جس میں استقلال و صبر بھی داخل ہے تو تم پر لازم ہے۔ کہ آیندہ بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اسی کا نام تقویٰ ہے) تاکہ تم (اس نعمت نصرت کے) شکر گذار رہو (کیونکہ شکر گذاری صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ پورا شکریہ ہے کہ زبان و قلب بھی مشغول ہو اور طاعات کی بھی پابندی ہو بالخصوص جب کہ اس طاعت کا اس نعمت میں دخیل ہونا بھی ثابت ہو جاوے۔

ف بدر اصل میں ایک کنویں کا نام ہے جو بدر بن قریش نے کھودا تھا کذا فی القاموس یہ لڑائی اس کے قرب میں ہوئی تھی آگے اس نصرت کی کسی قدر تفصیل ہے

تتمۂ قصۂ بدر ۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ (الیٰ قولہ) مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○ (یہ نصرت اس وقت ہوئی تھی) جب کہ آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں سے (جب کہ وہ یہ خبر سن کر کہ مشرکین کی اور مدد آرہی ہے پریشان تھے بوحی الٰہی) یوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو (تقویت قلب کیلئے) یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو (اسی کام کے لئے آسمان سے) اتارے جاویں گے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درجہ کے فرشتے ہوں گے ورنہ جو فرشتے پہلے سے زمین پر موجود تھے ان سے بھی یہ کام لیا جا سکتا تھا اور اس سے قبل مسلمانوں کی دعا و استغاثہ پر ایک ہزار ملائکہ کے بھیجنے کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا سورۂ انفال میں ہے تو یہ مکرر وعدہ زیادت اور زیادہ تقویت قلب میں مؤثر ہے چنانچہ اوپر کے استفہام کا جواب خود ہی ارشاد ہوا کہ) ہاں کیوں نہیں (کافی ہوگا یعنی کافی ہوگا اب آگے ایک زیادت کا اور وعدہ ہے ایک خاص شرط سے وہ یہ کہ) اگر (مقابلہ کے وقت) مستقل رہو گے اور متقی (بنے) رہو گے (یعنی کوئی امر خلاف اطاعت نہ کرو گے) اور (اگر) وہ لوگ تم پر ایک دم سے بھی آپہنچیں گے (جس میں عادۃً خلق سے مدد پہنچنا مشکل ہوتا ہے) تو (جب بھی) تمہارا رب تمہاری امداد فرماوے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہوں گے (جیسی عادت متعارفہ ہے کہ فوج کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ فرشتے خاص اسی کام کیلئے بھیجے جاویں گے۔ اس خبر دینے سے یہ فائدہ ہے کہ جو شخص کسی خاص کام کیلئے آتا ہے عادۃً اس کام کی اس سے زیادہ امید ہوتی ہے۔ اس مکرر در مکرر وعدہ سے اور زیادہ قلوب کی تقویت کا فائدہ ہوا **ف** یہ تین وعدے تھے اول ایک ہزار کا دوسرا تین ہزار کا تیسرا پانچ ہزار کا سو اول کا سبب آیت انفال میں استغاثہ و دعا کا ہونا مصرح ہے دوسرے کا سبب مشرکین کے لئے امداد آنے کی خبر سنکر پریشان ہونا روایات سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ روح المعانی میں ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرہما نے شعبی سے روایت کیا کہ مسلمانوں کو بدر کے دن یہ خبر پہنچی کہ کرز بن جابر

لغات ۔ فی روح المعانی الفور مصدر من فارت القدر اذا اشتد غلیانہا وبادر ما فیہا الی الخروج ثم استعیر للسرعۃ ثم اطلق علی الحال التی لا ریث فیہا ولا تراخی والمعنی یاتوکم فی الحال قولہ مسومین ای معلمین من السومۃ بالضم والسیمۃ والسیماء والسیمیاء بکسرہن العلامۃ ۱۲ **المبلاغۃ** ۔ قولہ اذلۃ جمع قلۃ لیدل علی قلتہم مع ذلتہم والمراد بہا عدم العدۃ لا الذل المعروف فلا یشکل دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا الخطاب تقابا کذا فی روح المعانی قولہ الن یکفیکم فی روح المعانی تاکید النفی بلن علی ما زعمہ

البعض فیہ اشعار بانہم کانوا کالآیسین من النصر لضعفہم وقلتہم وکثرۃ عدوہم ۱۲ **اختلاف القراءۃ** ۔ مسومین قرا ابن کثیر وابو عمرو وعاصم بکسر الواو والباقون بفتحہا ای معلمین انفسہم او معلمین من اللہ تعالیٰ من روح المعانی تحت ورجحت بالتعلیل بکلیہما ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۔ **۱ قولہ** ۔ صبر میں صبر و استقلال بھی داخل ہے اشارہ الی وجہ الاکتفاء بقولہ فاتقوا اللہ والمقام یقتضی وصبروا لفظا ۱۲ **۲ قولہ** ۔ بڑے درجہ کے فرشتے لم احفظ قد ھوں روح المعانی ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳) اس سے یہی متبادر ہوتا ہے کہ اب کوئی منافق لشکر میں نہ تھا محض مومنین مخلصین ہی تھے لیکن آگے چل کر بار بار منافقین کا ذکر خاص میدان جنگ ہی کے سلسلہ میں آتا ہے تو یہ تعارض ہوا تقریر جواب کی یہ ہے کہ منافقین کا تین سو ہی میں منحصر ہونا نہایت مستبعد ہے یہ منافقین اکثر یہود تھے اور مدینہ میں ان کی کثرت معلوم ہے۔ تو تین سو کا جدا ہو جانا مستلزم اس کو نہیں کہ کوئی منافق موجود نہ رہا ہو چنانچہ قطع نظر روایات کے خود قرآن مجید کی بعض آیات سے اُن کی شرکت معلوم ہوتی ہے۔ کقولہ تعالیٰ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی طائفۃ منکم وطائفۃ قد اہمتہم انفسہم الآیۃ باقی یہ کہ یہ لوگ جدا کیوں نہیں ہوئے یا تو ان کو اتفاقاً موقع نہ ملا ہو یا عمداً اس مصلحت سے گئے ہوں کہ مسلمانوں کو موقع بموقع برے مشورے دیں یا ان کے ساتھ رہ کر جماعت کو منتشر کریں جیسا دوسری آیتوں میں ایسے لوگوں پر انکی معیت بھی اور یہ معیت کی یہ مصلحت بھی مصرح ہے قال تعالیٰ فی سورۃ النساء ان اللہ جامع المنافقین والکافرین فی جہنم جمیعا الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم الآیۃ و قال تعالیٰ فی سورۃ التوبۃ وفیکم سماعون لہم اس لئے ہو سکتا ہے کہ قصہ میں کوئی تعارض نہیں ۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس کے لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے

عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ○

جو کہ زبردست ہیں حکیم ہیں ۔ تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کر دے یا ان کو ذلیل و خوار کر دے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں ۔

محاربی مشرکین کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یہ خبر بہت شاق معلوم ہوئی ۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۔ اور گو سبب قریب یہ پریشانی ہے لیکن اصلی سبب جیسا کہ اس آیت کی وجہ ارتباط سے آیات بالا یعنی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ کے ساتھ جس کی تقریر شروع تمہید اذ غدوت میں گذر چکی ہے مفہوم ہوتا ہے یہ ہے کہ صبر و تقویٰ جس کے ساتھ یہ حضرات پہلے سے موصوف تھے وہ سبب ہوا ان پر رحمت متوجہ ہونے کا اور پریشانی رفع کرنے کا بلکہ اگر وعدہ اول کا سبب اصلی بھی اسی صبر و تقویٰ سابق کو کہا جاوے تو از بس مناسب ہے کیونکہ تقویٰ کی برکت قبول دعا میں بھی ظاہر ہوتی ہے اور تیسرے وعدہ کا سبب خود اس آیت میں مذکور ہے یعنی صبر و تقویٰ وقت قتال کا پس ظاہر اً تینوں وعدوں کا سبب متعدد ہے اور اسی سے وعدے بھی متعدد ہوئے مگر حقیقت میں سب کا سبب ایک تقویٰ ہے جس کے اثبات کیلئے یہ آیات لائی گئی ہیں اور اس میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا یہ تیسرا وعدہ واقع ہوا یا نہیں تو شعبی کا قول تو یہ ہے کہ اس میں ایک شرط یاتوکم من فورہم بھی تھی ۔ اور وہ واقع نہیں ہوئی ۔ چنانچہ کمک مذکور کا گروہ نہیں آیا ۔ اس لئے فوت شرط سے مشروط بھی فوت ہو گیا تو واقع میں بدون اس شرط کے وعدہ ہی نہ ہوا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ وعدہ یاتوکم کے ساتھ مشروط نہیں بلکہ مقصود اس سے تاکید و مبالغہ وعدہ کا ہے ۔ جیسا تقریر ترجمہ میں احقر نے اشارہ کر دیا ہے اس لئے یہ وعدہ بھی واقع ہوا ۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ ہر وعدہ لاحق کا عدد مع عدد وعدۂ سابقہ کے ہے یا اس کے علاوہ یہ دونوں اختلاف روح المعانی سے نقل کئے ہیں ۔ اور اسی میں ابن عباس کا قول ابن اسحٰق و طبرانی سے منقول ہے کہ یہ وضع ملائکہ کی یوم بدر میں سفید عمامے تھے ۔ جن کا شملہ کمر پر پڑا تھا اور یوم حنین میں سرخ عمامے تھے فقط اور احد کے قصہ میں نصرت بدر کا قصہ یاد دلانا بقرینہ مقابلہ اشارہ ہے کہ احد میں عدم نصرت بسبب اختلال تقویٰ کے ہوا ۔ اور یہ اختلال ایک تو واقعہ سے پہلے ہوا کہ بدر میں کفار کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جس کا قصہ سورہ انفال میں ہے اور بعض مفسرین نے ببعض ما کسبوا کی جو کہ اس پارہ کے نصف پر واقع ہے یہی تفسیر کی ہے اور ہو من عند انفسکم کی تفسیر میں حسن سے منقول ہے کما فی روح المعانی اور دوسرا اختلال مورچہ سے ہٹ جانا ہے پس اس بنا پر حاصل مضمون کا یہ ہوا کہ واقعہ بدر میں تقویٰ سابق و لاحق دونوں کی برکت سے نصرت ہوئی اور احد میں تقویٰ کے اختلال سابق و لاحق کے اثر سے بے نصرتی ہوئی اور احد میں نزول ملائکہ کا قول کسی قوی دلیل پر مبنی نہیں اور دلیل ملائکہ معین طور پر ساتھ رہتے ہیں لیکن کلام اس غرض کیلئے نزول میں ہے اور اس امداد بالملائکہ کی نسبت جو شبہ کیا گیا ہے اس کا جواب عنقریب آتا ہے اور نکتہ اس عدد میں یہ ممکن ہے کہ کافر ایک ہزار تھے ۔ اس لئے ایک ہزار فرشتے آئے پھر جیسے کافر مسلمانوں سے تین گونہ تھے ۔ اسلئے فرشتے تین ہزار ہو گئے کہ کافروں سے تین گونہ رہیں ۔ پھر پانچ ہزار میں یہ رعایت ہو کہ لشکر کے پانچوں حصوں کے ساتھ ایک ایک ہزار ہیں واللہ اعلم ربط آگے امداد و نصرت مذکور کی حکمت کا بیان ہے حکمت واقعہ بالا ۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ (الیٰ قولہ) فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ○ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد (مذکور جو ملائکہ سے ہوئی) محض اس (حکمت) کے لئے کی تمہارے لئے غلبہ کی بشارت ہو (یعنی غلبہ کی توقع سے خوشی ہو جاوے) اور تاکہ تمہارے دلوں کو (اضطراب سے) قرار ہو جاوے (پس ایک فائدہ جلب منفعت ہوا دوسرا دفع مضرت جس کی کہ طبعاً اسباب سے تسلی ہوتی ہے اس لئے اس سبب کا سامان کیا گیا) اور (واقع میں تو) نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں (کہ ویسے بھی غالب کر سکتے تھے لیکن) حکیم (بھی) ہیں ۔ جب وہ چاہیں اسباب سے غلبہ دیتے ہیں یہ تو حکمت ہوئی امداد بالملائکہ کی آگے حکمت ہے منصور و مظفر فرمانے کی کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں تم کو غلبہ اس لئے دیا) تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو (جان سے) ہلاک کر دے (چنانچہ ستر کافر مقتول کئے گئے) یا ان (میں سے بعض) کو ذلیل و خوار کر دے (یعنی

اللغات فی القاموس الطرف الطائفۃ من الشئ والرجل الکریم ۔ فی روح المعانی القطع الہلاک قولہ یکبتہم فی القاموس کبت رد العدو بغیظہ واذلہ ۱۲

النحو ۔ بشریٰ مفعول لہ والاستثناء مفرغ من اعم العلل ای لشئ من الاشیاء الا للبشارۃ بالکم تعقرون قولہ ولتطمئن معطوف علی البشریٰ باعتبار الموضع قولہ لیقطع متعلق بقولہ تعالیٰ ولقد نصرکم العدو وبینہما تحقیق لحقیقتہ ۱۲

البلاغۃ ۔ قولہ لکم الخ لالک فی روح المعانی وجہ الخطاب نحو المومنین تشریفاً لہم وایذاناً بانہم ہم المحتاجون لما ذکر واما رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فغنی عنہ بما من بہ علیہ من التائید الروحانی والعلم الربانی قولہ او یکبتہم قلت فیہ استخدام لان المقتول غیر المنہزم ۱۲

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي

آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جاویں اور یا ان کو کوئی سزا دے دیں کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں۔ اور اللہ ہی کی ملک ہے

ع ۱۳ ۹ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے، وہ جس کو چاہیں بخش دیں۔ اور جس کو چاہیں عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنے والے بڑے رحمت کرنے والے ہیں۔

شکست دیدے، پھر وہ ناکام لوٹ جاویں (یعنی ان میں سے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو جاوے اور اگر دونوں ہو جاویں تو اور بھی بہتر چنانچہ دونوں باتیں ہوئیں بلکہ تیسری ایک اور ہوئی کہ ستر قید ہوئے) ف یہاں امداد کی حکمت نہایت تصریح کے ساتھ فرمائی جس میں غور کرنے سے اس مضمون پر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ حاصل اس کا یہ ہوا کہ ان فرشتوں کے نزول سے اصلی مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے قلب کو سکون ہو باقی طریق سکون کا کیا تھا سو سورہ انفال ہوا اس قصہ میں ہے فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور منجملہ وجوہ تثبیت کے یہ بھی ہے کہ اپنے روحانی تصرف سے قلوب مومنین میں قوت پہنچا دیں جیسا کہ مشائخ اہل تصرف کیا کرتے ہیں اور جیسا کہ ابتدائے نزولِ وحی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام کے دبانے کی یہ بھی توجیہ کی جاتی ہے پس اس بنا پر نہ تو فرشتوں کا نظر آنا ضروری ہے اور نہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی فرشتہ سب کفار کو ہلاک کر سکتا تھا پھر کئی ہزار کی کیا ضرورت تھی اور پھر کئی ہزار تے بھی سب کفار کو ہلاک نہ کیا وجہ دفع یہ ہے کہ اصلی کام ان کا قتال نہ تھا۔ جیسا کہ حنین اور احزاب میں بھی ملائکہ آئے اور قتال ان کا منقول نہیں۔ گو آیت انفال فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ الخ کی ایک تفسیر میں ملائکہ کو خطاب کیا گیا ہے اور بعض روایات میں آیا بھی ہے کہ بعض مشرکین کو قتل کا ارادہ کیا مگر اس کا سر از خود جدا ہو گیا اور رواہ فی الکمالین عن سہل بن حنیف بروایۃ الحاکم وتصحیح البیہقی جس سے کچھ قتال کرنا بھی معلوم ہوتا ہے مگر یہ اصلی کام نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ ایک آدھ واقعہ ایسا ہو جاوے تو صحابہ کو آثار خارجیہ سے معیت ملائکہ کا اور زیادہ یقین ہو کر زیادہ قوت قلب کو پہنچے چنانچہ بعض صحابہ نے اقدم حیزوم حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز بھی سنی اور بعض نے خود ملائکہ کو دیکھا بھی (رواہ مسلم) اور گو اس مقصود یعنی تصرف روحانی کا حاصل ہونا اس پر موقوف نہ تھا کہ ان کے نزول کی خبر بھی دی جاوے لیکن ظاہر ہے کہ اس سے اور زیادہ تقویت قلب کو ہوتی ہے خوب سمجھ لو اور رابطہ بیان تھا سبب نصرت کا کہ تقویٰ ہے اور یہاں بیان ہے حکمت کا کہ تبشیر ہی ہے پس باہم کچھ تعارض نہیں۔ رابطہ آگے پھر عود ہے قصہ احد کی طرف درمیان میں مجملاً قصۂ بدر کا بمناسبت مقام کے مذکور ہو گیا تھا۔ اور سبب اس کے نزول کا یہ ہوا کہ اس غزوہ احد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جو کہ سامنے کے دو اوپر دو نیچے کے دانتوں کی کروٹوں میں چار دانت ہوتے ہیں۔ دو اوپر داہنے بائیں دو نیچے بائیں ان چاروں میں نیچے داہنی طرف کا دانت تھا شہید ہو گیا اور چہرہ مبارک مجروح ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسی قوم کو کیسے فلاح ہوگی جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا کیا حالاں کہ وہ نبی ان کو خدا کی طرف بلا رہا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اخرجہ فی اللباب النقول عن احمد ومسلم عن انس اور بخاری سے ایک قصہ اور بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے بعض کفار کے لئے بد دعا فرمائی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے یہ دونوں قصے تو احد کے واقعہ کے متعلق ہوئے اور ایک روایت مسلم سے نقل کی ہے کہ رعل وذکوان اور عصیہ قبائل کفار کے لئے بد دعا فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی پھر اس میں یہ اشکال کیا ہے کہ رعل وذکوان کا واقعہ بعد احد کے ہوا ہے تو تطبیق نہیں ہو سکتی پھر خود جواب دیا ہے کہ اس روایت میں اتنا مضمون مدرج منقطع ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی پس پہلی روایات صحیح ہیں اھ لیکن یہ اشکال باقی رہا کہ پھر آپ نے کیوں بد دعا فرمائی۔ اس لئے جواب صحیح یہ ہے کہ ممکن ہے آپ نے بقرینہ تخصیص ضمائر اس حکم کو اہل احد کے ساتھ خاص سمجھا ہو۔ بالخصوص يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ سے اشارہ ان کے احتمال ایمان کا بھی معلوم ہوتا ہے رعل وذکوان میں یہ موانع ظاہر اً نہ تھے۔ اس لئے بد دعا فرمادی ہو اور وہی آیت دوبارہ وحی سے یاد دلائی گئی ہو تاکہ آپ کو حکم کا عموم معلوم ہو جاوے باشتراکت علت یعنی احتمال ایمان اگر غیر ناشی عن دلیل ہو اور جاننا چاہیئے کہ آپ کا بد دعا فرمانا یا اس کا قصد کرنا اجتہاداً تھا نہ وحی سے اور ثابت تھا نہ ممانعت پس عصمت کے متعلق کوئی اشکال لازم نہیں آتا۔ عود بقصۂ احد لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ (الٰی قولہ) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے

النحو۔ قولہ او یتوب عطف علی الامر او الی ان ۱۲۔	ملحقات الترجمہ ۱؎ فی قولہ ترجمہ او یکبتہم اور اگر دونوں باشارہ الی کونہا مانعۃ الخلو ۱۲

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو سود مت کھاؤ کئی حصے زائد اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم

تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

کامیاب ہو اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم

تُرْحَمُوْنَ ۝

رحم کئے جاؤ گے

متعلق خود کوئی دخل نہیں (خواہ علم کا دخل ہو یا قدرت کا بلکہ یہ سب خدا تعالیٰ کے علم اور قبضہ میں ہے آپکو صبر کرنا چاہیئے یہانتک کہ خدا تعالیٰ اُنپر یا تو (رحمت سے) متوجہ ہو جاویں (یعنی ان کو اسلام کی توفیق دیدیں تو اسوقت صبر مبدل بفرح و سرور ہو جاویگا) اور یا ان کو (دنیا ہی میں کوئی سزا دیدیں (تو اسوقت بھی مبدل بہ تشفی قلب ہو جاویگا اور سزا دینا کچھ بیجا بھی نہیں) کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں (مراد اس سے کفر و شرک ہے جیسا فرمایا ان الشرک لظلم عظیم آگے اس مضمون کی تاکید ہے) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں ہے وہ جس کو چاہیں بخش دیں (یعنی اسلام نصیب کر دیں جس سے مغفرت ہوتی ہے) اور جسکو چاہیں عذاب دیں یعنی اسلام نصیب نہ ہو اور اس وجہ سے عذاب دائمی ہو) اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنیوالے (اور) بڑے رحمت کرنے والے ہیں (تو بخشنے کا ذرا بھی تعجب نہیں کیونکہ رحمت تو انکی سابق ہی ہے اسلئے عذاب دینے کی اوپر وجہ بیان فرمائی فانہم ظلمون) (تنبیہ) صبر کی حد اور انتہا دو چیزوں کو فرمایا ان کا مسلمان ہو جانا یا کسی ہلاکت و بال میں مبتلا ہو جانا کیونکہ دونوں حالتوں میں صبر ختم ہو جاتا ہے، وجہ یہ کہ صبر ناگوار حالت میں ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں موافق طبیعت کے ہیں اور مطلب نفی دخل کا یہ ہے کہ بدوں اعلام الٰہی علم نہیں اسلئے احتمال مسلمان ہونے کا رہا پھر بد دعا کب مناسب ہے چنانچہ بعضے مسلمان ہو گئے اور بدون مشیت الٰہی تدبیر میں اثر نہیں اسلئے اس کی فکر بھی نہ چاہیئے اور انکی اصلاح ہی سے غصہ و غم پیدا ہوتا تھا (ربط) بذیل آیہ و اذ تقول للمؤمنین عنوان فائدہ میں لکھا گیا ہے کہ احد میں عدم نصرت بسبب اختلال تقویٰ کے ہوا ایک اختلال قبل واقعہ کے دو مراعین واقعہ میں الخ اس سے ثابت ہوا کہ بعض اوقات خطایا سابقہ دوسری اور خطاؤں کے صدور اور بعض طاعات میں خلل ہو جانے کا سبب ہو جاتی ہیں چنانچہ روح المعانی میں بھی تحت انما استزلہم کے اس کی تصریح ہے اور تجربہ بھی ہے اسلئے آگے تقویٰ کی تاکید اور اس کی بعض مہمہ کی تصریح اور بعض بڑے معاصی سے مشتمل ربوٰ کے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں تاکہ پابند شرعیہ رہیں تو آئندہ پھر کسی موقعہ پر کوئی مضرت پیش نہ آوے

امر ببعض شعب تقویٰ و نہی از بعض معاصی

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا الٰی قولہ تُرْحَمُوْنَ یعنی اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی مت لو اصل سے) کئی حصے (زائد کر کے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو یعنی جنت نصیب ہو اور دوزخ سے نجات ہو اور اس آگ سے بچو جو در اصل کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے یعنی سود وغیرہ گناہ مت کرو جو دوزخ میں لیجانے والے ہیں اور خوشی سے کہنا مانو اللہ کا اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤ گے (یعنی قیامت میں (ف) جو فرمایا کہ اصل سے کئی حصے زائد کر کے الخ سود کے حرام ہونے کی قید نہیں کیونکہ سود قلیل ہو یا کثیر سب حرام ہے بلکہ اس زمانہ کا دستور اسی طرح تھا چنانچہ شان نزول سے معلوم ہوتا ہے جو لباب النقول میں تخریج فریابی مجاہد سے روی ہے کہ لوگ باہم معاملہ بیع کا ایک میعاد معین پر دام دینے کے وعدہ سے کیا کرتے جب وہ میعاد معین آجاتی اور دام ادا نہ ہوتے تو دام بڑھا کر اور مہلت دیدیا کرتے اور نیز بسند مذکور عطاء سے مروی ہے کہ جاہلیت میں قبیلہ ثقیف بنی نضیر سے معاملہ دین کا کیا کرتے جب میعاد آجاتی تو کہتے ہم تمکو بڑھا کر دینگے تم اور مہلت دے دو اسپر یہ آیت نازل ہوئی اھ غرض اسی طرح بار بار کرتے چنانچہ روح المعانی میں یہ بھی لفظ ہے وبکذا عند کل اجل اھ اس نے اس آیت میں اسی کا بیان کر دیا اور دوسری آیت میں مطلقاً بلا کسی قید کے حرام فرما دیا جیسے سورۂ بقرہ کی آیت وحرم الربوٰ گذر چکی ہے پس دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ یہ صورت بھی حرام ہے اور دوسری صورتیں جو اس کے علاوہ ہوں وہ بھی حرام ہیں خوب سمجھ لو آجکل بعضے ہوا پرست اس قید سے جو کہ واقعی احترازی نہیں عام مسلمانوں کو دھوکا میں ڈالنا چاہتے ہیں اور در اصل اسلئے کہ گناہ ہونے کی وجہ سے بعضے مسلمان بھی جاوینگے لیکن ان کا اصل مسکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعد سزا کے آخر میں برکت ایمان کے اس سے نکال دینگے (ربط) آگے بھی تتمہ مضمون سابق کا جسمیں ترغیب ہے تحصیل شعب تقویٰ کی مع وعدہ ثمرہ تقویٰ کے کہ مغفرت اور جنت ہے پس اوپر دوزخ سے بچنے کو فرمایا تھا یہاں جنت لینے کو فرماتے ہیں

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ترجمہ لیس لک من الامر شیء خود کلمۃ بتا لیعۃ ملکور ذات

بتوارجہ دل اعلام - قولہ بدول

مشیت الخ سلہ قولہ فی ربط

سنے کما م لح بؤیدہ ما فی روح المعانی

عن الامام الشعبی مسند تمانے عنہ

انہ کان یقول ہذہ الآیۃ ہی اخوف

آیۃ فی القرآن حیث اوعد اللہ تعالیٰ

المؤمنین بالنار المعدۃ للکافرین

ان لم یتقوہ فی اجتناب محارمہ

وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ

اور دوڑو مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کے جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے

لِلْمُتَّقِينَ ۝ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِى ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ

والوں کے لئے ایسے لوگ جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے

عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ۝ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا۟

درگذر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر

أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ

نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو

وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُو۟لَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن

اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے

رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ۝

اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنیوالوں کا

امر بہ شعب تقویٰ و وعدہ جزائے او (وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ **الیٰ قولہ** وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ۝) اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (نصیب) ہو اور دوڑو طرف جنت کے (مطلب یہ کہ ایسے نیک کام اختیار کرو جس سے پروردگار تمہاری مغفرت کر دیں اور تم کو جنت عنایت ہو) اور وہ جنت ایسی ہے کہ اس کی وسعت ایسی ہے (تو) ہے جیسے سب آسمان اور زمین (اور زیادہ کی نفی نہیں چنانچہ واقع میں زائد ہونا ثابت ہے) اور وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کیلئے یعنی مسلمانوں کیلئے جن میں ایک تو اعلیٰ درجہ کے مسلمان ایسے لوگ (ہیں) جو کہ نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں ہر حال میں فراغت میں اور تنگی میں بھی اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں (کی تقصیرات) سے درگذر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو (جنمیں یہ خصائل ہوں بوجہ اکمل) محبوب رکھتا ہے اور ایک ان مذکورین کے اعتبار سے دوسرے درجہ کے مسلمان ایسے لوگ (ہیں) کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جس میں (دوسروں پر) زیادتی ہو یا کوئی گناہ کر کے خاص اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو (معاً) اللہ تعالیٰ (کی عظمت اور عذاب) کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں (یعنی اس طریقہ سے جو معافی کیلئے مقرر ہو کہ دوسروں پر زیادتی کرنے میں ان اہل حقوق سے بھی معاف کرائے اور خاص اپنی ذات کے متعلق گناہ میں اس امر کی حاجت نہیں اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرانا دونوں میں مشترک ہے) اور واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو (اہل حقوق کا معاف کرنا سو وہ لوگ اسکا اختیار تو نہیں رکھتے کہ عذاب سے بھی بچا لیں ورنہ حقیقی بخشش اسی کا نام ہے) اور وہ لوگ اپنے فعل (بد) پر اصرار (اور ہٹ) نہیں کرتے اور وہ (ان باتوں کو) جانتے (بھی) ہیں کہ فلاں کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ توبہ ضروری ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ غفار ہے مطلب یہ کہ اعمال کی بھی درستی کر لیتے ہیں اور عقائد بھی درست رکھتے ہیں) ان لوگوں کی جزا بخشش ہے اپنے رب کی طرف سے اور (جنت کے) ایسے باغ ہیں کہ ان کے (درختوں اور مکانوں کے) نیچے سے نہریں چلتی ہونگی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور (یہ) اچھی مغفرت اور جنت کی تحصیل کا شروع آیتوں میں حکم تھا اور بیر طریقہ اس کا بتلایا اور ختم پر اس کا وعدہ فرمایا اور یہ اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنیوالوں کا (وہ کام استغفار اور حسن اعتقاد ہے اور استغفار کا متمم آئندہ طاعات کی پابندی ہے جس پر عدم اصرار دلالت کرتا ہے ان آیتوں میں دو درجہ کے مسلمانوں کا بیان ہے ایک اعلیٰ درجے کا جنکے کم درجہ والے ڈرنیوالوں میں سے آگئے کیونکہ توبہ بھی خدا کو بڑی محبوب ہوتی ہے ترجمہ کے ترجمہ میں بوجہ کل سلوکی قید لگائی کہ نفس محبوبیت

اللغات [illegible]

[illegible]

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ الخ قال العینی ضعیف فیہ ان الغیظ الطبع لا ینافی الکمال وان لا یزاحم مدح للکاظمین وانہا الکمال حفظ الحدود واغلاظ کما مثل علیہ السلام بالکظم انتہی القول قولہ تعالیٰ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا الآیۃ فی الروح اخرج ابن جریر عن الحسن انہ قرأ الذین ینفقون فی السراء والضراء الآیۃ ثم قرأ والذین اذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ فقال ان ہذین النعتین لنعت رجل واحد ثم اعاد سطر والایغفلہ انہ علیٰ تقدیر کون النعتین نعت رجل واحدا کما حکی عن الحسن فی الروایۃ التی مرت انفا لم یکن ان یقال ان ذکر ہذہ الجملۃ عقیب تلک الجملۃ کیہ بعض متقین انہا کالتتمۃ عمل للکلام المطابق کما ذکرہ فی الروح ایضاً وای ما تمہ من کل خبر با انہم محبوبون عند اللہ تعالیٰ معبر عنہ وعد ہم بہ لا بانہم کو نہم اذا فعلوا استغفر وقالوا لا یناقی کونہم محسن اما اذا ارید بہ الاحسان المقام علی الغیر فظاہر واما اذا ارید بہ الاتیان بالاعمال علی الوجہ اللائق اوان تعبد اللہ تعالیٰ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک کما صح بہ فی الصحیح فلان ذلک لا ینافی لزوم ان لا یصدر من المحسن الاعلی الوجہ الاحسن ولا یصدر منہ ما یوجب بعد من اللہ تعالیٰ حاطہ منہ تبداری فی نفسہ البقیۃ وجہ واحسنہ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

بالتحقیق تم سے قبل مختلف طرق گذر چکے ہیں تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والوں کا

الْمُكَذِّبِينَ ○ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ○ وَلَا تَهِنُوا وَلَا

کیسا ہوا ۔ یہ بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لئے اور ہدایت اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ۔ اور تم ہمت مت ہارو اور

تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے ۔ اگر تم کو زخم پہنچ جاوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم

قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں اور تم میں سے بعضوں کو

شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ○

شہید بنانا تھا اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنیوالوں سے محبت نہیں رکھتے اور تاکہ میل کچیل سے صاف کردے ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو

سبب اہل اسلام میں مشترک ہو البتہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کیلئے کامل درجہ کی محبوبیت خاص ہو باقی ضروری قیود اور فوائد خود ترجمہ سے واضح ہیں ۔ ربط آگے پھر عود ہے قصۂ غزوۂ احد کی طرف بطور تسلی دہی مسلمانوں کے کہ ہمیشہ سے طریق الٰہی چلا آیا ہے کہ انجام کار کفار ہی خائب و خاسر ہوتے ہیں سو تم جو اسوقت اپنی بے عنوانی سے مغلوب ہو گئے لیکن اگر اپنے مقتضیات ایمان یعنی ثبات و تقویٰ پر قائم رہے تو اخیر میں کفار ہی مغلوب ہونگے ۔ **عود بسوی قصۂ احد و تسلیہ مسلماناں** قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ الیٰ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ بالتحقیق تم سے قبل زمانوں میں مختلف طرق کے لوگ گذر چکے ہیں انمیں مسلمان بھی تھے کفار بھی تھے اور ان میں اختلاف و مقابلہ و مقاتلہ بھی ہوا لیکن انجام کار کفار ہی ہلاک ہوئے چنانچہ اگر تم آثار کا مشاہدہ کرنا چاہو تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنیوالوں کا یعنی کفار کا کیسا ہوا یعنی ہلاک و برباد ہوئے چنانچہ ان کی ہلاکت کے آثار اسوقت تک بھی باقی تھے جسکو دوسری آیتوں میں فرمایا ہے فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً الآیۃ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ یہ مضمون مذکور بیان کافی ہے تمام لوگوں کیلئے کہ اگر اسمیں غور کریں تو عبرت حاصل کر سکتے ہیں اور ہدایت اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنیوالوں کیلئے یعنی ہدایت اور نصیحت بھی لوگ حاصل کرتے ہیں ہدایت یہ کہ لوگ حق و باطل کو سمجھیں اور نصیحت یہ کہ اسکے موافق عمل کریں اور تم اگر اسوقت مغلوب ہو گئے تو کیا ہوا ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور انجام آخر کو تم ہی غالب رہو گے اگر تم پورے مومن رہے یعنی اس کے مقتضیات پر ثابت رہے ف بقیہ تقریر مضمون آیت کی بیان ربط میں لکھی جا چکی ہے دیکھ لیا جاوے آگے بھی تسلی ہے دوسرے طور پر جسکی تقریر ترجمہ ہی سے معلوم ہو جاویگی **تسلی مسلماناں بتقریر دیگر** إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ الیٰ قولہ وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ اگر تمکو زخم و صدمہ پہنچ جاوے جیسا احد میں ہوا تو کوئی گھبرانے کی بات نہیں کیونکہ اسمیں چند حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس قوم کو بھی جو کہ تمہارے مقابل تھی یعنی کفار ایسے ہی زخم و صدمہ پہنچ چکا ہے چنانچہ گذشتہ سال بدر میں وہ صدمہ اٹھا چکے ہیں اور ہمارا معمول ہے کہ ہم ان ایام کو یعنی غالب و مغلوب ہونیکے زمانہ کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں یعنی کبھی ایک قوم کو غالب اور دوسری کو مغلوب کر دیا کبھی اسکا عکس کر دیا سو اسی معمول کے مطابق پارسال وہ مغلوب ہوئے تھے اب کے تم ہو گئے ایک حکمت تو یہ ہوئی اور دوسری حکمت یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہری طور پر بھی جان لیویں کیونکہ مصیبت کے وقت مخلص اور نیک کا امتحان ہو جاتا ہے اور تیسری حکمت یہ ہے کہ تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا بقیہ حکمتیں آگے آتی ہیں درمیان میں جملۂ معترضہ کے طور پر فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظلم یعنی کفر و شرک کرنیوالوں سے محبت نہیں رکھتے اس سے احتمال ہو گیا کہ شاید ان کو محبوب ہونیکی وجہ سے غالب فرما دیا ہو ہرگز نہیں اور چوتھی حکمت یہ ہے تاکہ

بقیہ صفحہ ۵۸ قولہ تعالیٰ والذین اذا فعلوا الیٰ قولہ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا الخ روح میں حسن سے روایت ہے کہ یہ بھی صفت اسی گناہ ہے جسکی صفت الذین ینفقون فی السراء الخ ہے، اور اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہو جانا کہ جب توبہ کریں اور اصرار نہ کریں محسن ہونیکے منافی نہیں کیونکہ محسنین بھی انہیں کو فرمایا ہے اگر احسان سے مراد معنی متعارف یعنی دوسرے کو نفع پہنچانا ہو تب تو ظاہر ہے اور اگر احسان کے وہ معنی ہوں جو حدیث میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک تب اس سے کہ اگر ان میں منافات ہو تو لازم آتا ہے کہ محسن کسی شخص پر صادق آوے جو معصوم کے درجہ کا ہو اور اس شخص پر صادق نہ آوے جس نے ایک مدت دراز تک نہایت خوبی و شائستگی کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت اور طاعت کی ہو اور پھر ایک لغزش کیلئے اس سے کوئی معصیت ہو گئی ہو پھر وہ اس پر اشد درجہ نادم ہوا ہو اور اہتمام سے استغفار کر لیا ہو اور میرا خیال نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو سکے ۱۲

اللغات فی القاموس دالت الایام دارت ۔ التمحیص [illegible] **النحو والبلاغۃ** [illegible] روح المعانی [illegible] الایام [illegible]

الملحقات الترجمہ قولہ ترجمہ فسیروا اگر تم آثار کا مشاہدہ کرنا چاہو فی روح المعانی [illegible] قولہ بیان کافی فالتنوین للتعظیم [illegible] قولہ ہدایت [illegible] روح المعانی [illegible] التشبیہ [illegible] روح المعانی [illegible]

[illegible] قولہ ترجمہ منکم بعضوں کو اشارۃ الی کون من تبعیضیۃ ۱۲

ع ۵

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ

ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ اُن کو دیکھا

الصّٰبِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

جو ثابت قدم رہنے والے ہوں اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو اس کو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا

(گناہوں کے) میل کچیل سے صاف کر دیں ایمان والوں کو (کیونکہ مصیبت سے اخلاق و اعمال کا تصفیہ ہو جاتا ہے) اور (پانچویں حکمت یہ ہے کہ) مٹا دیوے کافروں کو (یہ دو طور پر ہے ایک یہ کہ غالب آجانے سے جرأت بڑھے گی پھر مقابلہ میں آئیں گے اور ہلاک ہوں گے دوسرا یہ کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے قہر خداوندی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوں گے) ف اس اخیر وجہ کا مضمون خوب ادا کیا گیا ہے مع ہذا بدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں امان نہ داد کہ شب را سحر کند، اور اول حکمت جو تداول کو فرمایا خود اس تداول میں بہت سے مصالح و حکم ہیں جن میں سے ایک بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس عالم میں مکلف کا ابتلا باقی رہے ورنہ اگر ہمیشہ مسلمان ہی غالب رہتے تو ایمان لانا کچھ بھی کمال نہ ہوتا مبنی بر بصیرت نہ ہوتا اور عکس میں بھی ضعفا فتنہ شدیدہ میں پڑ جاتے جیسا سورۂ زخرف میں فرمایا ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الخ ولجعلنا لمن یکفر الآیۃ اور یعلم کے ترجمہ میں جو یہ قید لگائی کہ ظاہری طور پر تو اسکی توضیح پارۂ سیقول کے رکوع اول تفسیر نعلم من یتبع الرسول کے فائدہ میں گذر چکی ہے اوپر کی آیتوں میں تسلی تھی گذشتہ مصائب کے بارہ میں آگے تقویت قلوب مؤمنین کی فرماتے ہیں آئندہ مشقتوں کے وقوع پر **تقویت قلوب بر مشاق** ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم ویعلم الصابرین ۝ ہاں کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں خصوصیت کے ساتھ جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ظاہری طور پر اُن لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے خوب جہاد کیا ہو اور نہ اُن کو دیکھا جو جہاد میں ثابت قدم رہنے والے ہوں ف ظاہری اور پر کی قید کا موقع بیان تو ابھی اوپر کی آیت کے فائدہ میں مذکور ہو چکا ہے اور خصوصیت کے ساتھ داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اول ہی چلا جاوے اور درجات عالیہ پر بھی پہنچ جاوے سو یہ بدون مشقت کے نہیں ہوتا جیسا کہ دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہے اور باقی نفس دخول بعض مؤمنین کیلئے محض فضل و کرم سے بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ یغفر لمن یشاء سے اہل حق نے سمجھا ہے اور جہاد میں خوب کی قید اسلئے لگائی کہ تھوڑا بہت تو جہاد ہوا ہی تھا اور ناتمام ثبات بھی ہوا مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ابھی تم سے زیادہ جہاد اور ثبات قدم واقع نہیں ہوا اور خصوصیت کیساتھ جنت میں جانا اسپر موقوف ہے پس آئندہ کیلئے اسمیں کوشش کرنا ضرور ہے لطف اور نصیحت تھی آگے ایک گونہ ملامت ہے انہزام پر **ملامت بر انہزام** ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رأیتموہ وانتم تنظرون ۝ اور تم تو شہید ہو کر مرنے کی (یعنی) تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو اس تمنا کے بعد اس (کے سامان) کو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا پھر اس کو دیکھ کر کیوں بھاگنے لگے اور وہ تمنا کہاں بھول گئی ف شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ سال گذشتہ بعض صحابہ جو بدر میں شہید ہوئے اور ان کے بڑے فضائل معلوم ہوئے تو بعض نے تمنا کی کہ کاش ہمکو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس فضیلت شہادت سے مالامال ہوں آخر یہ احد کا غزوہ واقع ہوا تو پاؤں اکھڑ گئے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی لباب النقول لسعد ابن ابی حاتم عن ابن عباس رض جب اس غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور سر مبارک زخمی ہوا اسوقت کسی دشمن نے پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کئے گئے مسلمان لڑائی بگڑ جانے سے بدحواس ہو ہی رہے تھے اس خبر سے اور بھی کمر ٹوٹ گئی کسی نے تو یہ تجویز کیا کہ اب کفار سے امن لے لینا چاہیئے بعضے ہمت ہار کر بیٹھ رہے اور ہاتھ

النحو - قولہ ویعلم الصابرین فی روح المعانی نصب باضمار ان وقیل بواو الصرف والکلام من باب لا تأکل السمک وتشرب اللبن ای لا تجمع الحال او لم یتحقق حکم الجمع بینہما او قلت نفی الجمع فقد یکون بنفی کل واحد من الجزئین وقد یکون بنفی احدہما والمقام یحتمل کلا منہما ان الثبات لم یتحقق واما الجہاد فقد وقع لکن لو فرض لغایۃ مع الاشعار ۱۲ ۞

البلاغۃ - قولہ تعالیٰ لما یعلم فی روح المعانی فی اختیار لما علی لم اشارۃ الی ان الجہاد متوقع منہم فیما یستقبل بناء علی ما یفہم من کلام سیبویہ من ان لما تدل علی توقع الفعل المنفی بہا وایثار الصابرین علی الذین صبروا والایمان بان المعتبر ہو الاستمرار علی الصبر [illegible] ونکشف عن قریب [illegible] وانتم تنظرون [illegible] حد قولک رأیتہ ولیس فی عینی عمۃ ای رأیتہ رؤیۃ حقیقیۃ لا اخفاء فیہا ولا شبہۃ ۱۲ ۞

الکلام - وبما قررت معنی دخول الجنۃ لم یبق مساغ للمعتزلۃ ان یتمسکوا بالآیۃ علی امتناع دخول الجنۃ بلا عمل ۱۲ ۞

الفقہ - فی روح المعانی المقصود من ہذا الکلام ہو [illegible] تمنیہم الشہادۃ فی الحرب [illegible] الشہادۃ [illegible] ۱۲

ملحقات الترجمۃ - لہ قولہ فی ترجمۃ ام آن الخ اشارۃ الی کون ام منقطعۃ بمعنی بل للانتقال من کلام الی کلام والہمزۃ للاستفہام الانکاری فان کلمۃ ان فی لساننا یفید الانتقال ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ لما یعلم دیکھا ہی نہیں بناء علی ان الرؤیۃ العلمیۃ [illegible] العلم والا کان مادۃ جاننا موحشا عند ذکرہ ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ رأیتموہ اس کے سامان الخ لان الموت لیس یرٰی فی نفسہ فالکلام مجاز ۱۲ ۞

مسائل السلوک

المتن - قولہ تعالیٰ ولقد کنتم تمنون الموت الآیۃ قال ابن الشیخ فیہ جواز تمنی الموت اشتیاقا الی السعادۃ الاخرویۃ المتوقعۃ فی الشہادۃ لا یقال انہ تعالیٰ انکر علیہم فلا احتجاج فیہ لانا نقول لم ینکر علی التمنی بل انکر علی ما ظہر منہم خلاف ہذا التمنی انتہی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولقد کنتم تمنون الموت الآیۃ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس پر انکار فرمایا کہ تم لوگ اس تمنی کے خلاف امتثال کیوں مصادم ہوئے مگر نفس تمنی پر انکار نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مطلق تمنی موت مذموم نہیں بلکہ وہ جب سعادت اخرویہ کے اشتیاق میں ہو جس کی توقع شہادت میں ہوتی ہے تو جائز ہے ۞

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى

اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا

اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ○

تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جاویگا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا ۔ اور خدا تعالیٰ جلدی ہی عوض دے گا ۔ حق شناس لوگوں کو

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکم خدا تعالیٰ کے اس طور سے کہ اس کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے ۔ اور جو شخص دنیوی نتیجہ چاہتا ہے ۔ تو ہم اس کو

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ○

دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہے ۔ تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے اور ہم بہت جلد عوض دیں گے حق شناسوں کو

پاؤں چھوڑ دیے اور بعض بھاگ کھڑے ہوئے بعضے منافق بولے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہے تو پھر اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا جاوے بعض نے کہا کہ اگر نبی ہوتے تو قتل کیوں ہوتے اور بعض نے کہا کہ اگر آپ ہی نہ رہے تو ہم رہ کر کیا کریں گے جیسے آپ نے جان دی ہم کو بھی جان دیدینا چاہیئے ۔ اور اگر آپ قتل ہو گئے تو کیا ہے اللہ تعالیٰ تو حی ہیں ہوئے اس پریشانی میں اول آپ کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ اے مسلمانو یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ صحیح سلامت غرض اس وقت پھر مسلمان مجتمع ہوئے آپ نے ان کو ملامت فرمائی عرض کیا یا رسول اللہ یہ سن کر ہمارے دلوں میں ہول بیٹھ گیا اس لیے ہمارے پاؤں اکھڑ گئے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی روح المعانی والباب النقول عن ابن ابی حاتم وغیرہ تتمہ ملامت بہ انہزام وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (الیٰ قولہ) وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ○ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں جن پر موت یا قتل ممتنع ہو) آپ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں (اسی طرح آپ بھی ایک روز گذر ہی جاویں گے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ (جہاد یا اسلام سے) الٹے پھر جاؤ گے (چنانچہ اس واقعہ میں بعضے مسلمان میدان جنگ سے بھاگ پڑے تھے ۔ اور منافقین ترغیب ارتداد کی دے رہے تھے) اور جو شخص (جہاد سے خواہ اسلام سے) الٹا پھر بھی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا (بلکہ اپنا ہی کچھ کھو دیگا) اور خدا تعالیٰ جلدی ہی (نیک) عوض دے گا حق شناس لوگوں کو (جو ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد رکھ کر اس کی اطاعت پر قائم و مستقل رہتے ہیں ۔ اور قیامت کو عنقریب جلدی ہی ملنا ہے کیونکہ روز بروز قریب ہی ہو رہی ہے) اور (نیز کسی کے مرنے سے اتنا گھبرانا بھی فضول ہے کیونکہ اول تو کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں (خواہ طبعاً خواہ قتلاً) بدون حکم خدا کے (پھر جب خدا کے حکم سے ہے تو اس پر راضی رہنا ضرور ہے دوسرے یہ کہ جس کی موت آتی بھی ہو تو اس طور سے کہ اسکی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے (جس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی تو پھر ارمان اور حسرت محض بیکار ہے وہ تو وقت پر ضرور ہو گی اور وقت سے پہلے ہرگز نہ ہو گی) اور البتہ یہ کہ اس توحش پر بھاگنے کا آخر نتیجہ کیا بجز اسکے کہ یہ ایک ناکافی تدبیر ہے [illegible] اور زندگی دنیوی کی سو ایسی تدبیر کا اثر سن لو کہ) جو شخص (اپنے اعمال و تدبیرات میں) دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ (بشرطیکہ اپنی مشیت کی) دیدیتے ہیں (اور آخرت میں اسکے لئے کچھ حصہ نہیں) اور جو شخص (اپنے اعمال و تدبیرات میں) اخروی نتیجہ چاہتا ہے (مثلاً جہاد میں اسلئے ثابت قدم رہا کہ یہ تدبیر ہے ثواب آخرت کی) تو ہم اسکو آخرت کا حصہ (وعدہ اور ذمہ کے) دینگے اور ہم بہت جلد (نیک) عوض دینگے (ایسے) حق شناسوں کو (جو اپنے اعمال میں آخرت کی نعمت کو رضا و لقا سے چاہتے ہیں) ف پہلی جگہ اعمال نیک پر قائم رہنے کو شکر کہا تھا ۔ یہاں ان اعمال میں آخرت کی نیت کرنے کو شکر کہا ۔ تو کلام میں تکرار نہیں ہے فائدہ قد خلت من قبلہ الرسل سے عیسیٰ علیہ السلام کی انتقال فرما چکنے پر استدلال کرنا محض باطل ہے کیونکہ آسمان پر زندہ اٹھ جانا یہ بھی دنیا سے گذر جانا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس طرح بھی اٹھ جاتے تب بھی صحابہ کو صدمہ موت ہی کا سا ہوتا ۔ اس لئے تسلی میں اس کو دخل تام ہے ۔ ربط آگے بھی تتمہ ہے ملامت کا مخاطبین امم سابقہ کا حال یاد دلا کر کہ دیکھو وہ کیسے مستقل رہے تم کو بھی ایسا ہی چاہیئے تھا ۔

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمۃ الآیۃ رسول خدا تو نہیں اشارۃ الی ان القصر اضافی لنفی الالوہیۃ والمقصود منہ نفی فوا... من وجوب الخلود وامتناع الموت ۱۲ ۔ ۲ قولہ طبعاً خواہ قتلاً اشارۃ الی ان الموت یشمل القتل فی قولہ ان تموت لدلالۃ قرینۃ المقام علیہ ۱۲ ۔ ۳ قولہ فی تہیید ترجمۃ قولہ ومن یرد ثواب الدنیا ... لان الحذر لا یدفع القدر ۱۲ ۔ ۴ قولہ فی ترجمتنا فی الموضعین حصہ اشارۃ الی ان من تبعیضیۃ لانہ لا یؤتی احد جمیع الدنیا ولا جمیع الآخرۃ وقولہ فی ترجمتنا منہا بشرط ... فی الاول ووعدہ اور ذمہ فی الثانی دلیلہ قولہ تعالیٰ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن نرید الآیۃ وقولہ ومن اراد الآخرۃ وسعی لہا سعیہا وہو مؤمن فاولٰئک کان سعیہم مشکورا الآیۃ ۱۲ ۔ ۵ قولہ فی الغایۃ ... تحقیقہ ان الفوز المختص بالموت ... فی القاموس مات ... مشترک والمغنی ... کما فی القاموس ... البسائط لم ... ۱۲

مسائل السلوک

المتن ۔ قولہ تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیۃ قال العبد الضعیف لما کانت الآیۃ عتابا لمن ینقلب وانما حمل علی التعقب من الانہزام و الفزع الشدید دلت علی ذم الفزع الشدید والاسف البالغ علی موت احد من الشیوخ کما ہو عادۃ اکثر المعتقدین من العوام بل الخواص ایضا ... ولقد احسن صاحب الروح فی التعبیر عن ہذا المعنی تقدیر والاشارۃ فی ذلک الی انہ تعالیٰ شانہ من تزلزل بذہاب الواسطۃ انقطع عن البین وہو مناف مشاہدۃ الحق ومعیتہ آہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیۃ ظاہر ہے کہ یہاں عتاب ہے انقلاب وقوع نہ ہوا تھا جیسے ہزیمت اور جزع فزع شدید اس بنا پر آیت سے معلوم ہوا کہ کسی پیر کے رحلت پر جزع شدید اور رنج کرنا جیسا کہ اکثر معتقدین عوام بلکہ خواص کا بھی طریقہ ہے مذموم ہے اور اسی طرح یہ لازم کرنا کہ اب کوئی دین کا حامی و خادم نہ رہا یہ بھی مذموم ہے اور روح میں ہے کہ اس میں اس شخص کے عتاب کی طرف اشارہ ہے جو درمیان میں سے واسطہ کے فوت ہو جانے سے متزلزل ہو جاوے کیونکہ یہ مشاہدہ حق کے منافی ہے آہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں سو نہ ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں - اور نہ

ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا

ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے اور ان کی زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا - کہ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھئے اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے -

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا ع ۱۵

سو ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دیں گے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے -

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے -

ذکر استقلال مخلصین امم سابقہ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ (الیٰ قولہ) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے (کفار کے مقابلہ میں) لڑے ہیں سو نہ تو دل سے ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) واقع ہوئیں اور نہ ان کا (قلب یا بدن کا) زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے - (جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں) اور (افعال میں تو ان کی کیا لغزش ہوتی) ان کی زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو (کفار کے مقابلہ میں) ثابت قدم رکھئے - اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے سو (اس استقلال و دعا کی برکت سے) ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا (یعنی فتح و ظفر) اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا دیا (یعنی ثواب جنت) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے **ف** اس میں تعلیم ہے کہ جب مصیبت آئے ظاہری تدبیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں اور اپنے گناہ بخشوائیں کہ اکثر مصیبت کا سبب گناہ ہوتا ہے ؎ غم چو بینی زود استغفار کن ۔ غم بامر خالق آمد کار کن - اور یہیں تعریض ہے کہ احد میں مصیبت بوجہ عدول حکمی کے ہوئی اور اگر یہ اشکال ہو کہ وہ لوگ تو اللہ والے تھے پھر ان کے گناہ کیا ہوں گے - جواب یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے - اور ایسے اتفاقیات سے اللہ والے ہونے میں خلل نہیں پڑتا بلکہ معلوم اس وجہ سے کہ وہ فوراً معذرت کر لیتے ہیں - اور فتح و ظفر کو ثبات و دعا پر مرتب فرمانا مشعر ہے کہ یہ امور دراصل اس کے اسباب ہیں اور کسی عارض سے تخلف ہو جانا منافی سببیت کے نہیں - خوب سمجھ لو - ربط چونکہ لڑائی بگڑنے کے وقت بعض منافقین مسلمانوں سے کہنے لگے تھے کہ جب آپ ہی نہ رہے تو اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا جاوے - اور اس سے ان منافقین کی خباثت اور ان کا دشمن بدخواہ ہونا ظاہر ہے اس لئے اگلی آیت میں مسلمانوں کو کسی امر میں ان کے مشورہ کی اتباع سے ترہیب ہے جیسا اور مخلصین سابقین کی اتباع کی ترغیب تھی - **ترہیب مومنین از قبول مشورہ کفار و منافقین** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الیٰ قولہ) وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو

اللغات فی روح المعانی ربیون منسوب الی الرب کربانی علی خلاف القیاس واخرج سعید بن منصور عن الحسن انہم العلماء الفقہاء واخرجہ ابن جریر عن ابن عباس جموع وعلیہ فہو منسوب الی الربۃ بمعنی الجماعۃ جماعۃ وفی البیضاوی ان الحسن بن تغیرات المنسب استکانوا فی البیضاوی اصلہ استکن من السکون لان الخاضع یسکن لصاحبہ یفعل بہ ما یریدہ والالف من اشباع الفتحۃ او استکون من الکون لانہ یطلب من نفسہ ان یکون لمن یخضع لہ المعنی القاموس الوہن الضعف فی العمل والضعف ویضم ضد القوۃ اہ قلت ولعلہ او بدلک عصل الفرق بین الثلثۃ فان الوہن کترک الجہاد والضعف سلب القوۃ عن الکل والعمل والثانی عن مجلس لاستکانۃ بحضرۃ العدو وہی ہالی ترتیبی ۱۲ **النحو** قاتل مسند الی ربیون والضمیر للنبی وربیون حال مقدرۃ والاول فی قرئۃ نافع وابن کثیر وابی عمرو ویعقوب قرء قتل مجرداً مجہولاً والاصل فی القراءات ان تتوافق ولا ینبغی اسناد قتل الی النبی لما اخرج ابن المنذر عن سعید بن جبیر کان یقول ما سمعنا قط ان نبیاً قتل فی القتال وقول الحسن وجماعۃ القتل بمالی الحرب وحمل ہذہ الروایات فی روح المعانی ہو غیرہم ان من ادعی اسناد القتل الی النبی فانہ فی الحرب علی ما تشہر بہ

علی النصرۃ الموعود بیانی کقولہ تعالی انا لننصر رسلنا علی النصر وباعوا الکلمۃ وتولی علی لما عدا متعلقاً شاملاً فی الایۃ **البلاغۃ** وانما جعل قولہم خبراً ان قالوا عرف الدلالۃ علی ان ہذا بہ فی زمان الحادث وخص ثواب الآخرۃ بالحسن اشعاراً بفضلہ وانہ المعتد بہ عند اللہ کذا فی البیضاوی قولہ ربنا اغفر لنا وفی زیادۃ لنا اشعار بوفور الرغبۃ فی روح المعانی فی آخر آل عمران ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی ترجمۃ قولہم زبان سے بھی اوکا فہ مفہوم اللسان فی مفہوم القول وصرح بہ لیکون ابلغ باعتبار محاورتنا ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ اسرافنا فرق الخ لم یفرق بین الذنب والاسراف تغیراً لانہ لیس عندی الا للتفنن ۳ قولہ فی ترجمۃ ثواب الدنیا یعنی فتح و ظفر فسرہ بالغنیمۃ لما ورد فی الاحادیث ان الغنائم لم تحل للامم السابقۃ بل تاکلہا النار ومن فسرہا اجاب بان یکون الغنائم کانت وضعف الجواب ظاہر لان عدم الاکل لا یستلزم کونہا غنائم لاحتمال وجوب التصدق بہا علی الفقراء فافہم ۱۲ ۴ قولہ کہنا ماننے گے خصہ بما یخصہ غیر انظر الی قولہ یردوکم الخ فان الکفر انما لقولنا یعنی ان کا حکم ماننے پر مرتب علی مطلق الاطاعۃ فافہم ۱۲

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۚ

ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی

وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم

اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھلایا تھا۔ جس وقت کہ تم ان کفار

بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ

کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہاری دل خواہ بات دکھلا دی تھی۔

مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ

تم میں سے بعضے تو وہ شخص تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعضے تم میں وہ تھے جو آخرت کے طلب گار تھے۔ پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا

وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش فرماوے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر۔

(کفر کی طرف) الٹا پھیر دیں گے (یعنی ان کا اصل مطلب یہ ہے۔ سو کبھی وہ صراحتہً اس کی طرف بلاتے ہیں اور کبھی ظاہر میں کوئی خیرخواہی کی بات سمجھاتے ہیں لیکن اس میں بھی پیچ ایسا ہی رکھتے ہیں کہ شدہ شدہ وہ تمہید اسی کی ہو جائے) پھر تم (ہر طرح) ناکام ہو جاؤ گے (غرض کسی طرح وہ تمہارے دوست نہیں ہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے۔ اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے (لیں اسی کی دوستی پر اکتفا کرو اور اسی کو مددگار سمجھو دو سرا مخالف اگر نصرت کی بھی تدبیر بتلاوے خلاف حکم خداوندی عمل مت کرو) الربط اوپر اللہ تعالیٰ کا مولیٰ اور ناصر ہونا مذکور تھا آگے ایک واقعہ سے اس کا اثبات ہے **اثبات نصرت الٰہیہ** سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ **(الی قولہ)** وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۝ ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول (وہیبت) کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس (کے قابل شرکت ہونے) پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے (لفظاً یا معنیً) نازل نہیں فرمائی اور ان (کافروں) کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے (ایسے) بے انصافوں کی (جو خدا کا حق الوہیت دوسر کیلئے سمجھیں) **ف** چنانچہ اس القاء رعب کا ظہور اس طرح ہوا کہ اول تو باوجود مسلمانوں کے شکست کھا جانے کے مشرکین بلا کسی سبب ظاہری کے مکہ کو لوٹ گئے کذا فی البیضاوی پھر جب کچھ رستہ قطع کر چکے اپنے اس طرح آجانے پر بہت افسوس کیا کہ جب بالکل مسلمانوں میں دم نہ رہا تھا اس وقت آنا کیا ضرور تھا اور پھر ارادہ ظاہر کیا مدینہ کا گیا مگر کچھ ایسا رعب چھایا کہ پھر نہ آسکے اور راہ میں کوئی اعرابی مل گیا۔ اس سے کہا کہ ہم تجھ کو اتنا مال دیں گے تو مسلمانوں کو ڈرا دینا یہاں وحی سے معلوم ہو گیا آپ ان کے تعاقب میں حمراء الاسد تک پہنچے یہ آیت اس باب میں نازل ہوئی ہے کذا فی روح المعانی بروایۃ ابن جریر عن السدی، اور دلیل کا لفظاً ہونا تو ظاہر ہے معنیً کا مطلب یہ ہے کہ شرع نے اس دلیل کی صحت کا اعتبار کیا ہو۔ اس میں دلیل عقلی قطعی داخل ہو گئی **ربط** آگے اس غزوہ میں مغلوب ہو جانے کی وجہ بیان فرماتے ہیں **سبب مغلوبیت مومنین** وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ ۖ **(الی قولہ)** وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ (نصرت) کو سچا کر دکھلایا تھا جس وقت کہ تم (ابتدائے قتال میں) ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے (اور یہ غلبہ تمہارا ادھا اور بڑھتا گیا) یہاں تک کہ جب تم خود ہی (رائے میں) کمزور ہو گئے (اس طرح کہ تجویز

اللغات ۔ الحس بالقتل والاستیصال۔ قاموس۔ وفیہ فشل کسل وضعف وتراخی وجبن اقتصلت حملتہ علی الضعف فی الرأی و نقل البیضاوی وقال عصام الفشل الجبن وضعف الرأی وعدہ فیعرف بعرف ھذہ ۲۰ **البلاغۃ** وصرح بسبب الرعب یذانا بانہ ما دام ہذہ الصفۃ فیہم لا یزالون مرعوبین فیہ تبشیر دائمی للمؤمنین وفیہ اشارۃ الی ان الکفر سبب الضعف فی القلب ولا ینافی التخلف لعارض البستیاد لقال کان سیبانی المانی سواعلم ان الآیۃ لا تدل علی ان من سماہ کافرا وقت النزول لا یزال کذا فان اباسفیان وغیرہ اسلموا بعد قول سنلقی السین فیہا متنفیا ان کانت الآیۃ نزلت قبل الرعب وان کانت نزلت بعدہ فہی لمجرد التاکید تجردہ عن التسویف وتبقی حکایۃ الحال الماضیۃ ذکرہ عصام قولہ لم ینزل ہذا من باب متعارانقید لانتفاء قید اللازم وہذا کقولہم السالبۃ لا تقتضی وجود الموضوع ۱۲ **الروایات** ۔ فی روح المعانی اخرج الامام احمد وجماعۃ عن ابن عباس انہ قال ما نصر اللہ تعالیٰ نبیہ فی موطن کما نصرہ یوم احد فانکروا ذلک فقال ابن عباس بینی وبین من انکر ذلک کتاب اللہ تعالیٰ ان اللہ

تعالیٰ یقول یوم احد ولقد صدقکم اللہ وعدہ قلت وہذا الوعد لما کان بلسان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ولا الید بہ قولہ تعالیٰ یوم بدر ان تصبروا وتتقوا ویأتوکم من فورہم ہذا یمددکم الخ فان السبب وان کان خاصا لکن النظر عموم الوعد نبہ علیہ بحملہ بقولی و فی روح المعانی اخرج البیہقی فی الدلائل عن عروۃ قال کان اللہ تعالیٰ وعدہم علی الصبر والتقوی ان یمدہم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین وکان قد فعل فلما عصوا امر الرسول ای فی حفظہم وترکوا مصافہم وترکت الرماۃ عہد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الیہم ان لا یبرحوا منازلہم واراد الدنیا رفع اللہ عنہم مدد الملائکۃ ومجوزان عرض عمل ہذا الوعد علی تعمد احد **تحقیقات الترجمۃ** ۱ قولہ تمہارے دوست نہیں اشارہ الی تقدیمہ وتوجیہہ معنی بل فافہم ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمہ ماوی و مثوی جگہ اشارہ الی التفنن فی العبارۃ ولکن ان یفرق بینہما بان الماوی ما یرجع الیہ والمثوی ما یستقر فیہ علی ہذا کان تقدیم الماوی علی المثوی من الحسن بمکان ۱۲ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ وَّالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ فَأَثَٰبَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ

وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم

لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَٰبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ مورچہ پر پچاس آدمی اور ایک افسر برابر بیٹھے رہیں بعض نے غلط فہمی سے اس کے خلاف رائے دی کہ اب ہم کو بھی کفار کا تعاقب کرنا چاہیئے جیسا اوپر شروع قصہ میں گذر چکا) اور باہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) حکم میں اختلاف کرنے لگے (کہ بعض تو اسی پر ثابت رہے اور بعضے دوسری تجویز کرنے لگے اور انکار و ملامت اسی جزو پر ہے) اور تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہاری دل خواہ بات (آنکھوں سے) دکھلا دی تھی (یعنی مسلمانوں کا غلبہ دکھلا دیا تھا اور تمہاری اسوقت یہ حالت تھی کہ) تم میں سے بعضے تو وہ شخص تھے جو دنیا (کا لینا) چاہتے تھے (یعنی کفار کا تعاقب کر کے غنیمت جمع کرنا چاہتے تھے) اور بعضے تم میں وہ تھے جو (صرف) آخرت کے طلبگار تھے (اور چونکہ بعض سے رائے کی کمزوری اور خلاف حکم رسول دوسری تجویز اور آپ کے کہنے پر نہ چلنا اور طلب دنیا ایسے امور صادر ہوئے) اس لئے اللہ تعالیٰ نے آئندہ کیلئے اپنی نصرت کو بند کر لیا اور پھر تم کو ان کفار (پر غالب کرنے) سے ہٹا دیا۔ (اور باوجودیکہ یہ مغلوبیت تمہارے فعل کا نتیجہ تھا مگر پھر بھی یہ بطور سزا نہیں ہوا بلکہ اس مصلحت سے) تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش (ایمان کی) فرماوے (چنانچہ اس وقت منافقین کا نفاق کھل گیا اور مخلصین کی قدر بڑھ گئی) اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا (اب آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں (کے حال) پر۔ ف اس آیت سے صحابہ کے حال پر بڑی عنایت معلوم ہوتی کہ عتاب میں بھی چند در چند تسلیاں فرمائیں یعنی کہ یہ سزا نہ تھی۔ بلکہ اس میں بھی تمہاری مصلحت تھی پھر مواخذہ آخرت سے بیفکر کر دیا۔ چونکہ ظاہر ہے کہ ایسے حضرات جو ایسی عنایات کے مورد ہوں طالب دنیا نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یرید الدنیا میں دنیا کا مراد بالذات ہونا مراد نہیں ہو سکتا۔ اور اسپر قرینہ عقلی بھی ہے وہ یہ کہ اگر یہ حضرات غنائم کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت شریک و مستحق غنیمت یقیناً تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی آخرت ہی مقصود تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کر کے اب ترہیب و تخریب کفار کا ثواب بھی لیں اسی لئے بعض اقطاب نے اس آیت میں فرمایا یرید الدنیا للآخرۃ ومنکم من یرید الآخرۃ للمعرفۃ مگر چونکہ طریق ثواب کا نص کے خلاف تھا۔ اس لئے محمود نہ ہوا گو خطائے اجتہادی سے مخالفت نص کے مجرم نہ کہے جاویں گے۔ اور آزمانے کے معنی کی تحقیق آخر پارہ الم کی آیت واذ ابتلی ابراہیم میں دیکھ لی جاوے۔ ربط۔ آگے بھی تمہ اسی مغلوبیت کے قصہ کا ارشاد ہے تتمہ قصہ مغلوبیت إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ (الی قولہ) وَاللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وہ وقت یاد کرو کہ جب تم (بھاگنے میں جنگل کو) چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے (کہ ادھر آؤ ادھر آؤ مگر تم نے سنا ہی نہیں) سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا بسبب (تمہارے) غم دینے کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) تاکہ (اس پاداش و مصیبت سے تم میں پختگی پیدا ہو جاوے جس سے پھر) تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی (اسلئے جیسا کام کرتے ہو اسکے مناسب پاداش تجویز فرماتے ہیں)۔ ف آیت وما محمد الا رسول کی تمہید میں گذر چکا ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے پکارا تو مسلمان جمع ہو گئے اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا مذکور ہوا اور مسلمانوں کا نہ سننا مفہوم ہے سو صاحب روح المعانی نے بہت اچھا جواب دیا ہے کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا سب نے نہ سنا اور دور چلے گئے اسوقت حضرت کعب نے پکارا اور پھر سب جمع ہو گئے اھ میں کہتا ہوں کہ اصل وجہ گھبراہٹ کی خبر قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی سو آپ کے پکارنے میں اس خبر سے تعرض نہ تھا اور آپکی آواز کو پہچانا نہ ہوگا حضرت کعب کے پکارنے میں اس خبر کی تکذیب تھی اس سے تسلی ہو گئی باقی عتاب اللہ تعالیٰ کا آپکے پکار دینے نہ آنے پر اسلئے ہو سکتا ہے کہ استقلال سے ادھر توجہ کرتے تو آواز پہچان سکتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر سے غم ہوا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے انکو غم دیا۔ اور یہاں بھی لکیلا تحزنوا میں صحابہ کے حال پر عنایت مترشح ہوتی ہے کہ اس سے مقصود تربیت تھی اخلاق کی تاکہ ایسے

اللغات فی روح المعانی الاصعاد الذہاب والابعاد فی الارض ولوی بمعنی عطف وکثیرا ما یستعمل بمعنی وقف وانتظر ایضا بلا ترجح ۱۲ قلت وفسرت بالاول وفیہ فی اخراکم من ورائکم فانہ یقال جاء فلان فی آخر الناس وآخرتہم اذا جاء خلفہم ۱۲ **الملحقات الترجمیۃ** ۱ **قولہ** فی الترجمۃ الآخرۃ صرف فائدتہ اظہر من تقریر غلط یرید الدنیا آخر وغاریۃ تفسیر ہوئے ۲ **قولہ** قبل ترجمۃ ثم صرفکم اپنی نصرت کو بند کر لیا ہو جواب اذا کما اختارہ الزمخشری وعطف علیہ ثم صرفکم وبوضع معنی الغایۃ فی حتی لان الوعد کان بالنصر فالمعنی نصرکم حتی اذا کان کذا کذا منعکم ۱۲

۳ **قولہ** تنگی پیدا ہو جاوے فی روح المعانی لتتمرنوا علی الصبر فی الشدائد فلا تحزنوا علی نفع فات او ضرر آت ۱۲ قلت فلا غیر زائدۃ وقد تستمرنوا لان المجازاۃ بالغم انما تکون سببا للحزن لا لعدمہ مختصراً ۱۲

۴ **قولہ** فی ترجمۃ غم دینے سبب وترجمۃ ما بسبب ووجہہ کون الفعل للمبالغۃ وکون ما للتعمیم ۱۲

۵ **قولہ** فی الفائدۃ مفہوم ہے لم یقل مذکور ہے لانہ لیس بمنصوص من نص الکتاب ۱۲

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجا یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی

اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا۔ وہ یوں کہہ رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے۔ آپ فرما

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ

دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے۔ وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں۔ کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں

الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى

مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا۔ وہ لوگ ان مقامات کی طرف

مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور یہ جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ

الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ

سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش

بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ع

دے دی ان کے بعض اعمال کے سبب سے۔ اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑے حلم والے ہیں۔

مصائب کا عادی ہو کر استقلال و ثبات پیدا ہو اور خواص عباد پر جو مصائب آتے ہیں ان میں یہی حکمتیں ہوتی ہیں۔ ع۔ ایں بلائے دوست تطہیر شماست۔ چونکہ قبض اور کدورت بسط ہیں۔ تازہ باش و چیں میفگن بر جبیں۔ چونکہ قبضے آیدت اے راہرو۔ آں صلاح تست آیس دل مشو۔ ربط۔ اوپر غم کا بیان تھا آگے اس کے ازالہ کا بیان ہے ظاہراً بھی راحت بدنی نعاس سے حاصل ہوئی اور باطناً بھی کہ راحت روحانی بشارت معافی سے حاصل ہوئی اور اس کے ضمن میں منافقین کی بد حالی اور اس بد حالی کی وجہ سے راحتوں سے محروم رہنا مذکور ہے **عفو و عافیت مومنین** ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم (مذکور) کے بعد تم پر چین (اور راحت) بھیجی یعنی اونگھ (جبکہ کفار میدان سے واپس ہو گئے اس وقت غیب سے

اللغات :۔ مضاجعهم فی روح المعانی جمع مضجع فان کان بمعنی الفرقة فهو استعارة و عبر به وان کان بمعنی محل امتداد البدن مطلقاً للحی والمیت فهو حقیقة ۱۲ **النحو** قوله امنة مفعول له قوله نعاسا بدل۔ قوله طائفة قد اهمتهم فی روح المعانی طائفة مبتدأ و جملة قد اهمتهم خبره وجاز ذلک مع کونها نکرة لوقوعها فی موقع التفصیل یظنون فی روح المعانی حال من ضمیر اهمتهم او من طائفة وان تخصصت لما فی مجیء الحال من المبتدأ من المقال قوله ولیبتلی الله فی روح المعانی اللام للتعلیل والفعل مقدر والجملة تذییل لعل المصالح جمة ونحوها۔ **البلاغة** قوله من بعد الغم فی روح المعانی والتصریح بتأخر الانزال عن الغم مع دلالة ثم علیه و علی تراخیه لزیادة البیان وتذکیر عظم المنة۔ قوله ولیمحص فی روح المعانی عبر بالقلوب هنا کما قیل لان التمحیص متعلق بالاعتقاد وعلی ما اشرنا الیه من شیوع استعمال القلب مع ذلک فقال اعتقد بقلبه ولا تکاد تسمعهم یقولون اعتقد بصدره وهم یذکرون الصدر مع الاسلام کما فی قوله افمن شرح الله صدره للاسلام وربما یقال عبر بذلک للتفنن بناء علی ان المراد بالجمیع واحد قوله اهمتهم انفسهم فی روح المعانی ان العرب تطلق اللفظ علی الخائف الذی تشغله نفسه عن غیره ۱۲ **اختلاف القراءة** قرأ ابو عمرو و یعقوب کله بالرفع

علی انه مبتدأ ولله خبره والجملة خبر ان ۱۲ **الروایات** فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن السدی ان المشرکین انصرفوا یوم احد بعد الذی کان من امرهم وامر المسلمین فی امرهم رسول الله صلی الله علیه وسلم تنادی بالکل معونه بدا یاتهم فظن المومنون ذلک فعدوا الی النبی صلی الله علیه وسلم فما صلوا فیحیی اناس من المنافقین یظنون ان جموع یاتونهم فذلک قوله تعالی ثم انزل علیکم الآیة مختصراً وفی روح المعانی ذکر ابو القاسم البلخی انه لم یبق مع النبی صلی الله علیه وسلم یوم احد الا ثلاثة عشر نفسا خمسة من المهاجرین ابوبکر وعلی وطلحة وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص والباقون من الانصار رضی الله عنهم اجمعین الخ وفیه واما سائر المنهزمین فقد اجتمعوا فی ذلک الیوم علی الجبل وعمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه من هذا الصنف کما فی خبر ابن جریر۔ وفی الترمذی عن ابی طلحة قال رفعت راسی یوم احد فجعلت انظر وما منهم یومئذ احد الا یمید تحت حجفته من النعاس وفی روایة اخری قال فجعل سیفی یسقط من یدی واخذه ویسقط من یدی فاخذه الحدیث ۱۲۔ **لطیفه** ۔ هذه الآیة جامعة لجمیع حروف الهجاء وکذا آیة محمد رسول الله الخ فی سورة الفتح ذکره فی الاتقان ۱۲

ترجمہ:۔ قولہ تعالیٰ ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم یعنی تمہاری استعداد میں جو صدق و اخلاص و توکل وغیرہ ہے اس کا اس طرح امتحان فرمائے کہ اس کو قوت سے فعل کی طرف لا دے اور تطہیر ہو کہ جو حواس خاطر نفس کا میل کچیل ہے اس کو دور کرے کیونکہ بلا میں خاصیت ہے کذا فی الروح قولہ تعالیٰ :۔ انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا جس سے گناہوں سے ظلمت پیدا ہوتی ہے اور شیطان کا قابو اس وقت ہوتا ہے جب قلب میں ظلمت پاتا ہے اور روح المعانی میں زجاج سے نقل کیا ہے کہ شیطان نے ان کو بعض گناہ یاد دلائے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنا اچھا نہ معلوم ہوا اس لئے جہاد سے ہٹ گئے تاکہ وہ اپنی حالت درست کر کے پسندیدہ حالت پر جہاد کریں اور ھذا الذی سبیل اس سے تاکید کرتا ہے کہ زجاج کی تفسیر پر آیت سے اصل کا ثبوت ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد کیونکہ ترک مناسب نہیں کیونکہ وہ بندہ کو اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہو جاتے ہیں۔

مسائل السلوک

الماتن۔ قولہ تعالیٰ ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ای لیمتحن ما فی استعداد کم من الصدق والاخلاص والتوکل ونحو ذلک من الاخلاق ویخرجها من القوة الی الفعل ولیمحص ما فی قلوبکم ای یخلص ما یبرز منکم من الصدق الی الخزن القلب من غش بوس وخواطر النفس فان البلاء سوط یسوق الله تعالی به عباده الیه ولهذا اورد اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل والله تعالی در من قال

سے للہ در النائبات فانها
تصفی ادعلهم ومیقو الاحرار
ما کنت الا زبرة فطبعتنی
ع ۱۶ / ۷ سیفا و مطلع حومن عوادی حد ۔ ذلک کالشرح یتقلبون الی الحق ولا یفرح کل منهم لا ما فی مکمن استعداده۔ قولہ تعالیٰ۔ انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا ای من الذنوب لا تجاوز تلک الشیطان لا عمال الدنیا بل آکد التوابین الان ذو وجل یلحق القلب وفی الروح فی تفسیر امی الظاهر زوال ببعض ما اکسبوا من الذنوب لسابقة هی السیئة تجر اختها الیه لان الذنب بجر الذنب کان الطاعة تجر الطاعة و الذنوب لسابقة لم تطویق الانجرار الی کراهة الجهاد معهم تولوا قال الزجاج ان الشیطان ذکرهم خطایا اسلفوها فکرهوا لقاء الله تعالی معها فاخروا الجهاد وتولوا حتی یصلحوا امرهم ویجاهدوا علی حال مرضیة انتهی العبد الضعیف وعلی تفسیر الزجاج فی الآیة اصل لما اشتهر عن شیخ الاکابر انه لا ینبغی بعد التوبة الکاملة تذکر المعاصی فانها تکون حجاباً بینه وبین الله تعالی انتهی القول

مناسب ہو جاتے ہیں :

مسلمانوں پر اونگھ غالب ہوئی جس سے غم غلط ہو گیا) کہ تم میں سے ایک جماعت پر (یعنی مسلمانوں پر) تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی (یعنی
منافقین) کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی (کہ دیکھئے یہاں سے بچ کر بھی جاتے ہیں) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات (تجویز) کر رہے
تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا (نہ خیال آ گئے ان کے قول سے معلوم ہوتا ہے اور اس کا ناشی عن الحماقت ہونا اس قول کے جواب سے اس قول کا بیان یہ ہے کہ
وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے (یعنی کچھ نہیں چلتا اس اختیار سے مراد یہ ہے کہ قبل قتال یہ لوگ جہاد سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی روکتے تھے مطلب یہ
کہ ہماری کسی نے نہ سنی خواہ مخواہ مصیبت میں پھنسے) آپ فرما دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا (چلتا) ہے (مطلب یہ کہ اگر تمہاری رائے پر عمل بھی ہوتا جب بھی قضاء
الٰہی غالب رہتی اور جو افتاد آنے والی تھی آ کر رہتی چنانچہ آگے ان کے قول کا مطلب در جواب کا مطلب مفصل آتا ہے) وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو
آپ کے سامنے (صراحۃً) ظاہر نہیں کرتے (کیوں کہ ظاہر میں تو اس کہنے کا کہ کیا ہمارا اختیار الخ ہو سکتا ہے کہ تقدیر الٰہی کے سامنے بندہ کی تدبیر نہیں چلتی تو یہ مضمون
ایمان کی بات ہے۔ اور جواب بھی ایسا لطیف ہے کہ اس میں اس معنی کی تصدیق ہے کہ واقعی اختیار اللہ ہی کا غالب ہے مگر ان کا مطلب یہ نہیں تھا بلکہ وہ اس معنی کو کہتے ہیں۔ کہ اگر ہمارا
کچھ اختیار چلتا (یعنی ہماری رائے پر عمل ہوتا) تو ہم (میں جو لوگ مقتول ہوئے) یہاں مقتول نہ ہوتے (چونکہ ان کے قول کا یہ مطلب تھا آگے جواب کی تفصیل ہے۔ جس سے
ان کے قول کی تکذیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ) آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کیلئے قتل مقدر ہو چکا تھا۔ وہ لوگ ان مقامات
کی طرف (آنے کے لئے) نکل پڑتے جہاں وہ (قتل ہو ہو کر) گرے ہیں۔ (غرض یہ ظاہری جس قدر مضرت ہوئی وہ تو ٹلنے والی نہ تھی) اور (منافع تھے جس میں عظیم کیوں کہ
یہ جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات (یعنی ایمان) کی آزمائش کرے (کیوں کہ اس مصیبت کی وجہ سے منافقین کا نفاق کھل گیا اور مومنین کا ایمان اور زیادہ
مؤکد اور محقق ہو گیا) اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات (یعنی اس ایمان) کو (شوائب و وساوس سے) صاف کر دے (کیونکہ مصیبت سے مومن توجہ الی
غیر اللہ سے منزہ ہو جاتا ہے اور اس سے ایمان و عقیدہ کا تصفیہ ہونا ظاہر ہے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں (ان کو آزمائش
کی حاجت نہیں مگر اس لئے کہ عام طور پر اس کا انکشاف ہو جاوے ایسے امور کو واقع کر دیتے ہیں) یقیناً تم میں جن لوگوں نے (میدان جنگ سے) پشت پھیر دی تھی
جس روز کہ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور کفار کی) باہم مقابل ہوئیں (یعنی احد کے روز) اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی انکے
بعض اعمال (گذشتہ) کے سبب سے (یعنی ان سے کچھ خطا قصور ایسے ہو گئے تھے جس سے شیطان کو ان سے اور معصیت کرا دینے کی بھی طمع ہو گئی اور اتفاق سے
وہ طمع پوری ہو گئی) اور یقین سمجھو کہ (اب) اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں (کہ اخیر میں بخش دیا) بڑے حلم والے ہیں
(کہ صدور خطا کے وقت بھی کوئی عقوبت نہیں دی) ف: چند امور سمجھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ ابتلا اور تمحیص اور عفو کا ذکر پہلے بھی آ چکا۔ اور یہاں پھر کیا
گیا سو اس تکرار کی وجہ یہ ہے کہ اوپر تو مسلمانوں کی تسلی کرنا منظور تھا۔ اور یہاں منافقین کے اس خیال کا ابطال ہے کہ ہماری رائے پر عمل نہ کر کے کیسے نقصان
اٹھائے تو بتلا دیا کہ نقصان ہیں یہ منافع تھے تو وہ نقصان نہ تھے اور جو حقیقی نقصان تھا گناہ وہ معاف ہو گیا پس اختلاف غرض سے تکرار نہ رہا۔ دوسرے یہ
کہ لیبتلی اللہ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کی وجہ یہ امور تھے اور انما استزلهم سے معلوم ہوتا ہے کہ ببعض ما کسبوا وجہ تھی۔ سو بات یہ ہے کہ ببعض ما کسبوا تو
سبب ہے فرار کا۔ اور وہ حکمتیں ہیں مصائب کی پس مسبب بدل گیا اگر کہا جاوے کہ فرار سبب تھا مصائب کا اور سبب السبب سبب ہے۔ تو ببعض ما کسبوا سبب ہوا
مصائب کا بھی۔ تو جواب یہ ہے کہ سبب مصائب کا ببعض ما کسبوا ہے اور حکمت وہ امور ہوا تو تعارض نہیں کیونکہ سبب وجوداً مقدم ہوتا ہے اور حکمت وجوداً موخر تیسرے یہ کہ
حلیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ عقوبت نہیں ہوئی حالانکہ اثابکم وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاداش ہوئی۔ جواب یہ ہے کہ عقوبت قہریہ نہیں ہوئی پاداش اصلاحی ہوئی۔ فائدہ صحابہ
کے بعض معاندین نے اس واقعہ سے صحابہ پر خصوصاً حضرت عثمانؓ پر طعن کیا ہے اور اس سے عدم صلاحیت خلافت کی مستنبط کی ہے لیکن محض مہمل بات ہے جب
اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اب دوسروں کو مواخذہ کرنے کا کیا حق رہا چنانچہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو یہی جواب دیا تھا۔ رواہ البخاری۔ رہا قصہ خلافت کا
سو اہل حق کے نزدیک خلافت کے لئے عصمت شرط نہیں ہے پس شبہ ساقط ہے۔ فائدہ اور ببعض ما کسبوا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک گناہ سے دوسرا
گناہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہے ربط اوپر منافقین کا قول نقل کیا تھا۔ لو کان لنا من الامر شیئ
ما قتلنا ههنا جس کا حاصل وہی تھا جس کو آگے اس عبارت سے نقل کیا ہے۔ لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا چونکہ ایسے اقوال کے سننے
سے احتمال ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس قسم کے وساوس پیدا ہونے لگیں اس لئے حق تعالیٰ آیت آئندہ میں مسلمانوں کو ایسے اقوال اور ایسے احوال سے مانعت فرماتے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ

اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جب کہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں۔

اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ

یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان کے قلوب میں موجب حسرت

قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ

کردیں اور مارنا جلانا تو اللہ ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ

اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ

یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔ اور اگر تم مر گئے

اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

نہی مومنین از تقلید اقوال منافقین یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الی قولہ) وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا (یعنی ان لوگوں کی سی بات مت کرنا) جو کہ (حقیقت میں) کافر ہیں (گو ظاہراً اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں یعنی منافق ہیں) اور کہتے ہیں اپنے (ہم نسب یا ہم مشرب) بھائیوں کی نسبت جب کہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں (اور وہاں اتفاقاً مر جاتے ہیں) یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں (اور اسمیں قضاءً قتل ہو جاتے ہیں تو وہ منافقین کہتے ہیں) کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے (اور سفر اور غزوہ میں نہ جاتے) تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ بات انکے دل و زبان پر اسواسطے آتی ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو (بنا بر اس خیال کے جس سے یہ بات ان کی زبان پر آئی) انکے قلوب میں موجب حسرت کر دیں (یعنی نتیجہ اس کا بجز حسرت کے کچھ نہیں) اور مارنا جلانا تو اللہ ہی ہے (خواہ سفر ہو یا حضر خواہ لڑائی ہو یا امن) اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں (سو اگر تم بھی ایسی باتیں کروگے یا دل میں سمجھو گے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہ رہے گا) اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ (اللہ کی راہ میں) مر جاؤ تو (خوب نفع میں ہو کیونکہ) بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت (دنیا کی) ان چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں (اور اسی کے لالچ میں زندگی کو محبوب رکھتے ہیں) اور اگر تم (ویسے ہی) مر گئے یا مارے گئے (تب بھی) بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے (پس اول تو قضا نہیں ٹلتی دوسرے اللہ کے پاس جانے سے کسی حال میں بچتے نہیں اور دین کی راہ میں مرنا یا مارا جانا موجب مغفرت و رحمت ہے تو ایسے مرنے سے تو دین کی راہ میں جان دینا ہی بہتر ٹھہرا پھر ایسے اقوال محض بیکار اور عاجلاً موجب حسرت اور آجلاً موجب نار) ف اس مقام پر انکے قول کے دو جواب ہیں اول وَاللّٰهُ يُحْيٖ الخ۔ اور دوسرا وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ الخ یہ جو فرمایا کہ جب وہ سفر کرتے ہیں میرے نزدیک اس سفر سے دینی کام کیلئے سفر کرنا مراد ہے جیسا کہ جواب میں اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ کیونکہ وہاں اگر مطلق سفر مراد لیا جاوے تو اس جواب میں ان کے قول کے ایک جزو سے تعرض نہ ہوگا۔ گو پہلا جواب وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ اس سے متعرض ہے لیکن اگر اس دوسرے جواب میں بھی دونوں جزو سے تعرض ہو تو زیادہ بلیغ ہے اور اگر دوسرے جواب میں تو مطلق مُتُّمْ فرمایا ہے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کی اس میں قید نہیں ہے جواب یہ ہے کہ مغفرت و رحمت کا ترتب قرینہ ہے اس تقیید کا پس جب مُتُّمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کی قید سے مقید ہو تو ان دونوں جوابوں میں دونوں جزوں سے تعرض مناسب ہونا ثابت ہو گیا۔ تو معلوم ہوا کہ سفر سے مراد دینی سفر ہے واللہ اعلم۔ اور اخوانہم کے ترجمہ میں جو تعمیم کی ہے کہ ہم مشرب یا ہم نسب بھائی اگر مراد ہم مشرب ہے منافقین ہیں اور ہم نسب مسلمان بھی تھے پس اگر مراد ثانی ہے تو ان کا سفر دینی اور ان کا غزوہ اور ان کیلئے مغفرت و رحمت کا وعدہ سب ظاہر ہے لیکن یہ بات قابل تحقیق ہے کہ ان کے مرنے یا مارے جانے سے منافقین کو حسرت کیا ہوئی جواب یہ ہے کہ یا تو حسرت اس لئے ہوئی کہ آخر قرابت سے کچھ اضطراری تعلق تو ہوتا ہی ہے اور یا یوں کہا جاوے کہ مومنین کی موت یا قتل سے حسرت نہ ہوئی ہو لیکن اس قول اور اس قول کے منشا یعنی اعتقاد

اللغات :۔ اخوانہم الجمع ہا قاموس الغیلی الصمد۔ قولہ یجعلون فیہ التفات و فی قراءۃ یجمعون بالخطاب ... واحد قولہ لئن قتلتم الخ تقدم فی الآیۃ الاولی الرجل ... اللام فی الی الله ... الکمالات ... موت الغالب فی الجہاد ... فی سبیل الله القتل والغالب فی الجہاد الموت ... قولہ تعالیٰ ... الاموات ... غزی مرجاتے ... قتل ہو جاتے ... ترجمہ ... تفصیل ۔

مسائل السلوک

الہتن۔ قولہ تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرۃ من الله ورحمۃ خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لالی الله تحشرون فی الروح وزعم بعض ان فی الآیۃ تقسیم مقامات العبودیۃ الی ثلثۃ اقسام فمن عبد الله تعالیٰ خوفا من ناره امنہ مما یخاف والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ لمغفرۃ من الله ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی جنتہ اناله ما یرجو والیہ الاشارۃ بقولہ سبحانہ ورحمۃ لان الرحمۃ من اسماء الجنۃ ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی وجہہ الکریم لا یرید غیرہ فہو العبد المخلص الذی یتجلی علیہ الحق جل جلالہ فی دار کرامتہ والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ لالی الله تحشرون ولا یخفی انہ من باب التاویل کما لا یخفی التفسیر

ترجمہ

قولہ تعالیٰ :۔ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرۃ من الله ورحمۃ خیر مما یجمعون اس میں قتل و موت فی سبیل اللہ کی جزا میں مغفرت و رحمت کو فرمایا ہے۔ ولئن متم او قتلتم لالی الله تحشرون اس میں موت و قتل کی جزا میں حشر الی اللہ کو فرمایا ہے اس تفاوت کی وجہ بعض نے بطریق تاویل نہ کہ بطریق تفسیر یہ کہا ہے کہ اول آیت میں ان کا ذکر ہے جو نار و جنت کے سبب عبادت کرتے ہیں اور دوسری آیت میں ان کا ذکر ہے جو اس کی ذات ہی کو مقصود سمجھتے ہیں۔ تو اس پر خوب عمل ہوگا

کذا فی الروح

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے۔ اور آپ ان

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○

کیلئے استغفار کر دیجئے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں

فاسد ہے یہ کہ تیقن ہو کہ وہ اسباب عادیہ کو مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں تو ایسا شخص اگر کسی وجہ کہ ایک واقعہ میں نہیں تو دوسرے واقعات کثیرہ میں ہمیشہ متحسر ہا کریگا۔ اور ایسی درجہ اعتقاد تاثیر میں لو کہنا حدیث میں ممنوع آیا ہے اور اگر مراد اول ہے تو حسرت کی توجیہ بہت ظاہر ہے لیکن اور امور قابل تحقیق ہوں گے بھر یہ کہنا کہ شاید اتفاقا کوئی منافق مقتول ہو گیا ہوگا اور اس میں کہتا ہو اسی طرح کوئی ویسی سوز میں دبا دبا یا چلا گیا ہوگا۔ اور ترتب مغفرت و رحمت کی تقریر یہاں ہو گی کہ ان اقوال کو چھوڑ کر اگر ایمان اعتقاد درست کر لیں۔ تو ان کے کام بھی فی سبیل اللہ ہو نیسے کو سبب مغفرت و رحمت ہو نے لگیں۔ ربط اوپر ذکر ہو چکا ہے بعض مسلمانوں کی لغزش کا جو احد کے روز صادر ہو گئی تھی۔ کہ میدان سے بھاگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہاں جھلا دیا تھا وہاں نہ بیٹھے رہ جیل کہ اس قصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوفت و غم پہنچا جیسا کہ اثابکم غما بغم کی تفسیر مذکور بھی اس پر دال ہے گو آپ اپنے وسعت اخلاق سے اور ان کی دل شکنی کے خیال سے ان حضرات کے ساتھ سختی و ملامت سے پیش نہیں آئے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ان صاحبوں کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو بھی انقباض نہ رہے اور نیز ان صاحبوں کو دل سے بھی یہ کلفت دور ہو جائے اسلئے اول آیات گذشتہ میں اپنی معافی کی بشارت سنا کر آئندہ آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم فرماتے ہیں جن سے غرض مذکور حاصل ہو جاتی ہے۔ خطاب برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابت عفو از صحابہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○ بعد اس کے (کہ ان صاحبوں سے ایسی لغزش ہوئی کہ آپ کو ان پر حق ملامت حاصل تھا) خدا ہی کی رحمت کے سبب (جو کہ آپ پر ہے) آپ ان کے ساتھ نرم رہے۔ (اس نرم اخلاقی کو رحمت کے سبب اسلئے فرمایا کہ خوش اخلاقی عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے) اور اگر آپ (خدانخواستہ) تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ (بیچارے) آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے پھر ان کو یہ فیض و برکت کیسے میسر ہوتے سو (جب آپ نے ان کے فائدہ کیلئے ان کے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی تو آپ کے حکم میں جو ان سے کوتاہی ہوئی اسکو تو) آپ (دل سے بھی) ان کو معاف کر دیجئے اور (جو کچھ ان سے خدا تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہو گئی اسمیں) آپ ان کیلئے (حق تعالیٰ سے) استغفار کر دیجئے (گو اللہ تعالیٰ نے اس لغزش کو معاف فرما دیا ہے مگر آپ کا استغفار فرمانا علامت ہوگی انکی زیادہ شفقت کی جس سے ان کی اور زیادہ تسلی ہوگی) اور (بدستور سابق) ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے (تاکہ اس سے اور زیادہ ان کا جی خوش ہو) پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں (خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنیوالوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں۔ ف یہ جو کہا گیا کہ خاص خاص باتوں سے مراد ان سے وہ امور ہیں جن میں آپ پر وحی نازل ہوئی ہو بعد وحی کے پھر مشورہ کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ جو کہا گیا کہ اس سے اور ان کا جی خوش ہو یہ اس مقام کے مناسب ایک حکمت ہے منجملہ فوائد مشورہ کے ابن جریر نے اسکو قتادہ سے نقل کیا ہے اور دوسری حکمتیں بھی ہیں مثلا یہ کہ آپ کی امت کیلئے یہ سنت قرار پا جاوے اسکو بیہقی نے حسن سے نقل کیا ہے اور اسکی تائید میں ابن عدی اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور رسول کو تو اس مشورہ کی حاجت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو میری امت کیلئے ایک رحمت بنائی ہے اور یا یہ کہ کسی امر میں ممکن ہے کہ مشورہ سے تقویت رائے کی بھی حاصل ہو جائے جیسا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اس کے خلاف نہ کروں اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم اھ وہذہ المرویات کلہا مذکورۃ فی روح المعانی اور یہ غرض تقویت عدم حاجت الی المشورۃ کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ عدم حاجت باعتبار غالب کے ہو اور یہ تقویت باعتبار بعض احیان کے ہو اور یہ جو کہا گیا کہ خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو دلیل اسکی یہ ہے کہ لفظ عزم میں کوئی قید نہیں لگائی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ امور انتظامیہ متعلقہ بالرای والمشورہ میں کثرت رائے کا ضابطہ محض بے اصل ہے ورنہ

اللغات۔ الفظ فی القاموس الغلیظ الجانب السیئ الخلق القاسی الخشن الکلام ۱۲۔ **النحو**۔ فبما زائدۃ ۱۲ **ملحقات الترجمہ**: ۱ **قولہ**۔ فی ترجمۃ فبما بعد اس کے الخ اشارۃ بہ الی کون الفاء لترتیب مضمون الکلام علیٰ ما ینبیٔ عنہ السیاق من استحقاق الفارین الملامۃ والتعنیف منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی روح المعانی ۱۲۔ ۲ **قولہ** فی ترجمۃ فاعف استغفر آپ کے حکم میں اشارۃ الی وجہ الفرق بین العفو والاستغفار کما فی روح المعانی ۱۲ ۳ **قولہ**۔ فی

ترجمہ الکلمہ خاص خاص اشارۃ الی کون اللام للعہد کما اوضحہ فی الفائدۃ ۱۲
ف فوائد مشورہ نبویہ باصحابہ رض **ف** ابطال اعتبار کثرت رائے۔

مسائل السلوک

الھدیٰ۔ قولہ تعالیٰ

وشاورھم فی الامر فی الروح وفائدتہا الاستظہار برأیہم ویؤید ذلک ما اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر و عمر لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما وفیہ لو کانت المشورۃ بمجرد تطییب النفوس دون الاستظہار کان مشاورتہ ای واحد منہم (ای من الصحابۃ) وان لم یکن ممن برأیہ برأی وہب قال العبد ومادام ذکرہا اخرج ابن عدی والبیہقی فی الشعب بسند حسن عن ابن عباس قال لما نزلت وشاورھم فی الامر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ان اللہ ورسولہ لغنیان منہا ولکن جعلہا اللہ تعالیٰ رحمۃ لامتی الحدیث وبہ اختیہم من قال انہا کانت لتطییب انفسہم فقط فحاصلہ ان اللہ غنی بالفعل ورسولہ بالقوۃ بحیث لو لم تشرع لہ المشاورۃ تعذرت الیٰ الصواب وحیاً قال العبد ان الامر شفقا دالۃ علیٰ وصول بعض النفع من التابع الی المتبوع فی بعض احوال انتہی المنقول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ۔ وشاورھم فی الامر روح میں ہے کہ فائدہ اس سے مشورہ لینے کا بھی رائے سے مدد اور قوت لینا ہے آھ حقیر کہتا ہے تو اس بنا پر آیت بھی دال ہے۔ کہ بعض احوال میں بعض نفع تابع سے متبوع کو پہنچ جاتا ہے

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے اور صرف اللہ تعالیٰ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیئے۔ اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے

ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

دن حاضر کریگا پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا عوض ملیگا اور انپر بالکل ظلم نہ ہوگا

یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرت رائے کے خلاف نہ ہو۔ اور مشورہ و عزم کے بعد جو توکل کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ تدبیر منافی نہیں توکل کے کیونکہ مشورہ و عزم کا داخل تدبیر ہونا ظاہر ہے تو رجا تاجانچا ہیئے کہ یہ مرتبہ توکل کا کہ باوجود تدبیر کے اعتقاداً اعتماد رکھے اللہ تعالیٰ پر یہ ہر مسلمان کے ذمہ فرض عین ہے۔ اور توکل بمعنی ترک تدبیر کے اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ تدبیر دینی ہے تو اسکا ترک مذموم اور اگر دنیوی یقینی عادۃ ہے تو اسکا ترک بھی ناجائز۔ اور اگر ظنی ہے تو قوی القلب کو جائز۔ اور اگر وہمی ہے تو اسکا ترک مامور بہ ہے فقط ربط اوپر ان حضرت کی تسلی کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم ہوا تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کا دغدغہ تو زائل ہو گیا لیکن چونکہ ان حضرات کو اس واقعہ مغلوبیت سے حسرت بھی تھی اسلئے آئندہ آیت میں انکی اس حسرت کو دل سے اتارتے ہیں

ازالہ حسرت مغلوبیت از قلوب صحابہؓ إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ سے قولہ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اسکے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے اور تم کو غالب کردے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیئے **ف** حاصل ازالہ حسرت کا یہ ہوا کہ غالب مغلوب کرنا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے مثلاً بدر میں اپنی رحمت سے غالب کر دیا احد میں اپنی حکمت سے مغلوب کر دیا پس جب یہ امر تمہاری قدرت میں نہیں تو اسقدر اسکے پیچھے اپنے جی کو نہ ڈالو جو ہو گیا ہو گیا اسمیں جو آفت معصیت سے آئی اس سے توبہ کر لو آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو لیفے اس سے توفیق مانگو کہ معصیت سے محفوظ رہیں اور پھر جو مصیبت نازل ہو اسکو اس کارساز کیطرف سے خیر اور مصلحت سمجھو فقط **ربط** آیت آئندہ کا شان نزول حسب روایت ترمذی گو خاص ہے وہ یہ کہ بدر کے روز مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی بعض (کم سمجھ یا منافق) لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلی ہو اگر یہ قول منافقین کا تھا تب تو انکی بیہودگی تھی اور اگر کسی مسلمان کا قول تھا تو اس بنا پر ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تصرف کا اختیار حاصل ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر حقیقۃً یا صورۃً خیانت ہے نبی کی شان اس سے منزہ ہے لیکن چونکہ لفظ غلول بمعنی خیانت عام ہے خواہ حقیقۃً یا بطور عموم مجاز کے فصح حلی کلا القولین فی القاموس اسلئے ہر قسم کی خیانت کو شامل ہے اس عموم معنی کے اعتبار سے وجہ ربط ظاہر ہے کہ اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کا مذموم اور موجب وبال ہونا بیان فرمایا تھا اس آیت میں آپکا امین کامل ہونا مذکور فرمایا تاکہ ثابت ہو جاوے کہ آپ جو کچھ حکم فرماتے ہیں اسمیں آپکی کوئی نفسانی غرض نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک قسم کی خیانت ہے اور آپ اس سے مبرا ہیں لہذا ایسے حکم کی مخالفت ضرور موجب وبال و مذموم ہوگی اس ارتباط سے ترتیب آیات میں جو کہ توقیفی ہے اس آیت کا اس موقع پر ہونا مناسب ہوا **اثبات امین بودن حضرت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم** وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

النحو قولہ وعن یغلل فی روح المعانی جوزان یکون حالا ویکون التقدیر فی حال علم الغال بعقوبۃ الغلول قلت واشرت الی ذلک فی الترجمۃ ثم لم احمد عطف العلم بل علی عدم التماثل بینہما بقرینۃ ما بعدہ من قولہ افمن اتبع الخ **البلاغۃ والعربیۃ** قولہ خلا فغالب لکم فی روح المعانی المنفی من عاہر الکلم وان کان نفی مغلوبیتہم من غیر تعرض لنفی المساواۃ ایضا لکن المفہوم منہ نفیا قطعیا ہو نفی المساواۃ والمجانسۃ ثنا بینۃ للمخاطبین فاذا قلت لا اکرم من فلان فالمفہوم منہ حتما انہ اکرم من کل کریم وہذا امر مطرد فی جمیع اللغات اھ قلت قولہ فذہبا الا من لغر واللہ تعالیٰ کیف لیساویہ احد من لم ینصرہ اللہ تعالیٰ قولہ من بعدہ فی روح المعانی ای من بعد خذلانہ قلت واشرت الیہ فی الترجمۃ

الکلام علم من ہذہ الآیات من قولہ تعالیٰ وما کان الخ واشالہا مما ورد فی وعید العصاۃ ہی معنا ہا علی الاستحقاق لا علی الوقوع لا محالۃ فانہ متوقف علی المشیۃ فلا حجۃ للمعتزلۃ فیہا فافہم

ملحقات الترجمہ ۵ یہ جملہ معترضہ ہے جسمیں ایک فائدہ زائدہ کیطرف اشارہ ہے وہ حاصل فائدہ یہ ہے کہ قاموس میں معنی غلول میں دو قول ہیں ایک مطلق خیانت دوسرے خیانت فی مال الغنیمت پہلی صورت میں اس مقام پر غلول بمعنی مطلق خیانت حقیقۃً ہوا اور دوسری میں مجازاً لیں جائے غلول کے معنی مطلق خیانت ہوگئے جائے خیانت خاصہ تو دونوں تقدیروں پر اسجگہ غلول بمعنی مطلق خیانت صحیح ہوگا

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاویگا، جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہوا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہو اور وہ جانے کی بری جگہ ہے

هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ

یہ مذکورین درجات میں مختلف ہونگے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا، جبکہ ان میں انہی

بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں

وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ (الی قولہ) وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) خیانت کرے حالانکہ خائن تو قیامت میں فضیحت ہوگا کیونکہ جو شخص خیانت کریگا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن میدان حشر میں حاضر کریگا تاکہ سب خلائق کے روبرو سخت ہول اور فضیحت ہو پھر میدان قیامت کے بعد ہر شخص کو ان خائنوں میں سے اسکے کئے کا دوزخ میں پورا عوض ملیگا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا کہ جرم سے زیادہ سزا ہونے لگے غرض خائن تو مغضوب اور مستحق جہنم ہوا اور انبیاء علیہم السلام بوجہ رضا جوئی حق کے قیامت میں سربلند ہونگے پس دونوں امر جمع کیسے ہونگے جیسا آگے ارشاد ہے، سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو جیسے نبی، کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اسکا ٹھکانہ دوزخ ہو جیسے خائن، اور وہ جانیکی بری جگہ ہے، ہرگز دونوں برابر نہیں ہونگے بلکہ یہ مذکورین یعنی متبعان رضائے حق اور مغضوبین، درجات میں مختلف ہونگے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہ متبع محبوب اور جنتی ہے اور مغضوب دوزخی ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو اسلئے ہر ایک کے مناسب جزا دینگے ف انبیاء علیہم السلام کا امین ہونا یہاں دلیل سے ثابت کیا گیا تقریر استدلال ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ جو فرمایا کہ خیانت کی چیز کو قیامت میں حاضر کریگا حدیث میں اسکی تصریح آئی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھو قیامت میں کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اسکی گردن پر ایک اونٹ لدا ہوا ہو اور بولتا ہو اور مجھ سے کہے طالب امداد ہو اور میں صاف جواب دیدوں کہ میں اب کچھ نہیں کر سکتا میں حکم پہنچا چکا تھا اور ایسا ہی مضمون گھوڑے اور کپڑے اور روپیہ پیسہ کے بارہ میں فرمایا اور روح المعانی میں ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت ابو ہریرہ سے بطور استبعاد کے کہا کہ اگر کسی نے سو اونٹ چرائے ہونگے وہ سب کو گردن پر کیسے لادیگا آپنے جواب دیا کہ جس شخص کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو اور ربذہ سے مدینہ تک کمر بیٹھنے کی جگہ ہو کیا وہ اتنی چیز کو نہیں اٹھا سکتا اھ آجکل جن صاحبوں کو ایسے شبہات واقع ہوتے ہیں وہ اس جواب سے اپنا اطمینان کرلیں اور قدرت الٰہیہ کے نزدیک بدن کے بڑے ہونے کی بھی ضرورت نہیں اور کوئی عقلی دلیل اسکے خلاف پر قائم نہیں سو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر وہ خیانت کی چیز اجسام میں سے نہ ہو تو اسکا لانا دو طرح ممکن ہے یا تو محض اظہار و اعلان کو لانا کہا جاوے جیسے بولتے ہیں کیا خبر لائے اور یا اس عالم میں معانی بشکل اجسام متمثل ہو جاویں چنانچہ بہت سی حدیثوں سے پتہ لگتا ہے مثلاً موت بشکل دنبہ لا کر ذبح کر دیجاوے گی اور عمل نیک حسین آدمی کی شکل میں آویگا اس توجیہ پر اگر وہ بھی گردن پر لدا ہو بعید نہیں واللہ اعلم ربط اوپر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت امانت کا اور وسوسہ خیانت کے غلط ہونیکا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کا نعمت عظمیٰ ہونا اور آپکی بعثت کا منت کبریٰ ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ اس نعمت کی قدر کریں اور آپکی تعظیم کریں اور بار دیگر کسی ایسے امر کا وسوسہ نہ لاویں جو حضور اقدس کی شان رفیع کے مناسب نہ ہو منت بر مومنین بہ بعثت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (الی قولہ) لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

اللغات فی روح المعانی اصل المن القطع وسمیت النعمۃ منۃ لانہ یقطع بہا عن البلیۃ وکذا الاحسان بالصنیعۃ ... لانہ قطع لہا عن دعوب الشکر ... فقلت المراد ... اذ کان من المخلوق الی الخالق السرفین المخلوق لایملک ایصال النفع حقیقۃ ... ہی من المن واما الخالق ... حقیقۃ ولہذا کان المعطی ... ثبت بذا ولانہ تحمل کلا الخبرین فتبصر ولا تکن ۱۲

النحو فی روح المعانی اذ ظرف لمن ... کان بمعنی الوقت ... فی معرض التعلیل ... علیہ المحققین ... البیضاوی ... الفارقۃ ... المخففۃ ...

تحقیقات الترجمۃ: قولہ فی ترجمۃ کل نفس من خائنوں میں تقیید ... المفسرین ... کل کاسب ... فی غایۃ القدرۃ ... ۲ قولہ فی ترجمۃ ... البیضاوی ... الاستفہام ... فی قولہ تعالیٰ ... التعلیۃ ... العدم ... النبی الذی یکون فی غایۃ ... ۳ قولہ فی ترجمۃ ہم درجات ... بالعف ...

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ و یعلمہم الکتب والحکمۃ فی مجموع الاٰیۃ اثبات الاسرار و تعلیم لبعض طرق السلوک علی ما یقال کہ فی الروح ان المراد من تلاوۃ الاٰیات تلاوۃ ما یوحی الیہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاٰیات الدالۃ علی التوحید والنبوۃ من التزکیۃ ... الکلمۃ الطیبۃ المتضمنۃ للشہادۃ للہ تعالیٰ بالتوحید وللنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بالرسالۃ و بتعلیم الکتب تعلیم الفاظ القرآن و کیفیۃ ادائہ ... اقامۃ عماد الدین و بتعلیم الحکمۃ الایقاف علی الاسرار المخبوءۃ فی خزائن کلام اللہ تعالیٰ ... ترتیب ہذا المتفق ... النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... التوحید ... و یعلم ما یلزم ... الترتیب ... لانہا من باب التہذیب ... الی ... صفۃ ... المومن ... التخلیۃ ... من جلب المصالح ثم التعلم ... ایمان ... التعلیم علی التزکیۃ فی ... البقرۃ ... التحلیۃ کما ... فتامل ... العبد الضعیف ... التقدیم ... التخلیۃ ... التحلیۃ احیانا ... الطریقین ... فی القوم ... بالقول

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ

اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ

بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے، اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جبکہ انہیں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے (عظیم الشان) پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں (اور احکام) پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور (خیالات و رسوم جاہلانہ سے) ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور انکو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) قبل سے صریح غلطی (یعنی شرک و کفر) میں (مبتلا) تھے۔ ف اس آیت کے اکثر الفاظ اسکے قبل دو آیتوں میں آچکے ہیں ایک اخیر پارہ الم میں دوسری شروع پارہ سیقول میں وہاں انکی تفسیر ملاحظہ فرمالیجاوے۔ اور یہ جو فرمایا کہ ان ہی کی جنس سے اسمیں مفسرین کے کئی قول ہیں بعض نے کہا ہے کہ انکے نسب کے یعنے قریشی اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ اخیر پارہ الم میں مختصر لکھ چکا ہے بعض نے کہا ہے کہ عربی ہے اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ بھی قریب قریب تفسیر اول کے ہے ملاحظہ فرمانے سے واضح ہوگا بعض نے کہا ہے کہ بنی آدم سے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ مومنین اسجگہ عام ہے اور انفسہم کی ضمیر اسی طرف عائد ہے پس صفت عام کیساتھ تفسیر کرنا اوفق ہے۔ اس تفسیر پر اس صفت کا حسب تقریر روح المعانی یہ فائدہ ہوگا کہ آدمی کو آدمی سے بہ نسبت فرشتہ اور جن کے انس زیادہ ہوتا ہے تو فیض علم لینے میں زیادہ سہولت ہوئی اور خلاف جنس ہونے میں وحشت کا احتمال تھا اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ پھر جنات کو ایسے فیض لینے میں دشواری ہوگی جواب یہ ہے کہ چونکہ انسان جامع ترین خلق ہے اسلئے اسکو جن سے بھی مناسبت ہے پس اسلئے انسان جن کو بھی فیض دے سکتا ہے بخلاف جن کے کہ وہ جامع نہیں ہے اسلئے انسان کو بسہولت فیض نہیں دے سکتا اور یہ مناسبت استفادہ الانسان من الجن میں اسلئے کافی نہیں کہ مفیض قوی ہونا چاہئے مستفیض سے دوسرے اگر سہولت سے قطع نظر کیجاوے تب بھی انسان کو مصالح کو مصالح جن پر مقدم رکھنے میں کوئی حکمت ہوگی پس اس صورت میں مومنین الانس کیساتھ خاص کہنا ہوگا جیسا خطاب اکثر جگہ بنی آدم کو ہے اور یہ منافی نہیں ہے عموم بعثت کے کیونکہ اسپر دوسرے دلائل قائم ہیں۔ اور اگر مومنین کو جمیع مکلفین کے لئے عام کہا جاوے تو جو لفظ جنس من انفسہم کے ترجمہ میں ہے اس سے جنس قریب منطقی مراد لیا جاوے گا چنانچہ انسان اور جن دونوں حیوان کے تحت میں داخل ہیں بخلاف ملائکہ کے کہ نہ انکی طرح مکلف ہی نہیں خواہ حیوان میں داخل ہوں یا نامی میں قید سے خارج ہوں کیونکہ انکا نمو ثابت نہیں۔ اور روح المعانی میں ہے کہ آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ سے ثابت ہے کہ آپکی تشریف آوری رحمت عامہ ہے جس سے کفار بھی دنیا میں بہرہ یاب ہیں چنانچہ امم سابقہ کے سے عذاب نہیں آتے جواب یہ ہے کہ چونکہ زیادہ نفع مومنین نے حاصل کیا اور وہ نفع اخروی ہے اسلئے اس آیت میں مومنین کی تخصیص کیگئی جیسا اس آیت میں ہدی للمتقین باوجودیکہ ہدی للناس ہونا بھی ثابت ہے فقط ربط اوپر کئی مواقع پر ہزیمت مومنین کی علت اور حکمت مذکور ہو چکی ہے مثلاً آیت میں ان یمسسکم قرح الخ اور اس آیت میں ولقد صدقکم اللہ وعدہ الخ اور آیتوں میں ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم الی قولہ ان اللہ غفور حلیم چونکہ مومنین کو ہزیمت کی سخت کلفت تھی اسلئے اگلی آیت میں اور عنوان سے اسی مضمون کی تاکید و تقریر فرماتے ہیں اور اسکے ضمن میں منافقین کی تشنیع بھی اور گو پہلے بھی انکی تشنیع ہو چکی ہے لیکن یہاں دوسرے طور پر ہے

تقریر علت و حکمت ہزیمت احد و تشنیع منافقین اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ (الیٰ قولہ) وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

النحو ولیعلم المؤمنین فی حاشیۃ البیضاوی عطف علی معنی فباذن اللہ عطف سبب علی سبب قلت لکن المعطوف علیہ سبب علۃ و المعطوف سبب حکمۃ ویحتمل ان یکون المعطوف علیہ مقدرا و یجعل حکمۃ تقدیر الکلام فباذن اللہ لیکون کذا من تمحیص واتخاذ الشہداء مثلا ولیعلم المؤمنین نحو اشرت الیہ بہذا الوجہ فی الحاشیۃ لقولی قبل جملہ و ایا کا فہم

البلاغۃ قولہ فباذن اللہ سمی الارادۃ اذنا لانہا من لوازمہ من البیضاوی

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب قال عوقبوا یوم احد بما صنعوا یوم بدر من اخذہم الفداء فقتل منہم سبعون و فر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکسرت رباعیتہ وہشمت البیضۃ علی راسہ وسال الدم علی وجہہ فانزل اللہ اولما اصابتکم مصیبۃ الایۃ اھ قلت والذی اخترتہ لا ینافی ہذا لانہ لا تعارض فی الاسباب المتعددۃ للمسبب الواحد فافہم

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ترجمۃ لقد حقیقت میں ہو حاصل الترجمۃ المشہورۃ مع رعایۃ الحادثۃ والبلاغۃ ۲ قولہ فی قولہ من اللہ مراد بہذا القید بل علیہ مقتضی المقام ۳ قولہ فی ترجمۃ من انفسہم ان ہی کی جنس سے لعد قولہ ان میں فی ہذا الترتیب اشارۃ الی کون من معمولا لبعث ولیکن یکون صفۃ لرسولا لعدم تعلقہ بالمقدم ۴ قولہ فی ترجمۃ رسولا عظیم الشان حمل التنوین علی التعظیم ۵ قولہ فی ف مومنین انس کے ساتھ خاص کہنا ہوگا یکون اللام للعہد او مخصص بالقرینۃ ۶ قولہ فی وجہ الربط اور عنوان سے الخ اشارۃ الی دفع توہم التکرار المحض ان خصوصیۃ کل من العنوان متعلقۃ تظہر بالتامل ۷ ت جواب سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ جو مناسبت بین الانس افادہ الانس للجن کیلئے کافی ہے وہی مناسبت استفادہ الانس من الجن کیلئے بھی کافی ہو سکتی ہے پس جن اگر انسان کیطرف نبی بنا کر مبعوث کیا جاوے تو کیا حرج ہے تقریر جواب ظاہر ہے ۱۲ منہ

مسائل السلوک
(بقیہ صفحہ ۷)
کہ تلاوت سے مراد آیات توحید و نبوت کی تبلیغ ہے اور تزکیہ سے مراد کفر یعنی اعتقاد باطلہ سے توحید و رسالت پر دلیل ہے اور کفر و عیب ہے شرک سے پاک کرنا ہے اور تعلیم کتاب سے مراد الفاظ قرآن کی تعلیم ہے اور تعلیم حکمت سے مراد اسرار قرآنیہ پر واقف بنانا ہے پس اول تلاوت ہے کیونکہ وہ تمہید ہے پھر تزکیہ جسکی ضرورت سب سے اول مومن کو محسوس ہوتی ہے پھر تعلیم جس کی حاجت بعد ایمان کے کم ہوگی پس اس تحلیہ کی اور تزکیہ انکی ایک فرد ہے تقدیم تخلیہ پر اور تعلیم اس کی ایک فرد ہے مفہوم ہوئی۔ اب یہ بات رہ گئی کہ یہاں عزم بیان تزکیہ پر تعلیم کو کیوں مقدم فرمایا سو فرمایا اس میں تنبیہ ہو تحلیہ کے شرف پر وہ اور حضرت کا ہے کہ ممکن ہے کہ اس میں اشارہ ہو کہ ہو کہ گاہے کسی مقتضی کے سبب تحلیہ کو تخلیہ پر مقدم کر دیا جاتا ہے اور قوم میں مختلف طریقے معمول بہ یہی ہے

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا

اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی

لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ

لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہوگئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿۱۶۷﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ

جانتے ہیں جو کچھ یہ دل میں رکھتے ہیں   یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں   کہ اگر ہمارا کہنا مانتے   تو قتل نہ کئے جاتے

قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۶۸﴾

آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا الیٰ قولہ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۔ اور جب تم احد میں تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم بدر میں جیت چکے تھے (کیونکہ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور بدر میں ستر کافروں کو قید اور ستر کو قتل کیا تھا) تو کیا ایسے وقت میں تم تعجب کے طور پر یوں کہتے ہو کہ باوجود ہمارے مسلمان ہونے کے یہ (ہار) کدھر سے ہوئی یعنی کیوں ہوئی آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار تمہاری طرف سے ہوئی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف کرتے اور نہ ہارتے کیونکہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہوچکا تھا) بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (جب تم نے اطاعت کی اپنی قدرت سے تمکو غالب کردیا اور جب خلاف کیا اپنی قدرت سے تمکو مغلوب کردیا) اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ (مسلمان اور کفار کے) باہم (مقاتلہ کیلئے) مقابل ہوئے (یعنی احد کے دن) سو وہ مصیبت خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی (کیونکہ اسمیں چند در چند حکمتیں تھیں جنکا بیان اوپر بھی آچکا ہے) اور انمیں سے ایک حکمت یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں (کیونکہ مصیبت کے وقت اخلاص و غیر اخلاص ظاہر ہوجاتا ہے جیسا اوپر بھی گذر چکا ہے) اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے (شروع کام کے وقت جبکہ تین سو آدمی منافقین میں سے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا جیسا پہلے آچکا ہے) یوں کہا گیا کہ (میدان جنگ میں) آؤ (اگر ہمت ہو تو) اللہ کی راہ میں لڑنا (یا ہمت نہ ہو تو کم ہی) یا پوری لڑائی کے دشمنوں کا دفعیہ بنجانا (کیونکہ بہت سی بھیڑ دیکھ کر کچھ تو ان پر رعب ہوگا اور اس سے شاید ہٹ جاویں) وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے (لیکن یہ کوئی لڑائی ہے کہ وہ لوگ تم سے تین چار حصے زیادہ پھر انکے پاس سامان بھی زیادہ ایسی حالت میں لڑنا ہلاکت میں پڑنا ہے لڑائی اسکو نہیں کہتے حق تعالیٰ اسپر ارشاد فرماتے ہیں کہ) یہ منافقین اس روز (جبکہ ایسا خشک جواب دیا تھا) کفر سے (ظاہر ابھی) نزدیک تر ہوگئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ (پہلے ظاہرا) ایمان (کے اسیقدر) نزدیک تھے (کیونکہ پہلے سے گو وہ دل سے تو مومن نہ تھے مگر مسلمانوں کے سامنے موافقت کی باتیں بنا دیتے تھے اس روز ایسی طرح اخفا بھی غالب ہو گئی کہ کھلم کھلا مخالفت کی باتیں منہ سے نکلنے لگیں اسلئے وہ پہلا قرب الی الایمان بھی مبدل بہ قرب الی الکفر ہوگیا اور یہ قرب اس قرب سے زیادہ اسلئے ہے کہ موافقت کی باتیں دل سے نہ تھیں اسلئے زور دار نہ تھیں اور یہ دل سے تھیں اسلئے عبارت بھی زور دار تھی) یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو انکے دل میں نہیں (یعنے دل میں تو یہ ہے کہ ان مسلمانوں کا کبھی تھوڑا دیں گو لڑائی ڈھنگ ہی کی کیوں نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں (اسلئے انکے اس قول کا غلط ہونا لو نعلم قتالا اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) یہ ایسے لوگ ہیں کہ خود تو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور اپنے (ہم نسب) بھائیوں کی نسبت (جو کہ مقتول ہو گئے گھروں میں) بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے (یعنی ہمارے منع کرنے پر نہ جاتے) تو (بیفائدہ) قتل نہ کئے جاتے آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم (اس خیال میں) سچے ہو کہ میدان میں جانے ہی کی بدولت موت ہوتی ہے

النحو قولہ تعالیٰ وقیل عطف علی نافقوا وقولہ قالوا لو نعلم فی روح المعانی استیناف بیانی کانہ قیل ما صنعوا حین قیل لہم ذلک فقیل قالوا الخ قولہ الذین قالوا لاخوانہم فی روح المعانی خبر لمبتدأ محذوف ای ہم الذین او نعت للذین نافقوا او بدل منہ او من ضمیر [illegible] ترجمتی ہذا ای وجہ شئت دالکان ظاہرہ الوجہ الاول لکنہ یکون مفردا بالحاصل علی الوجہین لاعین الترجمۃ ولا باس بہ ۱۲

البلاغۃ ولیعلم الذین نافقوا فی روح المعانی واعادۃ الفعل لتشریف المؤمنین وتنزیہہم عن الانتظام فی قرن المنافقین قولہ لاتبعناکم لم یعبروا ابدا ای بالقتال او الدفع بل بالاتباع لکمال تثبطہم عنہ [illegible] ما علمنا افصاح بہ من روح المعانی فی تلک دلو تاملت فی ترجمتی لذقت فیہ ہذا قولہ قاتلوا فی سبیل اللہ المقصود فیہ عندی الجزء الاول ای قاتلوا والقید فی سبیل اللہ لو اتقی باعتبار البعض المجموع [illegible] مع الجہاد مطلق بان ان استرہ یکون لوجہ اللہ تعالیٰ لان المنافقین لیستہ بعد منہ الا انتم وجہ اللہ۔

لحقات الترجمۃ قولہ فی ترجمۃ وما اور جب الی قولہ کیا ایسے [illegible] تقدیم ترجمۃ الاولی ترجمۃ الہمزۃ لما فی روح المعانی ان الجمہور علی ان الہمزۃ مقدمۃ من تاخیر [illegible] التقدیم وہو مذہب سیبویہ [illegible] قدت ندما جاءت القدیر المعطوف علیہ [illegible] قولہ فی ترجمتہ عند انفسکم خاص [illegible] ذلک قولہ فی ترجمتہ لو نعلم اگر ہم (دیکھتے قولہ) لڑائی [illegible]

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں اُن کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں۔ اس چیز سے

بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ

جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ انکے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونیوالا نہیں اور نہ وہ مغموم ہونگے

کیونکہ قتل سے بچنا تو موت ہی سے بچنے کیلئے مقصود ہے جب وقت مقدر پر موت گھر بیٹھے بھی آجاتی ہے تو قتل بھی وقت مقدر پر نہیں ٹل سکتا ف اس واقعہ ہزیمت میں جو صحابہ رض کی عتاب کے بعد جابجا تسلی کیگئی اس سے نافرمانی کرنیوالے دھوکہ نہ کھاویں کہ ہم سے جو گناہ ہوتے ہیں سمیں بھی مشیت وحکمت الٰہیہ ہوتی ہے پھر غم ہی کوئی بات نہیں بات یہ ہے کہ اول تو صحابہ سے خطا ایسا ہوا قصد مخالفت نہ تھا دوسرے انپر ندامت اور غم کا بے انتہا غلبہ تھا جو اعلےٰ درجہ ہے توبہ کا اسلئے انکی تسلی کیگئی اور جو قصداً گناہ کیے پھر بیپرکیے جرٔت وہ مستحق تسلی نہیں بلکہ مستحق تخویف ووعید ہے خوب سمجھ لو اور ہو من عند انفسکم کے ترجمہ میں جو کہا گیا اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہوچکا تھا مراد قید سے استقلال علی الطاعۃ ہے جیسا ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے وقد وعدہم الفتح ان صبروا الخ کذا فی روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ اور یہ اسکی تصریح اسلئے کی تاکہ یہ شبہ نہ رہے کہ جب وعدہ فتح تھا پھر کیوں شکست ہوئی ہو اور یہ شبہ بھی نہ رہے کہ بعض جگہ باوجود استقلال واطاعت احکام کے مسلمان مغلوب ہوجاتے ہیں یہ شبہ اسلئے دفع ہوگیا کہ وعدہ انہیں خاص حضرات سے تھا اس وعدہ خاص کا مطرد اور کلیہ ہونا لازم نہیں آتا اور سب تمام پر مسلمانوں کے اس قول کے انی ہذا کے جواب دئے اور چند وجوہ سے تسلی فرمائی اول اصبتم مثلیہا کی قید بڑھائی اسمیں اشارہ ہے کہ جس شخص کی دونی جیت ہوچکی ہو اگر ایکبار آدھی ہار ہو جاوے تو تعجب نہ چاہئے ہار جیت تو لوازم انقلاب ایام سے ہے یہ مضمون قریب قریب اسکے ہے تلک الایام نداولہا بین الناس دوسرا جواب من عند انفسکم میں ہے جو اسمیں حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم اور استزلہم الشیطان کا تلمیح جواب فباذن اللّٰہ میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اسمیں حکمت تھی اسلئے مشیت متعلق ہوئی جسمیں ایک حکمت کا بیان یہی مابعد میں فرمادیا ولیعلم المومنین ولیعلم الذین نافقوا جو حاصل ثم صرفکم عنہم لیبتلیکم کا، اور بعض حکمتوں کو مجمل چھوڑ دیا جنمیں سے بعض اوپر مذکور ہو چکی یعنی ولیمحص ویتخذ منکم شہداء اور ولیمحص اللّٰہ الذین آمنوا ویمحق الکافرین ولیمحص ما فی قلوبکم اور جاننا چاہئے کہ اس آیت میں جو لیعلم المومنین ولیعلم الذین نافقوا آیا ہے اسکے معنی کی تحقیق شروع پارہ سیقول میں بذیل الا لنعلم من یتبع الرسول الخ اور اس پارہ کے رکوع پنجم میں بذیل آیت ولیعلم الذین آمنوا ویتخذ منکم شہداء گذر چکی ہے۔ ضرور ملاحظہ فرمالیا جاوے اور اخوانہم کے ترجمہ میں جو صرف ہم نسب کہا گیا بخلاف سابق کے کہ وہاں تعمیم کیگئی وجہ اسکی یہ ہے کہ وہاں تحمل اللّٰہ ذلک حسرۃ قرینہ مجوزہ تھا ہم مشرب بھائیوں کے مراد لینے کے لئے جیسا کہ وہاں اسکی تقریر گذر چکی بخلاف یہاں کے کہ آیت مابعد جسمیں شہداء کی فضیلت مذکور ہے قرینہ مانعہ ہے اس احتمال مذکور سے تو اس صورت میں منافقین کا یہ کہنا لو اطاعونا ما قتلوا تاسفانہ ہوگا بلکہ مقتولین کی تسفیہ وتجہیل وتحمیق وتخسیر کی غرض سے ہوگا اسلئے اگلی آیت میں انکی اعلیٰ درجہ کی کامیابی بیان کرکے جواب دیا جاتا ہے اور جنہوں نے اخوانہم میں تعمیم لی ہے وہ آیت آئندہ کو اسپر محمول کرینگے کہ منافقین کے مقتولین گو شہداء نہ تھے لیکن چونکہ ان کے قول سے یہ بھی لازم آتا تھا کہ شہداء خسارہ میں پڑتے ہیں اسلئے اس آیت میں اسکا ابطال کیا گیا۔ اور نیز تعریض کو بھی مفید ہے کہ انکے اخوان المشرب فی سبیل اللّٰہ مقتول نہیں اگر ہوتے تو انکو یہ فضائل نصیب ہوتے واللّٰہ اعلم۔ ربط اوپر کی آیتوں میں منافقین کے اس قول سے لو اطاعونا ما قتلوا دو امر مفہوم ہوتے تھے ایک یہ کہ گھروں میں بیٹھا رہنا ہلاکت سے نجات کا سبب ہے اسکا جواب تو فادرؤا عن انفسکم الموت میں ارشاد فرمایا گیا دوسرا امر یہ کہ وہ ان شہداء کی موت کو موجب ناکامی وحرمان عن الحیوۃ واللذات بتلاتے تھے اسکے جواب کیلئے اگلی آیت میں ان حضرات کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور حیوۃ حقیقیہ وتمتعات باقیہ کا اثبات فرماتے ہیں **اثبات حیوۃ وتلذذ شہداء** ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا الی قولہ الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۝

النحو قولہ من خلفہم متعلق بیلحقوا ویجوز ان یکون حالا من فاعل یلحقوا کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ** یرزقون تاکید لحیوتہم لانہا حقیقیۃ بحیث یاکلون ویشربون ۱۲
الروایات اخرج احمد وابو داؤد والحاکم عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللّٰہ ارواحہم فی اجواف طیر خضر ترد انہار الجنۃ وتاکل من ثمارہا وتاوی الی قنادیل من ذہب فی ظل العرش فلما وجدوا طیب ماکلہم ومشربہم وحسن مقیلہم قالوا یا لیت اخواننا یعلمون ما صنع اللّٰہ لنا لئلا یزہدوا فی الجہاد ولا ینکلوا عن الحرب فقال اللّٰہ انا ابلغہم عنکم فانزل اللّٰہ ہذہ الآیات ولا تحسبن الذین قتلوا الآیۃ وما بعدہا ۱۲
ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی الفتنۃ تسفیہ ۱۲ واشرت الیٰ ہذا المعنی بقولی فی ترجمۃ اقتلوا بے فائدہ ۱۲

مسائل السلوک
المتن قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللّٰہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون فی الروح بدل من الذین بدل اشتمال مبین لکون استبشارہم بحال اخوانہم لا بذواتہم ای یستبشرون بما تبین لہم من حسن حال اخوانہم الذین ترکوہم احیاء وہو انہم عند قتلہم فی سبیل اللّٰہ تعالیٰ یفوزون کما فازوا ویحوزون من النعیم کما حازوا الیٰ ان ذہب ابن جریج وقتادۃ الیٰ قول البعض ضعیف وہو نظیر ما وقع بین اہل الجہاد الکبر بین المجوبین من والآخرین کما یتمنون کون الاولین علی مثل حالہم کذلک الاولون یتمنون کون الآخرین علی مثل حالہم انتہی القول ۱۲
ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا (الیٰ قولہ) ولا ہم یحزنون حاصل یہ کہ جن لوگوں کو شہداء کے مرتبے جاننے پر حسرت تھی ان کو سنایا جاتا ہے کہ تم اتنی تمنا مت کرو کہ وہ دنیا میں آجاویں بلکہ خود وہ شہداء تمہاری نسبت یہ خوشی منا رہے ہیں کہ اگر تم شہید ہوجاؤ تو تم بھی انہیں کیطرح اس نعیم کو پاؤ گے... والی پر ذاہب ہیں... کی نظر تخیل... حضرت کی... اپنی حالت

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کئے گئے انکو (دوسرے) مردوں کی طرح) مت سمجھ جیال کر بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے مقرب (یعنی مقبول) ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے (اور) وہ خوش ہیں بسبب اس چیز کے جو انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (و کرم) سے عطا فرمائی (مثلاً درجات قرب وغیرہ یعنی رزق جنتی بھی ملتا ہے اور رزق معنوی یعنی مسرت بھی) اور جسطرح وہ اپنے حال پر خوش ہیں اسی طرح جو لوگ (ابھی دنیا میں زندہ ہیں اور اس وجہ سے) انکے پاس نہیں پہنچے (بلکہ) انکے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں انکی بھی اس حالت پر (شہید) خوش ہوتے ہیں کہ اگر وہ بھی شہید ہو جاویں تو ہماری طرح) ان پر بھی کسی طرح کا خوف (ناک سانحہ) واقع ہونیوالا نہیں اور نہ وہ (کسی طرح) مغموم ہونگے (غرض انکو دو خوشیاں ہیں اپنی بھی اور اپنے تعلق والوں کی بھی آگے ان دونوں خوشیوں کا سبب بتلاتے ہیں) (وہ اپنی حالت پر تو) خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے (جو انکے ساتھ مبذول ہے) اور (دوسروں کی حالت پر خوش ہوتے ہیں) بوجہ اسکے کہ (وہاں جا کر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضائع نہیں فرماتے بلکہ جس درجہ کا عمل ہوتا ہے اسی درجہ کا اجر دیتے ہیں پس شہادت کہ افضل الاعمال ہے اس پر افضل اجر ملیگا جسکے لوازم میں سے ہے کہ اصلا خوف و حزن نہ ہو۔ ف حیات شہداء کی تحقیق نوع سیقول کے ربع سوم میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جاوے اور رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ انکی ارواح قنادیل عرش میں رہتی ہیں اور جنت کی انہار سے پانی پیتی ہیں اور اسکے اثمار سے کھاتی ہیں رواہ احمد و ابو داؤد والحاکم عن ابن عباس مرفوعا کذا فی لباب النقول میں کہتا ہوں کہ یہ حصہ انہار و ثمار کا کسی ایسے مقام سے ملحا ہوگا جو جنت کے متعلق ہوگا پس یہ اشکال لازم نہیں آتا کہ جنت میں جا کر پھر حشر کے وقت کیسے نکالے جاوینگے ربط اوپر غزوۂ احد کا قصہ مذکور ہو چکا آگے اسی کے متعلق ایک دوسرے غزوہ کا ذکر ہے جو غزوہ حمراء الاسد کے نام سے مشہور ہے جسکے ابتدائی جز و کیطرف اس پارہ کے نصف کے قریب آیت سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب میں اشارہ تھا وہ یہ کہ جب کفار میدان احد سے مکہ کو واپس ہوئے تو راستہ میں جا کر اسپر افسوس کیا کہ ہم باوجود غالب آجانیکے ناحق لوٹ آئے سو اب چلکر سب کا استیصال کر دیں اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں رعب ڈالدیا اور بیہودہ مکہ ہی کیطرف ہو لئے لیکن بعض راہگیروں سے کہہ گئے کہ کسی تدبیر سے مسلمانوں کے دل میں ہمارا رعب بٹھا دیا جاوے آپکو وحی سے یہ امر معلوم ہو گیا اور آپ انکے تعاقب میں حمراء الاسد تک پہنچے اخرجہ ابن جریر عن السدی کذا فی روح المعانی بتغیر وقصہ اسکا یہ ہے کہ حمراء الاسد مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے وہاں آپ نے تین روز ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ شوال یوم دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ قیام فرمایا اور کفار مکہ کو راستہ میں معبد خزاعی مسلمان نہ تھے قیام مکہ کیطرف سے جاتے ہوئے مقام روحاء میں ملے اس وقت تک معبد اسلام نہ لائے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ تھے کفار مکہ نے ان سے مسلمانوں کی خبر پوچھی انہوں نے مسلمانوں کی خداداد شان و شوکت کو پورے الفاظ میں ادا کیا اس سے کفار کے حوصلے بالکل پست ہو گئے اور بدستور مکہ ہی جانیکے عزم پر قائم رہے پھر اتفاق سے انکو ایک قافلہ قبیلہ عبد القیس کا ملگیا جو مدینہ کو آ رہا تھا ان لوگوں سے کفار مکہ نے کہا کہ تم اتنا کام کرنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر ان لوگوں کے دلوں میں ہمارا خوف بٹھلا دینا اور کہدینا کہ انہوں نے یعنی ہم نے مسلمانوں کے استیصال کے لئے بڑا سامان جمع کیا ہے اور عنقریب آکر انکا کام تمام کر دینگے چنانچہ جس وقت ان لوگوں نے یہ خبر مسلمانوں کو پہنچائی سب نے بالاتفاق نہایت استقلال کیساتھ کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل یعنی ہمکو سامان و جمعیت کا کچھ اندیشہ نہیں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ بس ہے پھر خیریت سے مدینہ کو آ گئے اور وہ ذی روح المعانی عن ابن اسحٰق اور اتفاق سے اس مقام پر ایک قافلہ تجار کا گذرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے مال تجارت خرید فرمالیا اللہ تعالیٰ نے اسمیں نفع دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نفع ہمراہی مسلمانوں کو تقسیم فرما دیا رواہ البیہقی عن ابن عباس کذا فی روح المعانی آیات آئندہ میں اس قصہ کیطرف اشارہ ہے چنانچہ ما اصابھم القرح میں ان ہمراہیوں کے تازہ زخم ہونیکی طرف اور قال لھم الناس میں عبد القیس کی تخویف کیطرف اور ان الناس قد جمعوا لکم میں کفار مکہ کیطرف مضمون مجوزہ کیطرف اور فزادھم ایمانا میں مسلمانوں کے استقلال کیطرف اور فانقلبوا بنعمۃ میں ثواب و نفع تجارت کیطرف اشارہ ہے اور بعض مفسرین نے ان آیات کے متعلق دوسرا قصہ ذکر کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ احد سے لوٹتے وقت کفار مکہ کہہ گئے تھے کہ سال آئندہ پھر بدر میں اسی طرح جیسا سال گذشتہ بھی ہو چکی تھی لیکن پھر انکی ہمت نہ پڑی ایک شخص کو کچھ دیکر بھیج دیا کہ تو مسلمانوں کو ڈراوے تاکہ وہ ڈر کر نہ آویں تو الزام انکے سر رہے لیکن مسلمان نہ ڈرے اور وقت پر پہنچ گئے

البلاغۃ قولہ بنعمۃ وفضل بعد نفس التاکید وذلک ان تحمل ما شدت علی النعمۃ الحسیۃ والآخر علی المعنویۃ ۱۲ **الکلام** قولہ اجر المؤمنین دال علی ان الایمان شرط قبول الاعمال وذلم اقل المقتولین مع من امر ہم بہ تبرئیۃ المقام ای ذکر ما ہو شرط القبول القتل ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** لہ قولہ اے مخاطب بہ نسبۃ العنوان الی عمومہ ۱۲ ۲ قولہ مقرب حملہ علی القرب الرتبی کما فی روح المعانی ۱۲ سلہ قولہ کرم اشارۃ الی ان من للسببیۃ و فی ہذا تعلق ہذہ العبارۃ ۱۲ ۵ قولہ انکی بھی اس حالت پر اشارہ الی کون قولہ الا خوف بدل اشتمال من الذین لم یلحقوا ۱۲ ۵ قولہ اگر وہ بھی شہید لتقیید النفی بتعلق بتقریر المقام انتقام فضل الشہادۃ ۱۲ ۷ قولہ اپنے تعلق والوں المراد الخوۃ فی الایمان ۱۲ ۸ قولہ فی ختم الترجمۃ اصلا خوف و حزن نہ ہو فالمراد اثبات خصاص علیہم وا من بین المؤمنین بعد شہادتہم و معنی فی حق انتفاء الحزن والخوف کما وردت فیہ آیات عدیدۃ ۱۲

ع ۲
عند المتقدمین ۱۳
دوۃ العزیز

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ

جن لوگوں نے اللہ و رسول کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب

عَظِیْمٌ ۚ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ

عظیم ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس نے انکے ایمان کو اور زیادہ کر دیا۔

وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ

اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی۔

وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪

اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔

مسائل السلوک

المتن۔ قولہ تعالےٰ۔ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم قال العبد الضعیف تنزیل المقالۃ المنقولۃ عن بعضھم بعد تلاوۃ الاستعاذۃ ایھا الشیطان لا تزعم باستعاذتی انی اخافک او انک تعظم فی قلبی فانما استعذت امتثالا لامر اللہ تعالےٰ ولا انک اخس و ازعنی من ان استعیذ منک انتہی القول ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

ترجمۃ

قولہ تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم اس میں اس مقولہ کی اصل ہے جو بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے اعوذ باللہ پڑھ کر پھر شیطان سے خطاب کیا کہ تو میرے استعاذہ سے یہ نہ سمجھنا کہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں یا میں تجھکو اپنے دل میں کچھ باوقعت سمجھتا ہوں میں نے محض امتثالاً لامر اللہ استعاذہ پڑھ لیا ہے ورنہ تو ذلیل اور حقیر ہے تیری اتنی قدر نہیں رکھتا کہ میں تجھ سے استعاذہ کروں۔

اور کفار نہ آئے وہاں بازار لگا کرتا تھا مسلمانوں نے خوب خرید و فروخت کیا جس میں نفع بھی ملا پھر صحیح سلامت اپنے گھر آ پہنچے اس غزوہ کا نام بدر صغریٰ مشہور ہے اور بعض نے اس بدر صغریٰ کے قصہ کو غزوہ احد کے ایک سال بعد واقع کہا ہے باقی قصہ بجالہا کہا ہے لیکن احقر نے پہلے قصہ کو اسلئے اختیار کیا کہ روح المعانی میں لکھا ہے والی ہذا ذہب اکثر المفسرین اور من بعد ما اصابہم القرح سے تبادر زخموں کی تکلیف کا اسوقت تک باقی رہنا ہے گو دوسری تفسیر پر یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ باوجود یکہ سال گذشتہ تکلیف اٹھائی تھی جس سے احتمال تھا خوف زدہ ہو جانے کا تو واللہ اعلم اور اس تفسیر کے اختیار کرنیوالے غزوہ بدر صغریٰ کا انکار نہیں کرتے لیکن اسکو مدلول آیت قرار نہیں دیتے بلکہ قصہ غزوہ حمراء الاسد الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح (الی قولہ) فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین ۝ جن لوگوں نے اللہ و رسول کے کہنے کو (جبکہ تعاقب کفار کے لئے بلائے گئے) قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو (ابھی تازہ) زخم (لڑائی میں) لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں (اور واقع میں سب ہی ایسے ہیں) ان کیلئے (آخرت میں) ثواب عظیم ہے یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے (یعنے عبد القیس والوں نے جو) ان سے (آکر) کہا کہ ان لوگوں نے (یعنے اہل مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لئے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس (خبر) نے انکے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ ہم کو (تو) حق تعالیٰ (سب مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے (یعنی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت سے) بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے (اسکی بدولت مجموع نعم سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (مسلمانو) اس سے زیادہ کوئی (قابل اندیشہ) بات نہیں کہ یہ مخبر (فلاں) شیطان ہے کہ اپنے (ہم مذہب) دوستوں سے (تمکو) ڈرانا چاہتا ہے سو تم انسے (کبھی) مت ڈرنا اور (صرف) مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو ف شرح مضمون کی تقریر ربط میں مفصل گذر چکی ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ و رسول کے کہنے کو حالانکہ ظاہراً صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کیلئے فرمایا تھا وجہ اسکی یہ ہے کہ آپکا فرمانا خدا کے فرمانے سے تھا اسلئے اللہ و رسول کیطرف نسبت صحیح ہوئی اور یہ جو فرمایا کہ ان میں جو نیک اور متقی ہیں حالانکہ نصوص اخبار سے ان سب حضرات کا اس صفت کے ساتھ موصوف ہونا یقینی ہے اور خود آیت میں ابھی جہاں سب کیلئے استجابت ثابت کی ہے انکے محسن اور متقی ہونے میں کیا شبہ رہا پس مقصود اس فرمانے سے تقیید نہیں بلکہ انکی مدح اور انکے لئی وصفوں کا ثابت کرنا اور اجر عظیم کی علت بیان کرنا ہے کہ یہ مستحقین مستحق اجر عظیم ہوئے

النحو الذین استجابوا مبتدء و الخبر للذین احسنوا منھم موضع المضمر ای لہم ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ترجمۃ قال لہم الناس بعض لوگوں نے اشارۃ الی ان اللام للجنس الشامل القلیل والکثیر [illegible] من نعیم بن مسعود [illegible] ۲ قولہ فی ترجمۃ ان الناس ان لوگوں نے اشارۃ الی ان اللام للعہد ۳ قولہ فی ترجمۃ فاخشوھم [illegible] ایمانا جوش ایمان [illegible] ۴ قولہ فی ترجمۃ نعم الوکیل وہی سب [illegible] ۵ قولہ فی ترجمۃ الوکیل [illegible] ۶ قولہ فی ترجمۃ قولہ سوء کوئی ناگواری [illegible] ۷ قولہ تعالیٰ رضوان اللہ [illegible] ۸ قولہ فی ترجمۃ ذلکم [illegible] ۹ قولہ فی ترجمۃ فلا تخافوھم [illegible] ۱۰ قولہ فی ترجمۃ الشیطان [illegible] ۱۱ قولہ فی ترجمۃ [illegible]

۳ [illegible] قولہ فی ترجمۃ [illegible] قولہ فی الفائدۃ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تعالیٰ کہیا ۱۲

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ

اور آپ کے لئے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے پاویں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں

حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا

ان کو اصلاً حصہ نہ دے۔ اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی۔ یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر

اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ

ضرر نہیں پہنچا سکتے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لئے بہتر ہے۔

إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں جس سے جرم میں ان کو اور ترقی ہو جاوے۔ اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی۔

اسکی علت انکا محسن و متقی ہونا ہے کیونکہ استجابت بھی احسان اور تقویٰ کا اثر ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر منافقین کی بیوفائی اور بدخواہی کا ذکر ہو چکا ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر انکی ان حرکات سے رنج ہوا ہوگا حق تعالیٰ آیت آئندہ میں آپکو تسلی دیتے ہیں اور اسکے ساتھ ضمناً و تبعاً جمیع کفار کے معاملہ کے متعلق جو کہ دنیا میں ہے یہ تسلی فرماتے ہیں تاکہ آپکے قلب پر اب یا آئندہ انکی اور دوسروں کی طرف سے کبھی صدمہ غالب نہ ہو **تسلیۂ قلب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ منافقین و کفار** وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ (الٰی قولہ) وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور آپ کے لئے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے پاویں جو جلدی سے کفر (کی باتوں) میں جا پڑتے ہیں جیسے منافقین کہ ذرا مسلمانوں کا پلہ ہلکا دیکھا فوراً ہی کفر کی باتیں کھلم کھلا کہنے لگتے ہیں جیسا انکے اقوال و احوال مذکورہ بالا سے معلوم ہوا یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور آپ کو زیادہ رنج اس سے ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی قوت و ترقی میں کچھ ضعف و خلل نہ آجاوے پس جب یہ یقیناً معلوم ہوگیا کہ دین کو ان سے کچھ ضرر نہیں ہو سکتا پھر آپ کیوں رنج کریں اور اگر وجہ رنج کی یہ ہے کہ گو دین کو ضرر نہیں مگر خود انکا تو ضرر ہے کیونکہ یہ کام کیوں کرتے ہیں جس سے انکی عاقبت برباد ہو تب بھی رنج نہ کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو (تکوینا) یہ منظور ہے کہ آخرت میں انکو اصلاً بہرہ نہ دے جب یہ امر مقدر ہو چکا تو پھر انکے موافقت کی توقع بیکار ہے اور رنج امید کے خلاف ہونے سے ہوتا ہے جب ایسی امید ہی نہ رکھی جاوے پھر رنج بھی نہ ہوگا اور صرف یہی نہیں کہ آخرت میں نعمتوں سے خالی محروم ہی ہیں بلکہ انکے ساتھ ان لوگوں کو سزائے عظیم بھی ہوگی اور جیسا یہ گروہ خاص دین اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے اسیطرح یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کو چھوڑ کر اس کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے خواہ منافق ہوں خواہ کافر مجاہر ہوں خواہ پاس کے ہوں خواہ دور کے یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے دین کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے پس آپ کو کسی کی طرف فکر و رنج نہ چاہئے اور ان سب کو (پہلوں کی طرح) دردناک سزا ہوگی **ف** اگر کسی کی طبیعت میں اسجگہ مسئلہ تقدیر کے متعلق خلجان پیدا ہو تو شرح سورۂ بقرہ آیت ان الذین کفروا الٰی قولہ عذاب عظیم کی تفسیر ملاحظہ فرمالیں **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کفر کو مستحق عذاب عظیم و الیم فرمایا ہے چونکہ وہ لوگ اسکے منکر تھے اور یہ استدلال کیا کرتے کہ ہم بہت آرام و آسائش میں ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ ناخوش نہیں ہیں پس اگر بالفرض آخرت کوئی چیز ہے تو آرام میں رہینگے نہ یہاں عذاب ہے کیوں جھوٹے جیسا یہ مضمون ان آیات سے معلوم ہوتا ہے لو شاء اللہ ما اشرکنا۔ لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء۔ ولئن رجعت الٰی ربی ان لی عندہ للحسنٰی ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء الخ وغیرہا حق تعالیٰ آیت آئندہ میں اس خیال کا ابطال فرماتے ہیں **ابطال زعم اہل کفر در باب امہال از عذاب در دنیا** وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا (الٰی قولہ) وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو (عذاب سے) مہلت دینا (کچھ)

اللغات [illegible] **النحو** [illegible] **البلاغۃ** [illegible] **اختلاف القراءۃ** [illegible] **تحقیقات الترجمۃ** [illegible]

جو بعض حضرات قول اللہ تعالیٰ ... [illegible]

مسائل السلوک

المتن:- قولہ تعالیٰ - ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما قال العبد الضعیف فیہ اشارۃ الی عدم الاغترار بالبسط مع المعصیۃ انما الخیر فی ھذہ الحالۃ ھو القبض الذی ینتبہ بہ علی تقصیرہ فیتوب فان المعصیۃ احد اسباب القبض فیتوب ولو احتمالا۔ انتہی القول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ اگر معصیت کے ساتھ بسط ہو تو اس پر مغرور نہ ہو۔ بلکہ اس حالت میں تو قبض ہی بہتر ہے جس سے متنبہ ہو کر توبہ کرے۔ کیوں کہ احتمالاً اسباب قبض میں سے معصیت بھی ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے متمیز نہ فرماوے اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے

عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

ولیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو منتخب فرماتے ہیں پس اب اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لے آؤ، اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیز رکھو تو پھر تم کو اجر عظیم ملے۔

ان کیلئے بہتر (اور مفید) ہے (ہرگز نہیں بلکہ) ہم انکو صرف اسلئے مہلت دے رہے ہیں جس میں (زیادت عمر کی وجہ سے) جرم (کفر) میں انکو اور ترقی ہو جاوے (تاکہ یکبارگی کی پوری سزا ملے) اور (دنیا میں اگر سزا نہ ہوئی تو کیا) آخرت میں (ضرور) انکو توہین آمیز سزا ہوگی ف اس آیت سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جب اللہ تعالیٰ اسی لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور زیادہ جرم کریں تو پھر زیادہ جرم کرنے سے عذاب کیوں ہوگا اصل یہ ہے کہ یہ فرمانا ایسا ہے جیسے کوئی لڑکا مکتب میں بیٹھا کھیلتا ہے اور استاد کے کئی بار سمجھانے سے نہ مانے استاد غصہ ہو کر خاموش ہو جاوے کہ جب سبق سننے کا وقت آویگا اسوقت اکٹھا سمجھونگا اور اسپر وہ نادان لڑکا فخر کرے کہ استاد مجھکو اسلئے نہیں مارتا کہ مجھکو بہت چاہتا ہے اور اسوقت اس لڑکے سے کہا جاوے کہ نہ مارنا اسلئے نہیں بلکہ اسلئے ہے تاکہ تو خوب بیٹھا کھیلتا رہے اور وقت پر سبق یاد نہ نکلے اور خوب پیٹا جاوے پس عدم عقوبت فی الحال کا اصل سبب تو ارادہ سزا فی المال ہے مگر یہ پڑھنا جو کہ سبب السبب ہے کلام میں قائم مقام سبب کے کر دیا گیا اسیطرح اصل سبب اعمال کا ارادہ زیادہ عقوبت ہے لیکن اس سبب کے سبب یعنی ازدیاد اثم کو جو باختیار عبد ہے قائم مقام سبب بغرض افادہ بلاغت کلام کر دیا گیا اور جاننا چاہئے کہ امہال کے غیر نافع ہونے میں جو تخصیص کفار کی کیگئی وجہ اسکی یہ ہے کہ مسلمان کو جسقدر عمر زیادہ ملتی ہے چونکہ مقتضائے اسلام یہ ہے کہ زیادہ اطاعت کرے اور زیادہ مستحق درجات ہو البتہ اگر اسلام کے اس اقتضا پر کسی نے عمل نہ کرے تو اور بات ہے مومن کو بحیثیت ایمان فائدہ ہی ہے بخلاف کافر کہ اسکو بحیثیت کفر کے ضرر ہے۔ البتہ اگر کفر کے اس اقتضا پر عمل نہ کرے اور توبہ کر کے ایمان سے مشرف ہو جاوے تو اور بات ہے۔ اور چونکہ جیسا اہل کفر پر عذاب نہ آنے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ مردود نہیں ہیں ورنہ عذاب آ جاتا اور اوپر کی آیت میں اسکو دفع فرمایا اسیطرح مسلمانوں پر بعض سختیاں آنے سے جیسا احد میں آئیں وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ مقبول ہوتے تو ان پر سختیاں کیوں آتیں اگلی آیت میں ان شدائد کی حکمتیں اور مصلحتیں بیان کرنیسے اس وسوسہ کو دفع فرماتے ہیں **حکمت شدائد بر مومنین در بعض احیان** مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الیٰ قولہ) فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت (اختلاط و عدم امتیاز منافقین و مخلصین) پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم (سب) اب (موجود) ہو (بلکہ واقعات و شدائد کا نازل ہونا اس وقت تک ضروری ہے) جب تک کہ ناپاک (یعنی منافق) کو پاک (یعنی مومن مخلص) سے متمیز نہ فرماوے (اور یہ تمیز شدائد سے خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کئی بار اس کی تقریر گذر چکی ہے) اور اگر تم کو یہ وسوسہ ہو کہ بلا نزول شدائد بھی نزول وحی الی الرسول سے یہ تمیز سہل ہے کہ تبلا دیا جاتا فلاں فلاں منافق ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (بمقتضائے حکمت) ایسے امور غیبیہ پر تم کو (بلا واسطہ وقوع حوادث وغیرہ) مطلع نہیں کرنا چاہتے) ولیکن ہاں جس کو (اس طرح مطلع کرنا) خود چاہیں اور (ایسے حضرات) وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو (اسطرح مطلع کرنیکے لئے اپنے بندوں میں سے) منتخب فرما لیتے ہیں (اور تم پیغمبر ہو نہیں سو تم کو ہم اس طرح ایسے امور کی اطلاع دیدیں۔ البتہ واقعات ایسے نازل فرماتے ہیں جسکے واسطہ سے بطور استدلال کے یہ تمیز ظاہر ہو جاوے اور جب کفار پر دنیا میں عذاب نازل نہ ہونیکی اور مومنین پر بعض شدائد نازل ہونے کی حکمت معلوم

النحو واللام فی لیذر متعلقۃ بمحذوف ہو الخبر لکان وہو الفعل منصوب بان مضمرۃ بعد لام کما ذہب الیہ البصریون ای ما کان الله مریدا لان یذر المؤمنین وقال الکوفیون اللام مزیدۃ للتاکید فاصبۃ للفعل بنفسہا والخبر ہو الفعل ولا یقدح فی عملہا زیادتہا اذ الزائد قد یعمل کما فی حروف الجر المزیدۃ وفیہ ضعف فی مذہبہم من ہذہ الحیثیۃ کما قدم ۱۲ منہ

البلاغۃ بـ فی روح المعانی تعلیق المیز بالخبیث مع ان المتبادر مما سبق من علیہ ترک المؤمنین علی الاختلاط تعلیقہ بہم وافرازہم عن المنافقین لما ان المیز الواقع بین الفریقین انما ہو بالتصرف فی المنافقین وتغییرہم من حال الی حال اخری مع بقاء المؤمنین علی ما کانوا علیہ من اصل الایمان وان ظہر مزید اخلاصہم لا بالتصرف فیہم وتغییرہم من حال الی حال مع بقاء المنافقین علی ما ہم علیہ من الاستتار وانما لم ینسب عدم الترک الیہم لما انہ مشعر بالاعتناء بشان من نسب الیہ فان المتبادر منہ عدم الترک علی حالۃ غیر ملائمۃ کما یشہد بہ الذوق السلیم وقال الجمہور المحققین آہ قلت وہو حری بان یکتب بالنور والعین وقلم شعاعہا واشرت الی عدم الترک بقولی فی ترجمۃ یہ ترکہنا نہیں چاہتے فہذا ہو المراد بالترک لا عدم الفضل فتأمل ثم الخطاب فی قولہ تعالیٰ ما انتم علیہ لکلا الفریقین ففی الکلام تغلیب فافہم ۱۲ فـ ۲ اعلم ان القاء ہو کسر بیان حکمۃ ابتلاء المؤمنین فی الآیۃ من قصۃ الحرب فی الکلام لکنہ بما تقدمت فی وجہ الربط انہ فوہذا لانہ کان المقصود بما سبق تسلیۃ المؤمنین وبہذا سیرت کون الاعتناء غیر مجہولین لہم بالذکرین ودفع شبہۃ کون الکفار غیر مردودین فافہم ۱۲ ملحقات الترجمۃ لـ قولہ فی ترجمۃ زیادہ اور مفید اشارۃ الی ان خیر لیس للتفضیل ۱۲ والمعنی انہ ۱۲ ۲ قولہ فی ف اسلام کے اس اقتضا پر عمل

کفر کے اس اقتضا پر اندفع بہذا ان الامہال یکون شر البعض المؤمنین حیث یرتدون وکذا یکون خیر البعض الکافرین حیث یسلمون ۱۲ ۳ قولہ فی وجہ الربط جیسا احد میں ولیلۃ ایراد الآیۃ بتلک القصۃ فالکلام کلہ متسق ۱۲ ۴ قولہ بلکہ واقعات و شدائد ای حتی الغایۃ یمکن لا للعلۃ کما افسد المعنی فانہ یوہم انہ بعد المیز یترکہم علی الاختلاط الذی ہو غیر المنکر لقری وان علیہ بذکرہ ومع شمولہ تعید ذکرہ وتنبیہ علی المقصود اذ بعد المیز لا یزال شدائد حتی ینقطع النزول الذی فیہ تلک الحکمۃ وہو معنی صحیح ولا ینافی نزولہا لحکمۃ اخری فافہم حق الفہم ۱۲ ۵ قولہ فی ترجمۃ الغیب ایسے امور غیبیہ اشارۃ الی کون اللام للعہد بقرینۃ المقام فلا یشکل اطلاعہ تعالیٰ ایاہم علی مغیبات کثیرۃ منہا احکام الشرع المنصوص ۱۲ ۶ قولہ بلا واسطہ الی قولہ وغیرہ اشارۃ الی امرین الاول جواب انہ لما رتب من الحوادث عند علی ترکہ مور المبطنۃ من نفاقہم وکفرہم وجہ الجواب ظاہر والثانی جواب انہ قد یکشف لبعض المخفیات بواسطۃ الکشف وجہ الجواب ظاہر وجہ القصر من ہذہ القیود استفادۃ الاطلاع بواسطۃ الوحی الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فافہم ۱۲ ۷ قولہ فی ترجمۃ من رسلہ اور وہ پیغمبر ہیں اشارۃ الی ان من للبیان لا من تبعیضیۃ لو حمل لیس بعضا من الرسل بل کلہم یجتبی جعل رسولا یجتبی من سائر الخلق کما اشرت الیہ بقولی اپنے بندوں میں سے قبل ترجمۃ یجتبی فافہم ۱۲ ۸ قولہ قبل ترجمۃ فـ ۲ اور جب کفار پر الی قولہ اب اشارۃ الی وجہ الترتب الذی فادۃ الفاء فافہم ۱۲ منہ

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ

اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات ان کیلئے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کے لئے بہت ہی بری ہے۔ وہ

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ع ۹

لوگ قیامت کے روز طوق پہنادیئے جاویں گے اسکا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور اخیر میں آسمان و زمین اللہ ہی کا رہ جاویگا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

معلوم ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ یہ امور دلیل صدق قبول کے نہیں ہیں) پس اب (ایمان کیسے پسندیدہ اور کفر کیسا ناپسندیدہ ہونے میں اہل باطل کو کوئی شبہ مت کرو بلکہ) اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر (اخلاص کے ساتھ) ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور (کفر و معاصی سے) پرہیز رکھو تو پھر تم کو (بجائے عذاب عظیم و الیم کے جو اوپر کفر پر موعود تھا ایمان و تقویٰ کی بدولت آخرت میں) اجر عظیم ملے ف لیطلعکم کے ترجمہ میں جو کہا گیا ہے کہ مقتضائے حکمت کو حکیم ہی سمجھتا ہے اور ان کی تفتیش کی ضرورت نہیں لیکن ظاہراً یہ حکمت بھی معلوم ہوتی ہے کہ صرف وحی سے معلوم ہونے سے ظاہری اختلاط تو رہتا اور غیر متجانسین کا اختلاط ظاہری سبب ہوتا ہے اکثر مفاسد کا اور اگر مسلمان انکو جدا کرنا چاہتے تو ان پر کوئی وجہ احتجاج کی نہ تھی وہ کہتے کہ ہم تو مخلصین ہیں بخلاف اس صورت کے کہ ناگوار واقعات پیش آئے اور کم ہمتی سے وہ نکل بھاگے پھر خود ہی انکا منہ نہ رہا کہ دعویٰ اخلاص کریں۔ اور مفاسد اختلاط سے اسطرح نجات ہوگئی۔ اور اس آیت سے کسی کو شبہ نہ ہو کہ جو علم غیب خصائص باری تعالیٰ سے ہے اسمیں رسل کی شرکت ہوگئی کیونکہ خواص باری تعالیٰ سے دو امر ہیں اس علم کا ذاتی ہونا اور اس کا محیط بالکل ہونا یہاں ذاتی اسلئے نہیں کہ وحی سے ہوا اور محیط اسلئے نہیں کہ بعض امور خاص مراد ہیں پس یہ بالمعنی الاعم غیب ہے نہ کہ بالمعنی الاخص خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو اخیر میں فرمایا سب رسلوں پر ایمان لاؤ حالانکہ مقام مقتضی ہے ذکر ایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ پر بھی ایمان جب ہی متحقق ہوگا جب سب کو مانیں کیونکہ ایک کی تکذیب سب کی تکذیب ہے۔ ربط اوپر قصہ کے ختم پر اسکے متعلقات کا بیان ہو چکا۔ جن کی وجہ تعلق کی تقریر آیت ولا یحزنک (الی قولہ) اجر عظیم کے عنوانات ربط میں مذکور ہوئی ہے۔ اب پھر عود ہے اس مضمون کی طرف جو کہ قصہ کے قبل بیان ہو رہا تھا یعنی تبلیغ و تشنیع اہل کتاب بالخصوص یہود کے جن کا ایراد مناسبت مضمون محاجہ کفار تھا جو خلاصہ ہے اس صورت کا سو منجملہ انکے شنائع کے ایک امر یہ تھا کہ قرآن مجید میں جو ترغیب انفاق فی سبیل اللہ کیلئے اس قسم کی آیات نازل ہوئیں من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا تو بعض یہود حضرت اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ نعوذ باللہ آپ کا رب مفلس ہو گیا کہ اپنے بندوں سے قرض مانگنے لگا ان کی اس بیہودگی پر اللہ تعالیٰ نے آیت آئندہ کے بعد والی آیت یعنی لقد سمع آخر نازل فرمائی کذا فی لباب النقول پس اصل مقصود اس مقام پر وہ آیت ہے اور آیت آئندہ یعنی ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ اس مقصود کی تمہید ہے اس لئے کہ انکی اس بیہودگی کے سبب کا ایک جزو ان کا بخل بھی تھا جیسا کہ دوسرا جزو ان لوگوں کا بے ادب و معاند ہونا بھی تھا۔ اس لئے اول کی آیت میں بخل کی مذمت بیان فرماتے ہیں مع وعید تطویق کے اور دوسری آیت میں انکی گستاخی کا اظہار فرماتے ہیں مع وعید عذاب حریق کے مذمت بخل وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (الی قولہ) وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو (ضروری موقعوں پر) ایسی چیز (کے خرچ کرنے) میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات ان کیلئے کچھ اچھی ہوگی (ہرگز نہیں) بلکہ یہ بات ان کیلئے بہت ہی بری ہے (کیونکہ انجام اس بخل کا یہ ہوگا کہ) وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنادیئے جاویں گے۔ اس (مال) کا (سانپ بنا کر) جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور یہ بخل کرنا ہی بڑی حماقت کیونکہ اخیر میں (جب سب مر جاویں گے) آسمان و زمین اور جو کائنات ان کے اندر ہیں اللہ ہی کا رہ جاوے گا لیکن وہ تمہاری بلا اختیار ہوگا جس میں اجر نہیں اس سے اگر بالاختیار دیدو تو اجر بھی ملے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال (کے باطن تک) کی پوری خبر رکھتے ہیں (پس جو خرچ کرو خلوص دل سے خرچ کرنا) ف اس طوق پہنائے جانے کی کیفیت حدیث بخاری میں آئی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللغات :- فی روح المعانی المیراث مصدر کالمیعاد والمراد بہ ما یتوارث ۱۲

النحو: الذین یبخلون فاعل والمفعول الاول محذوف ای بخلھم والثانی خیرا وانما حسن الحذف علی قرینۃ یبخلون وحسن الحذف لدلالۃ یبخلون علیہ والمتنی تقدیرہ بخلھم خیرا لہم وضمیر الفصل بین المفعولین وذکر المفعول ثان وداما علی قراءۃ الخطاب فالمفعول الاول الذین یبخلون بحذف المضاف ای بخل الذین ۱۲ من روح المعانی۔

البلاغۃ: فی قولہ ولیبلوا ماغوا بہ بخوان ایثار الاسم لہ تعالیٰ ایاہ من فضلہ للبیان فی بیان سوء صنیعہم فان ذلک من موجبات بذلہ فی سبیلہ ... وفی تقدیم الخبر فی ھو شر تقدیم علی التخصیص سبحانہ ... لانہ ذکر مع علمہ تقدیم لمبالغۃ بکذا فی روح المعانی ۱۲

تحقیقات الترجمۃ: ۱ قولہ فی ترجمۃ اجر عظیم بجائے عذاب علیم کے اشارہ الی ان فی الکلام حسن تقابل ... ۲ قولہ فی ترجمۃ من فضلہ اپنے فضل سے اشارہ بالنظر الی محاورۃ الی لکنہ ... للتعلیل و لکن ... یکون مبینۃ ای تفسیر الفضل بالمرزق ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ خیرا اچھی اشارہ الی ان خیر لیس للتفضیل کما فی روح المعانی صفۃ حسنۃ ۱۲ ۴ قولہ بہت ہی بری اشارہ الی ان التنوین فی شر للتفخیم ۱۲ ۵ قولہ کیونکہ انجام اشارۃ الی ان قولہ سیطوقون بیان لکیفیۃ کونہ شرا لہم ۱۲ ۶ قولہ فی ترجمۃ سیطوقون طوق پہنادیئے جاویں گے اتم من غیر اخذ المعنی التقریب فیہ مبناہ مافی روح المعانی السین مزیدۃ لتاکید ۱۲ ۷ قولہ اخیر میں رحمی فی معنی المیراث تقریرانہ یعنی اہل السموات والارض تبقی الاملاک ولا مالک الا اللہ فجری ہذا مجری الوراثۃ اذکان لحق بیعوذ الاملاک فلما ماتوا عنہا ولم یخلفوا لاحد کان ہو الوارث ... المقصود من الآیۃ انہ یبطل ملک جمیع المالکین الا ملک اللہ سبحانہ و تعالیٰ فیصیر کالمیراث بکذا فی الکبیر قلت وعلی ہذا یکون مجازا فی معنی المیراث ۱۲

وقف لازم

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَھُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ

بیشک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں ہم ان کے کہے ہوئے کو لکھ رہیں گے اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی ۔

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

اور ہم کہیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب یہ ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسکو خدا تعالیٰ مال دے اور وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ مال قیامت کے روز ایک زہری سانپ کی شکل بنا کر اسکے گلے میں ڈال دیا جاوے گا اور وہ اس شخص کی باچھیں پکڑے گا اور کہیگا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا سرمایہ ہوں پھر حضور نے آیت پڑھی اور یہ احقر کہتا ہے کہ ترجمہ میں جو یہ قید لگائی گئی کہ ضروری موقعوں پر ان سے ایسے ہی حقوق واجبہ زکوٰۃ وغیرہ مراد ہیں پس حدیث میں تخصیص زکوٰۃ کی تمثیلاً ہے حصر انہیں چنانچہ روح المعانی میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ایسی ہی وعید ذی رحم کو نہ دینے پر آئی ہے کیونکہ ذی وسعت پر ذی رحم عاجز کی اعانت بھی واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ شبہ کرے کہ آیت بوجہ عموم الفاظ کے یہود کو شامل ہو سکتی ہے لیکن کفار کا مکلف بالفروع نہ ہونا قرینہ مانع ہے جواب یہ ہے کہ جو علماء اسکے قائل ہیں ان کے قول پر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہود کا بخیل ہونا چونکہ انکے کفر بالآیات و تکذیب نبی کا جزا ہے پس یہ وعید معنیٰ کفر ہے جس کے ترک کے وہ مکلف ہیں خوب سمجھ لو **ربط** اس تمہید کے بعد آگے مقصود مقام کا بیان ہے **بیان گستاخی یہود** لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ (الی قولہ) وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ بیشک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان (گستاخ) لوگوں کا قول جنھوں نے (استہزاءً) یوں کہا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں (اور صرف سننے پر اکتفا نہیں کیا جاوے گا بلکہ) ہم ان کے کہے ہوئے کو (ان کے نامۂ اعمال میں) لکھ رہیں گے اور (اسی طرح) انکا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنا بھی (انکے نامۂ اعمال میں لکھا جاوے گا) اور ہم (انپر سزا جاری کرنے کے وقت بطور خبلانے کے) کہیں گے کہ (لو اب) چکھو آگ کا عذاب (اور ان کو روحانی الم دینے کیلئے یہ بھی سو دفعہ ان سے کہا جاوے گا کہ) یہ (عذاب) ان اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں (سو اللہ تعالیٰ نے بے جرم تم کو سزا نہیں دی) **ف** ظاہر ہے کہ یہود کا اس بیہودہ قول کے موافق اعتقاد تو نہ ہوگا لیکن یہ بات انھوں نے استہزاءً کہی اور مقصود اس سے تکذیب تھی آیات قرآنیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ جب آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ نازل ہوئی سو اسکی تابعیت بھی ہوتی ہی ہے پس انکا مطلب یہ ہوگا کہ ان آیتوں کا مضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہے اور یہ لازم باطل ہے پس ان آیتوں کا مضمون صحیح نہیں خود یہ تکذیب قرآن بھی کفر ہے پھر اسکی بصورت استہزاء تقریر کرنا یہ اور کفر بلکہ مزید کفر ہے کیونکہ خود استہزاء بلا تکذیب یا استہزاء امر باطل کے ساتھ متعلق ہوتا ہے ۔ لہٰذا وہ موجب محذور نہیں ۔ اور یہاں تکذیب و استہزاء امر حق کا تھا لہٰذا محل وعید ہوا خوب سمجھ لو ۔ اور نامۂ اعمال میں درج کر دینے میں یہ حکمت ہے کہ عادۃً مجرم پر زیادہ حجت ہو جاتا ہے ۔ ورنہ حق تعالیٰ کو احتیاج نہیں پس ایسے امور کا انکار یا تاویل کرنا محض کفر یا بدعت ہے اور انبیاء علیہم السلام کے قتل کا مضمون اسکے ساتھ ذکر فرمانا اس امر کے بتلانے کیلئے ہے کہ اس قول میں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تکذیب ہی کی ہے تو جرائم میں ایسے بیباک ہیں کہ تکذیب سے گذر کر انبیاء کو قتل تک کر چکے ہیں سو ایسوں سے کوری تکذیب یا استہزاء کا کیا تعجب ہے اور یہ شبہ کہ قتل تو انکے بڑوں نے کیا تھا انہوں نے تو نہیں کیا اسکا جواب پارہ الم کے نصف پر معاملہ نوزدہم کے ذیل میں گذر چکا ہے ۔ اور بے جرم سزا دینا گو حق تعالیٰ کی مالک اور مختار ہونے کے اعتبار سے واقع میں ظلم نہیں لیکن ارحم الراحمین ہیں صورت ظلم بھی منفی ہے ۔ اور جاننا چاہئے کہ اس مقام پر انکی گستاخی پر صرف وعید فرمائی ہے اور انکے اعتراض کی مقدمات کی جواب کی تصریح نہیں فرمائی گئی کیونکہ وہ مقدمات بدیہی البطلان ہیں اور وہ اعتراض محض مغالطہ ظاہر الفساد ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کا ترغیب انفاق فرمانا ہمارے ہی نفع کیلئے ہے نہ کہ اپنے نفع کیلئے تاکہ اسکو سوال متعارف کہا جاوے اور اسکو قرض فرما دینا مجاز محض ہے مبالغہ فی الفاجزۃ کیلئے **ربط** اوپر کی آیت میں شنائع یہود میں سے ایک امر مذکور تھا ۔ دوسرا امر ان ہی شنائع میں سے

البسملۃ لغۃً ۔ قولہ لقد سمع اللہ تخصیص ہذا القول بالسماع مع انہ تعالیٰ سمیع جمیع المسموعات کنایۃ تلویحیۃ عن الوعید لان السماع لازم العلم بالمسموع وہو لازم الوعید فی ہذا المقام اہ قلت اما تخصیص مادۃ السماع فلانہ یناسب القول ۔ قولہ سنکتب ای فی الصحائف فالاسناد مجازی لان الکاتبین ہم الحفظۃ والکتابۃ حقیقۃ او سنحفظہ فی علمنا ولا نہملہ فالاسناد حقیقیۃ والکتابۃ مجاز والسین للتاکید ۔ قولہ عذاب الحریق والحریق بمعنی المحرق والاضافۃ بیانیۃ او الاضافۃ للسبب لتنزیلہ منزلۃ الفاعل ۔ قولہ ذوقوا ہو وجود الطعم فی الفم واصلہ فی تناول القلیل کالاکل فی الکثیر ثم اتسع فیہ فاستعمل للمطلق الادراک لسائر المحسوسات والحالات والنکتۃ فیہ لان العذاب مرتب علی قولہم فی المال وغالب حاجۃ الانسان الیہ تحصیل المطاعم اھ من روح المعانی قولہ ذٰلک بما قدمت قلت واتی بالاشارۃ الحسیۃ لان العذاب اذ ذاک کان مشاہد محسوساً قولہ لیس بظلام وصیغۃ المبالغۃ لتاکید معنی کمال نزاہتہ تعالیٰ عن ذلک بابراز التعذیب بغیر ذنب فی صورۃ المبالغۃ فی الظلم ہذا من روح المعانی وتقریرہ ان کثرۃ الظلم قبیح یقیناً ومنتف عنہ تعالیٰ بتوہم لما کان تعالیٰ کاملاً فی التنزہ فنفس الظلم منہ کثیرۃ واتقی بانتفائہا فانہم حق الفہم ۔ ویرجہ جرجانی فی روح المعانی ایضاً بان فعّالاً للنسبۃ لحذار ای لا ینسب الیہ الظلم اصلاً ۱۲

ملحقات الترجمۃ قولہ فی ترجمۃ وان اللہ اور یہ امر ثابت ہی ہے الخ اشارۃ الی انہ فی محل المرفوع علی انہ خبر لمبتدا محذوف والجملۃ اعتراض تذییلی مقرر لمضمون ما قبلہ ای والامر انہ تعالیٰ لیس بمعذب لعبیدہ من غیر ذنب منہم نقل فی روح المعانی عن شیخ الاسلام واختارہ علی الترکیب العطف وان لم یکن فیہ حذف لانہ اسہل وابعد من الایرادات والایرادات التی نقلت فی روح المعانی ۱۲

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم فرمایا تھا۔ کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں۔ جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذرونیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجئے

جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لے کر آئے۔ اور خود یہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو۔ سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا۔ اگر تم سچے ہو۔

آگے مذکور ہوتا ہے **افترا یہود** اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ **الیٰ قولہ** اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (یہود) ایسے لوگ ہیں کہ بالکل جھوٹ تراش کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو (بواسطۂ انبیاء سابقین) حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر کی (مدعی) پر اعتقاد (اسکے پیغمبر ہونے کا) نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ (خاص) نذرونیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو (آسمانی) آگ کھا جاوے۔ (پہلے بعض انبیاء علیہم السلام کا یہ معجزہ ہوا ہے کہ کوئی چیز جاندار یا غیر جاندار اللہ نام کی نکال کر کسی میدان میں یا پہاڑ پر رکھ دی غیب سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اس چیز کو جلا دیا مطلب یہ کہ آپ نے یہ معجزہ ظاہر نہیں فرمایا اسلئے آپ پر ایمان نہیں لاتے حق تعالیٰ اسکا جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ) آپ فرما دیجئے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل (معجزات وغیرہ) لے کر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جسکو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم (اس امر میں) سچے ہو (جو کہ تمہارے اس قول کا مطلب اور اس سے لازم آتا ہے) **ف** ان یہود کے اس دعوی کے دو جزو ہیں۔ ایک صریح ان اللہ عہد الینا۔ دوسرا اس سے لازم آتا ہے وہ یہ کہ اگر آپ یہ معجزہ ظاہر فرماتے تو ضرور آپ پر ایمان لاتے پس جزو اول کا جواب تو یہ ہے کہ تم مدعی ہو مدعی پر اپنے دعوی کا اثبات ضرور ہے ورنہ دعوی بلا دلیل غیر مسلم ہے اور یہود کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ تھی افتراء محض تھا البتہ بعض انبیاء سے یہ معجزہ ظاہر ضرور ہوا ہے۔ لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ سب انبیاء پر ایمان لانے کیلئے یہ شرط بھی ہو البتہ مطلق معجزہ یا کسی نبی ثابت النبوت کی علامت کا مصداق ہونا واقعی شرط ہے سو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں یہ دونوں امر علی وجہ الکمال والوضوح مجتمع تھے لیکن یہ جواب اس لئے ذکر نہیں کیا گیا کہ بہت ظاہر تھا اس لئے صرف دوسرے جزو کے جواب پر اکتفا کیا گیا جس کی تقریر آیت آئندہ میں موجود ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر تم اس امر میں صادق ہو تو جن انبیاء میں یہ معجزہ موجود تھا ان پر کیوں نہ ایمان لائے یہاں تک کہ تکذیب سے گذر کر قتل تک کر دیا خصوص ایسی حالت میں کہ ان میں اور معجزات بھی تھے جن سے اقتضاء وجوب ایمان کا اور بڑھ گیا تھا۔ اور یہ شبہ کہ قتل ان کے بڑوں نے کیا۔ اس کا جواب اوپر کی آیت کے ذیل میں دیکھ لیا جاوے۔ اور یہ شبہ کہ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہو جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درخواست محض عناداً تھی دل سے ان کا قصد نہ تھا کہ ایسا ہونے سے ایمان لے آویں گے۔ دوسرے مدعی کے ذمہ مطلق دلیل ہے دلیل خاص نہیں ہے۔ پارہ الم میں معاملہ سی وسوم وچہلم دیکھ لینے سے اسکی اور توضیح ہو سکتی ہے نقطار ابطاح یوں کہ اوپر یہود کے دو قول جو مذکور ہیں تعالوا ان اللہ فقیر الخ قالوا ان اللہ عہد الینا الخ ان سے مقصود ان کا تکذیب کرنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے طبعاً آپ کو رنج ہوتا تھا۔ نیز اور کفار بھی اس تکذیب میں شریک تھے۔ جس سے اور رنج بڑھتا تھا۔ لہذا آیت آئندہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں۔

ملحقات الترجمۃ ۱؎ **قولہ:** وہ ایسے لوگ ہیں۔ اشارۃ الی ان الموصول مرفوع بالضمار المبتدا ہم ۱۲ ۲؎ **قولہ** ۔ فی ترجمۃ رسول پیغمبری کے مدعی فسرہ بہ لئلا یشکل بانہ لما کان رسولا کیف لم یؤمنوا ۱۲ ۳؎ **قولہ:** نذرونیاز لم یخصصہ بالانعام لان فی روح المعانی وہو ما یتقرب بہ الی اللہ تعالیٰ من نعم وغیرہا کما قالہ غیر واحد ۱۲ ۴؎ **قولہ** فی ترجمۃ البینت (الی قولہ) وغیرہ لم یفسر بالمعجزات خاصۃ لما سیاتی من فائدۃ قولہ یا کسی نبی کی علامت ۱۲ ۵؎ **قولہ** سو یہ تو لازم نہیں آتا کہ سب انبیاء کا معجزہ ہو علی سبب لانہ یمکن ان یکون شرطاً لبعض کما فی روح المعانی نقل عن السدی ان ہذا الشرط جاء فی التوراۃ بہذا من جاءکم یزعم انہ رسول اللہ تعالیٰ فلا تصدقوہ حتی یاتیکم بقربان تاکلہ النار الا المسیح ومحمد علیہما السلام فاذا اتیاکم فآمنوا بہما فانہما یاتیان بغیر قربان اھ لکن ان لم یکن شرطا اصلا کما فی روح المعانی بعد العبارۃ المذکورۃ والظاہر عدم ثبوت ہذا الشرط اصلا ۔ وعلی ہذا الثانی فی الکشاف بالجملۃ اما قولہم ہذا تکذیب محض لم یعہدہ الیہم فی معان ولم یوجد من المسیح علیہ السلام اھ وبالجملۃ فعلی الاول صادق فی کل صورۃ ۱۲ ۶؎ **قولہ** یا کسی نبی کی علامت کا آخر زاد ہذا الشق علی سبیل منع الخلو لانہ قائم مقام المعجزۃ فلو جاء الامر الثانی فی نبی دون الاول لم یضر فلو فسر البینۃ بالمعجزۃ فی قول عاد لہود علیہ السلام ما جئتنا ببینۃ وفرض صدق ہذا القول لم یقدح فی نبوتہ علیہ السلام اصلا لا مکان تحقق الامر الثانی فانہم حق الفہم ۷؎ **قولہ:** خصوص ایسی حالت میں اشار بہ الی نکتۃ فی زیادۃ قولہ بالبینات مع کفایۃ قولہ بالذی قلتم فی الجواب ولعل تقدیم قولہ بالبینات علی تقدیر ان ہذا الشرط لم یعہد اصلا فللاشارۃ الی ان الشرط مطلق البینات لا خصوص ہذہ المعجزۃ فالتقدیم افاد ہذا واما علی تقدیر اشتراط لبعض الانبیاء کما نقل عن السدی فلو جعل یدخل ہذہ المعجزۃ فی البینات وقولہ بالذی قلتم یکون تخصیصاً لو تعمیم اہتماما بشانہ لکن الکلام فیہ ۱۲

مسائل السلوک

المتن: قولہ تعالیٰ الذین قالوا ان اللہ عہد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار (الی) قال العبد الضعیف فیہ دخل من لیشترط لاعتقاد کمال احد ظہور خوارق داکراماتی ردمان دعوی اولئک الیہود ہذا العہد من مفتریاتہم وابطلہم بان اکل النار القربان لم یوجب الایمان الا بکونہ معجزۃ وہو وسائر المعجزات سواء فی ذلک اھ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ الذین قالوا ان اللہ عہد الینا ان لا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار۔ اس میں اس شخص پر رد ہے۔ جو معتقد ہونے کا معیار خوارق وکرامات کو قرار دے۔

/182

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کی جا چکی ہے جو معجزات لے کر آئے تھے اور صحیفے کر اور روشن کتاب لے کر

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی اور جو شخص دوزخ سے

عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا۔ اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکے کا سودا ہے۔

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در تکذیب کفار فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ سو اگر یہ (کفار) لوگ آپ کی تکذیب کریں تو (آپ غم نہ کیجئے کیونکہ) بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کی جا چکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور چھوٹے چھوٹے صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر (جب ان کی بھی تکذیب ہو چکی ہے تو آپ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں پھر غم کیا) **ف** یعنی بعضے صرف معجزے لائے بعضے چھوٹی کتابیں بعضے بڑی کتاب جیسے توراۃ و انجیل اور چونکہ کتاب سے بڑی کتاب مراد ہے اور بڑی کتاب شان اور مضامین میں زیادہ ہوگی اسلئے اسکی صفت میں منیر بڑھایا کہ اس میں شان و مضامین دونوں کے اعتبار سے معنی ظہور کے زیادہ ہونگے **ربط** اوپر مکذبین کا بیان تھا آگے مکذبین کی وعید بک عام عنوان سے مذکور ہے جسمیں مصدقین کیلئے بشارت بھی آگئی **وعید مکذبین و وعد مصدقین** كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ (الیٰ قولہ) إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (تم شی) ہر جان (دار) کو موت کا مزہ چکھنا (ضرور) ہے اور (مرنیکے بعد) تم کو پوری پاداش تمہاری (بھلائی برائی کی) قیامت ہی کے روز ملے گی (سو دنیا میں اگر اسکا ظہور نہ ہوا تو مکذب مامون نہ ہو اور مصدق مایوس نہ ہو آگے اس پاداش کی تفصیل ہے) تو (قیامت کے روز) جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا (علیٰ ہذا القیاس جو جنت سے جدا رہا اور دوزخ میں بھیجا گیا پورا ناکام وہ ہوا) اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف (ایسی چیز ہے جیسے) دھوکہ کا سودا (ہوتا) ہے (جسکی ظاہری آب و تاب کو دیکھکر خریدار پھنس جاتا ہے بعد چندے اسکی قلعی کھلجاتی ہے اسطرح دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ کھا کر آخرت سے غافل نہ ہونا چاہئے) **ف** تقریر آیت کی ظاہر ہے لیکن اتنا جان لینا چاہئے کہ یہ جو فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا مراد اس سے عام ہے خواہ ابتداء بچا لیا جاوے یا بعد سزا کے اسمیں سب مسلمان آگئے اور انکے پورا کامیاب ہونیکا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہمیشہ کیلئے ہر طرح کی نعمتیں پاوینگے پس اس بنا پر اسکے مقابلہ میں جو واقع ہے کہ جو جنت سے جدا رہا اس سے مراد یہ ہوگی کہ ہمیشہ کیلئے جدا رہا پس یہ خاص ہوگا کفار کیساتھ اور اسکا پورا ناکام ہونا اسلئے ہے کہ کبھی تکلیف سے نجات نہ ہوگی اور کبھی راحت نصیب نہ ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا کہ دھوکہ کا سودا اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ دنیوی زندگی سب کے لئے مضر ہے مطلب تشبیہ سے صرف یہ ہے کہ یہ اصلی متمتع بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی کریم قصداً یہ سودا اچھے داموں کو خریدنے لگے تو اس سودے سے محبت کرے بلکہ غنیمت سمجھکر بیچ ڈالے چنانچہ اہل حق اس چیز کو اور اسکے متعلقات کو عوض اللہ تعالیٰ سے اعمال صالحہ اور جنات عالیہ لے لیتے ہیں قال اللہ تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ **ربط** اوپر یہود کی گستاخی کا بیان تھا جس کا قصہ تقریر ربط آیت وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ میں مذکور ہوا۔ اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ یہی گفتگو فنحاص یہودی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے روبرو کی تھی آپکو سخت غصہ آیا اور اس کے

اللغات الزبر فی القاموس الزبر المنع والنہی و بالکسر المکتوب لزبور الکتاب بمعنی المزبور اھ قلت فقال بعضہم سمی الکتاب بہا لانہ یزجر و ینہی بما فیہ من المدلفظ التتبع و فسر بہما بالعطف لقرینۃ المقابلۃ و یؤیدہ القراءۃ بالزبر باعادۃ الجار فانہ تقطع لاحتمال الاتحاد و ضبطہ فی القاموس نارلونا واناروا استنار اھ فکذا لازم۔ فی روح المعانی التمتع ما یتمتع بہ و ینتفع بہ مما یباع و یشتری وقد شبہہا سبحانہ بذلک المتاع الذی یدلس بہ علی المستام و یغبر حتی یشتریہ اشارۃ الی غایتہ ردائتہ عند من امعن النظر فیہ و الغرور المصدر اھ قلت اقد وضعت المرادمن کونہا متاع غرور و قلت لوقدر المضاف قبل الحیوۃ ای تمتعہا و التقید بالمذموم مہما لم یخرج الی توجیہ الظاہر من کونہا مضرۃ بل یلتزم ہذا الظاہر لان التمتعات المذمومۃ مضرۃ لا محالۃ والمالم تختر ہذا الوجہ فی الترجمۃ لما فیہ من تکلف الحذف الذی ہو خلاف الاصل وہذا معنی قول من قال ان ہذا التشبیہ بالنسبۃ لمن آثرہا علی الآخرۃ واما من طلب بہا الآخرۃ فہی لہ متاع البلاغ وفی الخبر نعم المال الصالح للرجل الصالح کذا فی روح المعانی قلت کان ہذا القائل اشار الی ما ذکرتہ تقدیر المضاف و تخصیصہا بالمذموم فتدبرہ **البلاغۃ** ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ المراد بہ ما نزل بہا و عبر بالذوق مبالغۃ ۱۲ منہ

ملحقات الترجمۃ **لہ قولہ** نہ کیجئے اشارۃ الی حذف الجزاء لان المذکور لا یصلح ان یکون جزاء ۱۲ **لہ قولہ** تم شی الاشارۃ بان الکلام فی الثقلین فلا یرد استثناء من شاء اللہ من الصعق عموم النفس فافہم ۱۲ **لہ قولہ** تمہاری بھلائی برائی اشارۃ الی ان الاجور فی الآیۃ عام بمعنی الجزیۃ کما فی روح المعانی ۱۲ **لہ قولہ** قیامت ہی الحصر مستفاد من انما و حصہا فان الجزاء لا یوفی قبل القیامۃ کملا نعم قد یوجد من الجزاء بعضہ فی الدنیا و فی القبر ۱۲

مسائل السلوک

المتن:۔ قولہ تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز قال العبد الضعیف تسمیتہ تعالیٰ دخول الجنۃ والنجاۃ من النار فوزا دلیل علی بطلان من ادعی الاستغناء عنہما نعم من کان غالبا علیہ الحال فلا کلام فی عذرہ انتہی الحل

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز حق تعالیٰ کا اسکو فوز فرمانا اس شخص کے بطلان پر دلیل ہے۔ جو جنت و نار سے استغنا کا دعویٰ کرے البتہ مغلوب الحال معذور سمجھا جاوے گا ✤✤✤✤✤✤✤✤✤

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

البتہ آگے اور آزمائے جاؤگے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتیں دل آزاری کی اُن لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب

قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ

دیے گئے ہیں اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں اور اگر صبر کروگے اور پرہیز رکھوگے تو یہ تاکیدی احکام

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

میں سے ہے۔ اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کردینا

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ز فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ○

اور اس کو پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگوں نے اس کو اپنی پس پشت پھینک دیا اور اس کے مقابلہ میں کم حیثیت معاوضہ لے لیا سو بری چیز ہے جس کو وہ لے رہے ہیں

ایک طمانچہ بھی مارا اس قصہ میں یہ اگلی آیت نازل ہوئی جس میں خبر دیدی ہے کہ ایسی ایسی اور بہت سی سنوگے تحمل کرنا چاہیئے۔ اور وہ فی لباب النقول بروایۃ ابن ابی حاتم و ابن المنذر عن ابن عباس اور لباب ہی میں ایک اور شان نزول بھی مذکور ہے کہ کعب بن اشرف یہودی جناب رسول اللہ صلے اللہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کی شان میں ہجو کے اشعار کہا کرتا اسپر یہ اگلی آیت نازل ہوئی کذا ذکرہ عبد الرزاق عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک میں کہتا ہوں کہ دونوں قصوں میں امر مشترک ایک ہی ہے کہ آیت میں قبائح یہود کا بیان ہے اور مسلمانوں کو تعلیم صبر اور چونکہ یہود کے ساتھ ایذاء مسلمین میں مشرکین بھی شریک تھے انکا بھی ساتھ میں ذکر بڑھا دیا اور چونکہ صبر و ثبات کچھ ایذا ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمیع حوادث میں مامور بہ ہے لہذا اموال و انفس کا ذکر بھی ملا دیا اور اسمیں بالخصوص اسلئے لطافت اور بڑھ گئی کہ واقعہ احد میں جسپر بڑا حصہ سورت کا مشتمل ہے مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان بہت پہنچا تھا قتل بھی ہوئے زخمی بھی ہوئے غنائم بھی فوت ہوئے **تعلیم صبر مسلمانان در ناذی از یہود** لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ تا قولہ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (البتہ آگے (اور آزمائے جاؤگے اپنے مالوں (کے نقصان) میں اور اپنی جانوں (کے نقصان) میں اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے (بھی) جو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دئے گئے ہیں (یعنے اہل کتاب) اور ان لوگوں سے (بھی) جو کہ مشرک ہیں اور اگر (ان مواقع پر) صبر کروگے اور (خلاف شرع امور سے) پرہیز رکھوگے تو تمہارے لئے اچھا ہوگا کیونکہ یہ (صبر و تقوی) تاکیدی احکام میں سے ہے (اور تاکیدی احکام پر عمل کرنا ہی اچھا ہے) **ف** آزمانے کا مطلب یہ کہ ایسے حوادث تمپر وقتاً فوقتاً واقع ہوا کریں گے اسکو مجازاً آزمانا کہدیا ورنہ اللہ تعالےٰ آزمانے کے حقیقی معنے سے پاک ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور صبر کرنیکا یہ مطلب نہیں کہ تدبیر نہ کرو یا مواقع انتقام میں انتقام نہ لو یا مواقع قتال میں قتال نہ کرو بلکہ حوادث سے دلتنگ نہ ہو کیونکہ اس میں تمہارے لئے منافع و مصالح ہیں اور تقوی یہ کہ خلاف شرع امور سے بچو گو تدبیر بھی کیجا دے پس آیات صبر آیات قتال کے معارض نہیں کہ احتیاج نسخ ہو اسیطرح حضرت صدیق کا غضب و تادیب بھی خلاف صبر نہیں بمقابلہ پہلے سے اسلئے ان حوادث کی خبر دیدی کہ پہلے سے آمادہ رہیں تاکہ وقوع کیوقت پریشان نہ ہوں **ربط** جیسا اوپر کی آیت میں یہود کے قبائح کا بیان ہے اگلی آیت میں بھی ان کی ایک خصلت قبیحہ کا ذکر ہے کہ وہ نقض ہے معاہدہ اظہار احکام و عدم کتمان حق کا **مذمت اہل کتاب در کتمان حق** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ والے قولہ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ○ اور (یہ حالت بھی قابل ذکر ہے) جب کہ اللہ تعالےٰ نے (کتب سابقہ میں) اہل کتاب سے یہ عہد لیا (یعنے ان کو حکم فرمایا اور انہوں نے قبول کرلیا) کہ اس کتاب

اللغات عزم الامور، امامن العزم بمعنی توطین النفس وعقد القلب فالمعنی من لا مور التی ینبغی ان یلعزم بہا کل احد امامن العزم بمعنی الارادۃ والایجاب فالمعنی من الامور التی عزمہا اللہ تعالےٰ واختیرت الثانی ۱۲ **النحو** لتبیننہ لجواب میثاق لتضمنہ معنی القسم وقرا ابن کثیر وابو عمرو لیبیننہ بیاء الغیبۃ وقد قرر علماء العربیۃ انک اذا اخبرت عن یمین حلف بہا فلک فی ذلک ثلثۃ اوجہ احدہا ان یکون بلفظ الغائب کانک تخبر عن شیٔ کان تقول استحلفہ لیقومن والثانی ان تاتی بلفظ الحاضر ترید اللفظ الذی قیل لہ فتقول استحلفہ لتقومن کانک قلت لہ لتقومن الثالث ان تاتی بلفظ المتکلم فتقول استحلفہ لاقومن کذا فی روح المعانی ۱۲ **البلاغۃ** اوتوا الکتاب التعبیر عنہم بذلک للاشعار بموجب الشقاق والایذان بان ما یسمعونہ منہم مستند علی زعمہم الی الکتاب انما للاشارۃ الی عظم صدور ذلک المسموع منہم وشدۃ وقعہ علی الاسماع حیث انہ کلام صدر ممن لا یتوقع صدورہ منہ لوجود زاجر عنہ وہو مقیادہ الکتاب کما قیل کذا فی روح المعانی ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** لے قولہ اور آزمائے جاؤگے اشارہ الی ان الکلام قبلہ من جملۃ الابتلاء ۱۲ ۲ے قولہ تمہارے لئے اچھا ہوگا اشارۃ الی حذف الجزاء لے قولہ تو خبران المذکور لما یصلح جزاء ان العبرۃ حسن سوء صبرہما ولا تعبیر للعموم الاان یقال المراد العبر صبر المخاطبین خاصۃ فیصلح ان یکون مترتباً الشرط ۱۲ ۳ے قولہ عمل کرنا ہی یہ زیادۃ کلمۃ الحصر لان ترک العمل بالواجب قبیح ۱۲

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا

جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو سو ایسے

تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور اللہ ہی کیلئے ہے سلطنت آسمانوں

وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

اور زمین کی — اللہ ہرشے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

دکے سب مضامین، کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کردینا اور اس (کے کسی مضمون) کو دنیوی غرض سے پوشیدہ مت کرنا سوان لوگوں نے اس (عہد) کو اپنے پس پشت پھینکدیا (یعنے اسپر عمل نکیا) اور اسکے مقابلہ میں (دنیا کا) کم حقیقت معاوضہ لیلیا سو بری چیز ہے جسکو وہ لوگ لے رہے ہیں (کیونکہ انجام اسکا سزائے دوزخ ہے) **ف** علم کے ربع پر اول یا بنی اسرائیل میں اس عہد کا اور ان لوگوں کے دنیا اختیار کرنیکا مضمون مذکور ہوچکا ہے اور دنیوی غرض کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر کسی دقیق مسئلہ کو کسی دینی مصلحت سے کسی بدفہم کے روبرو ذکر نہ کیا جائے تاکہ اسکے لئے نقصان کا باعث نہ ہوجاوے اور اسوقت اسکی حاجت بھی نہ ہو تو یہ جائز بلکہ ضروری ہے اور جن مضامین کو یہ اہل کتاب پوشیدہ کرتے تھے انمیں بڑا امر پیشینگوئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت چونکہ خود انکو ایمان لانا منظور نہ تھا اسلئے اوروں سے بھی اسکو چھپاتے تھے **ربط** اوپر یہود کے کتمان حق کا بیان تھا چونکہ ان لوگوں کو اپنی اس حرکت شنیعہ پر بجائے ندامت وخجالت کے اور برعکس فرحت اور نخر تھا اگلی آیت میں اسکی وعید مذکور ہوتی ہے **وعید فرح بر معصیت** لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ الی قولہ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار (بد) پر خوش ہوتے ہیں اور جو (نیک) کام نہیں کیا اسپر چاہتے ہیں کہ انکی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ (دنیا میں) خاص طور کے عذاب سے بچاؤ اور حفاظت میں رہینگے (ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں بھی کچھ سزا ہوگی) اور (آخرت میں بھی) انکو دردناک سزا ہوگی **ف** کردار بد یہی کہ احکام حقہ کو چھپاتے تھے اور جو نیک کام نہیں کیا اس سے مراد اظہار حق جسکو وہ نہ کرتے تھے لیکن دوسروں کو یہ یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہم اظہار حق کرچکے ہیں تاکہ انکا خداع معلوم نہ ہو چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بھی یہود نے یہ حرکت کی رواہ البخاری اور اکثر یہود میں جو منافقین تھے وہ بھی مواقع غزوات پر جھوٹے عذر کرکے ایسا ہی فریب دینا چاہتے تھے رواہ الشیخان یہ آیت ان سب افعال پر نازل فرمائی اور آیت بوجہ عموم الفاظ کے دوسروں کو بھی شامل ہے جو ایسی حرکت کرے لیکن مراد اس فرح سے فرح علی المعصیت اور حب حمد سے اہتمام حمد ہے اور فرح علی الحسنہ بھی اگر بالاہتمام ہو تو قواعد شرعیہ کی رو سے وہ بھی مذموم ہے البتہ جو فرح علی الحسنہ طبعاً ہو اسیطرح حب حمد بمالم یفعل طبعاً ہو وہ معصیت نہیں خوب سمجھ لو دنیا کی سزا ان یہود کو یہ ہوئی کہ بعضے قتل ہوئے بعضے جلاوطن ہوئے اور منافقین کو یہ ہوئی کہ رسوا وفضیحت ہوئے **ربط** اوپر اہل کفر کی سزا کا ذکر تھا چونکہ سزا دینے کے لئے اختیار اور قدرت لازم ہے اسلئے آیت آئندہ میں اس کا اثبات ہے **اثبات سلطنت وقدرت الٰہیہ** وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور اللہ ہی کے لئے (خاص) ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالےٰ ہرشے پر پوری قدرت رکھتے ہیں **ف** پس چونکہ وہ سلطان حقیقی ہیں سب پر انکا حکم نافذ ضروری ہے اور نافرمانی جرم ہے اور چونکہ وہ قادر ہیں اسلئے جرم کی سزا دے سکتے ہیں اور چونکہ انہوں نے اس سزا کی خبر دی ہے اسلئے ضرور سزا دینگے۔ اور چونکہ یہ صفات انکے ساتھ خاص ہیں لہذا انکے سزا دیئے ہوئے کو کوئی بچا نہیں سکتا پس ان مقدمات سے اوپر کے مضمون کی تاکید ہوگئی **ربط** چونکہ اوپر اختصاص سے توحید مفہوم ہوئی اگلی آیت میں توحید پر دلیل لاتے ہیں اور اسکے ساتھ توحید کے کامل مقتضا پر عمل کرنیوالوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جسمیں اشارۃً دوسروں کو بھی ترغیب ہے اس اقتضا پر عمل کرنے کی

اللغات فی روح المعانی المفازۃ مصدر میمی بمعنی الفوز والتاء لیست للوحدۃ لبناء المصدر علیہ ومن العذاب متعلق بہا ای متلبسین بنجاۃ منہ **النحو** لا تحسبن فی الجلالین بالتاء والیاء فلا تحسبنھم بالوجہین وفعوا لحسبان دال علیہما تحسبن تاکید حذف الثانی فقط قلت ومن قرء بالتحتانیۃ فجملۃ فی معنی الفعل الاول ... کذا فی روح المعانی **البلاغۃ** قولہ فلا تحسبنھم فی روح المعانی قال الزجاج ... **ملحقات الترجمۃ** خاص طور کے عذاب سے بناء علی کون اللام للعہد وما فسرتہ ہو الذی اختارہ فی المعانی وعلیہ فیکون الوانی دلیلا لعطف ۱۲ **ف۲** قولہ رواہ البخاری لفظہ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألہم عن شیء فکتموہ ایاہ واخبروہ بغیرہ فخرجوا قد اروہ ان قد اخبروہ بما سألہم عنہ واستحمدوا بذلک الیہ وفرحوا بما اتوا من کتمان ما سألہم عنہ کذا فی روح المعانی ۱۲ **ف۳** قولہ رواہ الشیخان لفظہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رجالا من المنافقین کانوا اذا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغزو تخلفوا عنہ وفرحوا بمقعدہم خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغزو اعتذروا الیہ وحلفوا واحبوا ان یحمدوا بما لم یفعلوا فنزلت ہذہ الآیۃ کذا فی روح المعانی ... **ف۴** قولہ لیکن مراد اس فرح سے الی آخر الفائدۃ قلت عند کما قال ابن عباس ... انما نزلت ہذہ الآیۃ فی اہل الکتاب ...

میثاق الذین اوتوا الکتاب الآیۃ مجیبا لمروان اذ قال لبوابہ اذہب یا رافع الی ابن عباس فقل لئن کان کل امرء منا فرح بما اوتی واحب ان یحمد بما لم یفعل معذبا لنعذبن اجمعون رواہ الشیخان وغیرہما کما فی روح المعانی ۱۲ **ف۵** قولہ اللہ ہی کے لئے افادۃ التقدیم المجاور والمجرور وفرع علیہ قولہ چونکہ یہ صفات ان کے ساتھ خاص ہیں اما السلطنۃ فبالتقدیم واما القدرۃ فلاقتضاء المقام ۱۲

۱۹
ع
۹
۱۰

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب قال العبد الضعیف فیہ ذم لما علیہ اکثر متصوفی زماننا من ان حل حکایات مجالسہم مدائحہم بکمالات لیست فیہم ولیس فیہم اللازم فان حب المدح بما لم یعد فیہ محلا موضع الاعتناء انما التقیید بالخصوصیۃ الواقعۃ التی نزلت الآیۃ فیہا انتہی القول ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب اس میں اس زمانہ کے مدعیان تصوف کی اس عادت کی مذمت ہے کہ ان کی مجالس کے تذکروں کا زیادہ حصہ ان کی مدح ایسے کمالات کے ساتھ ہوتی ہے جن سے وہ کورے ہیں اور یہ مدح اس ذم کی تائید ہے چونکہ مدح محبت مستوجب مذمت ہے پس قید خصوصیت تصرف لازم مہیب شے ہے

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ

بلا شبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے

یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ

ہمارے پروردگار آپنے اسکو لایعنی پیدا نہیں کیا کہ ہم آپکو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں

اَخْزَیْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ

اسکو واقعی رسوا ہی کردیا اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے

فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا

پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار

عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۭ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

اور ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپنے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے

اوپر جو کفار سے ایذائیں پہنچنے کا مضمون تھا آیت آئندہ کو اس سے بھی مناسبت ہے اسطرح کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عناداً یہ درخواست کی کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ حق کے دلائل تو بہت ہیں انہیں کیوں نہیں فکر کرتے اور وہ فی لباب النقول بروایۃ الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس ضو سورہ بقرہ کے معاملہ ہی دسویں جملہ کا بھی ملاحظہ کر لیا جاوے اس سے یہ شبہ دفع ہو جاویگا کہ پھر انکی یہی درخواست کیوں نہ پوری کردی گئی خلاصہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ درخواست بتحقیق حق کیلئے نہ تھی بلکہ عناداً تھی جس سے درخواست پورا ہونے پر بھی ایمان نہ لاتے دلیل توحید و فضل موحدین کاملین اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الٰی قولہ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بلا شبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل توحید کے موجود ہیں اہل عقل سلیم کے استدلال کے لئے جنکی حالت یہ ہے رجوع کے آتی ہے اور یہی حالت ان کے عاقل ہونے کی علامت بھی ہے کیونکہ عقل کا اقتضا دفع مضرت و تحصیل منفعت ہے اور اسپر اصلاح کا مجموعہ اسپر دال ہے وہ حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اسحال میں دل سے بھی زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں اپنی قوت عقلیہ سے غور کرتے ہیں اور غور کا جو نتیجہ ہوتا ہے یعنی حدوث ایمان یا تجدید و تقویت ایمان اسکو اسطرح ظاہر کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپنے اس مخلوق کو لایعنی پیدا نہیں کیا بلکہ اس میں حکمتیں رکھی ہیں جنمیں ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ اس مخلوق سے خالق تعالیٰ کے وجود و توحید پر استدلال کیا جاوے اور ہم آپکو لایعنی پیدا کرنے سے منزہ سمجھتے ہیں اسلئے ہمنے استدلال کیا اور توحید کے قائل ہوئے سو ہمکو موحد و مومن ہونے کیوجہ سے عذاب دوزخ سے بچا لیجئے جیسا کہ شرعاً اسکا یہ مقتضی ہے کہ کسی عارض سے یہ اقتضا ضعیف ہوجاوے اور چندے عذاب ہونے لگے لیکن غرض تو ان لوگوں کی یہ تھی اور وہ اسی مضمون ایمان کے مناسب اور معروضات بھی کرتے ہیں جو آگے آتے ہیں معروض دوم اے ہمارے پروردگار ہم اسلئے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کہ بے شبہ آپ جسکو بطور اصلی جزا کے دوزخ میں داخل کریں اسکو واقعی رسوا ہی کردیا اور اس سے کافر ہے اور ایسے بے انصافوں کا جنکی اصلی جزا دوزخ تجویز کیجاوے کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں اور آپکا وعدہ ہے

اللغات الذنوب والسیئات عن ابن عباس فی الاول الکبائر وفی الثانی الصغائر ... [illegible]
[illegible] ترجمہ قولہ سلیم ... [illegible] قولہ حال ... [illegible]
[illegible] قولہ دل سے بھی ... [illegible] قولہ غور کا ... [illegible]
[illegible] قولہ یعنی حدوث ... قولہ فی ترجمہ ... [illegible]
[illegible] قولہ و مسیح ... [illegible] قولہ فی ترجمہ ... [illegible]

مسائل السلوک

المتن۔ قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والارض قال العبد الضعیف فی الآیۃ مسئلتان الاولی ان الفکر عبادۃ ایضاً کما ان الذکر عبادۃ الثانیۃ ان محل الفکر ھو الخلق حیث قیل الفکر فی خلق السموات والارض ومن ثمۃ ورد لا تتفکروا فی ذات اللّٰہ انتہی القول۔ المتن۔ قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً قال العبد الضعیف لما کان الباطل ھو المعدوم والعبث ثبت بہ او ما نقل عن بعض الاکابر ان الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود ماؤل بان المراد مرتبۃ الاتصاف بالحقیقۃ ولو بالواسطۃ لیسمی واسطۃ فی الثبوت کحرکۃ القلم بحرکۃ الید لا نفی الاتصاف المجازی وسمی واسطۃ فی العروض کحرکۃ الجالس بحرکۃ السفینۃ ولو یدل علی نفی وبل سمی والحق وقد یستعمل الباطل بمعنی الفانی وعلیہ ورد فی الحدیث الا کل شیٔ ما خلا اللّٰہ باطل والقرینۃ علیہ ما بعدہ من قولہ وکل نعیم لا محالۃ زائل انتہی القول۔ ترجمہ

قولہ تعالیٰ۔ الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والارض الخ بر صفحہ ۸۵

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ

سو منظور کیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو اکارت نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو

اہل ایمان کیلئے رسول کی نے کا بھی اور نصرت کرنے کا بھی کما قال لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ وقال انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد الآیۃ بس ایمان لاکر اسلئے ہماری درخواست ہے کہ کفر کی اصلی جزا سے بچا دیجئے ایمان کا اصل مقتضا نجات عن النار مرتب فرمائیے اور اس اقتضا کے موانع کا ارتفاع اس سے آگے معروض چہارم میں آتا ہے (معروض سوم) اے ہمارے پروردگار ہم نے ایسے مصنوعات کی دلالت سے عقلی استدلال کیا بطرح جیسے ایک حق کیطرف ایکار نیوالیکو امر دلیل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بواسطہ یا بلا واسطہ سنا کہ وہ ایمان لانے کیواسطے اعلان کر رہے ہیں کہ اے لوگو تم اپنے پروردگار کی ذات و صفات پر ایمان لاؤ سو ہم (اس دلیل نقلی سے استدلال کر کے بھی) ایمان لے آئے (اس معروض کے مضمون میں ایمان بالرب کیساتھ ایمان بالرسول بھی ضمناً آگیا پس ایمان کے دونوں جزو اعتقاد توحید و اعتقاد رسالت کامل ہو گئے (معروض چہارم) اے ہمارے پروردگار پھر (اسکے بعد ہماری یہ درخواست ہے کہ) ہمارے (بڑے) گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری (چھوٹی) بدیوں کو بھی ہم سے (معاف کر کے) زائل کر دیجئے اور ہمارا انجام بھی بہتر ہماری درستی کیجئے اس طرح کہ ہمکو نیک لوگوں کیساتھ (شامل رکھکر) موت دیجئے (یعنی نیکی پر خاتمہ ہو (معروض پنجم) اے ہمارے پروردگار اور جسطرح ہم نے اپنی مضرتوں سے محفوظ رہنے کیلئے عرض کیا ہے جیسے دوزخ و رسوائی اور ذنوب و سیئات اسی طرح ہم اپنے منافع کی دعا کرتے ہیں کہ ہمکو وہ چیز یعنی ثواب و جنت) بھی دیجئے جسکا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے (کہ مؤمنین و ابرار کو اجر عظیم ملیگا) اور (یہ ثواب و جنت ہمکو اس طرح دیجئے کہ ثواب ملنے سے پہلے بھی) ہمکو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے (جیسا کہ بعض کو اول سزا ہوگی پھر جنت میں جاوینگے مطلب یہ کہ اول ہی سے جنت میں داخل کر دیجئے) اور یقیناً آپ (تو) وعدہ خلافی نہیں کرتے لیکن ہمکو یہ خوف ہے کہ جنکے لئے وعدہ ہے یعنی مؤمنین و ابرار کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ ہم ان صفات سے موصوف نہ ہوں جنپر وعدہ ہے اسلئے ہم آپ سے یہ التجائیں کرتے ہیں کہ ہمکو اپنے وعدہ کی چیزیں دیجئے یعنی ہمکو ایسا کر دیجئے اور ایسا ہی رکھئے جس سے ہم وعدہ کے مخاطب و محل ہو جاویں ہوا سمٰوٰت و ارض وغیرہ سے توحید پر استدلال کی تقریر شروع سیقول رکوع ان فی خلق السمٰوٰت کے ذیل میں مفصل مرقوم ہو چکی ہے اور سمعنا کے ترجمہ میں جو احقر نے بواسطہ یا بلا واسطہ بڑھا دیا ہے وہ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ کی ندا کو صحابہ رضی نے تو بلا واسطہ سنا اور ہم نے بواسطہ اور مضمون دعا کا سب مسلمانوں کو عام ہے اسلئے تعمیم سماع کی کر دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبروں کی معرفت حالانکہ معرفت یہ کافی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت وجہ یہ کہ سب انبیاء کا مضمون اس وعدے میں ایک ہے اور اس سے تاکید ہو گئی وعدہ کی یعنی بار بار ہر زمانہ میں تجدید ہوتی رہی ہے ۱۲ ان دعاؤں کا مضمون جمیع مقاصد مطلوبہ کو جامع ہے کیونکہ منتہیٰ مقاصد کا دو امر ہیں جنت ملنا اور دوزخ سے بچنا اور دونوں کیلئے دو شرطیں ہیں طاعات کا وجود اور معاصی کا عدم کل چار چیزیں ہوئیں فقنا عذاب النار میں امر ثانی اور فاغفر لنا الخ امر رابع اور آتنا ما وعدتنا میں امر اول و ثالث کی درخواست ہے ربط اوپر ان لوگوں کی دعاؤں کا بیان تھا جو دلائل عقلیہ و نقلیہ میں نظر کر کے ایمان لے آئے آگے ان کی ان دعاؤں کا قبول ہونا فاستجاب لہم میں اور اس قبول کی علت انی لا اضیع میں پھر اس علت پر کہ درحقیقت ایک قاعدہ کلیہ ہے ایک تفریع مناسب مضمون مقصود سورت بذا کے مجاہدہ وصبر علی الجہاد وایذاء الکفار ہے مذکور ہے **قبول ادعیہ مذکورہ مع علت و تفریع بر علت** فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ

بقیہ ترجمہ صفحہ

اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ فکر بھی مثل ذکر کے عبادت ہے۔ دوسرا یہ کہ فکر کا محل مخلوقات ہیں نہ کہ خالق کی ذات

قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت هذا باطلا چونکہ باطل میں عبث بھی داخل ہے اور اس آیت میں اس کی نفی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ممکنات کے وجود کی کوئی علت نہیں سو یہ قول باطل ہے اور تاویل یہ ہے کہ مراد انتفاء حقیقی کا مرتبہ ہو۔ جو مستلزم نفی احتیاج ہو نہ کہ انتفاء مجازی جو واسطہ فی العروض میں ہوتا ہے

النحو قولہ بعضکم جملۃ معترضۃ ومن اتصالیۃ اما بسبب اتحاد الاصل او الاتحاد فی الدین من روح المعانی وعلیٰ الاعلیٰ بالنتیجۃ لنظیرہ ۱۲

البلاغۃ قولہ انی بانی والخطاب فی منکم والتکلم انی من باب الالتفات والحکمۃ الخاصۃ فیہا اظہار کمال الاعتناء بشان الاستجابۃ وتشریف الداعین بشرف الخطاب والتعریض ببیان السبب لکمال الاستجابۃ والاشعار بان مدار الاثم التی قدموہا علیہ الا ماد مجرد الدعاء کذا فی روح المعانی علۃ والی ہذا السبب اشرت بقولی بعد ترجمۃ بعضکم بیان کرکے کہ مل یک ہیں الخ تم فہم وتشکر ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابو الشیخ والبیہقی وغیرہم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث طویل وفیہ ان اللہ تعالیٰ یدعو یوم القیامۃ الجنۃ فتاتی بزخرفہا وزینتہا فیقول این عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی واوذوا فی سبیلی وجاہدوا فی سبیلی ادخلوا الجنۃ فیدخلونہا بغیر عذاب ولا حساب ۔۔۔ وہذا الحدیث تاکید امران الاول ان ہذہ الاعمال تکفر السیئات کما ذکرت فی الفائدۃ والثانی الصحابی ان الاسلام یہدم ما کان قبلہ وان الہجرۃ تہدم ما کانت قبلہا وان القتل فی سبیل اللہ یکفر کل ذنب الا الدین والثانی الوصیۃ فی ترجمۃ بسبیل من تعلقہ بالکل فتذکر وفی روح المعانی اخرج الترمذی وعن کثیر عن ام سلمۃ قالت یا رسول اللہ لا اسمع اللہ تعالیٰ ذکر النساء فی الہجرۃ بشیء فانزل اللہ تعالیٰ فاستجاب لہم الآیۃ فحوالاً یعلم المراد انہا نزلت تتمۃ لما قبلہا اھ قلت ولا بد من ہذا المراد وان الآیۃ لیست منقطعۃ عما قبلہا ۱۲

تلخیصات الترجمۃ ۱ قولہ فی ترجمۃ فاغفر لنا پھر اس کے بعد اشارۃ الی الفاء للتعقیب الترتیب لان المغفرۃ والتکفیر متاخرۃ کما ہو ظاہر من المقام لیس بترتب المحالۃ علیہ والایمان بر علی الاعمال مطلقاً ۱۲ ۲ قولہ پیغمبروں کی معرفت فالتقدیر علی السنۃ رسلک ۳ قولہ فی ترجمۃ قولہ ولا تخزنا ثواب ملنے سے پہلے الخ نکتہ تکرار فی مضمون الخزی واعلم ان حقیقۃ الخزی والسوء علی الکافرین وصورۃ وشیء من اثرہ قد یکون للعصاۃ فلا یتوہم التنافی فی الخزیین المذکورین فی آیتین۔ پنبنا ۱۲

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ

سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ

خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی یہ عوض ملیگا اللہ کے پاس

عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا

سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے تجھکو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں

فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

نہ ڈالدے چند روزہ بہار ہے پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ (الی قولہ) وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ سو منظور کیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے کہ میری عادت مستمرہ ہے کہ میں کسی شخص کے نیک کام کو جو تم میں سے کام کرنیوالا ہو اکارت نہیں کرتا کہ اسکا صلہ نہ دوں خواہ وہ کام کرنیوالا مرد ہو یا عورت ہو دونوں کیلئے یکساں قانون ہے کیونکہ تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کا جزو ہو اسلئے حکم بھی دونوں کا ایک سا ہے پس جب ان لوگوں نے ایمان کے ایک عمل نیک سے قبول کرنے اسکے ثمرات کی درخواست کی تو میں نے اپنی عادت مستمرہ کیموافق اسکو منظور کر لیا اور جب ایمان پر جو سب کی اصل ہے اسقدر ثمرات عطا فرماتے ہیں سو جن لوگوں نے ایمان کیساتھ اور اعمال شاقہ بھی کئے ہیں مثلاً ہجرت یعنی ترک وطن کیا اور وہ بھی ہنسی خوشی سیر و سیاحت کیلئے نہیں بلکہ اس طرح کہ اپنے گھروں سے تنگ کر کے نکالے گئے یعنی کفار نے وطن میں پریشان کیا بیچارے گھر چھوڑ چھوڑ کر پردیس کو نکل کھڑے ہوئے اور اس کے سوا اور طرح طرح کی تکلیفیں بھی دیئے گئے اور یہ باتیں یعنی ہجرت و ایذا سب میری راہ میں (یعنی میرے دین کے سبب) انکو پیش آئیں اور ان سب کو انہوں نے برداشت کیا اور اس سے بڑھکر انہوں نے یہ کام کیا کہ جہاد بھی کیا اور بہتیرے ان میں شہید بھی ہو گئے اور آخر تک جہاد نہ ہے تو ایسے اعمال پر تو ثمرات کیوں نہ دونگا ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں جو میرے حقوق کیمتعلق ہو گئی ہوں معاف کر دونگا اور ضرور انکو بہشت کے ایسے باغوں میں داخل کرونگا جن کے محلات کے نیچے نہریں جاری ہونگی (ان کو) یہ عوض ملیگا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس (یعنی ان کے قبضہ قدرت میں) اچھا عوض ہے اور وہ اچھا عوض اللہ تعالیٰ ان کو دینگے ف تمام خطائیں اسلئے کہا گیا کہ یہاں ہجرت و جہاد و شہادت کی فضیلت مذکور ہے اور حدیثوں کی ان اعمال کا تمام ذنوب سابقہ کا کفارہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور آیات دعا میں تکفیر کو جو کہ استجابت ہے مفہوم بھی خواہ اسلام پر مرتب کیا جاوے کہ اسکا علی الاطلاق مکفر ہونا وارد ہے اور اس دعا سے تکفیر کو صلہ استغفار کا کہا جاوے توبہ کے مکفر ہونے میں کوئی خفا ہی نہیں، اور یہ جو قید لگائی کہ میرے حقوق کے متعلق الخ وجہ اسکی یہ کہ حدیث میں دین کا استثنا آیا ہے ربط اوپر کی آیت میں مسلمانوں کی کلفتوں کا بیان اور انکا انجام نیک مذکور تھا آگے کافروں کی آرام و عیش کا بیان اور انکا انجام بد مذکور ہے تاکہ مسلمانوں کو اپنا انجام سنکر جو تسلی ہوئی تھی اپنے دشمنوں کا انجام سنکر اور زیادہ تسلی ہو اور انکی آرام و عیش کیطرف حرصاً یا حزناً یا غیظاً التفات نہ کریں پھر اس انجام بد کو دریافت کرکے اگر کسی کو ان میں سے توبہ کی توفیق ہو اور کفر و معاصی سے باز آوے تو اس انجام بد سے محفوظ رہنا اور اسکو بھی انجام نیک کا نصیب ہو جانا اسکے ساتھ بیان فرما دیا انجام بد کفار مع استثناء تائبین عن الکفر

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ عادۃ مستمرۃ اشارۃ بہ الی عدم الوجوب علیہ تعالیٰ دائماً ہو تفضل ۱۲ کہ قولہ صلہ نہ دوں تحقیق معنی التضییع عدم نفس العمل قد وجد فکیف یضاع ۱۲ کہ قولہ سو ترجمۃ او ذوا اور اسکے سوا التکلیف اصل التفاعل ۱۲ کہ قولہ فی ترجمۃ ذیل قید الکل من الہجرۃ والاخراج والایذاء بالمحل والقتل یعنا بقرینۃ العطف ۱۲ کہ قولہ برداشت کیا قدر جامع الاخراج والایذاء بلیس من عملہم والمقام بیان فضل الاعمال ۱۲ لہ قولہ بہتیرے اشارۃ الی ان المرجح فی فاکمولان فضل القتال لا یتوقف شرعاً علی القتل ۱۲ کہ قولہ دہئے ای حتی قتلوا او حتیٰ قتل اخوانہم فالمراد الی تخمیر قاتلوا وقاتلوا وز داعیہن ماذکر فی فائدۃ قولہ برداشت کیا فانہ کونہم مقتولین لیس من اعمالہم ۱۲ ۵ قولہ فی ترجمۃ السیئات تمام خطائیں فالسیئات ہہنا مخصوص بالصغائر بدلیل الذی سیاتی فی الفائدۃ وذکر فی روح المعانی لکنہا ورباً یقال ان حمل السیئات ہہنا علی ما یعم الکبائر سائغ اہ قلت فہذہ الاعمال مخصوصۃ من عموم ان الحسنات والقربات تکفر صغائرہ لا غیر ۱۲

اللغات فی القاموس تقلب فی الامور تصرف فیما کیف شاء ... وفی روح المعانی قولہ ... حسن الثواب ... غیرہ بحال ... حسن الثواب مبتدا موخر ... جعل ای النہی للتقلب تنزیلاً للسبب منزلۃ المسبب کما یا لغۃ ۱۲ البلاغۃ قولہ عندہ حسن الثواب

ثلثۃ ارباع

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ

لیکن جو لوگ خدا سے ڈریں ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہوگی

عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ

اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں وہ نیک بندوں کیلئے بدرجہا بہتر ہیں اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو

يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو ان کے پاس بھیجی گئی اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ

ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

کی آیات کے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملیگا ان کے پروردگار کے پاس۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کردینگے

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ الیٰ قولہ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ اے طالب حق انجملوں کا فروں کا حظوظ دنیا کیلئے شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈالدے اگر اس حالت کی کچھ وقعت کرنے لگے یہ چند روزہ بہار ہے کیونکہ مرتے ہی سب کا نام و نشان بھی نہ رہیگا پھر انجام یہ ہوگا کہ ان کا ٹھکانا ہمیشہ کیلئے دوزخ ہوگا اور وہ بری ہی آرامگاہ ہے لیکن انمیں سے بھی جو لوگ خدا سے ڈریں اور مسلمان و مطیع ہو جاویں ان کیلئے بہشت کے باغات ہیں جنکے محلات کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے یہ ان کی مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں جنکا ابھی ذکر ہوا یعنی جنات وانہار وغیرہ[سہ] یہ نیک بندوں کیلئے بدرجہا کفار کے حظوظ دنیوی سے بہتر ہیں کمیت میں بھی اور کیفیت میں بھی ربط آیات دعا کے قبل اور متصل شایع اہل کتاب کا بیان تھا چونکہ بعضے ان میں جو مسلمان ہو گئے تھے اچھے بھی تھے سلئے حسب عادت قرآنیہ ان کے قبائح کے بعد ان کے مدائح آگے بیان فرماتے ہیں جیسے شروع پارہ کے رکوع سوم میں یہ آیت آئی تھی لیسوا سوا اور چونکہ شہیر روایات شان نزول کی رو سے وہ آیت تو مسلم یہودیوں کے باب میں تھی اور یہ آیت نو مسلم نصاریٰ کے باب میں اسلئے تکرار بھی لازم نہیں آیا اور اہل کتاب کا لفظ دونوں کو شامل ہے اور سورت میں دونوں ہی سے محاجہ تھا اور اگر دونوں آیتوں کا مصداق ایک ہی مذہب کے نومسلم ہوں تو اختلاف عنوان سے تکرار نہ رہا اگر ہو تو تاکید ہوگئی مدح مؤمنین اہل کتاب وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ الیٰ قولہ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کے ساتھ بھی اعتقاد رکھتے ہیں جو تمہارے پاس بھیجی گئی یعنی قرآن اور اس کتاب کے ساتھ بھی اعتقاد رکھتے ہیں جو ان کے پاس بھیجی گئی یعنی توراۃ وانجیل اور خدا کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہیں تو اس طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی ہیں اسلئے اس اعتقاد میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہیں کرتے اور توراۃ و انجیل کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہیں تو اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ کی آیات اور احکام کے مقابلہ میں دنیا کا کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملیگا ان کے پروردگار کے پاس اور اسمیں کچھ بھی دیر نہ لگیگی کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کتاب کردینگے اور حساب کرتے ہی سب کا لینا دینا بیباق کردینگے ان خاشعین اور لا یشترون کی قید لگانے سے بنا بر تقریر ترجمہ احقر کے یہ سوال واقع نہیں ہوتا کہ اللہ کو اور توراۃ وانجیل کو تو سب اہل کتاب مانتے تھے پھر اس میں اسلام قبول کرنیوالوں کی تخصیص کی وجہ واقع ہونے کی ان قیود سے معلوم ہوگئی کیونکہ دوسرے اہل کتاب کا اعتقاد اللہ تعالیٰ کے ساتھ بلا خشوع تھا اسی سبب سے اسمیں حدود شرعیہ سے تجاوز کرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ پر اولاد کی تہمت لگاتے تھے کہیں

اللغات النزل بضم الزاء وسکونہا فی القاموس ما ہی للضیف ان ینزل علیہ وقال غیرہ اول ما ینزل فتسمیتہ الجنۃ نزلا مع ہذا یکون للاشارۃ الی انہا اول مایعطون لایقاسون الاستقرار والکمال کبعض الجنۃ اول ما اعدو السقاء الرویۃ بعدہ وفیہ ایذان بشرفہم ان النعیم کرم خاشعین قال ابن زید خائفین متذللین وقال الحسن الخشوع الخوف اللازم للقلب من اللہ تعالیٰ ۱۲ ملحقات الترجمۃ والروایات [سلہ] قولہ چند روزہ فالقلۃ باعتبار قصر المدۃ وان اکثر ویمکن ان یکون باعتبار المقدار فی جنب ما اعد اللہ للمؤمنین من البیضاوی قلت خبث البہ فی قولہ اخیر کمیت میں الخ ۱۲ [سلہ] قولہ بہار یطلق فی لساننا علی ماینتفع بہ فہو بہذا المعنی مرادف للمتاع فلم یترک الترجمۃ لصنیعۃ ۱۲ [سلہ] قولہ وفرما ہمن الخلو والمذکور والرویۃ التی دلت علیہ نصوص اخر ولا یبل المقام علے الحصر [سلہ] قولہ فی تقریر الربط شہیر روایات ہو ما فی لباب المنقول روی النسائی عن انس قال لما جاء نعی النجاشی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علیہ قالوا یا رسول اللہ نصلی علی عبد حبشی فانزل اللہ وان من اہل الکتاب من یؤمن باللہ وروی ابن جریر نحوہ عن جابر فی المستدرک عن عبد اللہ ابن الزبیر قال نزلت فی النجاشی وان من اہل کتاب ۱ء قلت وفی الرویۃ ابن جریر عن جابر فقال المنافقون انظروا الی ہذا یصلی علی علج نصرانی لم یرہ قط کذا فی روح المعانی فبین بہذا ان النجاشی کان واصحابہ اہل فی الاصل المنافقون ۱۲ [سلہ] قولہ فی تقریر الربط الخ دونوں آیتوں کا مصداق ایک ہی مذہب کا ورد فی روایۃ غیر مشہورۃ ذکرہا فی روح المعانی کذا وروی عن ابن جریج وابن زید وابن اسحق نہا نزلت فی جماعۃ من الیہود اسلموا منہم عبد اللہ بن سلام ومن معہ قلت ذکرہ الاولی الشہر کونہا عند النسائی ۱۲ ش

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو

ع ۲۰

سُورَةُ ٱلنِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَسَبْعٌ وَسَبْعُونَ آيَةً

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

احکام میں افترا کرتے تھے اسی طرح تورات و انجیل کے ساتھ اعتقاد مع الاشتراک تھا اسلئے تخصیص کی گئی اور قرآن پر چونکہ دوسرے اہل کتاب کا مطلق اعتقاد نہ تھا اسلئے اس میں کوئی قید نہیں لگائی کہ نفس اعتقادی دونوں میں میسر ہے اور یہ جو فرمایا کہ جلدی حساب کتاب کر دینگے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کا بھی ضرور حساب ہوگا کیونکہ بہت سے مقبولین کا بلا حساب جنت میں جانا احادیث میں آیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جو جلدی حساب کتاب کر دیتا ہو وہ جلدی ہی مزدوری بھی دے دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ احسب الحاسبین کرینگے تو سمجھو کہ ایمان و اعمال صالحہ کا بدلہ بھی جلدی ہی دینگے خصوص اسلئے کہ قیامت بھی قریب ہے پس یہ کلام بطور کنایہ کے ہے ربط سورت ختم پر آگئی چونکہ اصل مضمون سورت کا محاجہ کفار ہے بالسنان بھی بالسنان بھی اور اسکے ضمن میں بہت سے معاملات قولیہ و فعلیہ کفار کے ایسے مذکور ہوئے جن سے مسلمان متاذی ہوتے تھے ایسے مواقع میں چند حالتیں پیش آتی ہیں ایک مقاتلہ ایک مصالحہ ایک یہ کہ صلح کا عہد ہو اور نہ بالفعل مقاتلہ ہو لیکن احتمال ہو پھر حالت مصالحہ میں بوجہ اسکے کہ کفار کو عناد تھا خاموش نہ رہتے تھے بلکہ مختلف پہلوؤں سے قولاً و فعلاً مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے رہتے تھے جنمیں بعضے امور تو قابل مباحثہ کے تھے ان میں تو محاجہ بالسان ہو سکتا تھا اور بعضے امور محض آزار دہی کی غرض سے کئے جاتے تھے پس یہ کل چار قسم کے امور ہوئے۔ ایک مقاتلہ دوسرا احتمال مقاتلہ تیسرے مباحثہ چوتھے محض ایذا رسانی امر چہارم میں بطور خود صبر و استقلال کی ضرورت ہوتی ہے اور امر اول میں مصابرت یعنی دوسرے کے مقابلہ میں صبر و ثبات کی حاجت ہوتی ہے امر دوم میں مرابطت یعنی مقابلہ کیلئے مستعد رہنے کی ضرورت رہتی ہے اور امر سوم میں تقویٰ کی حاجت ہے تاکہ جوش اور غصہ میں خصم کیساتھ شدت یا کسی معظم کی شان میں بے ادب نہ ہو جاوے جیسا اکثر مناظرات میں دیکھا جاتا ہے اور تقویٰ کو صرف امر سوم کیساتھ خصوصیت نہیں بلکہ امور چارگانہ میں اسکی احتیاج ہے تاکہ کسی حالت میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو جائے اسلئے ختم کی حالت میں ان ہی امور چارگانہ کا حکم اور اس حکم کی تعمیل کا ثمرہ کہ جامع ثمرات ہے ارشاد فرماتے ہیں امر بصبر و مصابرہ و تقویٰ

مع وعدہ ثمرہ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱصْبِرُوا **الی قولہ** لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اے ایمان والو تکالیف پر خود صبر کرو اور جب کفار سے مقابلہ ہو تو مقابلہ میں صبر کرو اور احتمال مقاتلہ کیوقت مقابلہ کیلئے مستعد رہو اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور حدود شرع سے نکلو تاکہ تم پورے کامیاب ہو آخرت میں ضرور ہی اور اکثر اوقات دنیا میں بھی ۱ؔ ف قاموس میں مرابطت اور رباط کے دو معنی لکھے ہیں ایک ملازمت ثغر العدو یعنی مابین دار الاسلام و دار الکفر کے سرحد کے موقع پر قیام کرنا تاکہ کفار سے دار الاسلام کی حفاظت رہے احقر نے یہی معنی لئے ہیں دوسرے معنی مواظبت علی الامر یعنی مطلق احکام کی پابندی کرنا بیضاوی نے یہ معنی بھی لئے ہیں اور حدیث میں انتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ کو رباط فرمایا ہے سو دونوں معنی کا احتمال ہے یا تو معنی اول کے اعتبار سے تشبیہا اسکو رباط فرمایا کہ نفس و شیطان کے مقابلہ میں مستعد رہنا ہے یا معنی ثانی کے اعتبار سے حقیقۃً فرما دیا کہ یہ انتظار خود علامت ہے دوام کی جیسا ظاہر ہے واللہ اعلم الحمد للہ آج تاریخ ۱۸ شوال ۱۳۲۳ یوم پنجشنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون میں تفسیر سورۂ آل عمران کی اختتام کو پہنچ گئے انشاء اللہ سورۂ نساء کی تفسیر آتی ہے اور دونوں سورتوں کا ربط بہت ظاہر ہے کہ یہ سورت امر بالتقویٰ پر ختم ہوئی ہے اور وہ اسی سے شروع ہوئی ہے باقی مفصل تقریر اپنے موقع پر آجاویگی انشاء اللہ تعالیٰ اللّٰھم ربنا لک الحمد یا ذا الجلال والاکرام و علی رسولک الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام **سورۃ النساء مدنیۃ وهی مائۃ وسبع وسبعون آیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ربط اوپر کی سورت مضمون تقویٰ پر ختم ہوئی ہے اس صورت کو اسی مضمون سے شروع کیا ہے لیکن اوپر کی سورت میں اس تقویٰ کے محل میں زیادہ تر وہ معاملات مذکور ہوئے تھے جو مخالفین کیساتھ واقع ہوں نیز جیسا اوپر جابجا واضح ہے اسکی تفصیل گذر چکی ہے اور اس سورت میں ایک محل تو وہی معاملات ہیں دوسرا محل معاملات باہمی تیسرا محل معاملات فیما بین اللہ والعبد یعنی دیانات پس اس سورت میں تینوں قسم کے مضامین ہیں معاملات باہمی جیسا احکام یتامیٰ و طریق سیاسات و تفصیل محرمات و حدود و حقوق و دیگر احکام متعلقہ زوجین و والدین و یتامیٰ

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ يٰايها الذين امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا الاية قالوا ان تفسير رابطوا اي اقيموا في الثغور رابطين خيولكم فيها حابسين لها مترصدين للغزو و مستعدين له بالغين في ذلك المبلغ الاوفى اكثر من اعدائكم واخرج مالك والشافعي واحمد ومسلم عن ابي هريرة عن النبي صلى الله تعالى وسلم قال الا اخبركم بما يمحوا الله تعالى الخطايا و يرفع الله درجات اسباغ الوضوء على المكاره و كثرة الخطا الى المساجد وانتظار الصلوة بعد الصلوة فذلكم الرباط فذلكم الرباط فذلكم الرباط فذلك حمل الاية والحق على عموم المرابطة مرابطة ثغر و مرابطة نفس وهذا اصح تسميته مجاهدة النفس بالجهاد في قولهم رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر وانما سمي اكبر باعتبارات لا لافضلية الذي هو من مرابطة النفس شرط لاعتبار الجهاد الظاهري دليس اكبرية من كل الوجوه انتهى القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ یایها الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا رباط کی تفسیر رابطہ ثغر سے ظاہر ہے اور حدیث میں اسباغ وضو و انتظار صلوٰۃ

فائدہ ف عدد ۱ یا محمد ارمی ال عمران ای المعاصی عنا بابین لکن ازالہ الفقر انما منتفعۃ فلا اذا في تعدیہ ... فی الجنۃ ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱۸ قولہ ف الفائدۃ بطور کنایۃ کانی روح المعانی ... عن قرب الامر الموعود ... قولہ ملازمۃ ثغر العدو ... قولہ

مشیئتہ الا سیحی الحدیث ... (حاشیہ بائیں حاشیے پر، عمودی، ناخواندہ)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمکو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں

رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا

پھیلائیں اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں

و مساکین و جیران و اقارب و اصحاب و مسافرین و ممالیک و ردِّ امانات و اطاعتِ حکامِ اسلام و عدل فی الحکم و احکامِ اسلام و شفاعت و امثالہا اور دیانات جیسے بعض احکام توبہ و صلوٰۃ و جنابت و طہارت و تیمم و ہجرت اور معاملات مع المخالفین جیسے احکامِ جہاد و احوالِ منافقین و اہلِ کتاب و ابطالِ عقائدِ مشرکین اور یہ سب مضامین بوجہ اسکے کہ ہر ایک حکم میں دوسرے احکام پر نظر رکھنا مطلوبات شرعیہ سے ہے مختلط طور پر مذکور ہیں اور اکثر ایک مضمون کے ضمن میں دوسرے مضامین آ گئے ہیں جیسے احکامِ جہاد میں صلوٰۃ الخوف مادر شل اُسکے اور خود ایک حکم بھی کئی کئی حکموں پر مشتمل ہے جس طرح میراث و محرمات وغیرہما میں کتنی کتنی صورتیں ہیں چنانچہ تدبر و امعانِ نظر سے یہ سب مضامین اسی ہیئت سے مجموعہ سورت ہیں ملینگے اب سب سے اول تقویٰ کا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت لائے ہیں یعنی الذی خلقکم الخ جسمیں تقویٰ کے ساتھ ہی اکثر باہمی حقوق و تعلقات انسانیہ کی مراعات کی طرف اشارہ ہو جاوے پھر اس اشارہ کے بعد ارحام کی رعایت کی تصریح کردی گئی امر بالتقویٰ و حقوق باہمی در ضمن آں يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي (الیٰ قولہ) إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○ ای لوگو اپنے پروردگار کی مخالفت سے ڈرو جس نے تمکو ایک جاندار یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا کیونکہ سب آدمیوں کی اصل وہی ہیں اور اُس ہی جاندار سے اُس کا جوڑا یعنی اُس کی زوجہ حوا کو پیدا کیا اور پھر اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلائیں اور اتقوا ربکم کی تاکید کیلئے کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جسکے نام سے ایک دوسرے سے (اپنے حقوق کا) مطالبہ کیا کرتے ہو اور جس مطالبہ کا حاصل ہوتا ہے کہ خدا سے ڈر کر میرا حق دیدے سو جب دوسروں کو خدا کی مخالفت سے ڈرنے کو کہتے ہو تو معلوم ہوا کہ تم اس ڈرنے کو ضروری سمجھتے ہو تو تم بھی ڈرو اور اول تو تمام احکام الٰہیہ میں مخالفت سے بچنا اور ڈرنا ضرور ہے لیکن اس مقام پر ایک حکم خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے کہ اقرابت (کے حقوق ضائع کرنے) سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب (کے حالات) کی اطلاع رکھتے ہیں (اگر مخالفت کرو گے مستحق سزا ہو گے) ف اس آیت میں پیدائش کی تین صورتوں کا بیان ہے ایک جاندار کا بے جان سے پیدا کرنا کیونکہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں دوسرے جاندار کا جاندار سے بلا طریقہ توالد متعارف پیدا ہونا کیونکہ حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں جیسا حدیث شیخین وغیرہما میں ہے ان من خلقن من ضلع وان اعوج شئ من ضلع اعلاہ اور تیسرے جاندار کا جاندار سے بطریق توالد متعارف پیدا ہونا جیسا اور آدمی آدم و حوا سے اس وقت تک پیدا ہوتے آ رہے ہیں اور فی نفسہٖ عجیب ہونے میں اور قدرت کے سامنے عجیب نہ ہونے میں تینوں صورتیں برابر ہیں پس بعد ثبوت بالدلیل کے کسی صورت کا محض بنا بر توہم پرستی کے انکار کرنا جیسا کہ بعضے صورت ثانیہ کے منکر ہیں نہایت ہی ظلم ہے۔ رہا یہ سوال کہ اس صورت کے اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہوا سو یہ شبہ مدفوع ہے کہ اول تو ہم تعیین فوائد و اسرار کا دعویٰ نہیں کرتے نہ اُسکی کچھ ضرورت۔ دوسرے ممکن ہے کہ ایک حکمت یہ بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کا سب طرح کی پیدائش پر قادر ہونا محقق ہو جاوے تیسرے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ جو صورت اس وقت متعارف ہے اُس میں

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی ترجمۃ واتقوا اللہ تم سے کہہ کر الخ اشارۃ الی فائدۃ التکریر ای التاکید ۱۲ منہ

لہ قولہ بعد ترجمۃ تساءلون بہ جس مطالبہ کا حاصل یہ ہے الخ اخذتہ من روح المعانی ففیہ تعلیق الحکم بالی فیہ تعلیق الحکم بالی جزاء الصلۃ ۱۲

لہ قولہ قبل الترجمۃ والارحام ایک حکم خصوصیت کے ساتھ الخ اعلم فائدۃ ذکر الارحام تخصیصاً بعد تعمیم التقوی ۱۲ منہ

لہ قولہ بعد ترجمۃ رقیبا مستحق الخ فسقط قول المتدعۃ من وجوب العقاب علی اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

اللغات الرقیب فی روح المعانی المطلع ومنہ الرقیب محمد کان تعالی الذی یشرف علیہ لیطلع علی ما دونہ ومن ہنا فسرہ ابن زید بالحالم فہو فعیل بمعنی الفاعل وقال مجاہد حفیظا ۱۲

النحو واختلاف القراءۃ الارحام بالنصب وہو معطوف علی محل المجرور والکلام علی حد مررت بزید وعمرو والمعنی تساءلون بالارحام وکانوا یقولون اسالک باللہ وبالرحم واما معطوف علی الاسم الجلیل ای اتقوا اللہ واتقوا الارحام وصلوہا فان قطعہا مما یجب ان یتقی وقرا حمزۃ بالجر عطفا علی المجرور ویکون المعنی اسرفی الوجہ الاول من العطف علی المجرور والسمع تشنیع من تخطیہ بعد ثبوت القراءۃ تواترا وما استدلالیہ من امتناع العطف علی الضمیر المجرور ہو مذہب البصریین ولسنا متعبدین باتباعہم وادعی ابو حیان ان الصحیح ما ذہب الیہ الکوفیون من الجواز وکذا لا یعتد الامتمد

والیہا یضا ان فی ذکر الارحام تقریر التساءل بہا واعتنم بحرتساؤن بذا القول لا یرادو یراعتنم وانما یراد ان ستعناف ولیس ہو بقول الفاعل والرحم لا یفعلن کما وقد خرج ابن جنی ہذہ القراءۃ علی حذف الباء لا محاٰل المقام علیہا وقد مشی فی ذلک ایضا الزمخشری فی احاجیہ اہ من روح المعانی

البلاغۃ فی روح المعانی لا یفہم من خلق بنی آدم من نفس واحدۃ خلق زوجہا منہ ولا خلق الرجال والنساء من الاصلین جمیعا والمعطوف مشتمل بیان ذلک وقیل لم یغیر واحد ان الاوہم فی العطف تغایر المعطوفات ولو من وجہ وہو ہہنا محقق بلا ریب کالشمس اہ قلت ومن الحکم فی الآیۃ وفیہ لیس المراد بالرجال والنساء البالغین والبالغات بل الذکور والاناث مطلقا تجوزا ولعل ایثارہما علی الذکور والاناث لتاکید الکثرۃ والمبالغۃ فیہا بترشیح کل فرد من الافراد بالشوشۃ فیہ نحو وقیل ذکر الکبار منہم لانہم فی معرض الکلفین بالتقوی

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ

اور جن بچوں کا باپ مرجاوے اُن کے مال اُن ہی کو پہنچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بری چیز کو مت بدلو اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں تک

كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے

کیا اسرار و فوائد ہیں - جب یہ معلوم نہیں وہ بھی نہ سہی - اور یہ شبہ کہ پھر آدم علیہ السلام کی وہ پسلی بدن سے غائب ہوگئی ہوگی تو اول تو یہ ضرور نہیں کیا اس کہنے سے کہ کوئی چیز مٹی سے بنی کسی عاقل کے نزدیک لازم آتا ہے کہ پھر مٹی عالم سے غائب ہوگئی ہوگی بلکہ ہر شخص کے نزدیک مطلب اس کا یہ ہوتا ہے کہ مٹی کے بعض اجزا سے وہ چیز بنائی گئی پس اگر اسی طرح یہاں بھی کہا جاوے کہ کسی جزو خاص نہایت قلیل المقدار کو لیکر اس کو اصل قرار دیا اور اپنی قدرت سے اس کو بڑھا کر ایک خاص صورت بنادی تو اس میں کیا اشکال ہے - دوسرے اگر بلا دلیل اس لازم کو کوئی مان لے تو اسمیں کونسا محال لازم آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے بدن میں ایک ہڈی کم ہوگئی ہو - رہا یہ کہ اُس کے نکالنے سے اُن کو تکلیف ہوئی ہوگی محض طفلانہ وہم ہے -

ان اللہ علی کل شئی قدیر اور یہ حکم حفاظت حقوق رحم کا بالتخصیص اسلئے بیان کیا گیا کہ آگے اس قسم کے احکام آتے ہیں گویا یہ بطور تمہید کے ہوگیا ربط اوپر تقویٰ کا حکم تھا اور اس کے ضمن میں مراعات حقوق الناسیہ و رحمیہ کا ارشاد تھا آگے اس تقویٰ کے مواقع کا کہ حقوق مذکورہ ہیں مفصلاً ذکر فرماتے ہیں اور وہ چند احکام ہیں **حکم اوّل عدم اضرار یتامیٰ** وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ الی قولہ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا اور جن بچوں کا باپ مرجائے انکے (مملوک) مال ان ہی کو پہنچاتے رہو (یعنی اُن ہی کے خرچ لگاتے رہو) اور (جب تک تمہارے قبضہ میں ہیں) تم (ان کے مال میں شامل کرنیکے لئے اُن کی) اچھی چیز سے بری چیز کو مت بدلو (یعنی ایسا مت کرو کہ اُن کی اچھی چیز تو نکال لیجاوے اور بری چیز اُن کے مال میں ملادیجاوے) اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں کے رہنے تک (البتہ جب تمہارے پاس کچھ نہ رہے تو بقدر حق الخدمت اپنے گذارے کے لئے اُن کے مال سے لینا درست ہے - جیسا آگے آویگا - ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ الخ) ایسے بچوں کو شرعاً یتیم کہتے ہیں جاہلیت میں یتیموں کے حقوق بالکل ضائع کئے جاتے تھے بعضے اُن کی اچھی چیز نکال کر بری چیز اُن کے مال میں ڈال دیتے بعضے ویسے ہی کھاتے اڑاتے ان سب سے ممانعت کی گئی - ربط اوپر یتامیٰ کے ضرر پہنچانے کے بعض طریقوں سے منع فرمایا اُن کے سوا بعضے اور امور بھی تھے جنمیں یتامیٰ کا ضرر تھا مثلاً ایک یہ کہ کسی شخص کی پرورش میں کوئی یتیم مالدار لڑکی ہوئی اور صورت و شکل کی بھی اچھی ہے اُس کے مال و جمال کی وجہ سے اُس شخص نے چاہا کہ میں خود ہی اس سے نکاح کروں لیکن چونکہ ہر طرح اپنے قابو میں ہوتی تھی اور کوئی دوسرا شخص اُس کے حقوق کا احیا و مطالبہ کرنے والا نہ ہوتا تھا اسلئے اسکو مہر نہ دیتے تھے جتنا دوسرا شخص دیتا اللہ تعالیٰ آئندہ حکم دوم میں اس امر کا انتظام فرماتے ہیں روا الشیخان عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاصل انتظام کا یہ ہے کہ اگر تم سے اُن کا مہر مناسب پورا نہ دیا جائے تو تم اور عورتوں سے نکاح کر لو۔ ان سے مت کرو۔

البلاغۃ فی روح المعانی والمراد بایتائہم اموالہم ترکہا سالمۃ غیر متعرض لہا بسوء فہو مجاز مستعمل فی لازم معناہ لانہ لا یتوقی الا کذلک والنکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ فی اداء التعبیر الاشارۃ الی انہ ینبغی ان یکون المتعرض من ترک التعرض بایصال الاموال الیہم ذکرا لا یجوز ترک التعرض لہا وعلی ہذا یصح ان یراد بالیتامی الصغار علی ما ہو المتبادر ولا یرد علیہ ان ابن ابی حاتم اخرج عن سعید بن جبیر ان رجلا من غطفان کان معہ مال کثیر لابن اخ لہ یتیم فلما بلغ طلب المال الی قولہ فنزلت وآتوا الیتامی فان ذلک یدل علی ان المراد بالایتاء الاعطاء بالفعل لا یساوق قد روی الثعلبی ان العم لما سمعہا قال نعوذ باللہ من الحوب الکبیر الخ قالوا العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ولعل العموم یقتضی الامر بالاعطاء حقیقۃ بطریق العبارۃ بل بشئ آخر فتامل بالکل اھ

ملحقات الترجمۃ لگاتے رہو دل بہذا علی ان الآیۃ فیمن لم یبلغ کما ان الآیۃ الآتیۃ فیمن بلغ فلا تکرار وبہذا رجح فی روح المعانی وقواہ بقولہ تعالیٰ ولا تتبدلوا لان التبدل لا یکون الا فی حالۃ التعرض فانہم دینو علیہ السکتۃ فی التعبیر بالایتاء ہہنا و بالدفع

بدلو ۔ اُن کے مال میں شامل الی قولہ مت بدلو اشارۃ الی تحقیق ربط وہو ان التبدل والاستبدال یستعملان ابدا بافضاء الی الحاصل بانفسا والی الزائل بالباء کما فی قولہ تعالیٰ ومن یتبدل الکفر بالایمان وقولہ تعالی اتستبدلون والما التبدیل فمتعمل تارۃ کذلک واخری بالعکس وتارۃ یفضاء علی المفعول بنفسہ ومرۃ الی مفعول واحد دیہنا اورد والتبدل فلما کان یکون الطیب متروکا والخبیث ماخوذا ولظاہر ان کون خبیثا وطیبا باعتبار الجودۃ والرداءۃ لا الحل والحرمۃ بدلیل التبادر فعلی ہذا یشکل کون الطیب متروکا والخبیث ماخوذا لان الظاہر بالعکس فالتوجیہ انہ ارید التبدل لیتیم لان الاوصیاء ہم المتصرفون فی اموال الیتیمی فنہوا عن بیع بوکس من انفسہم ومن غیرہم وامثالہ فمؤدہ مخبیث ای الیتیم وتارک طیب الی ہذا ایضا فافہم افضنہ من روح المعانی ۱۲ **مع** اپنے مالوں کے رہنے تک فی روح المعانی من الکشف لکن صاحب الکشف حملہ علی طلب الغیر فی حملتہ علی فائدۃ تقییدیۃ کما رجحہ بعض البتۃ تکملۃ الی ہذا علی اصلہا اللغاویۃ والمشہور انہا بمعنی مع والمنہی عنہ امران اکل باسم البعد

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج

اور اگر تمکو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں انصاف نہ کر سکوگے تو اور عورتوں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کرو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

پس اگر تمکو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھوگے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی۔ اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے

حکم دوم اکتفاء بر نکاح غیر یتامیٰ بوقت تنقیص مہر یتامیٰ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہی بھی ہو (اور یقین میں تو بدرجۂ اولیٰ) کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں (بابت ان کے مہر کے انصاف کی رعایت) نہ کر سکوگے تو ان سے نکاح مت کرو بلکہ اور (حلال) عورتوں سے جو تم کو (اپنی کسی مصلحت کے اعتبار سے) پسند ہوں نکاح کر لو (کیونکہ وہ مجبور نہیں آزادی سے اپنی رضا ظاہر کر سکتی ہیں) اور یہ نکاح اس قید کے ساتھ ہو کہ جو ایک عورت سے زیادہ کرنا چاہے تو ان صورتوں میں سے کوئی صورت ہو ایک صورت یہ کہ ایک ایک مرد دو دو عورتوں سے نکاح کر لے) اور (دوسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) تین تین عورتوں سے نکاح کر لے اور (تیسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) چار چار عورتوں سے نکاح کر لے (ف مثنیٰ وثلٰث ورباع ترکیب نحوی میں حال ہے ماطاب کے اور حال قید ہوتا ہے کلام میں اپنے مضمون میں بوجہ تکرار کے موضوع ہیں انقسام کیلئے پس مجموعہ دونوں امروں کا مفید ہوا تقیید الحکم بہذہ الاقسام کو نہ کہ اطلاق کو اور حکم فانکحوا جو عامل ہے حال کا اباحت کیلئے ہے پس اباحت مقید ہو گئی ان اقسام کیساتھ جب یہ قید نہ ہوگی مثلاً چار سے زائد تو اباحت بھی نہ ہوگی کیونکہ جہاں قید کا کوئی فائدہ نہ ہو احترازی ہوتی ہے اور یہ حق کا یہ کہنا کہ رباع تک کہنا اس لئے ہے کہ اس سے آگے استعمال نہیں آتا باین وجہ غیر مسموع ہے کہ مثنیٰ کے قصائد میں ہے احادو ثناء سداس آحاد اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ ایک عورت سے نکاح کرنا علاوہ اقسام کے ہے وجہ دفع یہ ہے کہ یا تو اور اجماعاً اس قید سے اقل کی نفی مقصود نہیں کیونکہ مقام توسع کا ہے تاکہ یتامیٰ کے نکاح سے استغنا ثابت ہو جاوے جو ایک میں بھی حاصل ہے پس ایک کی نفی سے تعرض نہیں البتہ اس توسع سے یہ شبہ صحیح نہیں کہ مافوق الاربع بھی جائز ہوگا وجہ دفع یہ کہ جو غرض اس توسع سے کہ استغنا از نکاح یتامیٰ ہے حاصل ہو جاوے تو وہ توسع اس صورت میں بھی حاصل ہے کہ ربع کے اندر اندر محدود رکھا جاوے بخلاف آیہ سورۂ فاطر کے دربارہ ملائکہ کے اولی اجنحة مثنیٰ الخ کہ وہاں تقیید کی کوئی دلیل نہیں اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک جماعت کو ایک خوان روٹیوں کا دیکر کہا جاوے کہ سب آدمی تین تین چار چار بانٹ لو یقیناً جو شخص زیادہ مانگے گا وہ اپنے کو اذن جدید کا محتاج سمجھیگا دراس کلام سے زائد کی نفی سمجھے گا بخلاف اس کے کہ کسی سے کہا جاوے بازار جاؤ مدرسہ جاؤ باغ جاؤ جہاں چاہو جاؤ اس میں ماسوی کی نفی اس لئے نہیں کہ یہ کلام تقسیم کے لئے موضوع نہیں خوب سمجھ لو۔ اور حدیثوں میں صاف مصرح ہے کہ بعضے نومسلموں کے پاس چار سے زائد بیبیاں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ جدا کرا دیں اور امت حقہ کا اسپر اجماع بھی ہے اور جن لوگوں سے خلاف منقول ہے اول تو وہ اجماع ان اہل خلاف کے قول سے پہلے ہو چکا تھا پس ایسا خلاف قادح نہیں دوسرے ان کے پاس کوئی دلیل معتدبہ نہیں اور دعوی محض بلا دلیل صحیح مخل اجماع نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زائد سے نکاح فرمانا یہ آپکی خصوصیات سے ہے اخذت اکثرہ من روح المعانی و ان شئت البسط فراجعہ واجاب ایضًا عن شبہات الرازی **مسئلہ** یہ حکم چار تک آزادوں کے لئے ہے اسکا قرینہ آیت میں بھی ہے او ما ملکت ایمانکم کیونکہ مخاطب انہیں ادا ما سبق میں ایک میں اور غلام مالک نہیں ہوتا اور شرعاً جو غلام ہو اس کو دو تک درست ہے **مسئلہ** یتیم لڑکی کا نکاح قبل بلوغ باذن ولی جائز ہے یہ آیت بھی نکاح یتامیٰ کے احکام بیان کرنا اسکا قرینہ بھی ہے **ربط** شروع آیت میں کثرت ازدواج کی اجازت دی ہے جس کی وجہ یہی تھی کہ یتامیٰ کے حق میں خلاف عدل نہ ہو چونکہ عدل مطلقاً ہر موقع میں واجب ہے اسلئے آگے اس صورت کا حکم فرماتے ہیں کہ جب کثرت ازدواج میں اندیشہ خلاف عدل کا ہو **اکتفا بر واحدہ یا جاریہ وقت خوف عدم عدل بین الازواج** فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ پس اگر تم کو (غالب)

اللغات الاقساط بالعدل لانہ زال القسط ای الظلم ومنہ قولہ تعالیٰ واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا وادما القسط فیاتی بمعنی العدل وان حکمت فاحکم بینہم بالقسط الیتیمی یطلق علی المذکر والمؤنث کذا فی روح المعانی العول المیل وہو الجور ۱۲ البلاغة فی روح المعانی والواو وثث علی من ذیلہا الی الاصعت من الہیکل کما یغب شاذا والتقسیم لانتحاب ان غیر حقیقتاً ادیعنا اذ اربعة اللذات ذالا اذ اربعة او صف ملا کا تقول بدیہ الانقسام لسے اقاسم مر کریم ۱۲	المحتمات الترجمة — لـه قوله احتمال بھی ہو اشارة الی النکتة فی ایراد الخوف مع ان شان النزول بیان ہے تحقیق ۱۲ — ۲ قوله اور حلال عورتوں سے کان المحرمات مستثناة — ۳ قوله کسی مصلحت الخ اشارة الی الطیب یتوقف علی النظر الی جمالہا فلا دلالة فی الآیة علیہ نعم دل الحدیث علی جوازہ الی الوجہ او الید او النظر — ۴ مطلب یہ کہ مثنیٰ وثلٰث اور رباع اپنے مفہوم کے اعتبار سے انقسام کے لئے موضوع ہیں کیونکہ ان کے معنی میں تکرار ہے لان معناہا مثنیٰ مثنیٰ وثلٰثة ثلٰثة واربعة اربعة ۱۲ منہ

مسائل السلوک

سورۃ النساء قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء فیہ التلذذ بالمباحات والاکثار منہا وانتخاب الطیب منہا وانہ ما لم یکن فیہ افراط لا ینافی الزہد واما الذی ینافی الافراط او التفریط فالاسلم لہ الاقتصار علی القدر الضروری منہا ولذلک اشار تعالیٰ لمثل ہذا الرجل الی ہذا الاقتصار فی قولہ فواحدة وذکر حکمتہ فی قولہ ذلک ادنی الا تعولوا

ترجمہ سورۃ النساء قولہ تعالیٰ۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء

اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحات سے لذت حاصل کرنا اور اس میں کسی قدر کثرت بھی کرنا اور اس میں سے اچھی اچھی کو منتخب کرنا جبکہ افراط نہ ہو زہد کے منافی نہیں البتہ جس شخص کو فروا یا تفریط کا اندیشہ ہو اس کے لئے اسلم یہی ہے کہ قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اسی واسطے ایسے شخص کیلئے اکتفا کرنے کی اس قول میں ارشاد فرمایا ہے فواحدة اور ذلک ادنی ان لا تعولوا میں اسکی ایسی ہی حکمت کی طرف ارشاد بھی فرمایا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ۝

اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑدیں تم کو اس مہر میں کا کوئی جزو تو تم اس کو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھ کر

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ

اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جنکو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مایہ زندگی بنایا ہے اور ان مالوں میں ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور ان سے معقول بات کہتے رہو

احتمال اس کا ہو کہ کئی بیبیاں کرکے عدل نہ رکھو گے (بلکہ کسی بی بی کے حقوق واجبہ ضائع ہونگے) تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا اگر دیکھو کہ ایک کے حقوق بھی ادا نہ ہونگے تو جو لونڈی (حسب قاعدہ شرعیہ) تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں (یعنی ایک بی بی کے رکھنے یا صرف لونڈی پر بس کرنے میں) زیادتی (و بے انصافی) نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے (کیونکہ ایک صورت میں تو تعدد ہی نہیں جسمیں برابری کرنا پڑے دوسری صورت میں بی بی کے حقوق سے بھی کم حقوق ہیں مثلاً مہر نہیں صحبت کا حق نہیں تو اندیشہ اور کم ہے) ف مسئلہ اگر عدل نہ ہو سکنے کا غالب احتمال ہو تو کئی بیبیوں سے نکاح کرنا بایں معنی ممنوع ہے کہ یہ شخص گنہگار ہوگا نہ بایں معنی کہ نکاح صحیح نہ ہوگا نکاح یقیناً ہو جاویگا مسئلہ جو لونڈیاں ہندوستان میں بیچی جاتی ہیں وہ شرعی لونڈیاں نہیں ان سے بلا نکاح صحبت حرام ہے اسی طرح جبری الخدمت اور بیع وغیرہ سب حرام ہے تنبیہ بعض ہوا پرستوں نے دنیوی غرض سے آیات الٰہیہ کے مضمون میں تحریف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ آیت بالکل کثرت ازواج کی نفی کر رہی ہے اس طرح سے کہ یہاں فرمایا کہ جب عدل نہ ہو سکے تو ایک پر اکتفا کرو اور دوسری آیت میں فرمادیا کہ تم سے عدل ہو ہی نہیں سکتا ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جائز نہیں فقط اور یہ محض مغالطہ باطلہ ہے کیونکہ دونوں آیتوں میں عدل جدا جدا معنوں میں ہے اس آیت میں تو عدل فی الحقوق الواجبہ ہے جیسا حضرت نے تصریح بھی کردی اور یہ قدرت میں ہے اور اس کے اعتبار سے واحد اور کثیر کے اختیار کرنے میں تفصیل فرمائی ہے اور اس آیت میں عدل فی المحبۃ ہے اور وہ عادۃً قدرت میں نہیں اسلئے اس کی نفی فرمائی پس اس ہوا پرست کے دعوی سے اس کو اصلا مس نہیں بلکہ اس آیت میں بعد نفی عدل کے ارشاد فلا تمیلوا کل المیل جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ عدل فی المحبۃ نہیں ہو سکے گا بلکہ قلب کو ایک طرف میلان ہوگا۔ اور اس میلان پر ملامت نہیں لیکن بالکلیہ میلان تو نہ ہو کہ قلب سے بھی اور معاملات و حقوق میں بھی پس دونوں آیتوں کے مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ عدل فی المحبۃ واجب نہیں لیکن عدل فی المعاملہ واجب ہے ربط اوپر نکاح کا بیان تھا چونکہ نکاح کے لوازم شرعیہ سے مہر ہے اور اس کا دینا اکثر طبائع پر گراں ہوتا ہے اس لئے حکم سوم میں اسکا انتظام فرماتے ہیں۔

حکم سوم تسلیم مہر وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ۝ اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر میں کا کوئی جزو (اور یہی حکم کل کا بھی ہے) تو (اس حالت میں) تم اس کو کھاؤ (برتو) مزہ دار خوشگوار سمجھکر ف مسئلہ اگر مہر لیکر واپس کردیں تو یہ ہبہ ہے اور اگر بے لئے معاف کردیں تو یہ ابراء ہے اور دونوں جائز ہیں اور آیت دونوں کو شامل ہے مسئلہ جو کسی جبر سے معاف کرے وہ عند اللہ معاف نہیں ہوتا مسئلہ عموم الفاظ سے معلوم ہوا کہ عورت کے رشتہ دار بھی بدون اسکی مرضی کے مہر میں تصرف نہیں کر سکتے ربط اوپر حکم اول میں یتیموں کے مال کی حفاظت کا ذکر تھا اب حکم چہارم میں یہ بتلاتے ہیں کہ ان کے وہ اموال انکو کب سپرد کردئے جائیں اور سپرد کرنے کی تاکید فرماتے ہیں **حکم چہارم تفصیل تفویض مال بہ یتامٰی** وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ (الی قولہ) قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

اللغات الصدقۃ المہر والنحلۃ یقال نحلہ اذا اعطاہ ایاہ عن طیب نفس بلا توقع عوض الھنی المذب السائغ المری المحمود العاقبۃ کذا فی البیضاوی تفت ورائحت بلہ والمعنٰی کما فی ترجمتی وھو بالفارسی ترشگوار ما یحضم بسہولۃ وھو معناہ اللغوی لی الفارسیۃ والباقی ظاہر لسنۃ النحو سیوریا و خفتہ اصل النحو۔ نحلۃ مفعول مطلق بمعنی ایتاء ومنہ الضمیر للصدق ونفسًا تمیز من النسبۃ وھنیئًا مریئًا حالان من ضمیر المفعول ۱۲

البلاغۃ فان طبن الخ ای فان وھبن من طیب لکن جعل العمدۃ طیب النفس للمبالغۃ وعدٰہ بعن لتضمنہ معنی التجافی والتجاوز وقال منہ بعثًا من علی تقلیل الموہوب کذا فی البیضاوی ولیس التقلیل شرطًا للجواز واشرت الیہ بقولی یہی حکم کل کا بھی ہے، والبعث علی التقلیل فارشاد شرعی

فلا یحتمل نفسہ الا مال لمن ۱۲

الملحقات، الترجمۃ سلہ قولہ سمجھکر ہو جزء الترجمۃ لا جزء الترجمۃ وحاصل التعلیل بتقدیر عندکم والقرینۃ علیہ المقام ونکتہ تایید الاشارۃ الیہ کما فی روح المعانی من قولہ ذکر ھذا ذلک مبالغۃ من التحلیل والمبالغۃ فی الاباحۃ وازالۃ التبعۃ ۱۲

سلہ قولہ مسئلہ عموم الخ وعلیہ یدل مافی لباب النقول عن ابن ابی حاتم قال ابو صالح کان الرجل اذا زوج ابنتہ اخذ صداقہا دونہا فنہاہم اللہ من ذلک فانزل وآتوا النساء الخ ۱۲

سلہ مطلب یہ کہ گو سیاق و سباق سے یہاں خطاب ازواج کو ہے مگر عموم الفاظ و نیز عموم علت اسکو بھی شامل ہوسکتے ہیں اور مافی حکم کے اسکو عورتوں کے مہر میں تصرف نہیں کرسکتے [illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ فیہ عدم الاستنکاف من قبول ھدیۃ من ھو دونہ فی المرتبۃ

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفہاء اموالکم الخ فیہ عدم تفویض شیء الی غیر اہلہ ویقاس علیہ مناصب خدمۃ التعلیم والتربیۃ للطالبین فینبغی اشد الاحتیاط فی الاذن بذلک وکان فی قولہ تعالیٰ وابتلوا الیتامٰی الخ کما فی روح المعانی اشارۃ الی اختبار الناقصین من السالکین وفیہ والمراد ایضا الکل من الشیوخ ان یخلفوا و یاذنوا بالارشاد من یصلح لذلک من المریدین السالکین علی ایدیہم اھ

ترجمہ قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ الخ اس آیت سے دلالت ہے کہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے ہدیہ لینے سے استنکاف نہ کرے

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفہاء اموالکم الخ اس سے یہ فائدہ مستنبط ہوتا ہے کہ کوئی چیز غیر اہل کے سپرد نہ کی جاوے اور اسی اصول پر مناصب کو بھی قیاس کریں گے اور منجملہ مناصب کے طالبین کی تعلیم و تربیت کی خدمت ہے سو کسی کو ماذون و خلیفہ بنانے میں نہایت احتیاط چاہیئے اور جس طرح اس امر کے [illegible] پانچ کرنے کا حکم ہے اسی قیاس پر اس منصب کے بارہ میں بھی بلند رتبہ لوگوں کا امتحان کرنا ضروری ہوگا۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوٓا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

اور تم یتیموں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کو پہونچ جاویں پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالہ کر دو

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوٓا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ اور (اگر یتیم بالغ ہو جاویں جن کا مقتضیٰ مال کا سپرد کر دینا ہے جیسا آگے آتا ہے لیکن کم عقل نہ ہوں تو تم (ان) کم عقلوں کو اپنے (یعنی انکے) وہ مال مت دو جنکو خدا تعالیٰ نے (ایسے کام کا پیدا کیا ہے کہ ان کو) تمہارے (سب کے) لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے (مطلب یہ کہ مال قدر کی چیز ہے انکو ابھی مت دو کہ بیقدری کر کے اڑا دینگے) اور ان مالوں میں سے انکو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو (یعنے انکی تسلی کرتے رہو کہ مال تمہارا ہے تمہاری خیرخواہی کیوجہ سے ابھی تمہارے ہاتھ میں نہیں دیا ذرا سمجھدار ہو جاؤگے تو تم ہی کو دیدیا جاویگا، اور جب مال سپرد کرنے کیلئے ہوشیاری دیکھنا ضرور ہے تو) تم یتیموں کو (بالغ ہونیسے پہلے ہوشیاری تمیزداری کی باتوں میں) آزما لیا کرو (کیونکہ بالغ ہونے کا وقت تو سپردگی مال کا وقت ہے تو آزمائش پہلے سے چاہیئے مثلاً کچھ کچھ سودا سلف اس سے منگا لیا اور دیکھا کہ کیسے سلیقہ سے خرید کر لائے یا کوئی چیز فروخت کی دیدی اور دیکھا کہ اسکو کسطرح فروخت کیا، یہاں تک (انکو آزمایا جاوے) کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہونچ جاویں (یعنے بالغ ہو جاویں کیونکہ نکاح کی پوری قابلیت بلوغ سے ہوتی ہے) پھر (بعد بلوغ آزمائش) اگر ان میں ایک گونہ تمیز دیکھو (یعنے حفاظت و رعایت مصالح مال کا سلیقہ اور انتظام ان میں پاؤ) تو انکے اموال انکے حوالہ کر دو (اور اگر ہنوز سلیقہ یا انتظام نہ معلوم ہو تو چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے جیسا فٓ میں آتا ہے) **فٓ مسئلہ** قبل بلوغ آزمائش کا جو طریقہ بتلایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر خرید و فروخت کرے باذن ولی جائز ہے **مسئلہ** ایک گونہ تمیز کی جو تفسیر کیگئی اس تمیز نہ ہونیکو سفہ کہتے ہیں جو مانع تفویض مال ہے خواہ سلیقہ نہ ہو خواہ سلیقہ ہو مگر اس سلیقہ سے کام نہ لیتا ہو یعنے انتظام نہ کرتا ہو بلکہ مال کو اڑاتا ہو دونوں صورتوں میں مال ابھی نہ دیا جاویگا اور اوپر جو کہا ہے ذرا سمجھدار اس ذرا سے بھی یہی خاص تمیز مراد ہے **مسئلہ** یہ جو کہا ہے کہ چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے اس سے مراد پچیس سال کی عمر سے کم کم ہے اور جب پچیس سال کا پورا ہو جاوے گو یہی حالت رہے تو اسکا مال اسکو دیدینگے **مسئلہ** سفیہ کے ایسے تصرفات باطل ہیں جنمیں یہ ضرورت ہے کہ دوسرے کے ہاتھ میں چیز دیدی جاوے جیسے ہبہ و صدقہ وغیرہ اور جو تصرفات زبانی نافذ ہو جاتے ہیں جیسے بیع و نکاح و طلاق وغیرہ یہ سب صحیح ہیں اور ولی یعنے جسکے قبضہ میں مال ہے اسکو ان تصرفات کی تکمیل کا مثل تسلیم مبیع و زر و ثمن و مہر حکم کیا جاویگا **مسئلہ** علامت بلوغ کی انزال اور حیض ہے اور یہ نہ ہو تو مرد کی عمر ۱۸ سال کی اور عورت کی ۱۷ سال کی اور بقول بعض علماء مفتی بہ پندرہ سال دونوں میں و ہو مذہب الصاحبین و وافقہما الامام فی روایۃ عنہ **مسئلہ** البتہ اگر اس کے دماغ میں ایسا فتور ہو جسکو جنون یا عتہ کہتے ہیں اسکا حکم تمام عمر مثل نابالغ کے رہیگا یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں **دفع شبہ** امام صاحب کے اس مسئلہ پر کہ بعد پچیس سال کے اسکا مال دیدیا جاوے شبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو رشد پر مدار رکھا ہے اور ابھی رشد ہوا نہیں جواب یہ کہ یہاں رشد مقابل سفہ ہے اور سفہ سے مراد مطلق سفہ نہیں بلکہ وہ سفہ جو اثر صبا یعنے طفولیت کا ہے چنانچہ نابالغوں کا ذکر اسکا قرینہ ہے اور احقر نے ترجمہ سفہا میں لفظ لئے اسطرف اشارہ کر دیا کہ پس ابتدائے بلوغ میں تو اسکو عمر سابق کا بقیہ اثر سمجھینگے اور جب پچیس سال کی عمر ہو گئی جسمیں آدمی دادا بن سکتا ہے اب طفولیت کا اثر قطعاً نہیں رہا اسوقت کی بیعقلی دوسری قسم کی ہے پس وہ سفہ نہ رہا تو اسکا مقابل یعنی رشد آگیا جسکو بوجہ تنکیر کے ایک گونہ رشد سے تعبیر کیا گیا ہے اور رشد پر تفویض مال کا حکم منصوص ہے پس مال دیدیا جاویگا اور ایک شبہ اس مسئلہ پر ہے کہ اسکے بعض تصرفات نافذ ہو جاوینگے شبہ یہ ہے کہ پھر مال نہ دینے سے کیا فائدہ ہوا جواب یہ ہے کہ اکثر اتلاف مال تبرعات میں ہوتا ہے اور وہ نافذ نہیں ہوتے یہ فائدہ کافی ہے یہ سب تقریر ہدایہ سے ماخوذ ہے (لطا) پر حکم فرمایا ہے کہ بعد بلوغ کے بشرط رشد یتامی کا مال انکو حوالہ کر دو آگے ان اموال کے کھانیسے کہ محل ہے تفویض مذکور میں رکتے ہیں اور بعض ضرورت سے کھانے کی اجازت کو مستثنیٰ کرتے ہیں کہ حکم پنجم ہے اور حوالہ کرنے کا ایک مستحب طریقہ بھی بتلاتے ہیں۔

النحو اذا فی ﴿اذا بلغوا﴾ شرطیۃ وجواب الشرطیۃ التی تلیہا من قولہ فان آنستم الخ ۱۲

ملحقات الترجمۃ: ۱ قولہ فی ترجمۃ اموالہم یعنے انکے وانما اضافہا الی ضمیر المخاطب مبالغۃ فی حلہم علی المحافظۃ علیہا کانہا اموالکم التی تبالغون فی حفظہا ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ جعل اللہ تکو جن کو لئے سب کے فیہ نکتتان الاول حذف المفعول الاول لجعل والثانی کون الضمیر الخطاب عاما دخل فیہ الیتامی وہو بری من التکلف ۱۲

۳ قولہ مایہ زندگانی فالقیام معناہ ما بہ القیام ای التعیش ۱۲

۴ قولہ فی ترجمۃ فیہا ان مالوں میں سے ففی بمعنی من التبعیضیۃ کما جوزہ فی الروح ۱۲

۵ قولہ تحت ترجمۃ بلغوا یعنی الخ المراد بہ صلاحیۃ التوالد فان الجماع ربما یقع من غیر البالغ لکنہ لاینزل فلا حولہ ۱۲

وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ

اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اڑا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے اور جو شخص حاجتمند ہو

فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ

تو وہ مناسب مقدار سے کھالے پھر جب ان کے اموال ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو ۔

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ

اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جسکو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں اور عورتوں کے لئے بھی

نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

حصہ ہے اس چیز میں سے جسکو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ قطعی ہے ۔

تتمہ حکم چہارم واستیناف حکم پنجم درمیان اجزاء تتمہ ولا تاکلوھا اسرافا وبدارا ان یکبروا (الی قولہ) وکفی باللہ حسیبا ۝

اور ان اموال (یتامیٰ) کو ضرورت سے زائد اڑا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے (پھر ان کو حوالہ کرنا پڑیگا) جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور (اگر اسطرح نہ اڑا دیں بلکہ تھوڑا کھانا چاہیں تو اسکا حکم یہ ہے کہ) جو شخص (اس مال سے) مستغنی ہو (یعنی اسکے پاس بھی بقدر کفایت موجود ہے گو صاحب نصاب ہو) سو وہ تو اپنے کو بالکل (تھوڑا کھانے سے بھی) بچائے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے (یعنی جس میں حاجات ضروریہ رفع ہو جاویں) کھالے (یہ تو کھانے کی بحث ہو گئی) پھر جب (بعد وجود شرائط یعنی بلوغ و رشد مذکور کے) ان کے اموال ان کے حوالہ کرنے لگو تو بہتر ہے کہ (ان کے مال ان کو دیدینے پر) گواہ بھی کر لیا کرو (شاید کسی وقت کچھ اختلاف واقع ہو تو گواہ کام آویں) اور (یوں تو) اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں (اگر خیانت نہ کی ہو تو گواہوں کا نہ ہونا بھی مضر نہیں کیونکہ اصل حساب جن کے متعلق ہے وہ تو اسکی صفائی جانتے ہیں اگر خیانت کی ہے تو گواہوں کا ہونا کوئی نفع نہیں کیونکہ جن سے حساب کا سابقہ ہے وہ اس کا ملوث ہونا جانتے ہیں صرف ظاہری انتظام کیلئے گواہوں کا ہونا مصلحت ہے) **ف** مسئلہ یتیم کے حاجتمند کارکن کو بقدر حوائج ضروریہ صرف کرنا بوجہ اپنے حق الخدمت کے جائز ہے فی الھدایۃ وہذا لان الحبس من اسباب النفقۃ کما فی الوصی مسئلہ یہ گواہ کرنا بمصلحت مذکورہ مستحب ہے **ربط** اوپر یتامیٰ کو ضرر پہنچانے سے ممانعت فرمائی ہے ایک ضرر یتامیٰ کو جاہلیت میں یہ بھی پہنچایا جاتا تھا کہ انکو میراث میں مستحق نہ سمجھتے تھے اسلئے آگے حکم ششم میں ایک قاعدہ کلیہ سے اس رسم کا ابطال فرماتے ہیں **حکم ششم اثبات حقوق ورثہ در ترکہ** للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون (الی قولہ) نصیبا مفروضا ۝ مردوں کے لئے بھی (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جسکو (ان مردوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابتدار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جاویں اور (اسی طرح) عورتوں کے لئے بھی (خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جسکو (ان عورتوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابتدار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جاویں خواہ وہ (چھوڑی ہوئی) چیز قلیل ہو یا کثیر ہو

النحو قولہ اسرافا وبدارا حال ای مسرفین ومبادرین کبرہم والمبادرۃ المسارعۃ وہی لاصل الفعل ہہنا ویصح المفاعلۃ بان یبادر الولی اخذ مال الیتیم والیتیم یبادر نزعہ منہ کذا فی روح المعانی قولہ ولا تاکلوا الخ معطوف علی ابتلوا لا علی ادفعوا لعدم تقییدہ بایناس الرشد وفاعل کفی الاسم الجلیل والباء زائدۃ لیدل علی معنی الامر فالتقدیر اکتفوا باللہ وحسیبا حال مما قل بدل من ما ترک باعادۃ العامل نصیبا حال اذ المعنی ثبت لہم مفروضا منقطوعا کذا بینہ البیضاوی قلت وراعیت فی ترجمۃ المفروض کلا معنی القطع والوجوب ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی وایراد حکمہن ای فی قولہ تعالی وللنساء الخ علی الاستقلال للاعتناء بامرہن والایذان باصالتہن فی الاستحقاق والمبالغۃ فی ابطال حکم الجاہلیۃ مع الاشارۃ من اول الامر الی تفاوت ما بین نصیبی الفریقین قولہ للرجال والنساء اقول التعبیر بالرجال والنساء المتبادر منہ البالغون مع کون المراد اعم لعلہ لنکتۃ الاشارۃ الی ان الصغار فی ہذا الحکم کانہم الکبار فافہم ۱۲

الفقہ استدل بالآیۃ علی ان الوارث لو اعرض عن نصیبہ لم یسقط حقہ وہو مذہب ابی حنیفۃ رح کذا فی روح المعانی ۔

الروایات فی لباب النقول اخرج ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب الفرائض من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال کان اہل الجاہلیۃ لا یورثون البنات ولا الصغار الذکور حتی یدرکوا فمات رجل من الانصار یقال لہ اوس بن ثابت وترک بنتین وابنا صغیرا فجاء ابنا عمہ خالد وعرفطۃ وہما عصبتہ فاخذا میراثہ کلہ فاتت امرأتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت لہ ذلک فقال ما ادری ما اقول فنزلت للرجال نصیب الآیۃ قلت وبہذہ الروایۃ ثبت ما ذکرتہ فی تقریر الربط الآیۃ بقولی ایک ضرر الخ وبہا علم وجہ تعمیم ترجمۃ الرجال للصغار والکبار وکذا النساء فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ مستغنی ہو اشارۃ الی ان الغنی ہہنا لیس علی نصاب اصطلاحی بل ہو لغوی وکذا الفقر ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ فلیستعفف بالکل بچائے لان فیہ من المبالغۃ ما لیس فی العفاف ویمکن ذلک فلیتعدی الی المفعول ہو نفسہ ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ فلیاکل برت لے اشارۃ الی المجاز لیعم اللباس وغیرہ ۱۲ ۴ قولہ رشد مذکور اشارۃ الی ما ذکر فی الفائدۃ المتعلقۃ بالسابق من تحقیق المذہب الحنفی فی تفسیر الرشد ۱۲ ۵ قولہ بہتر ہے اشارۃ الی استحباب الاشہاد ۱۲

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا

اور جب تقسیم ہونے کے وقت آموجود ہوں رشتہ دار اور یتیم اور غریب لوگ تو اُن کو بھی اُس میں سے کچھ دیدو اور ان کے ساتھ خوبی سے

مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ

بات کرو اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو اُن کی اُن کو فکر ہو

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

سو ان لوگوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم۔ فیہ اصل عظیم من باب الاخلاق انہ لا یرضی لغیرہ ما لا یرضی لنفسہ

ع ۱۰ / ۱۲ ترجمہ

قولہ تعالیٰ۔ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم اس میں باب اخلاق کی اصل عظیم ہے کہ اپنے واسطے جو امر ناپسند ہو وہ دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرے

سب ہی سے ملیگا اور حصہ بھی ایسا جو قطعی طور پر مقرر ہے ف یہاں صرف استحقاق حصہ میراث کو اجمالاً بتلایا ہے تھوڑی دور آگے حصص ورثہ کی تفصیل آتی ہے اور نزدیک کے رشتہ سے مطلب یہ ہے کہ شرع میں جو ترتیب وارثوں میں مقرر و ثابت ہے اس ترتیب میں نزدیک ہو اور ظاہر ہے کہ نزدیکی دونوں جانب سے ہوتی ہے پس اس سے لازم آگیا کہ جو رشتہ دار اقرب ہو گا وہ میراث پاویگا پھر جہاں شرع نے سب کو اقرب سمجھا ہے گو وجوہ اقربیت کے متفاوت ہوں وہاں سب کو وارث بنایا ہے اور جہاں ایک کو اقرب ایک کو ابعد سمجھا ہے اقرب کو وارث کیا ہے ابعد کو نہیں اس قاعدہ کے عموم میں ذوی الفروض و عصبات و ذوی الارحام جو حنفیہ کے نزدیک وارث ہیں سب آگئے۔ البتہ عصبات میں میراث کا مقرر ہونا اور ذوی الارحام میں اسکا قطعی ہونا جیسا کہ ترجمہ سے متوہم ہوتا ہے کسی قدر شاید وجہ خلجان ہو لیکن مقرر سے مراد یہ لیا جاوے کہ رائے مورث پر مدار نہیں شرع نے قواعد مقرر کر دیئے ہیں اور قطعی سے مراد یہ لیا جاوے کہ جو محل میں مثل قطعی کے ہو جسکو فرض عملی کہتے ہیں اب کچھ خلجان نہیں ربط اوپر ورثہ مستحقین ترکہ کا بیان تھا آگے حکم ہفتم میں غیر مستحقین ترکہ کے ساتھ بھی ایک گونہ مراعات کا استحباباً حکم فرماتے ہیں حکم ہفتم مراعات غیر ورثہ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى (الیٰ قولہ) قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ اور جب وارثوں میں ترکہ کے تقسیم ہونے کے وقت (یہ لوگ) موجود ہوں (یعنے دور کے) رشتہ دار (جنکا میراث میں حق نہیں) اور یتیم اور غریب لوگ (اس توقع سے کہ شاید ہم کو بھی کچھ ملجاوے رشتہ دار تو ممکن ہے کہ گمان استحقاق سے اور دوسرے لوگ بامید خیر خیرات کے) تو ان کو بھی اس (ترکہ) میں سے (جس قدر بالغوں کا ہے) کچھ دیدو اور انکے ساتھ خوبی (اور نرمی) سے بات کرو وہ بات رشتہ داروں سے تو یہ ہے کہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شرع سے اسمیں نہیں ہے ہم معذور ہیں اور دوسروں سے یہ کہ دیکر احسان نہ جتلاؤ ف مسئلہ یہ حکم واجب نہیں مستحب ہے اور اگر ابتدا میں واجب ہوا ہو تو وجوب منسوخ ہے مسئلہ اور بالغوں کی قید اسلئے لگائی کہ نابالغوں کے حصہ میں سے خیر خیرات یا کسی کی مراعات بالکل جائز نہیں ربط یہاں تک اصل مضمون یتیموں کو ضرر نہ پہنچانے کا تھا اور دوسرے مضامین اسی کی مناسبت سے مذکور ہوئے ہیں آگے اسی اصل مضمون کی تاکید کیلئے ایک واقعہ دنیویہ فرض کرتے ہیں جس سے یتیموں کی ہمدردی پیدا ہو اور ایک واقعہ آخرت کا یقین دلاتے ہیں تاکہ خوف پیدا ہو اور دونوں واقعوں میں فکر کر کے یتامیٰ کے اضرار کی جرات نکریں تاکید رعایت حق یتامیٰ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ (الیٰ قولہ) وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ اور (یتامیٰ کے معاملہ میں) ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر اپنے بعد

اللغات السعیر فعیل بمعنی مفعول من سعرت النار اذا اوقدتہا من روح المعانی البلاغۃ القسمۃ مفعول بہ و قدمت و ہنا المعوث عنہا لان فی الفاعل تعددا فلو رعی الترتیب یفوت تجاذب اطراف الکلام وقیل قدمت لتکون امام محاضرین فی اللفظ کما انہا امامہم فی الواقع کما فی روح المعانی وفی حاشیۃ البیضاوی حیل ترکوا ای معنی شارفوا لیصح وقوع خافوا جزاء لعدم وقوع الخوف بعد حقیقۃ الموت وترک الذریۃ فی البیضاوی وفی ترتیب الامر علیہ اشارۃ الی المقصود منہ ای من الامر والعلۃ فیہ لبعث علی الترحم ان یحب لاولاد غیرہ ما یحب لاولادہ وتہدید المخالف بحال اولادہ اھ قلت لا یلزم بحال الاولاد لیعث قرۃ الآیۃ ما سوف کور فی الملحقات فی فائدۃ ترجمۃ قولہ فلیتقوا الرحمۃ الروایات فی روح المعانی واخرج ابن جریر من ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی بذلک الرجل یموت ولہ اولاد صغار ضعاف یخاف علیہم العیلۃ والضیعۃ وان ولی مثل ذریۃ ضعافا فی خفیف علیہم واخرج ابن ابی حاتم والبیہقی عن ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی الرجل یحضرہ الموت فیقال لہ تصدق من مالک واعتق واعط سبیل اللہ فہوان یامروا بذلک فالمعنی ح یکون علی من حضر المریض فکما لا یرضی احدکم ان یترک ذریۃ بغیرمال فلا یطیعی ان یامر غیرہ بذلک وقیل فی الوصیۃ بما زاد علی الثلث انتہی مختصرا و مغیرا بیسیر قلت ظاہر المقام یقتضی التفسیر الاول و ادفع لمنبی علیہ فی اللفظ العموم شمل الجمیع فافہم کیلا تہم التعارض بین الجمیع لاسیما فی قول ابن عباس الملحقات الترجمۃ لہ قولہ مستند فی روح المعانی امر ندب کلف البالغون من الورثۃ تطییبا لقلوب المذکورین و تصدقا علیہم وقیل امر وجوب واختلف فی نسخہ فعن ابن عباس بما نہ لا تنسخ و مخرج البخاری فی ناسخہ و ابن ابی حاتم من طریق عطاء عنہ

حو نسختہا آیۃ المیراث اھ قلت یحمل النسخ علی الوجوب و عدمہ علی الندب فلا تعارض بین القولین ۱۲ ؎۲ قولہ فی ترجمۃ ولیخش ڈرنا چاہیئے الخ لعلہ نقل الترجمۃ مفعول یخشی اشارۃ الی تنزیل منزلۃ اللازم الا الفعل نحا فوا علیہم کی

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ

اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں بیٹے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے

اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا

چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جاویں تو ان (بچوں) کی ان (لوگوں) کو فکر ہو کہ کیسے انکو کوئی آزار نہ دے تو ایسا ہی دوسرے کے بچوں کیلئے بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہم انکو آزار نہ دیں (سو ان باتوں کو سوچکر ان لوگوں کو چاہئے کہ دنیا ہی کے معاملہ میں خدا تعالیٰ (کے حکم کی مخالفت) سے ڈریں (یعنی فعلاً آزار و ضرر نہ پہنچاویں) اور قولاً بھی انسے موقع کی بات کہیں (اسمیں تسلی اور دلجوئی کی بات بھی آگئی اور تعلیم و تادیب کی بات بھی آگئی غرض انکے مال اور جان دونوں کی اصلاح کریں) بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے (برتتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں (دوزخ کی) آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں (یعنے انجام اس کھانے کا یہ ہونیوالا ہے) اور (اس انجام کے مرتب ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہیں کیونکہ) عنقریب (یہی دوزخ کی) ... جلتی آگ میں داخل ہونگے (وہاں یہ انجام نظر آ دیگا) ف پہلے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند اور قول سدید کی جو تفسیر کیگئی ہے اسمیں اسکی تہذیب کے متعلق اگر بقدر ضرورت تشدد کرنا پڑے وہ بھی داخل ہو گیا ایسی نرمی کا حکم نہیں جسمیں وہ بگڑ جاوے مطلب یہ ہے کہ ہر امر میں اسکی مصلحت برتی ہو اپنی مصلحت پر نظر نہو پس تادیب میں بھی اپنے غیظ کی شفا مقصود نہونا چاہئے اور بلا استحقاق کی جو قید لگائی گئی اس سے یہ فائدہ ہوا کہ باستحقاق کھانیکی اجازت ہے جسکا بیان ابھی حکم پنجم میں من کان فقیراً کی تفسیر میں گذر چکا ہے دیکھ لیا جاوے مسئلہ جسطرح مال یتیم کا خود کھانا حرام ہے اسیطرح کسی کو کھلا دینا گو بطور خیر خیرات ہی کے کیوں نہو حرام ہے اسی لئے ترجمہ میں لفظ برتنے کا ظاہر کر دیا گیا ہے اور ہر نابالغ کا یہی حکم ہے گو یتیم نہو خوب یاد رکھو اسمیں بہت بے پروائی کیجاتی ہے ربط حکم ششم میں ورثہ کا استحقاق حصص اجمالاً مذکور ہے آگے ان حصص کی کچھ تفصیل یہاں ارشاد ہے اور کچھ ختم سورت پر اور پوری تفصیل ان احکام کی دوسرے دلائل شرعیہ سے اخذ کر کے کتب فرائض میں موجود ہے اور اس تفصیل میں کئی قسم کے ورثہ کا حصہ بیان فرمایا ہے اور ان ورثہ کی تخصیص ذکری کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اولاد اور بھائی بہنوں کے متعلق سوال کیا گیا تھا کما سیذکر فی الحواشی العربیہ پس یہ آئتیں نازل ہوئیں جنکے اول میں حصص اولاد کے مذکور ہیں اور آخر میں بھائی بہن کے اور پھر دوسرے مضمون کا تتمہ ختم سورت میں مذکور ہے اور درمیان میں ماں باپ اور زوجین کے حصص اسلئے گنے گئے کہ ماں باپ اور زوجین کے ہونے نہ ہونے سے اولاد کے حصے بدل جاتے ہیں پس اصل مقصود ان ہی دو سوالوں کا جواب ہے اور اگر یہ دیکھا جاوے کہ پہلے استفتا میں اولاد کے ساتھ زوجہ بھی تھی تو ذکر زوجہ کا اور زیادہ ربط بڑھ جاویگا حصہ اولاد يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الے قولہ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے (میراث پانے کے) باب میں (وہ یہ کہ) لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر (یعنے اگر لڑکا لڑکی ایک ایک یا کئی ملی جلی ہوں تو ان کے حصوں میں باہم یہ نسبت ہوگی کہ ہر لڑکے کو دوہرا اور ہر لڑکی کو اکہرا) اور اگر (اولاد میں) صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے (اور اگر دو لڑکیاں ہوں تب تو دو تہائی ملنا بہت ہی ظاہر ہے کیونکہ اگر ان میں ایک لڑکی کی جگہ لڑکا ہوتا تو اس لڑکی کا حصہ باوجودیکہ بھائی سے کم ہے ایک تہائی سے نہ گھٹتا پس جب دوسری بھی لڑکی ہے تب تو تہائی سے کسی طرح گھٹ ہی نہیں سکتا اور دونوں لڑکیاں یکساں حالت میں ہیں پس اسکا بھی ایک تہائی ہوگا دونوں کا ملکر دو تہائی ہوا البتہ تین لڑکیوں میں یہ شبہ تھا کہ شاید ان کو تین تہائی یعنے کل مل جاوے

اللغات يوصيكم الوصية ان يتقدم على الغير بما يعمل فيه مقترنا بوعظ وهي في الحقيقة امر له على ما عهد اليه فالمراد يامركم روح المعاني ۱۲

البلاغة عدل عن الامر الى الايصاء لانه ابلغ وادل على الاهتمام وطلب الحصول بسرعة روح المعاني ۱۲

الروايات روى احمد والترمذي وابو داؤد وابن ماجة عن جابر رض قال جاءت امرأة سعد بن الربيع الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله هاتان ابنتا سعد قتل ابوهما يوم احد وان عمهما اخذ مالهما ولم يدع لهما مالا ولا تنكحان الا ولهما مال فقال صلى الله عليه وسلم يقضي الله تعالى في ذلك فنزلت آية الميراث فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم الى عمهما فقال اعط ابنتي سعد الثلثين واعط امهما الثمن وما بقي فهو لك

المتعلقات الترجمة لـه قوله چھوٹے چھوٹے بچے الجزء الثاني ترجمة لذرية والاول لضعفا كانهم فسر ... لـه قوله في ذيل ترجمة ليتقوا آزار و ضرر نہ پہنچاویں اشارة الى ان الاصل في الترتب بالفاعل على الخشية هو بذا اي دوام الضرر وانما الامر بالتقوى تعبير عنه فظهر ارتباط اجزاء الكلام بعضها ببعض ۱۲ ـه قوله بھر رہے ہیں رعاية فيه مع المحاورة ما قالوا فيه اي لملوا بطونهم وشاع هذا التعبير في ذلك سهل من يكون ذكر البطون لتأكيد المبالغة كما في قوله تعالى يقولون بافواههم وقوله تعالى القلوب التي في الصدور وقوله طائر يطير بجناحيه ۱۲

ـه قوله يعني انجام اشارة الى ان النار مجاز بما يجر اليها ۱۲ ـه قوله میراث پانے کے باب میں اشارة الى حذف المضاف اي في توريث اولادكم ۱۲ ـه قوله وہ یہ کہ اشارة الى ان الجملة بيان لا محل لها من الاعراب كذا في الروح المعاني ۱۲ ـه قوله في ترجمة فان كن اور اگر اولاد الخ اشارة بكلمة لفظ الى ان الامر والتعقيب الذكري او لكون محصل ومطرفي جميع الآية وهو من النظر الشيخ كونها اثر باعتبار نفس الاستحقاق مع قطع النظر عن خصوصية التثنية تقرير ان الانثى ما لم يمنعها وجود الذكر عن الميراث فاولى ان لا تمنعها الانثى الاخرى في فرض ثالثة ولم يدل دليل على كون ارثها مشروطا بوجود الذكر كما في بنت الابن تستحق مع بنت الابن العليا كمن حجبت شرط وجود الغلام فخذا انما هو منتقض بهنا فافهم والشارة بكلمة الاولاد الى المرجع لضمير كن هو الاولاد وتانيثه باعتبار الخبر ۱۲ ـه قوله گو دو سے اشارة الى ان فوق ليس للاحتراز بل للترقي والمبالغة فنفهم بحكم الثنتين بطريق الدلالة كما قررته بالوضع وجبر ۱۲

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ

اور ماں باپ کے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو اور اگر اس میت کے

يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ

کچھ اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو اس کی ماں کو

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

چھٹا حصہ ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ میت اس کی وصیت کر جاوے یا دین کے بعد۔

اسلئے فرمادیا کہ گو لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں مگر دو تہائی سے نہ بڑھے گا) اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو (کل ترکہ کا) نصف ملیگا (اور پہلی صورت میں ایک ثلث بچا ہوا اور دوسری صورت کا ایک نصف بچا ہوا دوسرے خاص خاص اقارب کا حق ہے یا اگر کوئی نہ ہو تو پھر اسی کو دیدیا جاویگا جیسا کہ کتب فرائض میں مذکور ہے) **ف ۱ مسئلہ** اور یہ سب تقسیم بعد تجہیز و تکفین و ادائے دیون و تنفیذ وصیت من الثلث کے ہوگی جیسا عنقریب واضح ہوگا **ف ۲** اولاد کے وارث ہونے کی چار صورتیں آیت سے معلوم ہوئیں ایک یہ کہ لڑکے لڑکیاں سب ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایک لڑکی ہو۔ تیسرے یہ کہ دو لڑکیاں ہوں چوتھے یہ کہ دو لڑکیوں سے زائد ہوں **ف ۳** حدیث اور اجماع اہل حق سے اس آیت کا حکم انبیاء علیہم السلام کے لئے نہیں اسی واسطے حضرت صدیق اکبرؓ نے فدک وغیرہ کو میراث میں تقسیم نہیں فرمایا اور اگر اس حدیث کو خبر واحد تسلیم کر لیا جاوے تب بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے چونکہ بلاواسطہ آپ سے سنی تھی ان کے اعتبار سے مثل قرآن کے قطعی ہے یا یہ کہا جاوے کہ اس حدیث سے مال انبیاء کا وقف ہونا ثابت ہے اور وقف خبر واحد سے بھی ثابت ہو جاتا ہے اور وقف میں بالاجماع میراث نہیں **حصۃ الدین** وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (**الٰی قولہ**) فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ اور ماں باپ (کو میراث ملنے میں تین صورتیں ہیں ایک صورت میں تو ان) کیلئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کیلئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ (مقرر) ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو (خواہ مذکر یا مونث خواہ ایک یا زیادہ اور بقیہ میراث اولاد اور دوسرے خاص خاص ورثہ کیلئے گی اور پھر بھی بچ جاوے تو پھر سب کو دیجاویگی) اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور (صرف) اس کے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں (یہ دوسری صورت ہے اور صرف اسلئے کہا کہ بھائی بہن بھی نہ ہوں جیسا آگے آتا ہے) تو (اس صورت میں) اس کی ماں کا ایک تہائی ہے۔ (اور باقی دو تہائی باپ کا اور چونکہ صورت مفروضہ میں یہ ظاہر تھا اسلئے تصریح کی حاجت نہیں ہوئی) اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن (کسی قسم کے) ہوں (خواہ ماں باپ دونوں میں شریک جسکو عینی کہتے ہیں خواہ صرف باپ ایک ماں الگ الگ جسکو علاتی کہتے ہیں خواہ صرف ماں ایک باپ الگ الگ جسکو اخیافی کہتے ہیں غرضیکہ کسی طرح کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں اور اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہوں اور یہ تیسری صورت ہے) تو (اس صورت میں) اس کی ماں کو (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملیگا (اور باقی باپ کو ملے گا) **ف** تیسری صورت میں ان بھائی بہنوں کی وجہ سے ماں کا حصہ بمقابلہ دوسری صورت کے کم ہوگیا لیکن باپ کی وجہ سے بھائی بہنوں کو بھی ملیگا **حقوق متقدمۃ علی المیراث** مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ (یہ سب حصے) وصیت (کے قدر مال) نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین (اگر ہو تو اس کے بھی نکال لینے) کے بعد (تقسیم ہوں گے) **ف ۱ مسئلہ** اور ان دونوں سے پہلے تجہیز و تکفین ضروری ہے **مسئلہ** اور وصیت سے مراد وہ ہے جو شرع کے موافق ہو مثلاً وارث کو وصیت میں کچھ نہ دے اور بعد تجہیز و تکفین و ادائے دیون کے جو مال بچے اس کے ثلث سے زائد کی وصیت نہ کرے ورنہ وہ وصیت میراث سے مقدم نہ ہوگی۔ اور جاننا چاہیے کہ دین اور وصیت میں دین مقدم ہے گو قرآن میں لفظاً پہلے مذکور ہے جس میں نکتہ یہ کہا گیا ہے کہ دین کے تو مطالبہ کرنے والے آدمی ہیں وہ خود ہی وصول کر لیں گے اس میں کوتاہی کا احتمال کم ہے البتہ وصیت چونکہ اصل میں تبرع ہے اسلئے اسمیں کوتاہی کا احتمال زیادہ ہے اسلئے اہتمام و تاکید کی غرض سے ذکر میں پہلے لے آئے واللہ اعلم **ربط** آگے اس کی حکمت بتلاتے ہیں کہ میراث کا قصہ میت کی رائے پر نہیں رکھا گیا بلکہ خود حق تعالیٰ نے سب قواعد مقرر فرما دئے۔

النحو من بعد وصیۃ متعلق محذوف ای الستقر ذالک النصیب من بعد وصیۃ ای اخرج تقدیمًا تبع به الوصیۃ وفائدۃ الوصف التعمیم ای ای وصیۃ صدق علیها انه اوصی بها وتخصیص من بالعموم بالخبر المجرد قولہ او دین وکلمۃ او فی ذی نفس الوجوب ۱۲ **ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ** خاص خاص اقارب ملان کی تفریب لا بیش ۱۲ **۲ قولہ** کچھ اولاد ہو فالولد اعم من المذکر والانثی والواحد والکثیر فهو اسم جنس ۱۲ **۳ قولہ** بھائی بہن کسی قسم کے ۱۲ فان الاخوۃ جمع یعنی مافوق الواحد وسبیلہ اجماع وفیہ تغلیب المذکر علی المونث ۱۲ ۔

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

تمہارے اصول وفروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے کہ ان میں کا کون سا شخص تمکو نفع پہنچانے میں نزدیک تر ہے یہ حکم من جانب اللہ مقرر کردیا گیا بالیقین اللہ تعالیٰ

عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن

بڑے علم اور حکمت والے ہیں اور تم کو آدھا ملے گا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر

كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ

ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو تو تم کو ان کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کر جاویں یا دین کے بعد

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ

ان بیبیوں کو چوتھائی ملے گا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ اور اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ سے آٹھواں

مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ

حصہ ملے گا وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد

حکمت عدم تفویض تقسیم مال باعتبار مورث اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ (**الیٰ قولہ**) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ تمہارے اصول وفروع جو ہیں تم (ان کے متعلق) پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تم کو (دنیوی واخروی) نفع پہنچانے میں (باعتبار توقع کے) نزدیک تر ہے (یعنی اگر تمہاری رائے پر قصہ رکھا جاتا تو بغالب احوال تم لوگ تقسیم میں مدار ترجیح وتفضیل کا اس شخص کے نفع رسانی پر رکھتے اور اس مدار کے تیقن کا خود کوئی طریقہ کسی کے پاس نہیں ہے تو اس کا مدار تجویز ٹھیرانا ہی صحیح نہ تھا پس جب نفع میں مدار بننے کی قابلیت نہ تھی اس لئے دوسرے مصالح واسرار کو گو وہ تمہارے ذہن میں نہ آویں اس حکم کا علت اور مدار ٹھیرا کر) یہ حکم منجانب اللہ مقرر کردیا گیا (اور یہ امر) بالیقین (مسلم ہے کہ) اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں (پس جو حکمتیں انہوں نے اپنے علم سے اس میں مرعی رکھی ہیں وہی قابل اعتبار ہیں اس لئے تمہاری رائے پر نہ رکھا) **ف** دنیوی نفع مثلاً یہ کہ فلاں وارث ہماری خوب خدمت کریگا اکثر اوقات وہ دغا دیجاتا ہے اور دوسرا مخلص جسکو نہ یا محبت کیوجہ سے زیادہ خدمت کیا کرتا ہے اور اخروی نفع یہ کہ ہمکو یہ ثواب بخشا کریگا یا آخرت میں شفاعت کریگا اس لئے اسکو زیادہ دینا چاہئے کبھی اس کے بھی خلاف ہوتا ہے بعض بد دینوں نے مسئلہ میراث میں کچھ دنیوی مضرتوں کا دعوے کیا ہے اول تو خود ابھی وہ مضرتیں ہی ثابت نہیں ہوئیں پھر ان مضرتوں کے مقابلہ میں اہل عقل نے ان سے منفعتیں اور میراث نہ ملنے میں ان سے زیادہ مضرتیں ثابت کرکے دکھلا دی ہیں چنانچہ رسائل وخطبات واخبار میں ناظرین نے دیکھا ہوگا اور اگر ان سب سے قطع نظر کیجاوے تو قرآن مجید کا یہ مضمون اس شبہ کے جواب کے لئے کافی ہے پس ہم کہیں گے کہ ساری مضرتیں مسلم مگر اس کا دار و مدار نفع ومضرت پر نہیں ہے کسی اور حکمت پر ہے جسکے نہ تو جاننے کا ہم دعویٰ کریں اور نہ تبلانے کا ذمہ کریں اور نہ ہمکو اس کی ضرورت اگر طبیب حاذق مریض کے لئے کوئی نسخہ تجویز کرے اور بنا تجویز نہ تبلاوے اور ظاہراً اس سے مریض کو تکلیف بھی ہو تو کیا اس کا صرف حاذق ہونا اس کے لئے کافی نہ ہوگا کہ اس مریض پر اس کے استعمال کو واجب کیا جاویگا۔ اور بعض نے اس جزو آیت کی اور توجیہ کی ہے کہ تم مردہ کی وصیت کو اپنے لئے مضر اور اس مردہ کو ضرر رساں نہ سمجھو کہ ہمارا حصہ وصیت کے سبب گھٹ گیا اور ایسا سمجھ کر تنفیذ وصیت میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ تم کو کیا معلوم کون شخص انفع ہے یعنی اگر وصیت نکریاتو باعتبار دنیا کے وہ انفع تھا لیکن اب وہ موصی باعتبار آخرت کے تمہارے لئے انفع بن گیا کہ تم اس کو جاری کرکے ثواب لوگے اور ابتدا اسلام میں جب میراث نہ تھی سب کا حصہ موصی کی رائے پر تھا اسوقت یہی حکم زیر حکمت تھا اور ممکن ہے کہ اصل مقصود تو یہی میراث کا قانون ہو لیکن دفع توحش کے لئے بتدریج اس کا حکم کیا گیا ہو پہلے موصی کی رائے پر ایک مصلحت سے رکھدیا ہو **حصۂ زوجین** وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ (**الیٰ قولہ**) مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۗ اور تم کو آدھا ملیگا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو (نہ مذکر نہ مؤنث نہ واحد نہ کثیر)

الفحو اٰبَآؤُكُمْ مبتدا خبره لا تدرون الخ قوله فريضة مصدر لفعل محذوف اي فرض ذلك بالبناء للمفعول والامية ذلك في الترجمة ٢ فائدة وبما ذكرت من تقرير دلالة الآية لا تدرون على توجيه لم يبق مساغ لما يتوهم من ان المفهوم من ظاهر هذه الآية الحكم لا تدرون ونحن ندري ايهم اقرب لكم فلذلك فرض فرض تم يورد عليه ان اللازم من ذلك ان من تقدم اوسع في الميراث يلزم ان يكون اقرب في النفع وهو بعيد وجه عدم التوهم ان ذلك غير صحيح بالنفع كما ذكرت بل يورد التعليل بان مدار الارث عند كم الانفعية مع عدم كونه مدارا بل مدار الحكم والمصالح التي هي محجوبة عن عقولكم بالمرة ولا تقس اليها بالكم فصلت بذا من روح المعاني وهو كما ترى من التحقيق

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملیگی خواہ وہ خود میت مرد ہو یا عورت ملیا ہوجسکے نہ اصول ہوں نہ فروع ہوں اور اس کے ایک بھائی یا ایک

السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہونگے وصیت نکالنے کے بعد جسکی وصیت

يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ

کردی جاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ پہنچاوے یہ حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا حلیم ہے۔

اور اگر ان بیبیوں کے اولاد ہو (خواہ تم سے ہو یا پہلے شوہر سے) تو (اس صورت میں) تمکو ان کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا (یہ کل دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن ہر صورت میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کرجائیں یا دین (اگر ہو تو اس کے بھی نکالنے کے بعد ملیگی) اور بیبیوں کو چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاوٴ (خواہ وہ ایک ہو یا کئی ہوں تو وہ چوتھائی سب میں برابر بٹ جاویگا) اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو (نہ مذکر نہ موٴنث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر کچھ تمہارے اولاد ہو (خواہ ان بیبیوں سے ہو یا دوسری عورت سے) تو (اس صورت میں) ان کو (خواہ وہ ایک ہوں یا کئی) تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملیگا (یہ بھی دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کرجاوٴ یا دین (اگر ہو تو اس کے بھی نکالنے کے بعد ملیگی) **حصہ برادر و خواہر اخیافی** وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً (الیٰ قولہ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملیگی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں (یعنی باپ دادا) اور نہ فروع ہوں (یعنی اولاد اور بیٹے کی اولاد) اور اس (میت) کے ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی) ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر یہ لوگ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہوں (مثلاً دو ہوں یا اور زیادہ) تو وہ سب تہائی میں (برابر کے) شریک ہونگے (اور انہیں مذکر و موٴنث کا برابر حصہ ہے اور بقیہ میراث دوسرے ورثہ کو اور اگر کوئی اور نہ ہو تو پھر انہیں کو دیجاویگی یہ دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد جس کی وصیت کردیجاوے یا (اگر) دین (ہو تو اس کے بھی نکالنے کے بعد (ملیگی) بشرطیکہ (وصیت کرنیوالا) کسی (وارث) کو ضرر نہ پہنچاوے (نہ ظاہراً نہ ارادةً ظاہراً یہ کہ مثلاً ثلث سے زیادہ وصیت کردے تو وہ وصیت میراث پر مقدم نہوگی اور ارادةً یہ کہ رہے تو ثلث کے اندر لیکن نیت یہ ہو کہ وارث کو کم ملے یہ ظاہراً نافذ ہو جاویگی لیکن گناہ ہوگا) یہ (جسقدر بیان ہوا) حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے (کہ کون مانتا ہے کون نہیں مانتا اور نہ ماننے والوں کو جو فوراً سزا نہیں دیتے تو وجہ یہ کہ) حلیم (بھی) ہیں **ف** اخیافی کی قید پر اجماع ہے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابی رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ من الام بھی پڑھتے تھے کذا فی روح المعانی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قید بطور تفسیر کے سنی ہوگی اور نیز خود اس مقام میں غور کرنے سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان بھائی بہنوں کو سدس اور ثلث کا مستحق ٹھیرایا ہے اور یہی دو حصے ماں کے اوپر مذکور ہوچکے ہیں اس مناسبت سے یہ بھائی بہن وہی معلوم ہوتے ہیں جو ماں میں شریک ہوں۔

اللغات فی روح المعانی کلالة ہی فی الاصل مصدر بمعنی الکلال وہو الاعیاء ثم استعیرت و استعملت استعمال الحقائق للقرابة من غیر جہة الوالد والولد لضعفہا بالنسبة الی قرابتہا و تطلق علی من لم یخلف والدا ولا ولدا (وہذا ہو المراد فی الآیة) وعلی من لیس بوالد ولا ولد من المخلفین بمعنی ذی کلالة کما تطلق القرابة علی ذوی القرابة ۱۲

النحو کان مرجو المیت قولہ رجل ومعطوفہ امرأة اسم کان وکلالة خبرہا وقولہ یورث صفة رجل والمعنی یورث منہ للتعدیة بمن وربما تحذف وقولہ غیر مضار حال من فاعل یوصی المذکور فی قرأة یوصی معروفا والمدلول علیہ بقولہ یوصی فی قرأة المجہول ولا تکون حالا فی ترجمة لقولہ تبع حکم وقولہ وصیة یجوز ان یکون مفعول مطلق عاملہ محذوف ای توصی بہا وصیة من اللہ وقولہ ولا اخت الضمیر رجل وتوحید الضمیر لوجوبہ فیما وقع بعد او یعنی اد ماورد علی خلاف ذالک مؤول واتی بہ مذکرا لخبر بین ان یرجع المعطوف علیہ والمعطوف والتذکیر للتغلیب۔ قولہ اکثر من ذالک ای المذکور من واحد او اخت واحدة ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج الائمة الستة عن جابر بن عبد اللہ قال عادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر فی بنی سلمة ماشیین فوجدنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اعقل شیئا فدعا بماء فتوضأ ثم رش علی فافقت فقلت ما تامرنی ان اصنع فی مالی فنزلت یوصیکم اللہ فی اولادکم الآیات وتقدم نزولہا فی قصة سعد بن الربیع والجواب کما فی لباب النقول انہ یحتمل ان یکون نزول اولہا فی قصة البنتین وآخرہا وہو قولہ وان کان رجل یورث فی قصة جابر ویکون مراد جابر بقولہ فنزلت یوصیکم اللہ ای ذکر الکلالة المتصل بہذہ الآیة ۱۲

ملحقات الترجمة ۱؎ **قولہ** فی ترجمة ذلک لان کان لکم ولد یا اور عورت سے لم تتبین ادخر سے لان الحکم عام فیما کان الولد من الزوجة او المملکة ۱۲ ۲؎ **قولہ** بقیہ دوسرے ورثہ کو جیسا لم یرد کما فی قبلہ وما بعدہ لان الزوجین لا یرد علیہما ۱۲ ۳؎ **قولہ** یعنی باپ دادہ الجد فی حکم الاب عند ابی حنیفة رحمہ و انکرنا فی آخر من ذکر الاختلاف ومن ثم کان نزد و شرح فیما شد کما فی الاحادیث ۱۲ ۴؎ **قولہ** خیز نہ اشارة الی ان التنوین فی اخ واخت للتنویع ۱۲ ۵؎ **قولہ** نہ ظاہراً نہ ارادةً فالمنع فی غیر المضار عام للنفی فی الاول والمنفی فی الثانی بالفہم معہ ۔ اور اگر اسکا تفسیر میں اور مرئے منسبد بھی بتا کو رحمن اور تفسیریں اتنا ندر ہے گا تو

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بہشتوں میں داخل کر دیں گے جن کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

جاری ہوں گی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ ع ۲ ۱۳

نکل جاویگا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمہاری بیبیوں

نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ

میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کر لو سو اگر وہ گواہی دیدیں تو تم ان کو گھروں کے اندر

فِى الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

مقید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ تجویز فرما دیں

اور عینی اور علاتی بھائی بہنوں کا حکم اس صورت کے ختم پر آویگا اور یہ امر بالاتفاق قطعی ہے جس سے بھی ثابت ہوا کہ یہاں ان کے علاوہ اور قسم مذکور ہے اور شاید یہاں سدس اور ثلث کے قرینہ سے من الام کی قید چھوڑ دی ہو اور وہاں للذکر مثل حظ الانثیین کے قرینہ سے من الابوین یا من الاب کی قید چھوڑ دی ہو کیونکہ اس قید سے مفہوم ہوا کہ کسی ایسے کا ذکر ہے جو بنفسہ یا بالغیرہ عصبہ بنجاتا ہے اور اخیافی کبھی عصبہ نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ اور اصول کی تفسیر جو باپ دادا کے ساتھ کی گئی یہ مذہب امام صاحب کا ہے پس دادا سے سب طرح کے بھائی بہن ساقط ہوجاتے ہیں اور دوسرے علماء و ائمہ کے نزدیک ساقط نہیں ہوتے اور یہ مسئلہ صحابہ میں بھی مختلف فیہ تھا ربط ان احکام کو بیان کرکے آگے ان کے اعتقاداً و عملاً ماننے کی تاکید اور فضیلت اور نہ ماننے پر وعید ارشاد فرماتے ہیں **تاکید اطاعت در احکام مذکورہ** تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ (الی قولہ) وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ یہ سب احکام مذکورہ (متعلقہ میراث یا مع احکام یتامیٰ کے) خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا (یعنی ان ضابطوں کی پابندی کریگا) اللہ تعالیٰ اسکو ایسی بہشتوں میں (زود) داخل کردیں گے جنکے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ہمیشہ انہیں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ ملنے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جاویگا (یعنی پابندی کو ضروری بھی نہ سمجھیگا اور یہ حالت کفر کی ہے) اسکو (دوزخ کی) آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے **ف** یطع اور یتعد حدودہ کی جو تفسیر کی گئی ہے اس بنا پر اس آیت میں دو قسم کے لوگوں کا مذکور ہے ایک مطیع کامل۔ دوسرا عاصی کامل اور ایک قسم اسمیں غیر مذکور ہے یعنی اعتقاداً مطیع ہو اور عملاً تقصیر وار ہو اس کا حکم دوسری آیتوں میں موجود ہے کہ مستحق سزا ہے لیکن اخیر میں نجات ہے اور خود یہاں بھی غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جب اسکی حالت بین بین ہے تو جزا بھی بین بین ہوگی یعنی کچھ عذاب کچھ ثواب اور ظاہر ہے کہ ثواب کا مقدم اور عذاب کا مؤخر ہونا تو احتمال باطل ہے پس عکس متعین ہوگیا پس آخر میں نجات ثابت ہوئی۔ اور فوز کے معنی یہ ہیں کہ بلا عذاب جنت میں جاویگا اور بالکل نکلجانا کفر کیساتھ خاص اسلئے ہے کہ اعتقاد رکھنا بھی تو ایک ضابطہ ہے جو معتقد ہے وہ بالکل خارج نہیں۔ اور یہ احتمال باطل ہے کہ کوئی عمل کرے اور اعتقاد نہ کرے کیونکہ قبول اعمال کیلئے اعتقاد شرط ہے پس وہ عمل بھی منفی رہیگا وہ بھی بالکلیہ خروج ہے۔ **ربط** جاہلیت میں جیسا یتامیٰ اور مواریث کے معاملہ میں بہت سی بے اعتدالیاں تھیں جنکی اصلاح اوپر کی آیات میں مذکور ہوئی اسی طرح عورتوں کے معاملہ میں بھی طرح طرح کی رسوم قبیحہ اور بے عنوانیاں شایع تھیں مثلاً ان کو طرح طرح سے ایذائیں پہنچاتے تھے انکو تنگ کرتے تھے جنسے نکاح حرام ہے انسے نکاح کرلیا کرتے تھے وعلی ہذا آگے الرجال قوامون تک ان معاملات کی اصلاح فرماتے ہیں اور جو خطا و قصور معتبر ہو اسپر تادیب کی اجازت دیتے ہیں اور یہ مضمون تادیب ہی سے شروع ہوا ہے اور تادیب و اصلاح ہی پر ختم ہوا ہے ان جملوں میں واضربوھن اور ان یریدا اصلاحا الخ **حکم ششم سیاست زانیہ** وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ (الی قولہ) اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ بالکل ہی الخ الحدود عام لصیغۃ لکونہ جمعا مضافا الی الضافۃ وبصحۃ استثناء منہ فلا دلیل فی الآیۃ للمعتزلۃ کما وضحتہ فی ف بعد فتح بیان فافہم ۱۲

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور جونسے دو شخص بھی بےحیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

قبول کرنیوالے ہیں اور رحمت والے ہیں توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کرلیتے

فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

سو ایسوں پر تو اللہ تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں حکمت والے ہیں اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں

السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْــٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی جنکو حالت کفر پر

وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝

موت آجاتی ہے ان لوگوں کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا الیٰ قولہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور جو عورتیں بےحیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تمہاری (منکوحہ) بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں (کے اس فعل) پر چار آدمی اپنوں میں سے (یعنی آزاد عاقل بالغ مذکر مسلمانوں کو) گواہ کرلو (تاکہ ان کی گواہی پر حکام سزائے آئندہ جاری کریں) سو اگر وہ گواہی دیدیں تو ان کی سزا یہ ہے کہ تم ان کو (بحکم حاکم) گھروں کے اندر (بسیاستہ) مقید رکھو یہاں تک کہ (یا تو) موت ان کا خاتمہ کردے (اور) یا اللہ تعالیٰ انکے لئے کوئی اور راہ (یعنی حکم ثانی تجویز) فرمادیں (چنانچہ بعد میں جو حکم ثانی تجویز ہوا وہ ف میں آویگا) اور (سزائے زنا میں کچھ ان منکوحہ کی تخصیص نہیں بلکہ) جون سے دو شخص بھی وہ بےحیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تم میں سے (یعنی بالغ عاقل مسلمانوں میں سے) تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر (بعد اذیت پہنچانے کے) اگر وہ دونوں (گذشتہ سے) توبہ کرلیں اور (آئندہ کیلئے اپنی) اصلاح کرلیں (یعنی پھر ایسا فعل ان سے سرزد نہ ہو) تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالے ہیں رحمت والے ہیں (اسلئے اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کردی پھر تمکو بھی اسکے درپے نہ ہونا چاہئے) ف یہ جو کہا گیا جون سے دو شخص بھی آمیں نکاح اور بے نکاح والی عورت اور منکوح اور بے نکاح والا مرد سب آگئے پس چاروں کا حکم مذکور ہوگیا ان کا یہ حکم ابتداء میں تھا کہ اذیت تو سب کو پہنچائی جاوے جسکا طریقہ صرف منکوحہ عورت کیلئے تو بیان فرمایا کہ ان کو مقید رکھو اور باقیوں کیلئے طریقہ بیان نہیں فرمایا ظاہر یہ ہے کہ حکام اسلامی کی رائے پر تھا جس طریق سے مصلحت زجر حاصل ہوجاوے خواہ زبان سے یا ہاتھ سے پھر وہ حکم ثانی بعد میں نازل ہوا جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ سبیل ارشاد فرمادی جسے موعود تم لوگ سمجھ لیا کرو کہ نا کتخدا کیلئے سو درے اور کتخدا کیلئے سنگساری کما فی الصحاح پس اس آیت کا حکم منسوخ ہے مسئلہ زنا کے گواہ چار مرد مسلمان عاقل بالغ آزاد شرط ہیں اور منکم میں اسطرف اشارہ بھی ہے کیونکہ مخاطب ایسے ہی لوگ ہیں مسئلہ والی حکام کے دوسرا شخص یہ سزائیں جاری نہیں کرسکتا کما یستفاد من الہدایہ۔ اور بسیاستہ کو داخل کردینے سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ گھروں میں محبوس رکھنا تو شوہر کا منصب اور حق ہے پھر یہ سزا کیا ہوئی وجہ دفع یہ کہ وہ رکھنا سیاستہ کے ہے نہیں۔ اور بعد توبہ کے جو فرمایا کہ تعرض مت کرو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سزا نہ دو کیونکہ یہ تو بعد سزا کے بعد مذکور ہے فاذوہما علیہ بلکہ سزا کے بعد پھر ملامت مت کرو اور زیادہ سزا مت دو بخلاف غیر تائب کے کہ ملامت اسپر درست ہے جیسا کہ حاکم دو بارہ پھر سزا دے قطاع اور کی آیت میں توبہ کا ذکر تھا آگے اس توبہ کے قبول و عدم قبول کی معلوم ہوکر یہ شرط قبول توبہ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ الیٰ قولہ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝ توبہ جسکا قبول کرنا حسب وعدہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما فیہ عدم التثریب علی التائب ولو عاصیا بعد ما تاب بل قد یکون فیہ ایذاء۔ باب التوبۃ قولہ تعالیٰ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ قال حق اللہ تعالیٰ لوکان ای تعلیق بالعلم وکان مع العلم العمد بجہالۃ کما فی قولہ تعالیٰ الا یجہلن احد علینا فنجہل فوق جہل الجاہلینا۔ فیہ اصل للفقہاء قال الصوفیۃ فی تفسیر الیقین بالعلم اللازم مع غلبۃ الحال حیث سمی فقد ما جہلا ترجمہ قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما معلوم ہوا کہ جب کوئی تائب ہوجائے تو اسپر طعن و تشنیع نہ چاہئے کہ یہ ایذاء پہنچانا ہے بلکہ خوف ہے کہ کبھی اسمیں دروازہ شر کا مفتوح کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ الآیۃ اس کے ارتکاب کا جو عقل کی شان کے خلاف ہو جہالت سے تعبیر کرنا اگرچہ علم ہو موجود ہی ہے اسکا مسند میں جو دلیل ہے جو وجہ کی اس تفسیر کی کہ وہ یقین کے معنے کہنے میں معتقد و ملازم مطابق واقع عدم فہم حال کہ قرآن مجید میں اسکے فقدان کو جہالت کہا گیا ہے۔

الحاصل وقریب فی روح المعانی ... [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ (صغیرہ ہو یا کبیرہ) کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں (یعنی قبل حضور موت جسکے معنے آگے آتے ہیں) توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ (قبول توبہ کے ساتھ) توجہ فرماتے ہیں (یعنی توبہ قبول کر لیتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں (کہ کس خلوص سے توبہ کی) حکمت والے ہیں (کہ ان سے توبہ کر چکنے والے کو فضیحت نہیں کرتے) اور ایسے لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو برابر گناہ کرتے رہتے ہیں یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آکھڑی ہوئی (حضور موت کا مطلب یہ ہے کہ اس دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں) تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں (پس نہ تو ایسوں کی توبہ مقبول) اور نہ ان لوگوں کی (توبہ یعنی ایمان اسی ہی وقت کا مقبول) جنکو حالتِ کفر پر موت آجاتی ہے ان (کافر) لوگوں کیلئے ہم نے ایک دردناک سزا (یعنی عقوبت دوزخ) تیار کر رکھی ہے ف برابر گناہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ بار بار کرتے ہیں بلکہ اگر ایک بار بھی گناہ کر کے اس سے توبہ نہ کی تو یوں کہا جاسکے کہ یہ اصرار ہے اور اصرار حکم عود میں ہے اسلئے اسکو بھی مثل بار بار گناہ کرنے کے کہا جاویگا یہ مطلب ہے برابر کرنے کا۔ اور جاننا چاہئے کہ قرب کی دو حالتیں ہیں ایک یہ کہ زندگی سے نا امید ہو جاوے لیکن ابتک اس عالم کے احوال اور اہوال نہیں نظر آئے اس حالت کو یاس بالتحتانی سے کہنا مناسب ہے اور دوسرے یہ کہ احوال بھی نظر آنے لگیں اسکو حالت باس بالموحدہ سے کہنا زیبا ہے پس پہلی حالت یعنی یاس بالتحتانیہ میں تو کافر کا ایمان لانا اور عاصی کی توبہ کرنا دونوں مقبول ہیں اور دوسری حالت یعنی باس بالموحدہ میں دونوں غیر مقبول محققین کا یہی مذہب ہے اور ظاہر قرآن سے یہی مفہوم ہوتا ہے کذا فی الکبیر۔ اور جتنے دوسرے اقوال ہیں وہ آیت کی توجیہ اور طور کرینگے واللہ اعلم۔ اور جاننا چاہئے کہ یہ جو فرمایا کہ حماقت سے۔ الخ یہ قید واقعی ہے احترازی اور شرطی نہیں کیونکہ ہمیشہ گناہ حماقت ہی سے ہوتا ہے جس کو اپنے نفع و ضرر کی پرواہ نہ ہو اس سے بڑھکر کیا حماقت ہوگی اور جاننا چاہئے کہ سوء اور سیئات دونوں جگہ اپنے عموم سے ہر فعل بد حتیٰ کہ کفر کو بھی شامل ہے اور قانون کلی سے ایمان کا مقبول یا نا مقبول ہونا معلوم ہوگیا تھا لیکن کفار کے ایمان عند الباس کا نا مقبول ہونا پھر تصریحاً شاید اس لئے بیان فرمایا ہو کہ اہل کفر کی تسویف و تاخیر کی تقبیح بھی طرح ذہن نشین ہو جاوے واللہ اعلم۔ اور عاصی کے حق میں جو فرمایا کہ توبہ وقت حضور موت کے مقبول نہیں یعنی وعدہ مغفرت اسپر مرتب نہیں اور ویسے اگر مشیت سے فضل ہو جاوے کوئی امر مانع نہیں۔ اور بعض محققین نے ولا الذین یموتون کی اور تقریر کی ہے کہ جو شخص ساری عمر کفر پر رہا حتیٰ کہ اسی پر اسکا خاتمہ ہوگیا اور وہ کسی جزو عمر میں دوسرے گناہوں سے توبہ کرے لیکن مسلمان نہ ہو تو اسکی وہ توبہ جو کہ گناہوں سے کی ہے مقبول نہیں کیونکہ ایمان منجملہ شرائط قبول توبہ ہے جیسا تعجیل قبل الحضور بھی شرط ہے اور اس حکم میں ختم کے قبل بیان ہو چکا ہے کہ یہاں سے ان رسوم قبیحہ کا ابطال ہے جو عورتوں کے باب میں متعارف تھیں منجملہ ان رسوم کے ایک رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص مرجاتا تو اسکا وارث جسطرح اسکا مال لیتا اسی طرح اسکی بیوی کو بھی اپنی میراث اور ملک سمجھتا اگر دل چاہتا اس سے جبراً خود نکاح کر لیتا اور اگر چاہتا دوسرے سے نکاح کر دیتا اور کبھی بے رغبتی کے سبب نہ خود نکاح کرتا اور نہ دوسرے سے اسلئے نکاح کرنے دیتا کہ اپنا مال دولت اپنے ساتھ لیجاویگی غرض یوں ہی اسکو مجبور و محبوس رکھتا یا تو وہ اپنا مال و متاع اسکو دیدیتی تب اسکی جان چھوٹتی اور یا وہ اسی کے گھر مر جاتی تو اسکے مرے پیچھے اسکی چیزوں پر قبضہ کرتا اور میت کے مال سے بھی عورت کو حصہ نہ دیتے یہ تو کاروائی وارث کیا کرتے اور کبھی خود شوہر اپنی عورت کے ساتھ بے عنوانی کرتا کہ نہ تو اسکے حقوق زوجیت ادا کرتا اور نہ مفت اسکو طلاق دیتا کہ دوسرے ٹھکانے لگے بلکہ اس کو اس امر پر مجبور کرتا کہ وہ اسکو کچھ مال دے تب یہ اسکو چھوڑے چنانچہ اسکو ایسا کرنا پڑتا تھا بلکہ کبھی طلاق دیدینے کے بعد بھی اسکو نکاح نہ کرنے دیتا جب تک وہ اسکو کچھ مال نہ دیتی اگلی آیت میں یٰاَیُّہَا سے مُبَیِّنَۃٍ تک عام الفاظ ہیں جس میں یہ سب امور آگئے ہیں ان رسوم کی ممانعت فرماتے ہیں پھر عاشروہن سے صرف شوہروں کو ادائے حقوق زوجیت کے متعلق خطاب فرماتے ہیں

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ترجمۃ السوء کوئی گناہ فاللام لیس بداخل ۲ قولہ یعنی قبل حضور موت دلیل ہذا التفسیر ما سیاتی من قولہ حتی اذا حضر احدہم الموت ۳ قولہ فی ترجمۃ ولا الذین یعنی ایسے ہی وقت کا اشارۃ الی ان قید حضور الموت مرعی ایضا فی توبتہم لو ما الکفار من ذنب مدۃ النفخ ح علی موتہم علی الکفر ۴ قولہ فی ترجمۃ اولئک کافر الخ فاندفع تمسک الوعیدیۃ فی تعذیب العصاۃ والمعتزلۃ بتخصیصہا بالکفر ۵ قولہ ف محققین ولا یشکل کونہ مخالفا لما فی بعض کتب الفقہ لان محل التفصیل ہی الاحکام الفقہیۃ المتعلقۃ بالدنیا لا غیر ۶ قولہ گناہ حماقت سے الجہل ہنا بمعنی السفہ لا عدم العلم فلو اذنب مع العلم کانت التوبۃ مقبولۃ ولکن حماقۃ للذہول عن کنہ ما فیہ من الخیر کما فی قول الشاعر الا لا یجہلن احد علینا فنجہل فوق جہل الجاہلینا۔ وفی روح المعانی اخرج عبد الرزاق وابن جریر عن قتادۃ قال اجتمع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرأوا ان کل شیء عصی بہ فہو جہالۃ عمدا کان او غیرہ ۷ قولہ بعض محققین والتزم علی ہذا کون الکافر مکلفا بالفروع کما ذہب الیہ بعض اصحابنا فی الجملۃ وعندی انہ مکلف بجمیع الفروع فی احکام الآخرۃ لا فی الحکم الدنیاوی والتشریح لفظی واللہ اعلم ۸ قولہ فی التمہید عام الفاظ ہیں ففی اکثر الالفاظ من المجاز والخطاب عام للاولیاء والورثۃ والازواج والارث عام فی معنی الملک ثم الملک عام فی المال والنفس ثم ہو عام لما فی الحیوۃ المرأۃ او بعد موتہا ذکرہ وعام الکرہ علی الضعف والمال والعضل عن النکاح یعم الزوج والاولیاء وعام فیما آتیتموہن من الزوج والاقارب المکرہین باعتبار ما اعطاہم غیرہم فی المشترکۃ والکل متفرع التقاسیر [illegible] ففی خلاف ترثوا ما لہن ومن کلمات [illegible] یعنی الملک ولو فی الحیوۃ فان کراہتہن انما ہی مؤثرۃ فی ہذہ الحالۃ لا بعد الموت فان الارث اضطراری سواء رضی الموروث او کرہ وفی روح المعانی ان الخطاب فی التعاطفین للاولیاء نجز للازواج والاظہر جواز ان یکون الخطاب للاولیاء والازواج والخطاب للازواج اظہر ولا مانع من کون الکل ملکا وفیہ اخراج منعقدۃ سوء الخلق واخرج ابن جریر عن الحسن ان المراد بہا الزنا وراجعت ہذہ المعانی کلہا الی الترجمۃ تامل

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو

بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول کر لو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

اور وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔

حکم نہی از ظلم بر نساء يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (الیٰ قولہ) وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے (مال یا جان کے) جبراً مالک ہو جاؤ (مال کا مالک ہونا تین طرح ہے ایک یہ کہ اس عورت کا جو حق شرعی میراث میں ہے اسکو خود لیلیا جاوے اسکو نہ دیا جاوے اور دوسرے یہ کہ اسکو نکاح نہ کرنے دیا جاوے یہاں تک کہ وہیں ہی مر جاوے پھر اس کا مال لے لیں یا اپنے ہاتھ سے کچھ دینے تیسرے یہ کہ خاوند اسکو بے وجہ مجبور کرے کہ وہ اسکو کچھ مال دے تب یہ اسکو چھوڑے۔ اول اور تیسری صورت میں جبر کی قید سے یہ فائدہ ہے کہ اگر یہ امور بالکل عورت کی خوشی سے ہوں جائز اور حلال ہیں اور دوسری صورت میں یہ جبر واقع میں نکاح سے روکنے میں ہے جس سے غرض مال لینا تھا اسلئے لفظوں میں اس سے متعلق کر دیا اس سے بھی یہی فائدہ ہوا یعنی اگر وہ اپنی خوشی سے نکاح نہ کرے تو ان لوگوں کو گناہ نہیں اور جان کا مالک ہونا یہ تھا کہ مردہ کی عورت کو مثل مال مردہ کے اپنی میراث سمجھتے تھے اس صورت میں جبر کی قید واقعی ہے کہ وہ ایسا کرتے تھے یہ نہیں کہ عورت اگر راضی ہو تو وہ بھی مثل میراث اور ملک ہو جاوے گی) اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے (یعنی خود تم نے یا تمہارے عزیزوں نے) انکو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ (بھی ان سے) وصول کر لو (اس مضمون میں بھی تین صورتیں آگئیں ایک یہ کہ میت کا وارث اس میت کی بیوی کو نکاح نہ کرنے دیتا تاکہ ہمکو کچھ دے دے۔ دوسرے یہ کہ خاوند اسکو مجبور کرتا کہ مجھ کو کچھ دے تب چھوڑوں تیسرے یہ کہ خاوند طلاق دینے کے بعد بھی بدون کچھ لئے اسکو نکاح نہ کرنے دیتا۔ یہاں کی پہلی صورت اوپر کی دوسری صورت کا ایک جزو ہے۔ اور یہاں کی دوسری صورت اوپر کی تیسری صورت ہے اور یہاں کی پہلی صورت اور یہاں کی تیسری صورت الگ الگ ہے) مگر (بعض صورتوں میں ان سے مال لینا یا ان کو مقید کرنا جائز ہے وہ) یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں (اسمیں بھی تین صورتیں آگئیں ایک یہ کہ ناشائستہ حرکت نافرمانی شوہر کی اور بدخلقی ہو تو خاوند کو جائز ہے کہ اس کو بدون مال لئے ہوئے جو مہر سے زیادہ نہ ہو اسکو نہ چھوڑے۔ دوسرے یہ کہ ناشائستہ حرکت زنا ہو تو ابتدائے اسلام میں قبل نزول حدود خاوند کو جائز تھا کہ اس جرم کی سزا میں اس سے اپنا دیا ہوا مال واپس کر لے اور اسکو نکال دے اب یہ حکم منسوخ ہے زنا سے مہر کا وجوب ساقط نہیں ہوتا ان دو صورتوں میں تو مال لیا جاویگا۔ اور تیسری صورت یہ کہ ناشائستہ حرکت زنا ہو

الصورتہ والبلاغۃ کلفظا ما مفعول نظن نترثوا علی ان یکون من المورثات ای ترثوا من امیت النساء او ما مفعول اصل بہ لا بمعنی لا یحل لکم ان تاخذوا المال بطریق المیراث ای ترثوا من النساء فانہم المراد من قولہ تعالیٰ لتذھبوا ببعض ما اتیتموھن بمعنی لتاخذوہ مخرج اتحاد المشتغل فی تعلقین لکونہ مدروکاً عن اضطرار ... منزلۃ العدم و عبر عن ذلک بالذہاب بکلا بالاخذ ولاذھاب فی تعجیہ ببیان تشنیعہ ... والاذہاب لانہ عبارۃ عن الذہاب مصاحبا ... ذکرہ البعض لبعض منزان الذہاب بالکل اشنع تشنیع و مبینۃ علی صیغۃ الفاعل من بین اللازم بمعنی تبین او المتعدی ای مبینۃ حال صاحبہا و قرأ ابن کثیر وابوبکر عن عاصم مبینۃ علی صیغۃ المفعول اھ کذا من روح المعانی ... فی الملحقات اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس قال اذا کان الرجل مات و ترک جاریۃ القی علیہا حمیمہ ثوبہ فمنعہا من الناس فان کانت جمیلۃ تزوجہا وان کانت دمیمۃ حبسہا حتی تموت فیرثہا ... وفی روایۃ البخاری وابی داود کانوا اذا مات الرجل کان اولیاؤہ احق بامرأتہ ان شاء بعضہم تزوجہا وان شاؤا زوجوہا وان شاؤا لم یزوجوہا فہم احق بہا من اہلہا فنزلت ہذہ الآیۃ فی ذلک واخرج ابن المنذر عن عکرمۃ انہا نزلت ہذہ الآیۃ فی کبیشۃ ابنۃ معن بن عاصم من الاوس کانت عند ابی قیس بن الاسلت فتوفی عنہا فجنح علیہا ابنہ فجاءت النبی صلی اللہ

علیہ وسلم فقالت لا انا ورثت زوجی ولا انا ترکت فانکح فنزلت وفی المعالم قال ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ولا تعضلوھن ہذا فی الرجل یکون لہ المرأۃ وہو کارہ لصحبتہا ولہا علیہ مہر فیضارہا لتفتدی وترد الیہ ما ساق الیہا من المہر فنہی اللہ تعالیٰ عن ذلک ... وفی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن زید قال کانت قریش بمکۃ ینکح الرجل منہم المرأۃ الشریفۃ فلعلہا لا توافقہ فیفارقہا علی ان لا تتزوج الا باذنہ فیاتی بالشہود فیکتب ذلک علیہا ... فان خطبہا خاطب فان اعطتہ وارضتہ اذن لہا والا عضلہا ... واخرج عبد الرزاق وغیرہ عن عطاء کان الرجل اذا اصابت امرأتہ فاحشۃ اخذ منہا ما ساق الیہا واخرجہا فنسخ ذلک الحد ... ذکرہ الی قولہ فی فروعیات تجد ان شاء اللہ تعالیٰ ... الی التمہید ۱۲

اللغات والنحو قولہ فی معنی منعہ النفس ... الی الکرہ ... فبذا القید ... فائدۃ ... قولہ فی ترجمۃ اتیتموھن ... وتمہارے عزیزوں نے ... دلالت التجویز تم لوگوں سے ... قولہ فی ترجمۃ بعض ... کی بھی اختیار ... قولہ فی الفرق بین الشنیعۃ الاولی ... جزء ... قولہ ... دوسری صورت اوپر کی تیسری ... اختلاف العنوانین ...

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً ھو اصل لقضاء و آیہ مع اختیار اللہ تعالیٰ لعبدہ۔
ترجمہ قولہ تعالیٰ فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً حق تعالیٰ کی تجویز کے سامنے اپنی رائے کو فنا کر دینے کی اسمیں اصل ہے۔

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا

اور اگر تم بجائے ایک بیوی کے دوسری بیوی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے

مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ○ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ

کچھ بھی مت لو کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان دھر کر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر اور تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے

بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ○

سے بے حجابانہ مل چکے ہو اور وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہیں

تو خدا وند تعالیٰ اس میں ... جیسا کہ شروع رکوع میں مذکور ہے بطور سزا کے بحکم حاکم کے شوہر ان کو گھر میں ... اور مقید رکھنا جائز تھا پھر یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا بس یہ قید رکھنا ... سزا کے ہوگا بغرض وصول مال کے نہ ہوگا پس استثنا مطلق منفصل ہے ... آگے خاص شوہروں کو حکم ہے اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی سے گذران کیا کرو یعنی خوش اخلاقی اور نان و نفقہ کی خبرگیری، اور اگر وہ بمقتضائے طبیعت وہ تم کو ناپسند ہوں (اور ان کی طرف سے کوئی امر ناپسندیدگی کا موجب واقع نہ ہوا ہو) تو تم بمقتضائے عقل یہ سمجھ کر برداشت کرو کہ ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت (دنیوی یا دینی) رکھ دے، مثلاً وہ تمہاری خدمت گذار اور آرام رساں اور ہمدرد ہو یہ دنیا کی منفعت ہے یا اس سے کوئی اولاد پیدا ہو کر بچپن میں مر جاوے ... اور صالح ہو جو ذخیرۂ آخرت ہو جاوے ... اور بلا خطر پر صبر کرنے کی فضیلت تو ضرور ہی ملیگی۔ (ربط) اوپر کی آیت میں استثنا الا ان یاتین کی عموم و اطلاق سے یہ معلوم ہوا تھا کہ اگر عورت کی جانب سے کوئی خرابی ہو تو چھوڑنے میں اس سے مال لینا جو کہ مہر سے زائد نہ ہو جائز ہے اور حالتوں میں درست نہیں ان میں ایک حالت یہ تھی کہ پہلی منکوحہ سے رغبت نہ رہی دوسری عورت سے رغبت ہوئی ان سے نکاح کرنا چاہا اور اس کے مہر دینے کی یہ تجویز سوچی کہ پہلی بیوی سے دباؤ اور یہ کسی طرح وصول کر لے یا اگر نہ دیا ہو تو اس سے معاف کرا کر دی اس دوسری کو دیدیں تاکہ مطلب بسہولت حاصل ہو جاوے اور گرہ سے مہر نہ دینا پڑے اس غرض سے حاصل کرنے کے لئے کبھی تو زوجہ سابقہ کو کچھ تہمت لگا دیتے تاکہ اس سے مال لینے میں اپنے اوپر کوئی الزام نہ آوے اور کبھی ویسے ہی پریشان کرتا کہ اپنی جان بچانے کیلئے اس کو روپیہ دے یا معاف کرے آیت آئندہ میں اس کی ممانعت ہے پس اس کا مضمون ماقبل گویا تتمہ ہے صدرہم الا تنتزوا وجہ النشوز وجہ

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ الیٰ قولہ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ○ اور اگر تم (خود اپنی رغبت کی وجہ سے) بجائے ایک بیوی کے (یعنی پہلی کے) دوسری بیوی کرنا چاہو (اور پہلی بیوی کا کوئی قصور نہ ہو) اور تم اس ایک کو (خواہ مہر میں یا ویسے ہی بطور ہبہ کے) انبار کا انبار مال دے چکے ہو (خواہ نقد میں یا مہر صرف معاہدہ میں دینا کیا ہو) تو تم اس (دیئے ہوئے یا معاہدہ کئے ہوئے) میں سے (عورت کو تنگ کر کے) کچھ بھی (واپس) مت لو (اور معاف کرانا بھی حکماً واپس لینا ہے) کیا تم اس کو واپس لیتے ہو اس کی ذات پر نافرمانی یا بدکاری کا بہتان رکھ کر اور اس کے مال میں صریح گناہ (یعنی ظلم) کے مرتکب ہو کر (خواہ بہتان صراحۃً ہو یا کہ اس طور پر دلالۃً ہو کر اوپر صرف نافرمانی و بدکاری کی صورت میں اس سے مال لینے کی اجازت تھی پس جب اس سے مال لیا تو گویا اس کو نافرمان و بدکار دوسروں کے ذہن نشین کر دیا اور ظلم مالی کی وجہ ظاہر ہے کہ بلا طیب خاطر عورت نے دیا اور ہبہ کی صورت میں ظلم یہ ہے کہ زوجیت مانع رجوع ہبہ سے ہے اور بہتان بھی اس سے لازم آتا ہے کیونکہ واپس لینا گویا یہ کہنا ہے کہ یہ میری زوجہ نہ تھی اس کا بہتان ہونا ظاہر ہے کہ اس کو دعویٰ زوجیت ہیں کا ذب اور معاشرت میں فاسقہ ٹھہراتا ہے) اور تم اس (دیئے ہوئے) کو (حقیقۃً یا حکماً) کیسے لیتے ہو حالانکہ (علاوہ بہتان و ظلم کے اس لینے سے دو امر اور بھی مانع ہیں ایک یہ کہ) تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو (یعنی صحبت ہو چکی ہے یا خلوت صحیحہ کہ وہ بھی حکم صحبت میں ہے بہرحال انہوں نے اپنی ذات تمہارے تمتع و تلذذ کیلئے تمہارے سپرد کر دی ہے اور مہر بدل تسلیم ہے پس مبدل منہ کو حاصل کر کے بدل کو واپس لینا بالکل خلاف عقل سلیم کے بالکل خلاف ہے اور اگر وہ مال موہوب تھا تو یہ انفصال زوجیت ہونے کی وجہ سے مانع ہے اور اصل مانع زوجیت ہے) اور (دوسرا مانع یہ کہ) وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہیں ...

اللغات فی المعالم اصل الافضاء الوصول الی الشیء من غیر واسطۃ ... [illegible]

الملحقات الترجمۃ ... قولہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

ع ۳ ۸ ۱۴

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۠

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی سو گذر گئی بیشک یہ بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے

وہ عہد وہ ہے کہ نکاح کے وقت تم نے مہر اپنے ذمہ رکھا تھا اور عہد کر کے خلاف کرنا یہ بھی عقل کے نزدیک مذموم ہے اور اگر وہ نشے موہوب ہے تو مثل افضاء کے یہ عہد بھی اثر زوجیت ہونیکی وجہ سے مانع ہے غرض چار موانع ہوتے ہوئے ایسی نہایت ہی مذموم ہے **ف مسئلہ** اگر عورت کی جانب سے کوئی بدمزاجی وغیرہ واقع ہو تو اسکو رد مہر پر مجبور کرنا اس طرح کہ بدون رد مہر اسکو نہ چھوڑے جائز ہے اور اگر مرد کی جانب سے ناموافقت ہو تو جائز نہیں رہ تم کی تقریر سے حکم ثانی اور مانع اول کی تقریر سے حکم اول مفہوم ہوتا ہے **مسئلہ** اگر کسی طرف سے کوئی بے عنوانی نہیں ہوئی مگر آئندہ کی احتیاط کیوجہ سے کہ قرائن سے موافقت کی امید معلوم نہیں ہوتی خلع کرنا چاہیں اور عورت بطیب خاطر رد مہر کردے جائز ہے مانع ثانی کی تقریر سے یہ حکم مفہوم ہوتا ہے **مسئلہ** اگر نکاح کے بعد نہ صحبت ہوئی نہ خلوت صحیحہ ہوئی تو پورا مہر مؤکد نہیں ہوا پس اگر ایسی حالت میں طلاق واقع کیا جائے تو نصف مہر دینا پڑیگا اور نصف ساقط ہو جاویگا اور یہ حکم مانع ثالث سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ افضاء کو مانع رد مہر فرمایا ہے کہ اس مانع کے ہوتے ہوئے کوئی جزو رد نکرو پس جب یہ مانع نہ پایا گیا یہ حکم بھی نہ ہوگا۔ پس بعض جزو واپس ہو سکیگا اور خلع حکم طلاق میں ہے پس اگر اس حالت میں خلع ہو النصف مہر تو طلاق قبل الدخول سے ساقط ہوا اور نصف خلع سے **مسئلہ** اگر نکاح کیوقت مہر بالکل مقرر نہیں ہوا تو اس صورت میں مہر مثل لازم آتا ہے لیکن صرف نکاح سے اسکا کوئی جزو مؤکد نہیں ہوا سو اگر اس حالت میں طلاق ہو تو اصلا مہر نہ دینا پڑیگا البتہ ایک جوڑہ دینا پڑتا ہے جسکی تفصیل پارہ سیقول کے حکم دسوم کے گذر چکی ہے یہ عدم وجوب مانع رابع سے مفہوم ہوتا ہے **مسئلہ** در دجہ کوئی شے بہ مہر الفیض کر کے کسی حال میں رجوع نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں قدر مشترک موانع اربعہ میں زوجیت ہے اور وہ غیر مرتفع ہے فقط۔ اور خلوت صحیحہ کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ اور نا خذونہ کی تفسیر میں جو حقیقۃً یا حکماً کہا گیا ہے حقیقۃً سے مراد ایسی حسی ہے اور حکماً سے معاف کرانا **رفع شبہ** اگر کسی کو شبہ ہو کہ حدیث میں تاکید آئی ہے مہر کم مقرر کرنے کی اور اس آیت سے زیادہ کا جواز معلوم ہوتا ہے اس کا دفع یہ ہے کہ یہ جواز مفہوم من القرآن بمعنی صحت و نفاذ ہے اور حدیث میں جواز بمعنی اباحت مطلقہ و عدم کراہت کی نفی ہے پس کچھ تعارض نہیں اور حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ میں زیادہ مہر کے جواز کو مان لینا اس لئے تھا کہ سامعین اسکو حرام نہ سمجھنے لگیں پس اس سے کراہت کا عدم ثابت نہیں ہوتا نہ حضرت عمرؓ پر کوئی اعتراض لازم آتا ہے **ربط** منجملہ ان رسوم کے جاہلیت کے جنکا ذکر شروع رکوع سے چلا ہے ایک یہ رسم تھی کہ بعضے حرام عورتوں سے نکاح کر لیا کرتے مثلاً اپنی سوتیلی ماں یعنی باپ کی بیوی سے یا ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے اور بعضے حلال عورتوں کو حرام سمجھتے جیسے متبنٰی کی بیوی آگے حکم دہم میں اسکا ابطال فرماتے ہیں اور مناسبت مقام اور محرمات کی تفصیل بھی ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حلال عورتوں کی حلت میں مسلمانوں کو شبہ ہوا تھا جیسے مملوکہ شرعیہ جسکا پہلا شوہر حربی دار الحرب میں ہو انکی حلت کا بیان بھی فرما دیا کما سیظہر من الروایات فی الحواشی اور نکاح کے بعض شرائط اور اسکے دوسرے متعلقات مہر وغیرہ بھی مذکور فرمائے ہیں ایک رکوع سے زیادہ میں یہی مضامین ہیں

حکم دہم تفصیل محرمات و دیگر احکام متعلقہ نکاح

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ؕ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (یا دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہو مگر (خیر) جو بات گذر گئی گذر گئی (آئندہ کبھی ایسا نہ ہو) بیشک یہ (بات عقلاً بھی) بڑی بے حیائی ہے اور (اہل طبائع سلیمہ کے عرف میں بھی) نہایت نفرت کی بات ہے اور (شرعاً بھی) بہت برا طریقہ ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اٰبآؤکم من النساء الا ما قد سلف فی الروح استثناء متصل مما یستلزمہ النہی ویستلزمہ مباشرۃ المنہی عنہ من العقاب کانہ قیل تستحقون العقاب بنکاح ما نکح اٰبآؤکم الا ما قد سلف ومعنی فانہ مغفور عنہ اھ وھذا ھو السیرۃ فی الطریق لا یتشددون علی التائب بما مضی ولا یحقرونہ ولا یعیبونہ علیہ ذکرہ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اٰبآؤکم من النساء الا ما قد سلف الخ تہذیب کی اس سیرت کی اصل ہے کہ تائب پر خطاء ماضی کی بنا پر تشدد نہیں کرتے اور اسکی تحقیر نہیں کرتے اور اس خطا کے ذکر کا اعادہ نہیں کرتے ۱۲

اللغات المقت البغض ۱۲ النحو سبیلا فی الکبیر قال اللیث ساء فعل لازم وفاعلہ مضمر وسبیلا منصوب تفسیر لذلک الفاعل کما قال وحسن اولئک رفیقا ۱۲ **البلاغۃ** مقتا مصدر بمعنی الممقوت للمبالغۃ ۱۲ **الروایات** فی روح المعانی اخرج ابن سعد عن محمد بن کعب قال کان الرجل اذا توفی عن امرأتہ کان ابنہ احق بہا ان ینکحہا ان شاء ان لم تکن امہ الی قولہ فنزلت ولا تنکحوا ۱۲ **فائدۃ** فی روح المعانی وتخصیص ہذا النکاح بالنہی ولم ینظم فی سلک نکاح المحرمات الآتیۃ مبالغۃ فی الزجر عنہ حیث کان ذلک دیدنہم فی الجاہلیۃ وہذا ہو الوجہ فی تعرض الاستثناء فی الموضعین بقولہ الا ما قد سلف ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ے قولہ فی تفسیر وہ عہد وہ ہے اخذتہ من الکبیر عبارتہ قال ابن عباس ومجاہد المیثاق الغلیظ کلمۃ النکاح المعقودۃ علی الصداق ۱۲ ۲ے قولہ قبیل ف غرض چار موانع الخ اعلم ان المؤثر فی بعض الصور المجموع وفی بعضہا بعضہا ان لا افضاء والمیثاق الغلیظ لا یوجدان بانفرادہما قبل الخلوۃ او قبل التسمیۃ ولا یضر عدم وجود المجموع فی بعض الصور لان غایتہ ما فی الباب ان ہذا الباب من الصور لا یکون ذکرہ مقصودا بذاتہ فای محذور فی ذلک فانہ یمکن ان یکون عادۃ اہل الجاہلیۃ الاخذ مع الموانع کلہا فحصل الرد علیہم وکفی فی غرض المقام فافہم ۱۲ ۳ے قولہ تک المسئلۃ الثالثۃ خلع ہو تتمۃ المسئلۃ انما یبتنی استحسانا ومقتضی القیاس ان یجب علیہا النصف لان نصف المہر سقط بالطلاق قبل الدخول وقد التزمت المرأۃ المہر کلہ فیجب علیہا النصف فیما الخ ووجہ عدم اللزوم الذی ہو مقتضی الاستحسان انہ یؤخذ بالخلع عادۃ حاصل بالایلزم لہا ولیس ہو الا النصف کذا فی آخر باب الخلع من العنایۃ والہدایۃ فی حکم المرأۃ اذا اختلعت قبل الدخول علی الف وہو المہر ۱۲ ۴ے قولہ یا دادا الخ اشار الی ان المراد بالآباء الاصول وعلیہ الاجماع ۱۲ ۵ے قولہ جو گذر گئی گذر گئی الخ اشار الی توجیہ الکلام بالحمل الجرئیۃ تقدیرہ ولا تنکحوا ولا یوجد من ہذا النکاح شئی الا ما قد مضی وامانی المستقبل فلا یوجد والجرئیۃ لا تقع علی المتنبی ابلغ من الاستثناء والدال علی النہی کما قالوا فی لا تعبدون الا اللہ مع ان النظاہر لا تعبدوا وہذا الوجہ اخذتہ من الانصاف حاشیۃ الکشاف وہو اوجہ من کل ما عداہ من الوجوہ المنقولۃ فی ہذا الاستثناء فان حملہ علی معنی من مات وکونہ تنبیہا بالمحال او من مات لا یمکن نکاحہ تکلف وحملہ علی معنی تستحقون العقاب الا ما قد سلف فانکم تعاقبون علیہ لا یلائم ذکرہ کون ہذا النکاح مقتا وفاحشۃ لان ہذا التقدیر مما یہون امرہ وما ذکرنا یعظمہ مع ان المعنی یکون ما قد سلف فانتم مغفورون علیہ فالا دلیل علیہ ۱۲ انہ لم یثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم فرق احدا فی ہذا النکاح وہو ۶ے قولہ [illegible]

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ

اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمکو دودھ پلایا ہے اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں

مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ

رہتی ہیں ان بیبیوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں اور

حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ

تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا بے شک

اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو کہ تمہاری مملوک ہو جاویں اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے

الجزء الخامس

ف گذر گئی کا مطلب یہ کہ جاہلیت میں بعض لوگ ایسا کرتے تھے مگر شائستہ لوگ اس زمانہ میں بھی اسکو برا جانتے تھے اور اسکو نکاح مقت کہتے تھے اور جو اس نکاح سے اولاد ہوتی تھی اسکو مقتی کہا کرتے تھے کذا فی الکشاف اسی لئے احقر نے اسمیں عرف بڑھا دیا ہے کیونکہ ان کے عرف میں اسکا لقب مقت مشہور تھا۔ اور عقلاً بے حیائی ہونا اور شرعاً منہی عنہ ہونے کے اس کا بُرا طریقہ ظاہر ہے حتیٰ کہ اگر کوئی ایجاب قبول کر بھی لے وہ نکاح منعقد بھی نہ ہوگا پس باطل محض ہے اسیطرح نساد نیات آئندہ بھی۔ اسکے اعلیٰ درجہ کے قبیح ظاہر کرنے کیلئے وجوہ اسکی مذمت کی ارشاد فرمائیں مسئلہ نکاح شرعاً حکم وطی میں ہے جب باپ کی موطوءہ حکمیہ سے نکاح حرام ہے تو اسکی موطوءہ حقیقیہ ہو گو بلا نکاح ہو اس سے بدرجۂ اولیٰ نکاح حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا کہ جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہو اس سے بیٹا نکاح نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جہاں جہاں نکاح سے تحریم مؤبد ہو جاتی ہے زنا سے بھی ہو جاتی ہے **تتمہ حکم دوم** حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ سے لے کر قولہ تعالیٰ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ تک تم پر (یہ) عورتیں حرام کی گئی ہیں (یعنی ان سے نکاح کرنا حرام اور باطل ہے اور انکی کئی قسم ہیں **اول محرمات نسبیہ** وہ یہ ہیں) تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں (اور ان میں سب اصول و فروع بواسطہ و بلا واسطہ سب داخل ہیں) اور تمہاری بہنیں (خواہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی) اور تمہاری پھوپھیاں (اسمیں باپ کی اور سب مذکر اصول کی تینوں قسم کی بہنیں آگئیں) اور تمہاری خالائیں (اسمیں ماں کی اور سب مؤنث اصول کی تینوں قسم کی بہنیں آگئیں) اور بھتیجیاں (اس میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد بواسطہ یا بلا واسطہ سب آگئیں) اور بھانجیاں (اسمیں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد بواسطہ یا بلا واسطہ سب آگئیں) اور **قسم دوم محرمات رضاعیہ** وہ یہ ہیں تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمکو دودھ پلایا ہے (یعنی انا) اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں (یعنی تم نے انکی حقیقی یا رضاعی ماں کا دودھ پیا ہے یا اس نے تمہاری حقیقی یا رضاعی ماں کا دودھ پیا ہے گو مختلف وقت میں پیا ہو) اور **قسم سوم محرمات**

اللغات الربیب ولد امرأۃ من آخر سمی به لانه یربه غالبا کما یرب ولدہ ثم اتسع فیه فاطلق علیه و ان لم یربه و بالحاصل زعمت المجوس لان الربیب الاصل فیه تربیته لکونه فی خصوص الحجر حقیقتها لیناسبها و التعدیة و فیها معنی المصاحبة او بمعنی مع ای دخلتم معهن المستر و هو کنایة عن الجماع کقولهم بنی علیها و بنی بها۔ حلیلة سمیت الزوجة بذلک لانها تحل مع زوجها فی فراش واحد او لانها تحل معه حیث کان ولذا یقال للزوج الحلیل المحصنٰت ذوات الازواج احصنهن التزوج او الازواج او الاولیاء ای منعهن عن الوقوع فی الاثم۔ هذه اللغات کلها من الروح ۱۲

النحو کتٰب اللّٰه۔ اے کتب اللّٰه ذلک کتابا و الظهرته فی الترجمة ۱۲

الروایات فی روح المعانی عن عطاء انها ای الآیة المشتملة علی قوله و حلائل ابنائکم نزلت حین تزوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم امرأۃ زید بن حارثة رضی اللّٰه عنه فقال المشرکون فی ذلک۔ و فیه اخرج احمد و ابوداؤد والترمذی و حسنه و ابن ماجة عن فیروز الدیلمی انه ادرکه الاسلام و تحته اختان فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم طلق ایتهما شئت۔ و فیه اخرج مسلم عن ابی سعید رضی اللّٰه عنه قال اصبنا سبایا یوم اوطاس

و لهن ازواج فکرهنا ان نقع علیهن فسألنا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فنزلت الآیة ای فاستحللناهن و انما ذکرت روایة قریبه مع انها لیست من اسباب النزول لاثبات قول فی تمهید الحکم العاشر یک بین کے ہوتے ہوئے الخ کما کنت وعدت هناک بایراد الروایات فی الحواشی ۱۲

ملحقات الترجمة

لـه **قوله** فی آخر یه بدرجۂ اولیٰ الی قوله جہاں جہاں فالحرمة فی هذا دل لدلالة النص و فی غیرہ لعدم القائل بالفصل و هذا الوجه من الاستدلال من متفرداتی ۔۔

و لهذا الحمد و قید بالمؤبد لئلا ینتقض بان النکاح مع اخت محرم فنکاح اختها مع ان الزنا بها لا یحرم الاخری وجه عدم النقض ظاهر و اعلم انه لا استلزام من الجانب الآخر فان الزنا یحرم ابنة المزنیة و لا یحرمها النکاح ما لم یدخل او یمس لقوله تعالیٰ فان لم تکونوا دخلتم بهن فانهم فانه عزیز و ما کان الدلیل ظنیا لم نفرع نیه شبهة ۱۲

لـه **قوله** یعنی ان سے نکاح کرنا تدرہ الآن الحرمة لا تتعلق بالاعیان ۱۲

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ

اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں یعنی یہ کہ تم انکو اپنے مالوں کے ذریعہ سے چاہو اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے منتفع ہوئے

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور مقرر ہوئے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ اسمیں تم پر کوئی گناہ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں

بالمصاہرۃ وہ یہ ہیں (۱) تمہاری بیبیوں کی مائیں (اسمیں زوجہ کے سب مونث اصول آگئے) (۲) اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں (اسمیں زوجہ کے سب مونث فروع آگئے) جو کہ (عادۃً) تمہاری پرورش میں رہتی ہیں (مگر اسمیں ایک قید بھی ہے وہ یہ کہ وہ لڑکیاں) ان بیبیوں سے (ہوں) کہ جنکے ساتھ تم نے صحبت کی ہو (یعنی کسی عورت کے ساتھ صرف نکاح کرنے سے اسکی لڑکی حرام نہیں ہوتی بلکہ جب اس عورت سے صحبت بھی ہو جاتی ہے تب لڑکی حرام ہوتی ہے) اور اگر (ہنوز) تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو (گو نکاح ہو چکا ہو) تو (ان بیبی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں) تمکو کوئی گناہ نہیں (۳) اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں (بھی حرام ہیں) جو کہ تمہاری نسل سے ہوں (اسمیں سب مذکر فروع کی بیبیاں آگئیں اور نسل کی قید کا مطلب یہ ہے کہ منہ بولے یعنی لے پالک جسکو متبنیٰ کہتے ہیں اسکی بی بی حرام نہیں) (اور یہ امر بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو (رضاعی ہوں یا نسبی اپنے نکاح میں) ایک ساتھ رکھو لیکن جو (اس حکم سے) پہلے ہو چکا ہے (وہ معاف ہے) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہیں (کہ رحمت سے گناہ معاف کر دیتے ہیں) اور **(قسم چہارم)** وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر (اس قسم میں وہ مستثنیٰ ہیں) جو کہ (شرعاً) تمہاری مملوکہ ہو جاویں (اور انکے حربی شوہر دار الحرب میں موجود ہوں اور بعد ایک حیض آجانے یا وضع حمل کے حلال ہیں کذا فی الہدایۃ) اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے **ف** اور زیادہ تفصیل محرمات کی ہمنے اکثر تو ان ہی مذکورات کے عموم میں داخل ہیں جنکے دخال کی تقریر بوجہ غموض کے نہیں کیگئی اور بعض احادیث و آثار میں مذکور ہیں اور بعض پر اجماع امت کا ہے۔ اور اسی طرح مملوکات کی حلت کے شرائط یہ سب کتب فقہ میں بسط کے ساتھ موجود ہے بخیال تطویل کے نہیں لکھا اور اس تقریر سے ایک اشکال بھی رفع ہو گیا وہ یہ کہ آگے جو ان مذکورات کے ما وراء کو حلال فرمایا ہے سو یہاں تو چند صورتیں مذکور ہیں جنکے ماسوا اور بھی حرام صورتیں ہیں پھر اسکے کیا معنی کہ انکے ماسوا سب حلال ہیں۔ وجہ دفع یہ کہ ان حرام صورتوں میں بہت سی تو ان مذکورات کے عموم ہی میں لفظاً یا عرفاً داخل ہیں وہ تو ماسوا میں داخل ہی نہیں جیسا احقر نے بھی لکھا ہے اور بعض صورتیں جو ان مذکورات کے عموم میں بھی داخل نہیں وہ واقعی ماسوا میں داخل ہونگی لیکن چونکہ لفظ ما وراء اور بوجہ دوسرے دلائل شرعیہ کے مثل احادیث و اجماع پھر آثار و قیاس کے اپنے عموم پر باقی نہیں اسلئے بقیہ محرمات اس ما وراء سے مستثنیٰ و مخصوص ہو جاویگا یعنی لفظ میں داخل ہونے کے بعد حکم حلت سے خارج ہو جاویگا پس کوئی اشکال نہ رہا اور تحلیل حرام یا تحریم حلال لازم نہ آئی **ربط** یہاں تک محرمات کا بیان تھا اسکے بعد ان کے ماسوا کی حلت نکاح کا مع بعض شرائط حلت کے بیان ہے **تتمہ سابقہ** وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (الے قولہ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور ان عورتوں کے سوا اور (باقی) عورتیں تمہارے لئے حلال کیگئی ہیں یعنی یہ کہ تم انکو اپنے مالوں کے ذریعہ سے (نکاح میں لانا) چاہو (یعنی مہر دینا نکاح میں ضرور ہے) اور (اس طرح کہ تم (ان کو) بیوی بناؤ (جسکی شرطیں شرع میں مشہور ہیں مثلاً گواہ بھی ہوں وہ نکاح وقت بھی ہو وغیرہ ذلک) صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو (اسکے عموم میں زنا اور متعہ سب داخل ہو گیا گو اسمیں بھی مال خرچ کیا جاتا ہے) پھر (نکاح ہو جانے کے بعد) جس طریق سے (منجملہ طرق شرعیہ معتبرہ کے) تم ان عورتوں سے منتفع ہوئے ہو سو ان کو (اسکے عوض) انکے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور دیہ نہ سمجھو

اللغات تسفح سب الماء **النحو** تبتغوا بدل او مفعول له ای لان وقد زنی ترجمتی بان النکاح مقدر قبل بالقرینۃ المقام والتقدیر ای اباہ فی حکم اخذا بالحاصل۔ **قولہ** استمتعتم شرطیۃ او موصولۃ عبارۃ عن النساء و تعلق بہن من الافعال کمافی الروح واخترت الثانی لسلامتہ من منہن کما لتاکید و اشرت بقولی اسکے عوض الی تقدیر العائد یعنی فاتوہن اجورہن لاجل ای بما استمتعتم بہ منہن کذا فی روح المعانی ۱۲ **الفقہ** احتج اصحابنا بقولہ تعالیٰ بامو الکم ان تجر المال لا یصلح مہرا وما ورد من التزویج بالقرآن فالمراد بسببیۃ و کان المہر غیرہ لم یذکر لکونہ معلوما فرہرۃ ۱۲ **الروایات** فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن معمر بن سلیمان عن ابیہ قال زعم حضری ان رجالا کانوا یفرضون المہر ثم عسیٰ ان تدرک احدہم العسرۃ فنزلت ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ۱۲ **الملحقات الترجمۃ** **ا قولہ** عادۃ اشار الی ان ہذا القید خرج مخرج الغالب العادۃ لا کالقید الاتی من قولہ کی دخلتم بہن فانہ یراد بہ التقیید الیہ ذہب الجمہور وہو المذہب المنصور ولہذا الحقنی فی موضع الاحلال تنفی بہ دخول ولو کان التقیید الاول کالثانی شرطا کان مقتضی السیاق ان یقول فان لم تکونوا دخلتم بہن اوہم تکن فی حجرکم ولما لم یتعرض للحجر علم ان الشرط لیس الا الدخول وفائدۃ الوصف بہذا القید العادی تقویۃ علۃ الحکم وبیان علۃ الحکم وتکبیر ذلک قولہ تعالیٰ اضعافا مضاعفۃ کما انہا النکتۃ فی ایرادہن باسم الربائب دون بنات النساء و صرح فی قولہ فان لم تکونوا لغرابتہ شرعیۃ فیلہ لدفع توہم ان قید الدخول لقید الکون فی الحجور من البدایۃ در روح المعانی ۱۲ **۲ قولہ** فی ترجمۃ فان لم تکونوا دخلتم صحبت نہ کی ہو ای یزدا لخلو فانہ لیست کالوطی فی ہذا الحکم کمافی الدر مختار نعم المس بشہوۃ کحکم الوطی ۱۲ **۳ قولہ** فی توضیح اصلابکم مطلب یہ ہے اشار الی ان لیس المقصود اخراج حلیلۃ ابن الرضاعی فانہا حرام ۱۲ **۴ قولہ** وہ معاف ہے قدر بہا بخلاف ما سبق لان قولہ غفورا رحیما قرینۃ علی ہذا التقدیر و قولہ انہ کان فاحشۃ قرینۃ علی ذلک التقدیر ولعل النکتۃ فی ہذا التفاوت بین التعبیرین ان نکاح المقت کما قال الامام رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرع قط بخلاف الجمع بین الاختین فانہ قد ابیح فی بعض الشرائع کما ذکروا عن یعقوب علیہ السلام ولا عجب فان نکاح الاخت نفسہ ابعد منہ و کان مباحا فی شرع آدم علیہ السلام ۱۲ **۵ قولہ** قسم چہارم ولم یجعل الجمع بین الاختین قسما آخر لدخولہ فی المصاہرۃ عند امثال الا ان ما قبلہ کان حراما ابدا والاخت تحرم ما دامت اختہا فی النکاح ولکن العدۃ ہی لکاح اختہا ۱۲ **۶ قولہ** فی ترجمۃ ما ملکت مملوک ہو جاویں ہم نقل مملوک الی المنشورۃ الی تاخر الملک عن کونہا ذات زوج حربی لیفید ان ہذا الحکم من الحل خصوص بالتی تزوجت قبل السبی بالحربی ولا تحل لو تزوجت باذن المولی فانہا تحرم علی المولی ابدا ۱۲ **۷ قولہ** فی ف جنہیں کہ خود ان شرع یا بوسوسہ انہ لم یخص لبعض المحرمات بالذکر وجہ الاندفاع ان المذکورۃ لیس للبعض نفسہ بل ہو الاکثر الذی الحکم الکل **۸ قولہ** فی آخر ف تحلیل حرام یا تحریم حلال لخ ای لولم یعتبر ہذا التقریر لزم من قولہ تعالیٰ احل

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ

لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو سوان سے نکاح کرلیا کرو انکے

اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

مالکوں کی اجازت سے اور انکو انکے مہر قاعدہ کے موافق دیدیا کرو اسطور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جاویں نہ تو علانیہ بدکاری کرنیوالی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنیوالی ہوں

کہ اس مقررہ میں کسی طرح مثل نماز در روزہ کے کمی بیشی ممکن نہ ہو بلکہ مقرر ہوئے بعد بھی جس (مقدار) پر تم (میاں بیوی) باہم رضامند ہو جاؤ اسمیں تم پر کوئی گناہ نہیں (مثلاً خاوند نے اور مہر بڑھا دیا یا عورت نے کم کردیا یا معاف ہی کردیا ہر طرح درست ہے) بالیقین اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہیں (تمہاری مصلحتوں کو خوب جانتے ہیں) بڑے حکمت والے ہیں (ان مصلحتوں کی رعایت سے احکام مقرر فرمائے ہیں گو کہیں تمہاری فہم میں نہ آوے) **ف** یہاں وجوب ادائے مہر مقرر شدہ کی دو شرطیں فرمائیں ایک اس کا مقرر ہونا من بعد الفریضۃ میں دوسرے استمتاع صحبت سے یا خلوت صحیحہ سے استمتعتم میں پس اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی یہ حکم نہ ہوگا مثلاً مہر مقرر ہے لیکن استمتاع نہ ہوا اور طلاق ہوجاوے تو نصف مہر لازم ہے اور مثلاً مہر مقرر نہ ہوا اور استمتاع ہوا ہو تو مہر مثل لازم ہے اور اگر نہ مہر مقرر ہو نہ استمتاع ہوا اور طلاق ہوجاوے تو ایک جوڑہ جسکا بیان آخر پارہ سیقول میں آچکا ہے دینا پڑے گا اور مہر کی کمی بیشی میں جو فرمایا کہ گناہ نہیں وجہ یہ کہ کم یا معاف ہونیں مرد کو شبہ ہوسکتا ہے کہ یہ ایا اقبول کرنا شاید اچھا نہ ہو اور زیادہ ہونے میں یہی شبہ عورت کو ہوسکتا تھا اسلئے الیسا فرمایا اور اس آیت میں مسافحین کی تفسیر سے متعہ کا حرام ہونا بھی مفہوم ہوگیا اور حدیثوں میں اسکی پوری تصریح ہے خصوص صحیح مسلم میں حرمت موبدہ الی یوم القیامۃ کی تنصیص موجود ہے البتہ اس حرمت مؤبدہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں زخیبر سے پہلے حلال تھا پھر خیبر میں حرام ہوگیا پھر زمان فتح مکہ میں یوم اوطاس کو حلال کیا گیا پھر تین روز کے بعد ابداً حرام ہوگیا۔ اور بعض سلف سے جو منقول ہے اسوقت تک انکو نسخ کی خبر نہ پہونچی ہوگی۔ اور بعض سے جو اس آیت میں الی اجل مسمّٰی منقول ہے وہ بطور تفسیر کے ہے جسکو قبل بلوغ نسخ کہدیا۔ اور حضرت عمرؓ کی طرف جو تحریم منسوب ہے بمعنی اظہار حرمت ہے نہ اثبات حرمت۔ اور ابن عباسؓ سے جو منقول ہے اول تو وہ قول مقید بالاضطرار تھا پھر خود ترمذی نے ان سے مطلقاً حرمت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اُس سے بھی رجوع فرمایا پھر اہل حق کا اب اجماع ہے **ربط** اوپر سے احکام نکاح کے چلے آتے ہیں آگے شرعی لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنیکا ذکر ہے **حکم نکاح با کنیزان** وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ (الی قولہ) وَلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

مسائل السلوك

قولہ تعالیٰ۔ ومن لم یستطع منکم طولا الی قولہ تعالیٰ واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض۔ الوحی تی بیانا لنسیا الهذبهم و تزکیۃ للنفوس عن تکاح الاعلاء ببیان ان مناط التفاخر الایمان دون الاحساب والانساب وربما یفوق ایمانها ایمان کثیر من الحرائر فعدبه قطع الحری الکبر والانفۃ واهتمام القوم بمعلوم **ترجمہ** قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنت المؤمنت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنت واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض میں کبر و نخوت کی جڑ قطع کیگئی ہے اور اسمیں صوفیہ کا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔

النحو ههنا امور الاول ان طولا بمعنى السعة والغنى عندى مفعول مطلق ليستطع والثانى ان فمما ملكت معمول لينكح المقدر۔ والثالث ان اتوهن فيه مضاف محذوف اى توا اهلهن والرابع ان محصنت حال من مفعول اتوا وراعيت ذلك كله فى الترجمة۔ وجه اختيار الاول الاشارة الى ان المفرد بعدم جواز نكاح الامة هو عدم الاستطاعة الكاملة المفسرة بنكاح الحرة المرضية ان استطاع الحرة لكن غير مرضية انتفى كراهة نكاح الامة فلا ينكح والحالة هذه الحرة۔ وجه اختيار الثانى تحا برأن الكلام فى النكاح۔ وجه الثالث ان المهر حق الموالى وانما لم اقبل بعموم مع كونه اخصر اشارة الى ان المهر فى الاصل كان حق المنكوحة لكونه مقابلة النكاح لكن يعارض كونها ملك يمين استحقه المولى فافاد تاكد شان المهر البطال ما عليه الجهلاء من عدم اعتناء الامين كما نشاهده بفى فى زماننا۔ وجه الرابع لبقاء المحصنت على انه فى محصنين لان قرينة التقابل مع مسافحين يؤيد ذلك ولو فسر بالعفائف لما دل فيه الاحتراز بالاصل فى القيد هو الاحتراز الا ان صادف وانما صرح به وكرر والمقام لكون الكلام فى النكاح فحسن ذلك لبغية تاكيد الهيئ لمطلب الاولى لما كان عليه اهل الجاهلية من عدم عدنا مالثك وفتولد وتنذ اعلم الى خرخه اتى بها تنبيهاً وتمهيدا فى هجر جعلها زند عمر[12]

البلاغة اتى بالفتيات بعد قوله ما ملكت ايمانكم وكذا اتى فانكحوهن بعد قوله فمما امنفرد فيه النكاح للتقييد بقوله المؤمنات ولقوله باذن اهلهن ولوم يكرر فيهما لما دل عليه كون القيدين مقصودين ندبا فى الاول ووجوبا فى الثانى فافهم ۱۲

الفقه دلت الآية على حرمة المتعة وان المراد بالاستمتاع فيما قبل ليس موبدة المتعة والا لما اكتفى على قوله ومن لم يستطع ان ينكح الحرائر قال ومن لم يستطع النكاح ولا الاستمتاع او لقال ومن لم يستطع النكاح فليستمتع او لينكح الفتيات ۱۲

ملحقات الترجمة

لے قولہ کہ اس آیت فہم میں وبہ اندفع ما تقول الملاحدة المتقولون الى الاسلام ان ما لا تعقل فيه مصلحة ليس بحكم شرعى ومن ثم نفوا كثيرا من الاحكام نعوذ باللہ ۱۲

عـــہ ہو مفعول لان ینکح ۱۲ منہ عـــہ م۔ دفعا للتوحش عن نکاح الاماء ۱۲ منہ

فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ

پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنالی جاویں | پھر اگر وہ بڑی بے حیائی کا کام کریں | تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی | جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے

اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس (والوں) کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی (شرعاً) مملوکہ ہیں نکاح کرلے (کیونکہ اکثر لونڈیوں کا مہر وغیرہ کم ہوتا ہے اور انکو غریب کے ساتھ بیاہ دینے میں عار بھی نہیں کرتے) اور لونڈی سے نکاح کرنے میں عار نکرے کیونکہ دین کی رو سے تو ممکن ہے کہ وہ تم سے بھی افضل ہو وجہ یہ کہ مدار فضیلت دین کا ایمان ہے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اسمیں کون اعلیٰ ہے کون ادنیٰ ہے کیونکہ وہ متعلق قلب کے ہے جسکی پوری اطلاع اللہ ہی کو ہے اور دنیا کی رو سے زیادہ وجہ عار کی تفاوت نسب ہے تو اسمیں جو انساب کا اصل مبدأ ہے یعنے حضرت آدم و حوا علیہما السلام اسمیں مشارکت کے اعتبار سے تم سب آپسمیں ایکدوسرے کے برابر ہو پھر عار کی کیا وجہ (سو جب عدم عار کی وجہ معلوم ہوگئی تو ضرورت مذکورہ کے وقت) انسے نکاح کرلیا کرو مگر شرط یہ بھی ہے کہ ان کے مالکوں کی اجازت سے (ہو) اور ان (کے مالکوں) کو انکے مہر قاعدہ (شرعیہ) کے موافق دیدیا کرو (اور یہ مہر دینا) اسطور پر ہو کہ وہ منکوحہ بنائی جاویں نہ تو علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں (یعنے وہ مہر مقابلہ نکاح ہو بطور اجرت زنا کے دینے سے وہ حلال نہ ہوگی) ف لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں دو قیدیں لگائیں ایک یہ کہ وہ ایسی عورت سے نکاح نہ کر سکے جسمیں دو صفتیں ہوں ایک حریت دوسرے ایمان دوسری قید یہ کہ وہ مسلمان لونڈی ہو۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ان قیود کی رعایت اولیٰ ہے اگر بلا رعایت ان قیود کے لونڈی سے نکاح کیا نکاح ہو جاویگا لیکن کراہت ہوگی کذا فی روح المعانی عن البدائع اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ اسمیں بلا ضرورت اپنی اولاد کو غلام بنانا ہے کیونکہ حریت ورقیت میں اولاد تابع ماں کے ہے دوسرے یہ بھی ہے کہ لونڈی دوسرے کی مملوک ہے اور بالکل اسی کے قبضہ میں ہے ممکن ہے کہ کسیوقت شوہر اسکو اپنے پاس رکھنا چاہے اور اسی وقت اسکا مالک اس سے خدمت لینا چاہے تو ضرور بے لطفی ہوگی یا وہ کسی پردیسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالے تو پھر مصیبت ہے تیسرے یہ کہ پورا پردہ اس سے نباہ نہیں ہو سکتا بعض آدمی کو اسکی بھی کلفت ہوگی۔ پھر غالباً اسکو خانہ داری کا زیادہ سلیقہ ہوتا ہے نہ اسکو شوہر کے گھر اور چیز کا درد ہوتا ہے ان مصالح کو کراہت میں ضرور دخل ہو سکتا ہے۔ اور آگے فاذا احصن اور ذلک لمن خشی العنت بھی اسطرف مشیر ہیں جیسا عنقریب اسکی تقریر بذیل فائدہ متعلقہ ان اجزاء کے آتی ہے پس کراہت عرفیہ یعنے عار کیوجہ سے اجتناب کرینگے تو ممانعت ہے اور کراہت شرعیہ جسکا ابھی بیان ہوا ملحوظ رکھکر بلا ضرورت ارتکاب نہ کرنا اولیٰ ہے۔ اور امام شافعی ان دو قیدوں کو احترازی فرماتے ہیں لیکن قید اول کی صفت ثانیہ کو احترازی نہیں کہا یعنی حرہ غیر مومنہ کے مستطیع کو بھی نکاح کنیز کی اجازت نہیں دی حنفیہ کہتے ہیں کہ آپکے نزدیک جیسی یہ ایک صفت ہے ایسے ہمارے نزدیک تینوں ہیں اور یہ جو فرمایا کہ قاعدہ کے موافق یعنے جو عام دین کا حکم ہے کہ دست کیوقت مالے دینا پلتا ان نہ کرے وعدہ خلافی نکرے اسکی تصریح مفید ہوگئی دین مہر کے وجوب کی کیونکہ اکثر عادت ہے اسکو ہلکا سمجھنے کی اور اس سے بے پروائی برتنے کی اسی لئے ادا بھی کم بلکہ شاذ و نادر کیا جاتا ہے اسمیں بھی اکثر جبکہ کوئی جبر اور دباؤ حکومت کا پڑے مسئلہ۔ لونڈی کا نکاح بدون اذن مولے کے صحیح نہیں لہ اوپر لونڈیوں سے شادی کرنے کا ذکر تھا ان لونڈیوں کے متعلق ایک حکم باب سیاست سے ارشاد فرماتے ہیں اور ہر چند کہ وہ حکم غیر منکوحہ لونڈی کیلئے بھی عام ہے لیکن اس مقام پر لونڈیوں کی تخصیص پھر ان میں سے بھی منکوحات کی تخصیص ذکر میں اس ناکارہ کے ذوق میں جیسا کہ ابھی حقتعالیٰ نے قلب میں القاء فرمایا وللہ الحمد یہ ہے کہ اس مقام میں باوجود اباحت نکاح کے لونڈیوں کیساتھ اسمیں قیود لگا دینے سے بلا ضرورت اسکی کراہت للعوارض کا بتلانا مقصود تھا اسی مقصود کی تاکید کیلئے جملہ آئندہ میں انکی حد زنا کی تصریح فرمادی تاکہ اس فعل کا احتمال وقوع بسبب اجتماع اسکے اسباب قریبہ مثلاً عادۃً اسکے پردہ میں نہ رہ سکنے کے اکثر بغرض خدمت مولے اسکے بازار وغیرہ میں آمد و رفت رکھنے کے سامع کی نظر میں مستحضر ہو جاوے اور یہ کہ نہ ایسی بد خلقی پیدا ہو جاوے کہ بلا ضرورت اسکا ارتکاب کرے یہ وجہ ہے اور منکوحہ کی تخصیص ذکر میں کی یعنے بعد شادی کے بھی انسے یہ امر اتنا مستبعد نہیں جتنا حرائر سے ہے **حکم یازدہم حد زنا کنیز** فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنالی جاویں پھر اگر وہ بڑی بے حیائی کا کام (یعنے زنا) کریں تو ان پر (بشرطیکہ مسلمان ہوں) اس سزا سے نصف (مار) ہوگی جو کہ غیر منکوحہ آزاد عورتوں

فائدہ: یعلم ان الاحصان یاتی علی معان تتعین بحسب المقام الحریۃ والعفۃ والتزوج وقال بعضہم الاسلام الخ کما قیل فی قرأۃ احصن بنا المفعول ومن لم یفسرہ بذلک والایمان لکونہ شرطا عند الحنفیۃ بالتزویجۃ علیہ کون الکلام فی الفتیات المؤمنات۔

الحقات الترجمۃ: لہ قولہ فی ترجمۃ المحصنٰت آزاد ... مقابلۃ ... ۲ قولہ بڑی بے حیائی ... تفسیر بالزنا ... الخ۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب۔ فیہ التفاوت فی السیاسۃ بالتفاوت فی الدرجۃ وھذا ھو شان الحکماء والمصلحین حیث یعاملونہم بحسب ... آحاد الطالبین

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب۔ اس سے معلوم ہوا کہ درجات کے تفاوت سے سیاست میں بھی تفاوت ہوتا ہے اور یہی شان ہوتی ہے حکماء مصلحین کی کہ طالب کے ساتھ اسکی خصوصیت کے موافق معاملہ کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ

یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو — اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے — اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں — اللہ تعالیٰ کو

اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کر دے — اور تم سے پہلے لوگوں کے حوال تم کو بتلا دے — اور تم پر توجہ فرما دے — اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے

حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۟ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ

ہیں بڑے حکمت والے ہیں — اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے — اور جو لوگ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں — کہ تم بڑی بھاری

اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

کجی میں پڑ جاؤ — اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے — اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ہوتی ہے جیسا کہ نکاح کے قبل بھی لونڈی کی یہی سزا تھی اور اسی طرح غلاموں کی بھی، ف وہ سزا یہ ہے کہ ان کو پچاس درے لگائے جاویں گے کیونکہ غیر منکوحہ آزاد عورت کے اسی طرح آزاد کنوارے مرد کے سو درے لگائے جاتے ہیں جیسا سورۂ نور میں ہے کہ مراد وہاں کنوارا اور کنواری ہے اور جب آزاد مرد عورت کی شادی ہو چکی اور کچھ شرطیں بھی ہیں تب ان کو اس فعل کی سزا سنگسار کرنا ہے جیسا احادیث میں تو قریب ہے اور حدیث صحیحین میں زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر منکوحہ لونڈی کی حد کا سوال کیا گیا آپ نے تازیانے فرمائے اور غلام کی حد پر جمہور ائمہ کا اجماع ہے پس حدیث و اجماع سے معلوم ہوا کہ یہ تخصیص تقییدی و احترازی نہیں ہے اور نصف فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مملوک پر رجم نہیں کیونکہ رجم سے انتہا ازہاق روح ہے اور اس میں تنصیف ناممکن ہے اور چونکہ اوپر ذکر تھا محصنہ یعنی منکوحہ کا اس لئے فان اتین فرمانے میں بھی ضمیر وہی راجع ہو جاتی لیکن فاذا احصن کی تصریح مقید نکریر ہے اس نکتہ مذکورہ کی اور تقویت ہو گئی خوب سمجھ لو **ربط** آگے پھر عود ہے بیان حکم نکاح اماء کی طرف **تتمہ حکم نکاح با کنیزاں** فرمایا لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم واللہ غفور رحیم یہ لونڈیوں سے نکاح کرنا اس شخص کیلئے مناسب ہے جو تم میں بوجہ غلبہ شہوت اور آزاد منکوحہ میسر نہ ہونے کے زنا میں مبتلا ہو جانیکا اندیشہ رکھتا ہو اور جس کو یہ اندیشہ نہ ہو اسکے لئے مناسب نہیں، اور اگر اس اندیشہ کی حالت میں بھی اپنے نفس پر قادر ہو تو تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت نکاح کنیز کے، اور یوں اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں، اگر صورت کراہت میں بھی نکاح کر لیا تم مواخذہ نہ کریں گے اور بڑے رحمت والے ہیں کہ حرمت کا حکم نہیں فرمایا ف اس قید کی بھی وجہ وہی کراہت ہے جس کی علت آیہ من طول کے ذیل میں مذکور ہوئی ہے غرض اللہ تعالیٰ نے ہماری مصلحت کیواسطے یہ امر مشورۃً فرمایا ہے اسکو اصطلاح اصول میں امر ارشادی کہتے ہیں اور غفور کی تفسیر جو کی گئی ہے یہ اسی حکم کیساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مکروہ تنزیہی کا یہی حکم ہے کہ اس میں عدم مواخذہ موجود ہے یعنی وہ مانع نجات نہیں لیکن خلاف شان اہل قرب ہے اور شافعیہ چونکہ بعض صورتوں میں نکاح اماء کو ناجائز کہتے ہیں وہ غفور کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ صورت جواز میں اس امر پر مواخذہ نہیں فرمایا جو اصل میں معصیت تھا **ربط** اوپر احکام مخصوصہ کی تفصیل تھی آگے اسنا فرما ان احکام میں ہمارے منافع و مصالح کی رعایت رکھنا کو بالتفصیل ہم کو بجہت اتباع کی ترغیب ان امور میں مغفول کی بیخوبی پر تنبیہ شدہ فرماتے ہیں **ترغیب اتباع با تقان و تحذیر از افتنان** یریدُ اللہ لیبین لکم سے قولہ وخلق الانسان ضعیفا تک اللہ تعالیٰ کو ان مضامین مذکورہ کے ارشاد فرمانے سے اسی طرح دوسرے مضامین سے اپنا کوئی نفع مقصود نہیں کیونکہ وہ جل جلالہٗ غنی ہے بلکہ تم کو نفع پہنچانے کیلئے یہ منظور ہے کہ آیات احکام میں تمہاری مصلحت کے احکام بیان کر دے اور آیات قصص میں تم سے پہلے لوگوں کے احوال تم کو بتلا دے تاکہ تم کو اتباع کی رغبت اور مخالفت سے خوف ہو اور خلاصہ مشترک مقصود یہ ہے کہ تم پر رحمت کے ساتھ توجہ فرما دے اور وہ توجہ بھی بیان فرمانا اور تبلانا ہے جس میں تم بندوں ہی کا نفع ہے جیسا مذکور ہوا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں کہ بندوں کی مصلحت جانتے ہیں بڑے حکمت والے ہیں کہ جانچ کر ان مصلحتوں کی رعایت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تو بیان احکام و قصص جیسا ابھی مذکور ہوا تمہارے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ کفر وفجار میں سے شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے

الملحقات [illegible] قولہ ملحقات الترجمۃ قولہ مناسب تقدیر الکلام [illegible] قولہ تم سے [illegible] قولہ تمہاری مصلحت [illegible] قولہ فی ترجمۃ سنن [illegible] قولہ فی ترجمۃ [illegible] التوبۃ [illegible] الاحکام من الحجوب [illegible] من صفات المکلفین

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ذٰلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم وصبرکم عن نکاح الاماء فی ارواح حق الاولیٰ فمن اقوی خلا [illegible] خصوص لم تکونوا دون فی نکاحھن تعرض لولد للرق مع حطفا وفیہ رعایۃ المصالح الدینیۃ والدنیویۃ مقدما احداھما علی الاخری وھذا ھو مسلک المحققین الجامعین بین الشرع والعقل فاذا لم یعد رعایۃ المصلحۃ الدنیویۃ لزوم فوت المصلحۃ الدینیۃ لم یکن رعایتھا منافیا للزھد کما ان المتقشفین من الزاھدین لکن الشرط ان لا یکون مقصودا حبا للدنیا من [illegible] الارفق والادق۔ قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا فیہ الرد علی المتشددین فی المجاھدات لا سیما اذا کان ناشئا عن دعوی القوۃ الموہمۃ للعجب۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ ذٰلک لمن خشی العنت منکم ان تصبروا خیر لکم یعنی کنیزوں کے نکاح سے صبر کرنا بہتر ہے اس وجہ سے کہ اگر خدمت مولیٰ کے سبب زوج کیلئے خاص نہ ہو سکیگی جو ایک قسم کی بے لطفی ہے نیز اولاد غلام لونڈی ہو گی تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر مصلحت دنیویہ فوت ہو تو دینیہ کی مصلحت کی رعایت کرنا بھی کچھ منافی زہد نہیں اور یہی مسلک ہے محققین جامعین بین الشرع والعقل کا لیکن یہ شرط ہے کہ رعایت [illegible]

[illegible] قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا [illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۗ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ

تو مضائقہ نہیں اور تم ایکدوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالے تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل

ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

کریگا اسطور پر کہ حد سے گذر جاوے اور اسطور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اسکو آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر خدا تعالے کو آسان ہے۔

بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ اور انہی جیسے ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنے فاسد خیالات مسلمانوں کے کانوں میں ڈالتے رہتے تھے اور اللہ تعالے کو احکام میں جسطرح تمہاری مصلحت پر نظر ہے اسیطرح تمہاری آسانی پر بھی نظر ہے جیسا ارشاد ہے کہ اللہ تعالے کو احکام میں تمہارے ساتھ تخفیف (یعنی آسانی بھی) منظور ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ آدمی (نسبت اور مکلفین کے بدن اور ہمت دونوں میں) کمزور پیدا کیا گیا ہے اسلئے اسکے ضعف کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہیں نہ باعتبار رعایت مصلحت کے محال شاقہ کا تجویز کیا جانا بھی مضائقہ نہ تھا مگر چونکہ دونوں امر کا مجموعہ ملحوظ فرمایا اور یہ بڑے علم و حکمت اور نیز رحمت و شفقت پر موقوف ہے۔ ف شہوت پرست لوگوں سے بقول ابن زید فساق مراد ہیں اور بقول ابن عباس مراد زانی ہیں اور بقول سدی مراد یہود و نصاری ہیں اور بقول بعض مراد صرف یہود ہیں کہ انہیں سے بعض نے کہا تھا کہ علاتی بہن حلال ہے اور بقول بعض مراد مجوس ہیں کہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ خالہ اور بھیجی کی بیٹی کو تو حلال کہتے ہو اور بہن اور بھائی کی بیٹی کو حرام کہتے ہو حالانکہ اصول انکے یعنی پھوپھی اور خالہ اور بہن کو حرام کہتے ہو اسپر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی روح المعانی وغیرہ فی ملکیہ اور بڑی بھاری کجی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ بیا کہ حرام کا مرتکب ہونا۔ دوسرے یہ کہ حرام کو حلال سمجھنا تو فساق پہلے امر کی کوشش کرتے ہونگے اور کفار دوسرے امر کی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ بے راہ لوگ دوسروں کو بھی بے راہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں ہلکی کجی یہ ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھے اور اتفاقاً اسکا صدور ہو جاوے اس آیت میں اس میل غیر عظیم کی اجازت نہیں ہے بلکہ بیان کرنا ہے ان بدخواہوں کے حال کا کہ وہ میل عظیم کی سعی میں ہیں اور انسان کے سوا دوسرے مکلفین جن اور ملائکہ ہیں گو عقاب ملائکہ کیلئے نہیں مگر مامور و منہی تو ہیں۔ اگر شبہ ہو کہ جن تو اتنے ضعیف نہیں پھر انکے لئے یہی احکام کیوں مقرر ہیں جیسا کہ عموم بعثت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یقینی ہے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان احکام میں اصل رعایت انسان کی آسانی کی ہو طفیل میں جن بھی اس آسانی سے منتفع ہو گئے ہوں واللہ اعلم اور معلوم رہنا چاہئے کہ بیان شہوت پرستی کی مذمت میں شہوات مباحہ سے منتفع ہونا داخل نہیں کیونکہ مراد اس سے وہ ہے جس سے خدا پرستی فوت ہو جاوے اور ایسا ہی حب جاہ جو باذن خدا ہے پس خدا پرستی قوت نہیں ہوتی یہ شہوت پرستی نہیں ۔ربط۔ یہاں تک تو حقوق معاشرت دمونہ کے متعلق اموال سے منتفع ہونیکے بعضے طریقوں کو اور عورتوں کے نفوس یعنی انکی ذات میں تصرف کرنے کے بعضے طریقوں کو جیسے بیٹر ظلم کرنا یا انکو تنگ کرنا یا انہیں جو محرمات ہیں انسے نکاح کرنا منع فرمایا تھا آگے اس مضمون کی تتمیم ہے کہ اموال و نفوس میں تصرفات مذکورہ کی کچھ تخصیص نہیں بلکہ جو تصرف کسی کے مال اور نفس میں بطریق غیر مشروع ہو وہ ممنوع ہے حکم دوازدہم نہی از تصرف غیر مشروع در مال یا نفس کسے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ سے قولہ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا تک اے ایمان والو آپس میں ایکدوسرے کے مال ناحق (یعنی غیر مباح) طور پر مت کھاؤ برتو لیکن (مباح طور پر ہو مثلاً) کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے واقع ہو (بشرطیکہ اسمیں اور بھی سب شرائط شرعیہ ہوں) تو مضائقہ نہیں (یہ تو مالی تصرف تھا آگے تصرف نفسی کو فرماتے ہیں) اور تم ایکدوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالے تم پر بڑے مہربان ہیں اسلئے ضرر رسانی کی صورتوں کو منع فرما دیا بالخصوص جبکہ اسمیں یہ اثر ہو کہ دوسرے شخص پر انکا ضرر پہنچا دیگا تو یہ اللہ تعالے کی مہربانی ہے کہ انکو بھی ضرر سے بچا لیا) اور چونکہ قتل ان دونوں امروں میں اشد ہے اسلئے اسپر بالخصوص وعید سناتے ہیں کہ) جو شخص ایسا فعل (یعنی قتل) کریگا اسطور پر کہ حد شرع سے گذر جاوے اور اسطور پر کہ ظلم کرے (یعنی خطا نہ ہو بلکہ عمداً اسطور پر کہ قصداً ظلم کرے) تو ہم عنقریب (یعنی بعد الموت) اسکو دوزخ کی آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر یعنی ایسی سزا دینا خدا تعالے کو بالکل آسان ہے کچھ اہتمام کی حاجت نہیں جیسے اس احتمال کی گنجائش ہو کہ شاید کسی وقت اہتمام و سامان جمع نہ ہو تو سزا ٹل جاوے ف عدوان کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص بحق میں مستحق قتل نہ ہو اس کو قتل کیا جاوے۔ اور ظلم کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ غیر مستحق للقتل کا قتل ہو جانا تین طور پر ہو سکتا ہے

[illegible]

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ○

جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے انمیں جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرمادینگے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کرینگے

ایک یہ کہ فعلاً خطا ہوئی یعنے مثلاً گولی شکار پر چلائی اور وہ کسی آدمی کے لگ گئی۔ دوسرے یہ کہ قاضی و حاکم سے اجتہاداً خطا ہوئی یعنے تنقیح مقدمہ کے بعد روئداد سے ثبوت ہوگیا اور گواہ انکو اپنے نزدیک معتبر سمجھا اور واقع میں وہ معتبر نہ تھے۔ تیسرے یہ کہ حقیقت حال یعنے اسکا غیر مستحق ہونا معلوم ہے پھر بھی عمداً اسکو قتل کر ڈالا پس ظلماً کے لفظ سے پہلی دو صورتیں خارج ہوگئیں کہ اس میں یہ وعید نہیں بلکہ دوسری میں تو کچھ بھی گناہ نہیں پہلی میں کچھ گناہ ہے جسکا کفارہ بعد نصف پارہ کے مذکور ہے اور عدواناً کی قید سے معلوم ہوگیا کہ جو شخص واقع میں مستحق قتل ہو مثلاً اسپر قصاص لازم ہے اسکا قتل کرنا ممنوع نہیں بلکہ ولی کی درخواست پر واجب ہے اور ولی کو جائز ہے

ربط۔ اوپر جن معاصی کا ذکر ہے ان میں اکثر گناہ کبیرہ ہیں سو یہاں تک تو انکے کرنے پر ترہیب تھی مضرت عقوبت کی آگے انکے نہ کرنیکی ترغیب ہے کہ اگر ان سے بچوگے تو اس بچنے میں یہ منفعت ہے کہ تمہارے خفیف خفیف معاصی کا کفارہ تمہاری طاعات سے کردینگے اور چونکہ اور کبائر بھی مثل ان ہی مذکورہ کبائر کے ہیں اسلئے آیت میں لفظ عام سے لائے ہیں تاکہ مذکورہ و غیر مذکورہ سب کو شامل ہو جاوے **تکفیر صغائر برائے مجتنب کبائر** اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا جن کاموں سے تم کو (شرع میں) منع کیا جاتا ہے (یعنے گناہ کے کام) ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں (یعنے بڑے بڑے گناہ ہیں) اگر تم ان سے بچتے رہو تو (اس بچنے پر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے اعمال کے کرنیسے جبکہ وہ مقبول ہو جاویں) ہم تمہاری خفیف برائیاں (یعنے چھوٹے چھوٹے گناہ جو کہ دوزخ میں لیجا سکتے ہیں) تم سے دور (یعنے معاف) فرما دینگے (پس دوزخ سے محفوظ رہوگے) اور ہم تم کو ایک معزز جگہ (یعنے بہشت) میں داخل کرینگے ف گناہ کبیرہ کی تعریف میں بہت اقوال ہیں جامع تر قول وہ ہے جسکو روح المعانی میں شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اسپر لعنت آئی ہو یا اس میں مفسدہ کسی ایسے ہی گناہ کے مفسدہ کے برابر یا زیادہ ہو جسپر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہ تہاون فی الدین صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور اسکا مقابل صغیرہ اور عدد میں جو حدود وارد ہے مقصود حصر نہیں بلکہ بمقتضائے وقت ان ہی کا ذکر ہوگا پس عدد و صغیرہ کے بعد چند حالتیں ہیں ایک حالت تو یہ کہ کبیرہ سے بچے اور طاعات ضروریہ کا پابند ہو اسی حالت میں وعدہ ہے کہ صغائر معاف ہو جاوینگے اور آیت میں یہی صورت مذکور ہے چنانچہ کبیرہ سے بچنے کی شرط تو خود آیت میں مصرح ہے۔ اور طاعات ضروریہ کی پابندی پر چند دلائل اور قرائن ہیں ایک دلیل تو خود آیت میں ہے کیونکہ طاعات ضروریہ کی پابندی نہ کرنا مثل ترک نماز وغیرہ یہ خود کبیرہ ہے۔ پس اجتناب عن الکبائر اس صورت میں صادق نہ آویگا پس شرط اول مستلزم ہے شرط ثانی کو دوسرا قرینہ آیت ان الحسنات یذھبن السیئات کہ حسنات کو موجب ذہاب فرمایا تیسرا قرینہ مسلم کی حدیث الصلوٰة الخمس مکفرة لما بینہا ما اجتنبت الکبائر کہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ دخل مجموعہ امرین کو ہے اور اگر صرف اجتناب کافی ہوتا تو اعمال کے دخل کے کوئی معنی نہ ہوتے پس یہ حدیث تفسیر ہوگئی اس آیت کی۔ اور جاننا چاہئے کہ مقصود اس مجموع کا ایک اثر بیان کرنا ہے نہ کہ اس اثر میں حصر بیان کرنا پس اگر اس مجموعہ کے وجود کے وقت صغائر موجود نہ ہوں تو رفع درجات اسکا اثر ہونا منافی حکم مذکور کے نہیں اور دلیل اسکی کہ اس آیت میں سیئات سے مراد صغائر ہیں خود سیئات کا کبائر کے مقابلہ میں لانا ہے اور اسی سے آیت ان الحسنات میں سیئات کو صغائر کے ساتھ تفسیر کیا جاویگا اور حدیث میں بھی ما بینہما کو صغائر کیساتھ خاص کہا جاویگا۔ دوسری حالت یہ کہ کبیرہ سے نہ بچے گو طاعات ضروریہ کا پابند ہو تیسری حالت یہ کہ طاعات ضروریہ کا پابند نہ ہو گو اور کبائر سے اجتناب کرے خواہ اسکو دوسرے کبائر کے اعتبار سے مجتنب عن الکبائر کہا جاوے یا ترک طاعات ضروریہ کے کبیرہ ہونیکے اعتبار سے اسکو مجتنب نہ کہا جاوے ان دونوں حالتوں میں وعدہ نہیں ہے تکفیر صغائر کا اسی واسطے حدیث میں بھی اسکی قید لگائی گئی اور فضل کی دوسری بات ہے کہ وہ کبیرہ کے ساتھ بھی متعلق ہو سکتا ہے جب وعدہ نہیں تو ممکن ہے کہ اسپر آخرت میں سزا ہو کیونکہ اگر سزا کا احتمال نہ ہو بلکہ معافی یقینی ہو تو کبائر سے بچنا نہ بچنا دونوں مساوی ہو گئے حالانکہ قرآن سے اجتناب عن الکبائر کا دخل صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے اہلسنت کا اپنے صغیرہ پر احتمال عذاب جیسا کہ کبیرہ پر فضل کا احتمال بھی خاص اہلسنت کا مذہب ہے واللہ اعلم اور حسنات کے مقبول ہونیکی قید اسلئے لگائی کہ غیر مقبولہ تو بمنزلہ عدم کے ہیں اور چونکہ مقبول ہونا جو کہ شرط ہے متیقن نہیں اس لئے مشروط یعنے تکفیر بھی متیقن نہیں اسی لئے علمائے اہلسنت نے فرمایا ہے کہ باوجود اجتناب عن الکبائر کے صغیرہ پر عقاب محتمل ہے کیونکہ رافع عقاب یعنے تکفیر خود غیر معلوم ہے پس یہ قول قرآن کے خلاف نہیں ہے ربط اوپر حکم ششم کی تفصیل میں مرد و عورت کے حصہ میں جبکہ انکو میت کے ساتھ یکساں قرب ہو نصف در نصف کا

اللغات: المدخل ظرف تنبیہ وقد طرح بحمد اللہ تعالیٰ حق اکثر جہات ہذہ الآیۃ فی انفس المتن ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل اللہ به بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسئلوا اللہ من فضله ان اللہ کان بکل شیء علیما فی الجلالین نزلت لما قالت ام سلمۃ لیتنا کنا رجالا فجاھدنا وفدت مقابلۃ ما فضل اللہ به اکتسبوا بین علی کون المراد بما فضل اللہ ما لا یکون مکتسبا و قویہ روایۃ الجلالین فضل من الدیۃ ان المفضل به غیر اختیاری ... فی الحقیقۃ بازاء التمنی فھو متعلق بالاکتساب محض علیه وقوله واسئلوا اللہ من فضله تعلق بالنھی عن التمنی تعلق بالمحض تقریر ... ان الاستعدادات مختلفۃ متفاوتۃ فقسم اللہ تعالیٰ لکل ما یصلح له مستعد فالتمنی لا ینفع فیہ ثم ینفع السؤال من فضل اللہ تعالیٰ فیعطیه من احسانہ ان اللہ علام الکل ما یناسب حاله وتقریرات فی ان لا کسب وان کان مخصوصا علیه لکن لا ینفذ به دو ... یعطیہ الثمرات بیان اللہ تعالیٰ من فضله فیعطی ان ما اعطی من ثمرات الاعمال ھو من فضل اللہ تعالیٰ او من لوازمه وکذا قوله تعالیٰ ان اللہ کان بکل شیء علیما له ربط بالنھی عن التمنی والمعنی ان اللہ ما کان حسب ما فضل به بعضهم علی بعض فی مراتب الاستعداد لانه تفاوت ۴

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ

اور تم کسی ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

تفاوت معلوم ہو چکا ہے جس میں شاید یہ حکمت ہو کہ مردوں کے ذمہ خرچ زیادہ ہوتا ہے یا جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ ہی کو خبر ہے اور دوسری اور آیات سے اور بھی مردوں کے فضائل خاصہ ثابت ہیں حضرت ام سلمہ نے اسپر ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں مطلب اعتراض نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ اگر ہم بھی مرد ہوتے تو اچھا ہوتا کما صرح بروایتہ فی الجلالین اسپر یہ اگلی آیت نازل ہوئی اور دوسرا سبب نزول اور بھی ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مرد کو میراث میں دوہرا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے کیا اسی طرح اور عبادات و اعمال میں ہم کو ثواب بھی نصف ہی ملیگا اسپر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب ہے یعنی حضرت ام سلمہ کے قول کا بھی لا تتمنوا میں اور اس عورت کے سوال کا جواب للرجال نصیب میں اور دونوں قصوں کے وقوع کے بعد نزول ہونا عجب نہیں لیس مجموعہ روایتین سے اسکا ربط مضمون میراث سے بھی ہے اور اوپر کی متصل آیت سے بھی جس میں طاعت اور اجتناب عن المعصیت کی فضیلت مذکور تھی **حکم سیزدہم نہی از تمنی ممتنعات عادیہ** وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ سے لے کر قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اور تم سب مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فضائل وہبیہ میں سے ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (مثلاً مردوں کو) بعضوں پر (مثلاً عورتوں پر) بلا دخل انکے کسی عمل کے فوقیت بخشی ہے جیسے مرد ہونا یا مرد ہونے کے سبب میراث کا دونا حصہ ہونا یا انکی شہادت کا کامل ہونا وغیرہ ذلک کیونکہ مردوں کے لئے ان کے اعمال (کے ثواب) کا حصہ آخرت میں ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال (کے ثواب) کا حصہ (آخرت میں) ثابت ہے اور مدار نجات کا تو یہی اعمال ہیں اور ان میں کسی کی تخصیص نہیں تو اگر دوسرے سے فوقیت حاصل کرنے کا شوق ہے تو اعمال میں جو کہ فضائل کسبیہ ہیں کوشش کر کے دوسرے سے زیادہ ثواب حاصل کر لو باوجود اسپر قادر ہونیکے فضائل غیر مقدورہ کی تمنا محض ہوس اور فضول ہے اور اگر فضائل وہبیہ میں ایسے فضائل کی رغبت ہے جس میں اعمال کو بھی دخل ہے مثلاً مال کی ثلاث باطنیہ و اشالہ تو مضائقہ نہیں لیکن اسکا طریقہ بھی یہ نہیں کہ خالی تمنائیں کیا کرو بلکہ یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے فضل (خاص) کی درخواست (یعنی دعا) کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں اس میں سب چیزیں آگئیں یعنی فضائل و قسم ہونے کی وجہ تخصیص بھی اور فضائل کسبیہ پر ثواب دینا بھی اور فضائل وہبیہ قسم دوم کی درخواست بھی پس یہ جملہ سب کے متعلق ہے ف بعضکم علی بعض کے عموم میں علی فرق (داخل ہیں پس) نبوت وغیرہ کی تمنا بھی اس نہی میں داخل ہے اور فضائل وہبیہ قسم دوم میں اعمال کو دخل اسلئے ہے کہ عادۃ اللہ یوں جاری ہے کہ استقامت علی الشرع سے ایسے کمالات جسکو چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں عبد کا حصول میں اختیار نہیں پس فضائل کی تین قسمیں ہو گئیں وہبیہ قسم اول انکا تو سوال بھی ممنوع وہبیہ قسم دوم ان میں بعد وجوب شرط یعنی اعمال کے سوال کرے کسبیہ ان میں سعی کرے اور دعا یہاں بھی عبادت ہے واللہ اعلم اگر کسی کو شبہ ہو کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فضائل کسبیہ میں دونوں مساوی ہیں حالانکہ حدیث میں عورتوں کا نقصان دین نماز روزہ جو فضائل کسبیہ سے ہے مصرح ہے جواب یہ ہے کہ مساوات باینمعنی ہے کہ عمل کرنے پر دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے اور تفاوت دین میں باینمعنی ہے کہ بلا کسب کے عورتوں میں ایک مانع نفس عمل سے ہے اور عمل کا کم ہونا اور حسب ہو تو ثواب برابر ہونا ان میں باہم کچھ تنافی نہیں اور **ربط** اس سے اوپر کی آیت میں مردوں کے حصہ میراث کے زائد ہونے پر ایک بیکار خیال کا انسداد مذکور تھا آگے بھی میراث کے متعلق ایک مضمون ہے انفصال کا بین کیلئے اسقدر مناسبت کافی ہے اور اگر یوں کہا جاوے کہ شروع سورت سے مختلف احکام مذکور ہوتے چلے آئے ہیں جنمیں میراث کے کچھ احکام بھی مذکور ہو چکے ہیں اسی باب کا ایک مضمون اس مقام پر مذکور ہے تو یہ توجیہ ربط کی زیادہ بے تکلف ہے بہرحال یہ تتمہ ہے حکم ششم کا

الروایات ذکرہما فی الحقیقۃ ... فی لباب النقول عن الترمذی والحاکم والثانیۃ عن ابن ابی حاتم عن ابن عباس **الملحقات فی الترجمۃ** ۱؎ قولہ فی ترجمۃ لا تتمنوا مردوں اور عورتوں فیہ تغلیب

۲؎ قولہ فی ترجمۃ ما کسی امر ... ۳؎ قولہ فی صدر ... اشارۃ الی ... ۴؎ قولہ ... الحقیقۃ ... ۵؎ قولہ فی ترجمۃ ... خاص ... ۶؎ قولہ ... فائدۃ التعمیم عدم کون القسم الاول من الوہبی ... السؤال ... فقط ...

[illegible]

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ

اور ہر ایسے مال کیلئے جسکو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جاویں ہم نے وارث مقرر کردئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں انکو انکا

نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ ع ٥

حصہ دیدو بیشک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر مطلع ہیں مرد حاکم ہیں عورتوں پر

بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ

اس سبب سے کہ اللہ تعالےٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

حکم چہاردہم ترمیم میراث موسےٰ الموالاۃ ولکلٍّ جعلنا موالی الیٰ قولہ علیٰ کل شیء شہیدا اور ہر ایسے مال کے لئے جسکو والدین اور دوسرے رشتہ دار لوگ اپنے مرنے کے بعد چھوڑ جاویں ہم نے وارث مقرر کردئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد پہلے سے بندھے ہوئے ہیں (جسکو مولےٰ الموالاۃ کہتے ہیں) ان کو اب جبکہ شریعت سے رشتہ دار لوگ وارث مقرر ہوگئے ساری میراث مت دو بلکہ صرف انکا حصہ (یعنی ایک ششم) دیدو بیشک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر مطلع ہیں (پس انکو ساری میراث نہ دینے کی حکمت اور ششم حصہ مقرر کردینے کی مصلحت اور یہ کہ ششم انکو کون دیتا ہے کون نہیں دیتا ان سب کی انکو خبر ہے) **ف** جن دو شخصوں میں باہم اسطرح قول وقرار ہو جاوے کہ ہم ایک دوسرے کے اسطرح مددگار رہیں گے کہ اگر ایک شخص کسی کو قتل کرے تو دوسرا اسکا متحمل ہو اور جب مرجاوے تو دوسرا اسکی میراث لے یہ عہد عقد موالاۃ ہے اور انمیں سے ہر شخص مولےٰ الموالاۃ کہلاتا ہے یہ حکم عرب میں اسلام سے پہلے بھی تھی اسی وہ لوگ قسم بھی کھایا کرتے تھے جو کہ اسکا جزو تھی اور انمیں اسی عہد کے موافق احکام جاری ہو گئے تھے ابتداء اسلام میں جبتک کہ اکثر مسلمانوں کے رشتہ دار مسلمان نہ ہوئے تھے اور اسوجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باہم انصار و مہاجرین میں عقد اخوت جس کا اثر اسی موالاۃ کا سا تھا منعقد فرمادیا تھا اسوقت بھی اسی رسم قدیم کے موافق حکم تھا کہ انصار و مہاجرین میں باہم میراث جاری ہوتی تھی پھر جب لوگ بکثرت مسلمان ہوگئے اسمیں اول ترمیم وہ ہوئی جو اس آیت میں مذکور ہے یعنے چھٹا حصہ اس مولےٰ الموالاۃ کو اور باقی دوسرے وارثوں کو دلایا جاتا تھا پھر اور جیسے سورۂ احزاب کی آیت واولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض سے بالکل ہی اس مولےٰ الموالاۃ کا حصہ منسوخ ہوگیا شاید تدریج نسخ کی حکمت سے اول چھٹا رکھا ہو پس یہ آیت منسوخ ہے بخاری اور قسطلانی اور روح المعانی میں حضرت ابن عباس سے اور بروایت طبری قتادہ سے اور بروایت ابن جریر نیز قتادہ سے لفظ نسخ اور یہ آیات مذکور ہیں جن کے مجموعہ سے یہ تقریر اخذ کی گئی ہے ہمارے نزدیک تو تمام ائمہ امت کے متفق ہیں کہ جو سب ورثہ کے ہوتے ہوئے خواہ وہ ذوی الفروض نسبیہ ہوں یا عصبہ ہوں یا ذوی الارحام ہوں اس مولےٰ الموالاۃ کو کچھ میراث نہیں ملتی لیکن جب کوئی نہ ہو اور ایسا شخص ہو تو اسمیں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسکو کل میراث ملیگی البتہ اگر قبل اسکے کہ اسکی طرف سے دیت ادا کرے اس عہد کو فسخ کردے تو فسخ ہو جاویگا اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ عہد ایک طرف سے ہو دوسری طرف سے نہ ہو اسوقت یہ احکام ایک طرف سے ہو جاوینگے کذا فی الہدایۃ اور ابن عباس سے نصیب کی ایک تفسیر خیر خواہی یا استحبابًا وصیت منقول ہے پس یا تو نصیب منسوخ نہ ہوگا دلیل اور تو انکے متعلق جو احکام اوپر آچکے ہیں الیس بعد تو انکے حقوق تلف کرنے کی ممانعت فرمائی تھی لیکن واللاتی یاتین الفاحشۃ میں سیاست کی اجازت تھی اب آگے مردوں کے حقوق جو عورتوں پر ہیں ان کے مطالبہ کی اجازت اور انکے فوت کرنے پر تادیب کی اجازت جسکی قدرے بیان آیت نازل ہوئی اور حقوق کے متعلق باہم اختلاف واقع ہونے کی صورت میں اسکے تصفیہ کا طریق اور اسی ضمن میں حقوق ادا کرنے والوں کی فضیلت بتلاتے ہیں ونیز اس مضمون کے ضمن میں مردوں کی فضیلت کی تقریر ہے ایک گونہ اس خیال کے جواب کی بھی تمہید ہے جو مردوں کے حصہ میراث کے مضاعف ہونے کے متعلق اوپر آچکا ہے لیجئے ماقبل متصل سے بھی اسکو خاص ارتباط حاصل ہے **حکم پانزدہم متعلق معاشرت زوجین** الرجال قوامون الیٰ

اللغات عقدت ای الیمین بمنی الید الیمنیٰ ... النحو ... الروایات ... الترجمۃ ... قولہ فی ... [illegible]

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي

سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو ان کی بد دماغی کا احتمال ہو تو ان کو زبانی نصیحت کرو

الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا

اور ان کو لیٹنے کی جگہ میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر وہ اگر تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور

كَبِيْرًا ۞ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ

عظمت والے ہیں اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے

يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۞

بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں اتفاق فرما دیں گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ سے لے کر قولہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا تک۔ مرد حاکم ہیں عورتوں پر دو وجہ سے ایک تو اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو یعنی مردوں کو بعضوں پر یعنی عورتوں پر قدرتی فضیلت دی ہے اور دوسرے اس سبب سے کہ مردوں نے عورتوں پر اپنے مال مہر میں نان و نفقہ میں خرچ کئے ہیں اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اونچا اور بہتر ہوتا ہے اس سے کہ جس پر خرچ کیا جاوے یہ امر مکتسب ہے سو جو عورتیں نیک ہیں وہ مرد کے ان فضائل و حقوق کی وجہ سے اطاعت کرتی ہیں اور مرد کی عدم موجودگی میں بھی بحفاظت و توفیق الٰہی اس کی آبرو و مال کی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں اس صفت کی نہ ہوں بلکہ ایسی ہوں کہ ان کو قرائن سے ان کی بد دماغی کا احتمال و خوف ہو تو ان کو اول زبانی نصیحت کرو اور نہ مانیں تو ان کو لیٹنے کی جگہ میں تنہا چھوڑ دو یعنی ان کے پاس مت لیٹو اور اس سے بھی نہ مانیں تو ان کو اعتدال کے ساتھ مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر زیادتی کرنے کے لئے بہانہ اور موقع مت ڈھونڈو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت و عظمت والے ہیں ان کے حقوق اور قدرت اور علم سب سے بڑے ہیں اگر تم ایسا کرو گے پھر وہ بھی تم سے اپنے حقوق کے متعلق مواخذہ و الزام قائم کر سکتے ہیں اور اگر قرائن سے تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں ایسی کشاکش کا اندیشہ ہو کہ اس کو وہ باہم نہ سلجھا سکیں گے تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو ایسی ہی تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے تجویز کرکے اس کشاکش کے رفع کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجو کہ وہ جا کر تحقیق حال کریں اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کا کچھ کچھ قصور ہو سمجھا دیں اگر ان دونوں آدمیوں کو سچے دل سے اصلاح معاملہ کی منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں بشرطیکہ وہ ان دونوں کی رائے پر بھی عمل کریں اتفاق فرما دیں گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں جس طریق سے ان میں مصالحت ہو سکتی ہے اس کو جانتے ہیں جب حکمین کی نیت نیک دیکھیں گے وہ طریق ان کے قلب میں القا فرما دیں گے۔ ف ان دونوں حکمین کا اصلی کام تو یہی ہے البتہ اگر زوجین اپنے حکم کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دیدیں تو وکالۃً وہ اس کے بھی مختار ہو جاویں گے مگر آیت میں اس سے تعرض نہیں اور شرطیکہ مختار ہی جس امر کو حضرت نے شرط کہا ہے خود آیت میں اس پر دلالت ہے کہ ان حکمین کی تجویز زوجین کے افعال اختیاریہ کے متعلق ہوگی جن کا صدور موقوف ہے ارادہ پر پس حکمین کے اس ارادہ اصلاح اور زوجین کے اختیار اصلاح میں باہم مناسبت [illegible] کی ہوگی پس اس اعتبار سے اس ارادہ کا تحقق معتد بہ اصلاح زوجین پر موقوف ہوگا اب توفیق بینہما کا ترتب حسب عادت آیت کے ساتھ متعلق ہوتا ہے ضروری ہو گیا خوب سمجھ لو یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ نفاق بال چونکہ معاملہ ہے [illegible] جواب یہ ہے کہ [illegible] خوب سمجھ لو مسئلہ پر فیصلہ واجب ہے اگر زوجین حکام سے رجوع کریں اور [illegible] شروع سورت سے یتامیٰ اور نساء اور ورثہ کے کچھ حقوق کا بیان چلا آ رہا ہے اب آگے اور لوگوں کے حقوق اور ان کے ساتھ معاملہ اور معاشرت کا طریق مذکور ہوتا ہے اور چونکہ ان حقوق کو بدرجۂ کمال وہی ادا کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور قیامت کے ساتھ عقیدہ درست رکھتا ہو اور بخل و تکبر و ریا سے بچا ہوا ہو نیز یہ امور بھی ادائے حقوق سے مانع ہوتے ہیں اس لئے اس مضمون کے اول میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور درمیان میں انکار توحید اور انکار قیامت کی مذمت اور آخر میں ترغیب توحید و ترہیب احوال قیامت کے ساتھ [illegible]

ملحقات الترجمہ: ۱ قولہ حاکم [illegible] ۲ قولہ فی ترجمۃ [illegible] ۳ قولہ [illegible] ۴ قولہ [illegible] ۵ قولہ فی ترجمۃ [illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ: فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا۔ [illegible]

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کیساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

غریب غربا کیساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ

اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں

بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لئے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے

رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝

دکھلانے کیلئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اس کا برا مصاحب ہے

مذمت بھی ارشاد فرمادی اور ان اخلاق ذمیمہ مذکورہ کی تقبیح بھی فرمادی اور مذمت بخل میں عام لفظ کیساتھ منکرین رسالت پر بھی تعریض فرمادی کہ دلائل رسالت کا کتمان کرتے تھے

حکم شانز دہم حسن معاملہ با خلق مع تصحیح اعتقاد مبدأ و معاد (واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا الٰی قولہ) ومن یکن الشیطن لہ قرینا

فساء قرینا ۝ اور تم اللہ کی عبادت اختیار کرو اسمیں توحید بھی آگئی اور اسکے ساتھ کسی چیز کو خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان عبادت میں یا انکی خاص صفات میں اعتقاد میں

شریک مت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور دوسرے اہل قرابت کیساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے

ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی خواہ وہ مجلس دائمی ہو جیسے سفر طویل کی رفاقت اور کسی مباح کام میں شرکت یا عارضی ہو جیسے سفر قصیر یا اتفاقی جلسہ

میں شرکت اور راہ گیر کے ساتھ بھی خواہ وہ تمہارا خاص مہمان ہو یا نہ ہو اور ان غلام لونڈیوں کے ساتھ بھی جو شرعا تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں غرض ان سب کے حقوق معاملہ کے ہیں

جنکی تفصیل شرع نے دوسرے موقع پر بتلا دی ہے بعضے لوگ ان حقوق کو ادا نہیں کرتے اکثر اسکے دو سبب ہیں یا تو انکے مزاج میں تکبر ہے کہ کسی کو خاطر ہی میں نہیں لاتے اور

کسی کی طرف التفات ہی نہیں کرتے اور یا ان کی طبیعت میں بخل غالب ہے کہ کسی کو دیتے دلاتے جان نکلتی ہے اور یا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد نہیں کہ آپکے احکام

کو اور ادائے حقوق کے ثواب کے وعدوں کو اور تلاف حقوق کے عذاب کی وعیدوں کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ کفر ہے اور یا انکی عادت ناموری کی ہے اسلئے جہاں ناموری ہو وہاں دیتے

دلاتے ہیں گو حق نہ ہو اور جہاں ناموری نہ ہو وہاں ہمت نہیں ہوتی گو حق ہو اور یا انکو سرے سے خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ عقیدہ نہیں یا وہ قیامت کے قائل نہیں اور یہ بھی کفر ہے

اسلئے اسی ترتیب سے جو ان امور کا انفرادا یا اجتماعا ارتکاب کرتے ہیں انکا حال بھی سن لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو دل میں اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں

اور زبان سے شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں خواہ زبان سے یا اسطرح کہ انکو دیکھکر دوسرے بھی تعلیم پاتے ہیں اور وہ اس

چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دی ہے اس سے مراد یا تو مال و دولت ہے جبکہ بلا مصلحت حفاظت کے محض بخل کی وجہ سے کہ اہل حقوق توقع نہ کریں

چھپا دے اور یا مراد علم دین ہے کہ یہود احبار رسالت کو چھپایا کرتے تھے پس بخل بھی عام ہو گیا پس اسمیں بخلاء و منکرین رسالت دونوں آگئے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لئے جو نعمت

مال یا نعمت علم و رسول کی حق شناسی نہ کریں اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کو دکھلانے کیلئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر

اللغات الجنب بضمتین من ہو من غیر قومک من الجنابۃ ضد القرابۃ ویستعمل فی المکان حسبی ۱۲ **النحو** قولہ وبالوالدین احسانا قیدہ لعدم تقوا قولہ الجنب متعلق بالصفۃ المقدرۃ ای الکائن قولہ الذین بدل من من او ذم محذوف

ای ہم الذین ویجوز ان یکون مبتدا خبرہ محذوف ای مبغضون ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ بالبخل بفتحتین **ملحقات الترجمۃ**

۱ قولہ فی ترجمۃ الجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب ۲ قولہ الکائن

منکرین رسالت دونوں ۳ قولہ فی ترجمۃ ۴ قولہ فی ترجمۃ

المذکورین ۵

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ والصاحب بالجنب فی الروح والرفیق فی مرحلہ کتعلم وتعلیم ومشائخ وصحبۃ ومن ذلک من تعد یجتمع فی مجلس ے تجلی غیبو ذلک حقت وحسد الحو التحویلات فی البیعۃ والطریق فہی الدنیا بیان حق اخوان الطریقۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا دخل فی عمومہ العجب لسمیہ بالسکر فی نفسہ الفخور باحوالہ ومقاماتہ ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ والصاحب بالجنب صاحب جنب کی تفسیر عام جس میں تفاسیر ہے مصاحب پیر بھائی کو بھی شامل ہیں پیر بھائی کے حق کی بھی قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا اسکے عموم میں عجب بھی داخل ہو گیا جو کہ سمی فی السکر ہے عجب اسکو کہتے ہیں اپنے احوال و مقامات پر فخر کرنا

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ○

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاویگی اگر یہ لوگ اللہ تعالے پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اسمیں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالے انکو خوب جانتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا

بلاشبہ اللہ تعالے ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے اور اگر نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر دیں گے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دینگے

عَظِيمًا ○ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ○

سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپکو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لاویں گے۔

اور آخری دن یعنی قیامت کے دن پر اعتقاد نہیں رکھتے (انکا بھی یہی حال ہے کہ اللہ تعالے کو ان سے محبت نہیں) اور بات یہ ہے کہ شیطان جسکا مصاحب ہو جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے، اسکا برا مصاحب ہے کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جسمیں انکا سر کار بحث ضرر ہو **ف** شرک کی دوسری قسم کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالے کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہا انکا کسی کے لئے اعتقاد کرنا شرک ہے اور یتیموں کا باوجود یکہ اوپر ذکر آچکا ہے لیکن مکرر لانیسے اور اہتمام ہوگیا کیونکہ جاہلیت میں انپر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی انپر مالی ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں۔ اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ کہ جسکا گھر اپنے گھر کے پاس ہو اور دور والا جسکا گھر فاصلہ سے ہو مگر محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کرے البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے اسنے زیادہ ہوگا۔ اور بخل کو جو عام لیا گیا وجہ اسکی سبب نزول کا تعدد ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیر کا یہ قول منقول ہے کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندہم من العلم فانزل اللہ الذین یبخلون اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کتموا الاسلام ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں انصار الانصار کو کہا امر نخرج کرنے سے روکتے۔ اور بہکاتے اسمیں نازل ہوا الذین یبخلون الخ۔ دلط اوپر کفر باللہ و بالرسول و بالقیامۃ اور بخل اور ریاء اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے ان کے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظا صرف ایمان باللہ والقیامۃ اور الانفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ والقیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینہ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہے ریاء کے اور یہی متضمن وجہ اللہ مقابل ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب وجہ اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب وجہ اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہی مقابل ہوگیا کبر کا بھی اسطرح سب اضداد کی ترغیب آگئی تتمہ مضمون سابق وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ (الیٰ قولہ) وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا اور انپر کیا مصیبت نازل ہو جاویگی اگر وہ لوگ اللہ پر اور آخری دن یعنی قیامت پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اسمیں سے کچھ خلوص کے ساتھ خرچ کرتے رہا کریں (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں بلکہ ہر طرح نفع ہی نفع ہے) اور اللہ تعالے ان کے نیک و بد کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دینگے اور کفر وغیرہ پر سزا) بلاشبہ اللہ تعالی ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے (کہ کسی کا ثواب مار لیں یا بلا وجہ عذاب دینے لگیں جو ظاہر ظلم ہے) اور بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ اگر نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر کے ثواب دینگے (جیسا کہ دوسری آیت میں وعدہ مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (محض تفضل کے طور پر انعام) اور اجر عظیم (الگ) دینگے **ف** ظلم میں ظاہر کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو یہ بھی ظلم نہ ہوتا کیونکہ وہ مالک ہیں ع ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود۔ اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں بمنزلہ کہ علیحدہ تفضل کے ہوگا اور پھر اسکو اجر اسلئے کہدیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہر سبب عن العمل تو ہے کیونکہ انعام بھی عادۃ عامل ہی کو ملتا ہے دلط اوپر جن امور کی ترغیب تھی آگے انکے نکرنے پر ترہیب ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا ماسبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ○

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرۃ هی صغار النمل او جزء من اجزاء الهباء فی الکوۃ وتمثیل ای اصغر شئ والنحو ان تك حسنة بالنصب فاسم الضمیر عائد الی العمل والتأنیث باعتبار الخبر وبالرفع فی قراءۃ فکان تامۃ یضعفها بحذف الالف ای یضاعف ثوابها کیف محلها الرفع علی انه خبر مبتدأ محذوف او النصب الی المجاز البلاغۃ فی روح المعانی قوله وماذا علیهم الخ الیس المراد سوال عن العذر لانه لا یتشکل عن ذلك بل المراد توبیخهم علی الجهل بمکان المنفعة وتحریضهم علی صرف الفکر لتحصیل الجواب لعله یؤدی بهم الی العلم بالتقدیم الایمان بما یناسبهم واخر فی الآیة لتقدمه ذکرا والانفاق بتقدیمه مکان ذکر التفصیل بالغیب من دقوع صیلہ فی غیر محلہا دمنا مبالغة التحریض فیعطی بان یبذلوا بالا یحزنوا بهم

یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا یَکْتُمُوْنَ

اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں اور اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ حَدِیْثًا ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

کسی بات کا اخفا نہ کر سکیں گے اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر جن کا آپ سے سابقہ پڑا ہے گواہی دینے کیلئے حاضر لاویں گے یعنے جن لوگوں نے خدائی احکام پہنچانے میں نافرمانی کی ہوگی مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام کے اظہارات لئے جاویں گے وہ جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کر دیں گے اس شہادت کے بعد ان مخالفین پر جرم ثابت ہو کر سزا دیجاوے گی۔ اوپر فرمایا تھا کہ اس وقت کیا حال ہوگا آگے اس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ اس روز یہ حال ہوگا کہ جن لوگوں نے دنیا میں کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش وہ اس وقت ہم زمین کے پیوند ہو جاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو ان سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کر سکیں گے پس دونوں طور پر فرد قرارداد جرم ان پر لگا دی جاوے گی۔

ف ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی کا حکم اگر چہ اس پر قیاس کر کے یہی سمجھا جاوے گو وعید اس درجہ کی نہ ہوگی لیکن جب علت وعید کی یعنی عصیان ہو تو قابل آدمی اس سے ان کی وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ معاصی ہیں اس درجہ کی وعید بھی ہے باقی چونکہ اس وقت دنیا میں ان معاصی کیساتھ بھی کفار ہی موصوف تھے اسلئے ذکر میں کفار کی تخصیص کیگئی۔ اور جاننا چاہیے کہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر خاموشی کی لگا کر ان کے دست و پا کو بولنے کی اجازت دیں گے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے۔ یہ عدم اخفاء اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں۔ چنانچہ روح المعانی میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباسؓ سے بعینہٖ یہی مضمون منقول ہے اور اسکے آخر میں یہ بھی ہے فعند ذلک یود الذین کفروا الخ اور جب امم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں ان کے اثبات کے دوسرے طرق موجود ہوتے ہوئے اگر نبی کی شہادت نہ ہو ضرورت متعلق نہیں چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا ان کے معاملہ میں یہی شہید (گواہ) ہونا و کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم میں بیان کر کے بعد کی حالت کے لئے دوسرے طرق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم میں مصرح فرمایا ہے۔ ربط شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس سورت میں مختلط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقوی ہیں مذکور ہیں منجملہ ان کے ایک قسم دیانات یعنے معاملات فیما بین العبد والرب ہیں اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی نادر ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک کی مذمت فرمائی تھی آگے اسکا اہتمام فرمایا کہ بلا قصد بھی صورت شرک صادر نہ ہو جیسا کہ ابتداء اسلام میں شراب حلال ہونے کے وقت حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اسمیں مغرب کا وقت آگیا حضرت علیؓ کو امام بنایا انہوں نے مدہوشی میں سورۂ قل یا ایہا اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلا قصد اسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی جسمیں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت میں نماز کے وقت مسکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اس کے ساتھ بیان فرما دئے۔ حکم نہم متعلق طہارت و صلوٰۃ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اللغات تسوی ہموار ہو جاوے

ہماری صحبت قرباسات سے معلوم ہوا کہ سکر حالی کے آثار جب محسوس ہونے لگیں ذکر کو قطع کر دے اگر قطع نہ کیا وہ خود منقطع ہو جاوے گا اور ترقی کا سبب جو عمل ہے معطل ہو گیا ترقی ہی رک جاوے گی جیسا تشریح کی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون فی روح المعانی عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ هو سکر الغفلة عن الذکر ... ابن ... حبان عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعس احدکم وهو یصلی فلینصرف فلینم حتی یعلم ما یقول وفی ... عن عائشة رضی اللہ عنہا قلت معنی قوله الراجح من السکر سکر النعاس ... مع سکر الخمر ... الجمع بین الحقیقة والمجاز فی عموم المجاز ... الذی هو من الاحوال ... ولا ... علی ... المذکر ... لاشتراک ... آخرہ من قوله علیه السلام فی الحدیث یستغفر فیسب نفسه ... تغیر ... الحق ... ولو لم یتحقق قصد ... لانه ... علیه ... فی حالة الاستغراق ترجمہ کا حاشیہ: قولہ تعالیٰ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ... تب ... کسی کو مستغرق ...

ع ۶

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ

اور حالت جنابت میں بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کرلو | اور اگر تم بیمار ہو | یا حالت سفر میں ہو | یا تم میں سے کوئی شخص

مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا

استنجے سے آیا ہو | یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو | پھر تم کو پانی نہ ملے | تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو

فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ۝

یعنی اپنے چہروں | اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو | بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بخشنے والے ہیں۔

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا الیٰ قولہ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو اس وقت تک نماز مت پڑھو مطلب یہ ہے کہ ادائے نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور حالت نماز کے منافی ہے پس اوقات نماز میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز میں کوئی کلمہ خلاف نہ نکل جاوے اور حالت جنابت میں بھی یعنی جبکہ غسل فرض ہو باستثنائے تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے کہ اس کا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ یہاں تک کہ غسل کرلو یعنی غسل جن جنابت شرائط صحت نماز سے ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے بعد بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے اور اگر تم کچھ عذر رکھتے ہو مثلاً بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو جیسا آگے آتا ہے کہ یا حالت سفر میں ہو اور یہ مستثنیٰ ہوا ہے کہ اسکا حکم آگے آویگا یعنی اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے تو ان عذروں سے تیمم کی اجازت ہے اور جواز تیمم کچھ ان ہی مذکور عذروں یعنی عذر مرض کے ساتھ خاص نہیں بلکہ خواہ تم کو خاص یہ عذر ہوں یا یہ کہ خاص عذر نہ ہوں یعنی نہ تم مریض ہو نہ مسافر بلکہ ویسے ہی کسی کا وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلاً تم میں سے کوئی شخص پیشاب پاخانے کے مقام سے فارغ ہو کر آیا ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور پھر ان ساری صورتوں میں خواہ مرض و سفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر ویسے ہی وضو اور غسل کی ضرورت ہو تم کو پانی کے استعمال کا موقع نہ ملے خواہ تو اس وجہ سے کہ مرض میں مضر ہوتا ہے خواہ اس لئے کہ وہاں پانی ہی موجود نہیں خواہ سفر ہو یا نہ ہو تو ان سب حالتوں میں تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں اور جنکی ایسی عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایسے آسان حکم دیئے کہ تم کو تکلیف و تنگی نہ ہو ف اس آیت کے شروع کا حکم اسوقت تھا جب شراب حلال تھی پھر شراب حرام ہو گئی تو نماز کے وقت ہر وقت سے تو غیر نماز کے وقت بھی سے آیت کا جزو اول منسوخ ہے مسئلہ جس مرض میں پانی کے استعمال سے مرض کے شدت یا امتداد کا ڈر ہو اسمیں تیمم درست ہے مرض میں دونوں صورتیں شامل ہیں

اللغات قال [illegible] الحنفی الحق فی بعث علی التعجب و هو لا یختص بالجنب بل یعم الطهارة و المحدث النحو جنب [illegible] الجنب [illegible] التذکیر و التأنیث [illegible] المسائل البلاغة [illegible] فائدۃ عظیمۃ [illegible] الاول [illegible] الجواب [illegible] وابن ابی حاتم [illegible] والطبرانی [illegible] الثانی [illegible] الجواب [illegible] الآیة [illegible] عائشة [illegible] فی غزوة [illegible] التوجیه [illegible] المرضی والمسافرین [illegible] المقصود [illegible] تقدیر الکلام وان کنتم مرضی او مسافرین

او غیر مرضی ولا مسافرین [illegible] فی جمیع هذه الصور [illegible] بالاصغر او الاکبر [illegible] بالوجهین [illegible] السفر والمرض [illegible] ذکر اصل العذر [illegible] مفیدة [illegible]

الروایات ذکر [illegible] الآیة [illegible] المذکور فی حاشیة [illegible]

تحقیقات الترجمة قوله [illegible] ترجمه [illegible] السکران [illegible] من الحلال کیف [illegible] الخطاب [illegible] الشرب المسکر فی هذه الاوقات

بحث وجه قید [illegible] السکران [illegible] فی السکر [illegible]

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ فی آخر آیة التیمم ان الله کان عفوا غفورا فیه اشارة الی الضعفاء فی مباشرتهم الاعمال التی فیها نوع من النقص الظاهر یتوهمون کونها غیر کافیة فاستدعاهم سبحانه الی دفعه باستعماله کونه عفوا غفورا فان نقص کونها غیر کافیة عفا الله تعالیٰ عنها ودفع المتوهم عن [illegible] الوسوسة

ترجمہ مسائل

قوله تعالیٰ بعد ذکر التیمم ان الله کان عفوا غفورا اس میں ضعفاء کی طرف اشارہ ہے جو بعض ایسے اعمال کو جن میں کچھ ظاہری نقص ہو ان کو کامل نہ کر سکنے کے سبب وسوسہ ہوتا ہے کہ عمل میں نقص ہے تو وہ آثار [illegible] کی برکت سے [illegible] [illegible] اگر نقص ہے [illegible] اسکے نقص کو معاف فرمایا کو [illegible] دیکھئے

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یَشۡتَرُوۡنَ الضَّلٰلَۃَ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ

تَضِلُّوا السَّبِیۡلَ ؕ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِکُمۡ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا ٭۫ وَّ کَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیۡرًا ۝

سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے

مِنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا وَ اسۡمَعۡ

یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اس کے موقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں سمعنا وعصینا اور اسمع

غَیۡرَ مُسۡمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلۡسِنَتِہِمۡ وَ طَعۡنًا فِی الدِّیۡنِ ؕ وَ لَوۡ اَنَّہُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا وَ اسۡمَعۡ وَ انۡظُرۡنَا

غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور اگر یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا واطعنا اور اسمع اور انظرنا

لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ وَ اَقۡوَمَ ۙ وَ لٰکِنۡ لَّعَنَہُمُ اللّٰہُ بِکُفۡرِہِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۝

تو یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر ان کو خدا تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اب وہ ایمان نہ لاویں گے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تھوڑا زیادہ ہوتا ہے مسئلہ اگر پانی دور نہیں لیکن ڈول رسی نہ ہونیکے سبب کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لا سکے تو بھی تیمم جائز ہے کما فی رد المحتار مسئلہ بطور عموم مجاز کے یہ دونوں پچھلے تینوں مسئلے آگئے بلکہ تفسیر دائرہ مسئلہ تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ گلے لیکن چونا اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ باوجود آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اسی طرح مستثنیٰ ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں مسئلہ تیمم وضو اور غسل کا ایک ہی طریقہ ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ اس میں وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کیا اور اس میں غسل کے قائم مقام ہونیکا مسئلہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک دفعہ دونوں ہاتھ مار کر منہ پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت مل لیوے کوئی جگہ سکی و انگشت بیں لیسی نہ رہجاوے جہاں ہاتھ نہ پہنچا ہو من الہدایۃ والدر المختار ربط یہاں تک مواقع تقوی میں سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا آگے معاملہ مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے خلاصہ انکے جواب یہ ہے کہ جمال اگر وقبائح یہود کا بغرض قطع موالات انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجادلہ ضمنیہ مضمون یکیتوں ما آتاہم اللہ من فضلہ میں آچکا ہے اس سے بھی اسکو ربط ہے کہ وہاں کتمان نعمت کا ذکر تھا یہاں کتمان کیساتھ تحریف کتاب و عداوت مومنین و ناپسندی مغفرت کا ذکر ہے۔ **ذکر بعض قبائح یہود** اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ الیٰ قولہ تعالیٰ فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا (اے مخاطب کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا یعنی دیکھنے کے قابل ہیں انکو دیکھ کر تعجب کرو) جنکو کتاب (الٰہی یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اس کے وہ لوگ گمراہی یعنی کفر کو اختیار کر رہے ہیں اور خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ راست سے بے راہ ہو کر اسلام ہی کو چھوڑ بیٹھو یعنی طرح طرح کی تدبیریں اسکی کرتے ہیں جیسا کہ ود ت طائفۃ من اہل الکتاب کے تحت شروع میں کچھ ابھی چکا ہے اور تمکو ان لوگوں کی اتنی خبر نہ ہو تو کیا ہوا اور اللہ تعالیٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اسلئے تمکو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو اور انکا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی مت پڑ جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے اور تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھیگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی حامی ہے کہ ان کی مضرتوں سے تمہاری حفاظت کریگا اور یہ لوگ جنکا ذکر ہو چکا ہے یہودیوں میں سے ہیں اور انکا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ کلام الٰہی یعنی توریت کو اس کے موقع (اور محل) سے لفظاً یا معنیً دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور ایک گمراہی ان کی جس میں دھوکہ دے کر سادہ ذہن

اللغات قولہ یکفرون ... لباب النقول اخرج ابن اسحاق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید بن التابوت من عظماء الیہود اذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ ... [illegible] ... فی تفسیر متعلقات الترجمۃ قولہ ... [illegible]

[illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا فیہ اشارۃ الی عدم الخوف من الشیطان ... [illegible]

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا ... [illegible] ... کہ اللہ تعالیٰ نے مدد اور کفایت کا وعدہ فرمایا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

اے وہ لوگو جو کتاب دئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے پہلے

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان کو ان کی الٹی جانب کی طرح بنا دیں یا ان پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہی ہو کر رہتا ہے۔

شخص کا پھنس جانا بھی ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرتے وقت (یہ کلمات کہتے ہیں (جو آگے مذکور ہوتے ہیں) ان کلمات کے دو دو معنی ہیں ایک اچھے ایک برے وہ لوگ برا مطلب لیتے تھے اور دوسروں پر ظاہر کرتے تھے کہ ہم اچھے مطلب سے کہتے ہیں اور اس سے کسی مسلمان کا دھوکہ میں آ کر بعضے ایسے ہی کلمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرنا بعید نہ تھا چنانچہ بقرہ کے معاملہ ہی امر میں مومنین کو لفظ راعنا سے ممانعت فرمائی گئی ہے پس اس اعتبار سے یہود کا ان کلمات کو کہنا ایک گونہ اضلال غیر بھی ہے گو لفظاً ہی ہو پس اسمیں یریدون ان تضلوا کا جو کہ اوپر آیا ہے بیان بھی ہو گیا جیسا کہ من الذین ھادوا میں بیان تھا الذین اوتوا نصیبا کا اور یحرفون میں بیان تھا یشترون کا ان کلمات میں سے ایک یہ ہے سمعنا وعصینا (اسکا ترجمہ تو یہ ہے کہ ہم نے سن لیا اور مانا نہیں اسکا اچھا مطلب تو یہ ہے کہ آپکا ارشاد سن لیا اور کسی آپ کے مخالف کا قول جو کہ ہم کو بہکاتا تھا نہیں مانا اور برا مطلب ظاہر ہے کہ ہم نے آپکی بات کو سن تو لیا مگر ہم عمل نہ کرینگے) اور دوسرا کلمہ یہ ہے (اسمع غیر مسمع (اسکا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ تم ہماری بات سنو اور خدا کرے تم کو کوئی بات سنائی نہ جاوے اسکا اچھا مطلب تو یہ ہے تم کو کوئی مخالف اور رنج دہ بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپکا ایسا اقبال رہے کہ آپ جو بات فرماویں سب اسکے جواب میں موافق ہی بات آپکو سناویں اور برا مطلب یہ ہے تم کو کوئی موافق اور مسرت بخش بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپ جو بات کہیں اسکا جواب مخالف ہی آپ کے کان میں پڑے) اور تیسرا کلمہ یہ ہے (راعنا (اسکے دونوں اچھے اور برے مطلب بقرہ کے معاملہ ہی امر میں گذر چکے ہیں کہ اچھے معنی تو یہ ہیں کہ ہماری رعایت کیجئے اور برے معنی لغت یہود میں یہ دشنام ہے غرض ان کلمات کو اسطور پر کہتے ہیں) کہ اپنی زبانوں کو ان کے لہجہ تحقیر سے لہجہ توقیر کیطرف پھیر کر اور دل سے) دین میں طعنہ زنی (اور تحقیر ہی) کی نیت سے (وجہ یہ کہ نبی کے ساتھ طعن واستہزاء عین دین کیساتھ طعن وتمسخر ہے) اور اگر یہ لوگ (بجائے ان ذومعنیین الفاظ کے یہ کلمات کہتے (بجائے سمعنا وعصینا کے) سمعنا واطعنا (جسکے معنی یہ ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا) اور بجائے اسمع غیر مسمع کے صرف) اسمع (جسکے معنی خالی یہ ہیں کہ آپ سن لیجئے اور بجائے راعنا کے) انظرنا (جسکے معنی یہ ہیں کہ ہماری مصلحت پر نظر فرمائیے جیسا کہ بقرہ کے معاملہ ہی امر میں بھی اس لفظ کی تعلیم فرمائی ہے اور یہ کلمے معنے شرارت سے پاک ہیں تو اگر یہ کلمات کہتے) تو یہ بات ان کے لئے بہتر اور ناجح بھی) ہوتی اور (فی نفسہ بھی) موقع کی بات تھی مگر انہوں نے تو ایسے نفع اور موقع کی بات کہی ہی نہیں بلکہ وہی ناشائستہ بیہودہ بات بکتے رہے اسلئے انکو یہ مضرت پہنچی کہ ان کو خدا تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب (جسمیں یہ کلمات بھی آ گئے اور بھی ان کے سب اقوال وافعال کفریہ داخل ہو گئے پس ان سب کفریات کے سبب اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور پھینک دیا (جس سے) وہ ایمان نہ لاوینگے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی (بوجہ اسکے کہ وہ ایسی حرکتوں سے دور رہے وہ ہی رحمت خاصہ سے مستثنیٰ ہیں اور وہ ایمان بھی لے آئے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ) **ف** یہ لایؤمنون انہی کی نسبت فرمایا جو علم الٰہی میں کفر پر مرنے والے تھے پس نو مسلموں کے ایمان لانے سے کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور جو ایمان لے آتا ہے اگر وہ کسی وقت میں بے ادبی و نافرمانی بھی کر چکا ہو لیکن اس سے جب باز آ گیا وہ کالعدم ہو گیا پس بے ادبی کا لعنت کیلئے سبب نہ بنا اور لعنت کا کفر کیلئے سبب بنانا اسمیں کوئی قدح و تخلف لازم نہیں آیا کیونکہ ارتفاع علت کے بعد معلول کا مرتفع ہو جانا محل اشکال نہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ ان دوسرے کلمات کا کہنا بہتر ہوتا اگر اسکے ساتھ ایمان لاتے کا بھی لحاظ کیا جاوے تب تو بہتر ہونا ظاہر ہی ہے کہ اعمال صالحہ پر مومن کو آخرت میں ثواب ملیگا اور اگر اسکی قید نہ لگائی جاوے تب بہتر ہونا یا تو دنیا کے اعتبار سے ہے کہ تہذیب اور شائستگی اچھی چیز ہو خلق کے نزدیک ممدوح ہو جاتا ہے اور ہر معنی سمجھا جاتا ہے اور اگر آخرت کے اعتبار سے لیا جاوے تو باعتبار ثواب کے نہیں ہے بلکہ باعتبار تخفیف عذاب کے ہوگا کیونکہ قرآن وحدیث سے یہ امر یقیناً مفہوم ومعلوم ہے کہ باہم کفار کے عذاب میں تفاوت ہوگا چنانچہ ماہر پر مخفی نہیں واللہ اعلم **ربط** اوپر کی آیت میں یہود کے کفر وتکذیب بالاسلام کا جس کو تحریف وتمسخر کے لوازم سے بیان تھا آگے انکو لطف وسختی کے ایمان وتصدیق کا حکم فرماتے ہیں اور خلاف ورزی کی تقدیر پر ڈراتے ہیں **خطاب بایمان اہل کتاب** (یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا الی قولہ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝)

الروایات فی الروح اخرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤساء من احبار یہود منہم عبداللہ بن صوریا وکعب بن اسد فقال لہم یا معشر الیہود اتقوا اللہ واسلموا فواللہ انکم لتعلمون ان الذی جئتکم بہ لحق فقالوا ما نعرف ذلک یا محمد فانزل اللہ تعالیٰ فیہم الآیۃ ۱۲ **الحقات الترجمۃ ۱ قولہ** فی ترجمۃ الکلمات ذو معنیین ہذہ کلہا ماخوذۃ من الروح وغیرہ ومعنی اسمع غیر مسمع علی ان غیر مسمع حال ای اسمع حال کونک غیر مسمع کلاما ترضاہ او ادعاء علیہ ای لا اسمعک اللہ فیکون بمعنی دعا علیک ظاہر ۱۲ **۲ قولہ** فی ترجمۃ لیا ہیجہ اخذتہ من الکشاف مفسرا لیا ای لیا لسانہم الی جہۃ التوقیر غیر جہۃ التحقیر لیتبادر عن علم السامع فصدق معنی علی ۱۲ **۳ قولہ** فی ترجمۃ طعنا ای سے اخذتہ من مقابلۃ السنتہم ای یلوون السنتہم خداعا لانہ امر ظاہر ولایلوون قلوبہم بل یریدون التحقیر من صمیم القلب ۱۲ مرسلین ۱۲ **۴ قولہ** فی نفسہ بھی موقع کی فالخیر اضافی ولا عدلیۃ باعتبار الذات ۱۲

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ انکے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہو گا وہ گناہ بخشدیں گے اور جو شخص

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا عَظِيْمًا ۝

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا

اے وہ لوگ جو کتاب (توریت) دئے گئے ہو تم اس کتاب (یعنی قرآن) پر ایمان لاؤ جسکو ہمنے نازل فرمایا ہے اور تمکو اسپر ایمان لانے میں وحشت نہ ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے اسکو ایسی حالت پر نازل فرمایا ہے کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے یعنی اصل کتاب کیلئے وہ مصدق ہے باقی تحریف کا حصہ سو تم قرآن پر اس امر محتمل کے وقوع سے پہلے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم (تمہارے) چہروں (پر کے) نقوش و نگار یعنی آنکھ کان ناک کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان (چہروں) کو انکی الٹی جانب (یعنی گدی) کی طرح (صاف چٹ) بنا دیں یا اُن (ایمان نہ لانیوالوں) پر ہم ایسی (خاص طور کی) لعنت کریں جیسی لعنت اُن ہفتہ والوں پر کی تھی (جو یہود میں گذر چکے ہیں جنکا ذکر سورہ بقرہ کے معاملہ ذکر ہم آچکا ہے یعنی انکی طرح انکو بھی بندر کی شکل بنا دیں) اور اللہ تعالیٰ کا (جو) حکم صادر ہوجاتا ہے وہ پورا ہی ہو کر رہتا ہے (سو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان نہ لانے پر اگر اس طمس و لعن اپنے منع کا حکم کر دینگے پھر یہ ضرور ہی ہو جاویگا سو تمکو ڈرنا چاہئے اور ایمان لے آنا چاہئے) ف یہاں کتب تفسیر میں ایک سوال کیا گیا ہے کہ یہ طمس و مسخ کب ہوا ہے اور پھر طمس و مسخ کی مختلف توجیہات کر کے بعض نے وجوہ میں تاویل کر کے اور بعض نے اور قیود و شرط لگا کر جواب دیا ہے پھر ان جوابوں کو مخدوش کر کے پھر ان خدشات کو دفع کیا احقر کے نزدیک سرے سے وہ سوال ہی واقع نہیں ہوتا کیونکہ اسمیں اسپر کہیں دلالت نہیں کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو طمس و مسخ ہو جاویگا بلکہ حاصل صرف اتنا ہے کہ اسکا احتمال ہے مقتضی اس احتمال کا اس جرم کا عظیم ہونا ہے پس بمقتضائے رحمت واقع نہونا کچھ محل اشکال نہیں اور لفظ قبل کا استعمال اس معنی میں خود قرآن میں آیا ہے سورہ منافقون میں ہے وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت الخ یہاں قبل دو چیز پر داخل ہوا ہے اتیان موت اور قول خاص حالانکہ بعض محتضرین کو جو محض بیہوش ہو جاویں علاوہ اس قول کی نوبت نہیں آتی نزول سے زول سے لیکن تصحیح کلام کیلئے احتمال کافی ہے اسی سورۂ نساء کے اول میں ہے بدارا ان یکبروا جو معنی مرادف قبل کا ہے اے من قبل ان یکبروا حالانکہ بعض یتامی کو بلوغ کی نوبت نہیں آتی کہ مرجاتے ہیں اور حدیث میں ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ہرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیوتک قبل موتک رواہ الترمذی حالانکہ ارابع اولی میں قبل کا مضاف الیہ محض محتمل ہے اور جیسا کہ دوسری آیت میں ہے قبل ان اذن لکم حالانکہ اذن واقع نہیں ہوا ربط اوپر کی آیت میں ایمان نہ لانے پر وعید فرمائی تھی چونکہ بعض متحققین وعید آخرت میں مغفرت بھی ہوجاتی ہیں جس سے احتمال ہوا کہ شاید یہ مذکورین بھی مغفور ہو جاویں اسلئے آگے بتلاتے ہیں کہ یہ لوگ بوجہ کفر کے مغفور نہ ہونگے اور اسمیں وعید بھی ہے یہود پر اس قول میں سیغفر لنا **عدم مغفرت شرک و کفر** ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ (الی قولہ) ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو (سزا دیکر بھی) نہ بخشیں گے کہ انکے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے (بلکہ سزائے دائمی میں مبتلا رکھیں گے) اور اسکے سوا جتنے گناہ ہیں (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جس کے لئے منظور ہو گا (بلا سزا) وہ گناہ بخشدینگے (البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہو جاوے تو پھر مشرک ہی نہ رہا اب نہ سزائے دائمی بھی نہ رہیگی) اور وجہ اس شرک کے نہ بخشنے کی یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسیکو) شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا (جو اپنے عظیم ہونے کی وجہ سے قابل مغفرت نہیں) ف قرآن و حدیث و اجماع سے یہ مسئلہ ضروریات شرع سے ہے کہ شرک اور کفر دونوں غیر مغفور ہیں اور یہاں صرف شرک کا ذکر فرمایا حالانکہ کفر بھی قابل ذکر ہے خصوصاً مقام کا بھی مقتضا ہے کیونکہ اوپر سے یہود کے کفر کا ذکر ہو رہا ہے پس اسکی چند توجیہیں کتب لطیف میں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ شرک اپنے ظاہری معنی پر ہے جو پہلے رکوع آیت واعبدوا اللہ کے ذیل میں گذر چکا اور اس آیت میں شرک کا ذکر ہو دوسری آیات میں کفر کو مذکور کہا جاوے اور بعض میں دونوں مذکور ہوں اور ضرورت نہیں کہ ہر آیت میں دونوں کو جمع کریں پس مجموعہ آیات سے دونوں کا غیر مغفور ہونا ثابت ہو جاویگا رہا یہود کے حال کے مناسب ہونا ان آیات کا اسطرح ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس اعتبار سے بھی مشرک تھے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ دوسری توجیہ یہ کہ شرک اپنے معنے پر رہے اور وہ جو انکی معنی اور کفر کے لئے جاویں اپنے شرک کم جتنے گناہ ہیں وہ مغفور ہو سکتے ہیں اور کفر کی بعض صورتیں تو شرک ہی ہیں انکی نسبت تو سوال ہی نہیں ہو سکتا اور باقی صورتیں مثل انکار صانع وغیرہ جو شرک نہیں ہیں وہ چونکہ شرک سے بڑھکر ہیں کیونکہ مشرک صانع کو تو مانتا ہے گو دوسرے کو بھی مانتا ہے اسی طرح تمام انواع کفر کے اگر غور کیا جاوے سب شرک سے اشد ہیں اسلئے انکا غیر مغفور ہونا بدلالۃ النص ثابت ہو گیا کہ جب شرک معاف نہیں ہو گا تو جو اس سے بڑھ کر جرم ہے وہ تو کیوں معاف ہو گا اس توجیہ پر اگر اعتقاد یہود کو شرک نہ بھی کہا جاوے تو بھی بوجہ اسکے کہ انکے کفر کا غیر مغفور ہونا مدلول کلام ہو گیا اقتضائے مقصد کے خلاف نہ رہا تیسری توجیہ کہ شرک کے دو معنی ہوں ایک معنی حقیقی جو مذکور ہوئے دوسرے معنی مطلق کفر جو شرک کو بھی شامل ہے روح المعانی میں حضرت ابن عباس سے

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ترجمۃ جو چھا تمہارے اشارۃ الی ان التنوین عوض عن المضاف الیہ اے جو کچھ ۱۲

۲ قولہ نقش ونگار کما فی التفاسیر عن ابن عباس تحقیقہ ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ نقش ونگار اشارۃ الی ان الف للتفصیل بعد الاجمال والتسبیب للتعقیب ۱۲

۴ قولہ فی ترجمۃ علی ادبارھا طرح کما فی التفاسیر ای علی ہیئتہ ادبارہا ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ لعنتہم من غیر نفیہ التفات عن التکلم الی الغیبۃ فرضت جمہور جمع کم فیہ اشکال فی عود الضمیر ۱۲

۶ قولہ فی ہذہ الترجمۃ خاص طور لان المراد بہ المسخ

۷ قولہ فی التمہید یہ لوگ بوجہ کفر کے الخ ولا ینافی کون الآیۃ نازلۃ علی الیہود ما فی لباب النقول عن ابن ابی حاتم والطبرانی من نزول الآیۃ فی شان مسلم ترکب الجرائم وما فی الروح عن ابن المنذر من ترد دابۃ جماعتہ سال عن المشرکین اسلم قولہ تعالی قل یا عبادی الذین اسرفوا الآیۃ لان اللفظ عام یحتمل نزول الآیۃ فی الوقتین

۸ قولہ جتنے گناہ فی ترجمۃ کلمۃ ما لعموم مناسبت لوجیۃ للتوضیح ۱۲

۹ قولہ فی ترجمۃ افتری وہ بڑے جرم الخ فاشار الی ترجمۃ الاثم الجرم العظیم بالمرتکب ہوا ترجمۃ افتری بطریق التجرید بان معناہ ارتکب الافتری المطلق کان معرا بل مرادا للفریۃ استعمل بمعنی ترکیب نعم نازاد تاکید ادعاء کما فی الروح نفی معنی القطع ولکون ذلک من شان مقصد الکاتمین بعنی الفساد واختلاق الکذب فالمعنی کما فی الکبیر ان اختلق ذنبا غیر مغفور یقال افتری فلان الکذب اذا اختلقہ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ الم تر الی الذین یزکون انفسہم فیہ انکار علی دعوی التقدس وتبتلی بہ کثیر من المشائخ الاھل

ترجمہ

قولہ تعالیٰ۔ الم تر الی الذین یزکون انفسہم اس میں دعوی تقدس پر انکار ہے اور اسمیں کثیر اہل فنا کے بہت مشائخ مبتلا ہیں ۱۲

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم ۚ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝

کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں مقدس بتلادیں اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا

انظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا

دیکھ تو یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور یہی بات صریح مجرم ہونے کیلئے کافی ہے کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا

نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ

ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ

مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝

راہ راست پر ہیں یہ لوگ وہ ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے اور خدا تعالیٰ جسکو ملعون بنا دے اسکا کوئی حامی نہ پاؤگے

اسی احتمال ثالث کو نقل کیا ہے اور یہ بہت سہل ہے اس بنا پر انطباق حال یہود کا بہت ہی واضح ہے اور بلا سزا کی قید اسلئے لگائی کہ بعد سزا کے مومن کے سب گناہوں کا بخشا جانا تو موعود اور یقینی ہے اور اسکے ساتھ تعلق مشیۃ کا ثابت ہو چکا ہے پھر اس آیت میں جو تعلیق واشتراط فرمایا اور تعلق کو علی سبیل الجزم نہیں فرمایا یہ دلیل ہے کہ مراد مغفرت بلا سزا ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر یہود کا کفر اور اسپر وعید عدم مغفرت کی ارشاد ہوئی ہے چونکہ یہود اپنے کو اللہ کا مقبول و مومن خالص مغفور بلا سزا بتلاتے تھے جیسا کہ قرآن میں بھی انکے ایسے اقوال ہیں نحن ابناء اللہ واحباءہ آگے اسکا رد فرماتے ہیں **رد دعوی یہود تقدس را** اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ الیٰ قولہ وَکَفٰی بِہٖ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ اے مخاطب کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا یعنے تعجب کے قابل ہیں جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں انکے بتلانے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں مقدس بتلادیں یہ البتہ قابل اعتبار ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مومن کو مقدس بتلا چکے ہیں جیسے سبح اسم میں ارشاد ہے یعنے کافر کے مقابلہ میں مومن کی نسبت فرمایا قد افلح من تزکی یس وہی مقدس ہوگا نہ کہ کفر کرنیوالے جیسے یہود ہیں اور ان یہود کو قیامت میں اس دعوی کاذبہ کا جسکا منشا کفر کو ایمان سمجھنا ہے جو سزا ہوگی اس سزا میں ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا یعنے وہ سزا انکے جرم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ ایسے جرم پر ایسی ہی سزا لائق ہے ذرا دیکھ تو اس دعوی میں یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں کیونکہ جب باوجود کفر کے مقبولیت کے مدعی ہیں تو کفر کو عند اللہ پسندیدہ اور مقبول بتانا صاف لازم آیا اور یہ محض تہمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام شرائع میں اسکی تصریح فرمادی ہے کہ کفر ہمارے نزدیک سخت ناپسند اور مردود ہے اور یہی بات کہ خدا پر تہمت لگائی جاوے صریح مجرم ہونیکے لئے کافی ہے پھر کیا ایسی صریح بڑی بات پر ایسی سزا کچھ ظلم و زیادتی ہے **ف** اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب مومن کو اللہ تعالیٰ نے مقدس بتلایا ہے تو پھر اپنے کو یا دوسرے کو حسن ظن سے مقدس کہنے سے شریعت میں کیوں ممانعت ہے جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت تین وجہ سے ہے ایک تو اکثر یہی مدح کا منشا کبر ہوتا ہے تو حقیقت میں ممانعت کبر کی ہوئی دوسرے خاتمہ کا حال اللہ کو معلوم ہے کہ آئندہ ساتھ ہوگا یا نہیں اسلئے ایسا دعوی علی الاطلاق کرنا خلاف خوف ہے تیسرے یہ کہ اکثر اوقات اس دعوی سے سامع کو اسکا ایہام ہوتا ہے کہ یہ بالکل تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے اور ہمہ وجوہ مقبول عند اللہ ہے حالانکہ غالبا کچھ نہ کچھ لوث اس دار جاس میں بندہ گرفتار ہوتا ہے اور اسیقدر اسکے قرب قبول میں عند اللہ کمی ہوتی ہے پس یہ کذب ہوا اور کبھی دوسرے کو اس سے عجب بھی ہو جاتا ہے اور اگر یہ عوارض نہ ہوں تو تحدث بالنعمۃ کی اجازت ہے **ربط** اوپر آیت الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یشترون الضلالۃ الخ سے قبائح یہود کا بیان چلا آرہا ہے اگلی آیت میں بھی بعض قبائح کا ذکر ہے کہ انہوں نے مشرکین کے طریق دین کو مومنین کے طریق دین سے احسن بتلایا تھا جیسا کہ لباب میں بروایت احمد اور ابن ابی حاتم وابن عباس کے ابن عباس سے مروی ہے کہ علماء یہود مکہ میں آئے تو قریش نے پوچھا کہ ہمارا دین اچھا ہے یا پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سوال میں اپنی خدمات حجاج وکعبہ کی بھی ذکر کردئے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارا دین انکے دین سے اچھا ہے اور تم انسے زیادہ ہدایت یافتہ ہو **ذم یہود در حکم شاں بترجیح مشرکین بر مومنین** اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ الیٰ قولہ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا ۝ اے مخاطب کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب الٰہی یعنے توراۃ کے علم کا ایک حصہ ملا ہے پھر باوجود اسکے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں یعنی دیکھو نکہ مشرکین کا دین بت پرستی اور شیطان کی پیروی تھا جب ایسے دین کو اچھا بتلایا تو بت اور شیطان کی تصدیق صاف لازم آئی اور وہ لوگ یعنے اہل کتاب الکفار یعنے مشرکین کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت

اللغات فی القاموس الجبت بالکسر صنم وکل ما عبد من دون اللہ ... **البلاغۃ** ... **الملحقات الترجمۃ** لے قولہ ... [illegible]

[illegible]

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ

ہاں کیا ان کے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں

عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝

پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں سو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکا عظیما فی الدر عن ابن عباس الملک فی آل ابراھیم ملک یوسف وداؤد وسلیمان علیہم السلام اھ فدل علی عدم التنافی بین کمال الباطنی والملک الظاھری۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکا عظیما۔ اس میں دلالت ہے کہ کمال باطنی اور سلطنت ظاہری میں کوئی تنافی نہیں۔

ان مسلمانوں کے زیادہ راہ راست پر ہیں (چنانچہ یہ تو انہوں نے صراحۃً ہی کہا تھا) یہ لوگ (جنہوں نے کفر کے طریقہ کو اسلامی طریقہ سے افضل بتلایا) وہ ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ملعون بنایا ہے (اسی ملعون ہونے کا تو اثر ہے کہ ایسے بیباک ہو کر کفریات بک رہے ہیں) اور خدا تعالیٰ جسکو ملعون بنادے اسکا (عذاب کیوقت) کوئی حامی نہ پاؤگے (مطلب یہ کہ پھر انکو آخرت میں یا دنیا میں بھی سخت سزا ہوگی چنانچہ دنیا میں بعضے قتل بعضے قید بعضے جلا وطن بعضے ذلیل رعایا ہوئے اور آخرت میں جو ہونیوالا ہے وہ ہو ہی گا) ف ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین مشرکین کو علی الاطلاق حق کہنا مقصود نہ تھا اور نہ عین جواب کے وقت ہی سائل کو اس جواب کی صحت پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب یہ اس دین کو حق بتلاتے ہیں تو خود کیوں نہیں قبول کر لیتے تو اس صورت میں یہ جواب چل نہیں سکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا مقصود یہ تھا کہ حق مطلق تو کوئی طریق بھی نہیں مگر اس سے یہ اچھا ہے سو اسمیں بھی دو وجہ سے کفر لازم آتا ہے ایک تو یہ کہ طریق حق و اسلام کو من وجہ باطل سمجھا۔ دوسرے یہ کہ طریق باطل و کفر کو من وجہ حق سمجھا گو سیاق کلام سے تبہا دہ ذوق بیان زیادہ مدلول میت کا وجہ ثانی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ ممکن ہے کہ باعتبار خدمات حجاج و بیت اللہ کے طریق قریش کا اچھا کہا ہو جسکا حاصل ان امور کو اچھا کہنا ہے انکے اچھے ہونے میں کوئی شبہ نہیں جواب یہ ہے کہ اگر تاویل فرض بھی کر لیجاوے تب بھی بعض اجزا کے خیر ہونے سے مجموعہ کا جسمیں بعض اجزاء شر کفر بھی ہوں خیر ہونا لازم نہیں آتا۔ اور مقصود مسائل کا مجموعہ کا پوچھنا تھا اور سوال کے جواب کا انطباق ضرور ہے اسلئے کلمات کفر میں ایسی تاویل دافع کفر نہیں ہو سکتی مثلاً کوئی شخص دو خدا کو مانتا ہو اور وہ شخص کسی سے پوچھنا کہ خدا ایک ہے یا دو اور مجیب کہے کہ دو ہیں اور نیت یہ کرے کہ ایک حق ہے ایک باطل تو جواب کیا کلمہ کفر نہ ہوگا ربط آگے بھی یہود کے بعض قبائح کا ذکر ہے جیسا کہ لباب میں بروایت ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراض کیا کہ آپ اپنے کو متواضع فرماتے ہیں حالانکہ آپکے نکاح میں نو بیبیاں ہیں تو آپ خالی سلطنت فقط اس اعتراض کا بیہودہ ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ اول تو تو بیبیوں کا ہونا جو آپکو باذن الٰہی حلال تھیں مستلزم سلطنت کو نہیں اور اگر استلزام کو مان لیا جاوے تو سلطنت منافی تواضع کے نہیں کیونکہ اگر باوجود حکومت کے کوئی متکبر نہ ہو تو کیا محال ہے اور یہود کی کیساتھ اصل منشا اس اعتراض کا حسد تھا اسی واسطے آیت میں اسکی بیہودگی سے تعرض نہیں فرمایا بلکہ انکا حاسد ہونا اور اس حسد کا دو وجہ عقلی سے قبیح و نامعقول ہونا بیان فرمایا ہے اور قبح شرعی حسد کا تو معلوم ہی ہے **تقبیح حسد یہود** أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ الیٰ قولہ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ہاں کیا انکے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیوں سے (جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں سو آپکو ایسی چیز ملجانا کوئی نئی بات نہیں کیونکہ ہم نے پہلے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان (والوں) کو کتاب (آسمانی) بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے (چنانچہ بنی اسرائیل میں بہت سے انبیاء گذرے بعض انبیاء سلاطین بھی ہوئے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام و حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کا کثیر الازواج ہونا معلوم و مشہور ہے اور یہ سب اولاد ابراہیم میں ہیں سو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاد ابراہیم سے ہیں تو آپکو اگر یہ نعمتیں عطیات مل گئیں تو تعجب کی کیا بات ہے) ف حسد کے نامعقول ہونیکی ایک وجہ تو ذکر حسد کے قبل ہے اور دوسری ذکر حسد کے بعد اور انکو بطور تشقیق و تردید کے بیان فرمایا حاصل دونوں وجہوں کا یہ ہے کہ حسد کس بات پر ہے اگر اس پر ہے کہ تم صاحب سلطنت ہو کہ تمہاری سلطنت انکو ملنے لگی تب تو خدا نے تمکو ٹھکانے ہی سے رکھا کہ سلطنت تم کو نہیں ملی ورنہ تم ایک کوڑی بھی کسیکو نہ دیتے اور اگر اسپر ہے کہ گو ہمارے پاس سے انکے پاس نہیں گئی لیکن پھر بھی کیوں انکو ملی ان کو سلطنت سے کیا علاقہ تو اس کا جواب یہ دیا کہ علاقہ یہ ہے کہ یہ بھی شاہی خاندان سے ہیں کسی اجنبی جگہ سلطنت نہیں آئی

اللغات لہم لہم علام للتمیک کما فی قولہم ان لہ ابلا وان لہ غنما النقیر النقرۃ التی فی ظہر النواۃ کنایۃ عن القلۃ المذکور فی الآیۃ ہو ما تعصوا ام قبل ان تقصد منہم ہذہ الکلمۃ من اراقۃ ہذا القول او عقد دہ او من کفریات القصۃ لذا ترجمت بالتقلیل محسدون الناس اللام للجنس یراد بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **النحو** اذن لم تعمل آخر کانت تقصد منہم ذنبا العبد وقت دعا ان یراد اللعن بسبب ہذہ الکلمۃ لکن لاتشبہہ بہ ذوقی ۱۲۔ لانہ قد شرط فی اعمالہا الصدارۃ فبالنظر الی العطف وکونہا تابعۃ لغیرہا سبلت ولو نظر الی کونہا فی صدر جملتہا عملت **۵ قولہ** ترجمۃ ام ھاہنا ہاں کیا وام الثانیۃ یا اشارۃ الی کون الاولیٰ منقطعۃ والثانیۃ متصلۃ کما قرئت اذا لا یوتوا الناس **ملحقات الترجمۃ** **۱ قولہ** بعد ترجمہ لعنہم اللہ سی ملعون ہونے اشارۃ الی ان اللعن والنظر بصورت فی البقرۃ فی قولہ ام تریدون ان تسئلوا الخ ۱۲

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سو ان میں سے بعضے تو اسپر ایمان لے آئے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگردان ہی رہے اور دوزخ کی آتش سوزاں کافی ہے بلاشک جو ہماری آیات کے منکر

بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ

ہوئے ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے جب ایکدفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دینگے تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں

ربع اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ انکے نیچے نہریں جاری

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَھُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

ہونگی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کیواسطے ان میں پاک صاف بیبیاں ہونگی اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کرینگے

ربط اوپر یہود کے حسد کا ذکر تھا چونکہ طبعاً جسپر حسد کیا جاوے اسکو رنج بھی ہوتا ہے اسلئے آیت آئندہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں **تسلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم** فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ سو ان انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی جو کہ خاندان ابراہیم علیہ السلام سے گذر چکے ہیں جو لوگ موجود تھے ان میں سے بعضے تو اس (کتاب و حکمت) پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگردان ہی رہے (پس اگر آپ کی رسالت و قرآن پر بھی آپکے زمانہ کے بعضے لوگ ایمان نہ لاویں کوئی رنج کی بات نہیں) اور (ان کفار و منکرین کو اگر دنیا میں سزا کم بھی ہیا نہ ہو تو کیا ہوا ان کیلئے آخرت میں) دوزخ کی آتش سوزاں (سزا کے لئے) کافی ہے **ربط** آیت مذکورہ میں خاص مؤمنین اور غیر مؤمنین کا ذکر تھا آگے مطلق مومن و غیر مومن کی جزا و سزا بطور قاعدہ کلیہ کے ارشاد فرماتے ہیں **سزائے کافر و جزائے مومن** اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا (الیٰ قولہ) وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ بلاشک جو لوگ ہماری آیات (و احکام) کے منکر ہوئے ہم انکو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے (اور دہاں انکی برابر یہ حالت رہیگی کہ) جب ایکدفعہ انکی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کر دینگے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں (کیونکہ پہلی کھال میں جلنے کے بعد شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید اس میں ادراک نہ رہے اسلئے شبہ قطع کرنیکے لئے یہ سنا دیا) بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (کہ وہ ایسے سزا دیسکتے ہیں) اور حکمت والے ہیں (اسلئے باوجود اس قدرت کے کہ جلی ہوئی کھال کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں پھر بھی کسی حکمت سے بدل دیا جیسا کہ ایک حکمت کا بیان بھی ہوا ہے) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم انکو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ انکے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے ان کیواسطے ان (باغوں) میں پاک صاف بیبیاں ہونگی اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ (کی جگہ) میں داخل کرینگے **ف** یعنی دنیا کے اشجار کا سایہ نہ ہوگا کہ خود سایہ کے اندر بھی دھوپ پہنچتی ہے وہ بالکل متصل ہوگا۔ اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہاں آفتاب وغیرہ تو ہوگا نہیں جیسے ارشاد فرمایا ہے لا یرون فیہا شمسًا پھر سایہ کے کیا معنے کیونکہ سایہ کے لئے مطلق کسی جسم نورانی کا ہونا کافی ہے اور وہاں اسکا ہونا عجیب نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر جب گرمی نہیں تو سایہ کا کیا فائدہ یہ محض ضعیف ہے اسلئے کہ فائدہ کا اسمیں منحصر کر لینا خود بے دلیل ہے ممکن ہے کہ کسی تیز نور کا لطیف بنانا ہو جیسے ماہتاب پر ابر رقیق آجاتا ہے یا خود اس سایہ کی حقیقت نور ہی ہو جیسا گوہر شب چراغ کا سایہ۔ یا یوں کہا جاوے کہ نرا سایہ ہی ہو بلا ظلمت جیسے طلوع آفتاب سے ذرا پہلے حالت ہوتی ہے۔ ایک آیت میں اسکو مشہور تفسیر پر ظل سے تعبیر فرمایا ہے الم تر الی ربک کیف مد الظل اور سایہ کی معرفت دھوپ پر موقوف ہونے سے خود سایہ کے وجود کا توقف دھوپ پر لازم نہیں آتا واللہ اعلم **ربط** ذکر قبائح یہود سے پہلے احکام کا بیان جو کہ محل تقوی میں چلا آرہا ہے منجملہ ان احکام کے قسم اول یعنی معاملات باہمی کے ایک حکم یہ ہے کہ حکام فیصلوں میں عدل و امانت سے کام کریں اور انکو مع حکام کے ساتھ امور مشروعہ میں اطاعت سے پیش آویں اور پھر دونوں گروہوں کو اللہ و رسول کے حکم کو اصل سمجھنے کا حکم دیا آگے ان ہی مضامین کا ذکر ہے اور اس کے متصل مذمت منافقین کی جو اس قاعدہ کو فراموش کر دہ

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ سخت آگ نحوہ والتنکیر ۱۲ ✤✤ ۲ے قولہ برابر افادہ عموم کلما ۱۲ ✤ ۳ے قولہ تاکہ ہمیشہ حملاً لیذوقوا علیٰ معنی لیدوم ذوقہم ولا ینقطع بقرینۃ المقام کتوکک للعزیز اعزک اللہ ۱۲ ۴ے قولہ نہایت گنجان سایہ کی جگہ میں لان الادخال فی الظل ہو الادخال فی محل الظل ۱۲ ✤✤✤✤

اللغات صد اعرض نضجت احترقت وتہرت وتلاشت وتہرت من نضج اللحم الظلیل صفۃ مشتقۃ من لفظ الظل للتاکید کما ہو عادتہم فی نحو یوم الیوم ولیس الیل قال الامام المرزوقی انہ مجرد لفظ تابع لما اشتق منہ ولیس لہ معنی وضعی بل ہو کقولک حسن بسن کذا فی الروح ۱۲ النحو فمنہم الضمیر لمن کان موجوداً فی زمن انبیاء آل ابراہیم علیہ السلام من انہم المدلول علیہ بقولہ تعالیٰ فقد آتینا آل ابراہیم لا ان وجود الانبیاء ابراہیم عادۃ وجود الامم قولہ آمن بہ الضمیر للکتاب والحکمۃ الذین حصلا بالایمان بالنبوۃ ولعلہ من النکتۃ فی ذکر آتینا ہم لان الکتاب والحکمۃ من جنس المومن بہ والملک العظیم لیس من جنسہ فافہم۔ قولہ سعیرا اہ بمعنی مسعورۃ حال من جہنم الفاعل زیادۃ الباء۔ و ما ترجمت بہ ہو اخذ بالحاصل المبالغۃ قدم حال الکفرین لان الکلام فیہم۔ قولہ بدلنا قوا فی الروح التعبیر للدلالۃ الاشعار بمرارۃ العذاب مع ایلامہ وللتنبیہ علی شدۃ تاثیرہ من حیث ان لا لذۃ منہ الحواس ادراکا قولہ دخلہم ظلا الا دخالہ منقادا بان بالعنوان لا باللذت کما فی قولہ تعالیٰ ولما جاء امرنا نجینا

ہود الی قولہ نجیناہم من عذاب غلیظ ✤✤✤

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ

بیشک اللہ تعالیٰ تمکو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق پہونچا دیا کرو۔ اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل

تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ

سے تصفیہ کیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنٰزَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ

تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں انکا بھی پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو

إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ۝

اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے

ع ۵ ۹

اللہ اور رسول کے احکام کو دل سے پسند نہیں کرتے یہی مضمون رکوع ۱۲ ختم تک چلا گیا ہے اور اس ربط کے علاوہ خاص ربط یہود کے مضمون سے بھی اسطرح ہے کہ یہ دو رکیے عوام و خواص یعنی رؤسا دینی و دنیوی کا خائن فی الدین و ہوا پرست ہونا انکی فیاحش اوپر معلوم ہو چکا ہے اور ان میں سے منافقین کی یہی حالت آگے آتی ہے درمیان میں مومنین کو اس سے روکنکر عدل و اطاعت کا حکم فرماتے ہیں حکم ہشتد ہم اداء حقوق محکوم و حاکم مسلم إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا الٰی قولہ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا (اے اہل حکومت خواہ تھوڑوں پر حکومت ہو خواہ بہتوں پر) بیشک تم کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق (جو تمہارے ذمہ ہیں) پہنچا دیا کرو اور (تمکو) یہ (بھی حکم دیتے ہیں) کہ جب (حکوم) لوگوں کا تصفیہ کیا کرو (ایسے حقوق میں جو ان میں باہم ایک دوسرے کے ذمہ ہیں) تو عدل (و انصاف) سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے (دنیا کے اعتبار سے بھی کہ اسمیں بقاء حکومت ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی کہ موجب قرب و ثواب ہے) بلاشک اللہ تعالیٰ (تمہارے اقوال کو جو در بارۂ امانت و تصفیہ کے تم سے صادر ہوتے ہیں) خوب سنتے ہیں (اور تمہارے افعال کو جو اس باب میں تم سے واقع ہوتے ہیں) خوب دیکھتے ہیں (تو اگر تم کوتاہی کروگے مطلع ہو کر تم کو سزا دینگے یہ خطاب تو حکام کو ہوا آگے محکومین کو ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا کہنا مانو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو (اور یہ حکم تو تمہارے اور حکام سب کیلئے عام ہے) اور تم (مسلمانوں) میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی (کہنا مانو اور یہ حکم خاص ہے تم محکومین کیساتھ) پھر (اگر ان احکام کا اللہ درسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا حکوم و حاکم دونوں کے اتفاق معتبر سے ثابت ہو تو جس امر میں تو حکام کی اطاعت کر ہی گئے اور اگر انکے احکام میں سے) کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو (کہ یہ اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہے یا نہیں) تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تو آپ سے پوچھکر اور بعد آپ کی وفات کے ائمہ مجتہدین و علماء دین سے رجوع کرکے) اس امر کو (کتاب) اللہ اور (سنت) رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیطرف حوالہ کر لیا کرو (اور ان حضرات سے جیسا فتوے ملے اسپر سب محکوم و حکام عمل کیا کرو) اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ اس ایمان کا مقتضی یہی ہے کہ یوم قیامت میں اللہ تعالیٰ کی وار دگیر سے جو کہ مخالفت کرنے پر ہونیوالی ہے ڈریں) یہ امور (جو مذکور ہوئے۔ اطاعت اللہ کی رسول کی اولی الامر کی۔ حوالہ کرنا تنازعات کو کتاب و سنت کیطرف) سب (دنیا میں بھی) بہتر ہیں اور (آخرت میں بھی) ان کا انجام خوشتر ہے (کیونکہ دنیا میں امن و راحت و آخرت میں نجات و سعادت) **ف** اس آیت کے سبب نزول میں جو روایت مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ سے کلید کعبہ لی تھی اور حضرت عباسؓ نے درخواست کی کہ یہ اب مجھکو دیدیجائے اور اس پر آیت نازل ہوئی

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ۔ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانة الی اهلها ان حق الشیخ فی الامانة دلت الاٰیة علی امر الشیوخ بایصال المعارف والبرکات الی اهلها واعطاء الخلافة من کان اهلا لها۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها آگے ترجمہ کا ماحصل یہ ہے کہ یہ آیت مشائخ کو بھی امر ہو گا کہ برکات کو کیسے اہل تک پہنچا دیں اور جو شخص خلافت ارشاد کا اہل ہو اسکو اجازت دیں

اللغات الامانة مصدر سمی به المفعول تعم الحقوق تاویلا من آل یئول رجع یرجع معناه ماٰلاً بمعنی عاقبتہ احسن ۱۲ **النحو** قولہ نعما ما موصولة فاعل نعم والمخصوص محذوف ای الاداء والعدل قولہ واذا حکمتم الظرف متعلق بما بعدان وهو معطوف علی ان تؤدوا والجار متعلق به او بمقدر وقع حالا من فاعله ۱۲ **البلاغة** قولہ بالعدل ذکر فیه الحقوق المتعلقة بذممهم ثم فی قوله ان تحکموا الحقوق التی متعلق بذمم غیرهم وقوله نعما ذکره ترغیبا کما فی الاٰیة التی تلیه ذکر خیر و احسن تاویلا فلذا لم یسلم ادخل فی اختیاره ذلک والدلالات۔ قولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اعاد الفعل وان کانت طاعة الرسول مقرونة بطاعة اللہ تعالیٰ اقتضاء لشانه علیه الصلوٰة والسلام وقطعا لتوهم انه لا یجب امتثال ما لیس فی القرآن وایذانا بان له صلی اللہ علیه وسلم استقلالا بالطاعة لم تثبت لغیره ومن ثم لم یعد فی اولی الامر ۱۲ **الروایات** ذکر احد الروایات فی نفس المتن من قصة عثمان بن ابی طلحة والاخری للاٰیة الاخری ما روی البخاری وغیره عن ابن عباس قال نزلت هذه الاٰیة فی عبد اللہ بن حذافة بن قیس اذ بعثه النبی صلی اللہ علیه وسلم فی سریة اه مختصرا معناه نزولها فی قصته کان فی اطاعة لانه امر فی حالة الغضب ان اقتحموا النار فبین القرآن انه لا طاعة فی امثال ذلک واخرج ابن جریر انها نزلت فی قصة جرت لعمار بن یاسر مع خالد بن الولید وکان خالد امیرا فتخاصما فنزلت اه کذا فی اللباب ۱۲ **ملحقات الترجمة** لے قولہ قبل ترجمہ ان اللہ یامرکم ای اہل حکومت ای قولہ خواہ تھوڑوں پر فدخل فیه الحکام والحکام والملوک ممن لهم ولایة خاصة او عامة والقرینة علی ان الخطاب للحکام قولہ واذا حکمتم ۱۲ لے قولہ فی ترجمہ اطیعوا اللہ یہ سکرتی قول عام ہے وہ جو مذکور نہ ہو اقبل الیه لکن بعنوان

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی

اور وہ فی اللباب عن ابن عباس بروایۃ ابن مردویہ اس دعویٰ کے منافی نہیں کہ اسکے مخاطب حکام ہیں کیونکہ اولاً الفاظ کے عموم میں وہ خالص سبب بھی داخل ہو سکتا

ہے ورَوی العموم فی الروح عن ابن عباس وابیؓ وابن مسعود والبراء بن عازب وابی جعفر وابی عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ دوسرے سہل تر یہ ہے کہ اسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم من حیث الحکومت مخاطب ہو سکتے ہیں اور امانات سب حقوق کو شامل ہیں اسمیں حقوق اللہ بھی آگئے۔ اسی لئے اطیعوا اللہ والرسول کا مفہوم اس میں ادا ہوگیا پس یہ شبہ نہ رہا کہ محکومین کو اطاعت اللہ ورسول کا حکم فرمایا اور حکام کو نہیں فرمایا۔ البتہ عنوان امانت کا اختیار کرنے میں یہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام چونکہ خود بالادست ہوتے ہیں اور ان سے اپنے حقوق کا کوئی مطالبہ کرتا نہیں اسلئے احتمال تھا اسمیں کوتاہی ہو جانے کا اس عنوان میں اسکی تاکید زیادہ ہوگئی اور کلید کعبہ کو جو امانت فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے اوقاف کا جو شخص برضائے اہل حل وعقد متنظم ہوا اور وہ اس کا اہل بھی ہو تو اس سے انتزاع نہ کیا جاوے یعنی متولی صالح کو معزول نہ کیا جاوے اور اتفاقی میں معتبر کی قید اسلئے لگائی کہ مطلق اتفاق مدار جواز یا وجوب اطاعت نہیں جبتک کہ قواعد شرعیہ پر منطبق نہ ہو البتہ اگر کسی امر شرعی پر ایک زمانہ کے جمیع اہل حق متفق ہو جاویں وہ اجماع ہو جاتا ہے پھر اسکی سند کا نہ ملنا بھی مضر نہیں اور اگر کوئی حدیث اسکے خلاف ہو تو یہ اجماع علامت ہوگا اس حدیث کے منسوخ ہونیکی اور سمجھا جاویگا کہ اہل اجماع کے پاس ماخذ شرعی تھا مگر ہم تک نہیں پہنچا۔ اور ردوہ الی اللہ الخ کی تفسیر میں جو استفتاء کا واسطہ ذکر کیا گیا ہے دلیل اسکی تنازعتم ہے کیونکہ احکام منصوصہ مشہورہ میں محکومین کا نزاع جبکہ وہ مومن بھی ہوں جیساکہ یا ایہا الذین آمنوا اسپر دال ہے حکام کیساتھ جبکہ وہ بھی مومن ہوں جیساکہ یا ایہا الذین آمنوا ورمنکم اسپر دال ہے عادۃً ممتنع ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ احکام جو محل اختلاف بنتے ہیں منصوص ومشہور نہیں ہیں تاکہ بلا واسطہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کر سکیں پس لامحالہ وہ خفی ودقیق ہیں جنکا مدلول کتاب وسنت ہونا محل اختلاف ونزاع ہوگیا اسلئے کسی واسطہ کی ضرورت ہوگی جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جبتک تو آپ ہی کا واسطہ کافی تھا لیکن بعد آپ کی وفات کے وہ واسطہ بجز استفتاء کے کیا ہو سکتا ہے پھر جب بعض احکام خفی ودقیق بھی ہوں تو ضرور ان کے مصادیق نصوص ہونیکے لئے فکر واستدلال درکار ہوگا یہی شرع میں قیاس کہلاتا ہے اور ممکن ہے کہ بعض طرق استدلال کے فریقین مختلفین کی فہم سے عالی ہوں کیونکہ ہر حاکم اور ہر محکوم کا قادر علی الاستدلال ہونا یا عالم بالاستدلال ہونا ضروری نہیں چنانچہ مشاہد ہے پھر بجز اسکے فریقین ان علماء کے افتاء کے بعد بے انتظار علم دلیل عمل کرلیں اور کیا صورت ہو سکتی ہے ایسے ہی عمل کو تقلید کہتے ہیں البتہ اگر حاکم خود بھی حسب شرائط معتبرہ قوت قیاس کی رکھتا ہو تو خود اس کا قیاس واجتہاد اس واسطہ کا قائم مقام ہو جاویگا۔ پس یہ آیت قیاس یا تقلید شرعی کی نفی نہیں کرتی بلکہ حسب تقریر بالا اثبات کر رہی ہے اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اولی الامر کی تفسیر اگر خاص حکام کے ساتھ ہی کیجاوے جیسا تبادر یہی ہے اور علماء کو اسمیں داخل نہ کیا جاوے تب بھی دوسرے جزو یعنی فردوہ الی اللہ والرسول میں علماء کے اتباع کا وجوب آگیا بلکہ حکام کی اطاعت سے بھی زیادہ کیونکہ علماء کو خود حکام کا متبوع بھی قرار دیا پس یہ متبوع المتبوع ہوگئے اور چونکہ حکم آیت کا ہر زمانہ کیلئے عام تھا اسلئے الی اللہ والرسول کے ترجمہ میں رسول کے ساتھ لفظ سنت کا اظہار کر دیا کیونکہ بعد وفات نبوی یہی ممکن ہے البتہ اس رد کیلئے یہ ضرور نہیں کہ استدلال ہمیشہ ہر زمانہ میں تازہ ہوا کرے بلکہ جو استدلال مدون ہو چکے ہیں انپر عمل کرنا یہ بھی رد میں داخل ہے پس اس سے اہل اجتہاد کا ہر وقت میں موجود رہنا لازم نہیں آتا اور اتفاق واختلاف میں جو یہ عنوان اختیار کیا گیا ہے اللہ ورسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا یا نہ ہونا اور سہل عنوان یہ اختیار نہیں کیا کہ اللہ ورسول کے کہے ہوئے کے موافق ہونا یا نہ ہونا وجہ اسکی یہ ہے کہ موافقت سے شبہ ہوتا کہ خدا ورسول نے بھی اسکا حکم کیا ہو تو اس سے تبادر معنی وجوب کے ہوتے ہیں حالانکہ اطاعت حکام اسلام کی مباحات میں بھی ضروری ہے اسلئے وہ عنوان اختیار کیا کیونکہ مباح پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ خلاف نہیں یعنی حرام نہیں اور موافق کہ موہم وجوب ہے صادق نہیں آتا۔ ربط اوپر کی آیات میں اپنے جمیع معاملات کو اللہ ورسول کے احکام کی طرف رجوع کرنے کا حکم تھا آگے غیر شریعت کیطرف رجوع کرنیکی مذمت ہے اور اسمیں منافقین کی تقبیح ہے کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے **ذم رجوع بسوئے غیر حکم شریعت** أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ

الروایات ذکرت فی السنن واسباب النزول فی الآیۃ نزوعیاً عن غزوۃ مریسیع حین نزلت سورۃ المنافقین فیکون توبیخاً ان اردنا لنرجعن ارضنا بالکلام بین الفریقین المتنازعین فی سلوک الغزوۃ الا الخروالعیینۃ ما اصابہم من الذل والخزی ١٢

يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوٓا۟ أَن يَكْفُرُوا۟ بِهِۦ وَيُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ

اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اسکو نہ مانیں اور شیطان ان کو بھٹکا کر

أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ

بہت دور لیجانا چاہتا ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کیطرف

رَأَيْتَ ٱلْمُنَٰفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ

تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے

بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَٰنًا

ان کی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ پہلے کر چکے تھے پھر آپ کے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوائے اسکے کہ کوئی بھلائی نکل آوے

وَتَوْفِيقًا ۝ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَعْلَمُ ٱللَّهُ مَا فِى قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ

اور باہم موافقت ہو جاوے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے سو آپ ان سے تغافل کر جایا کیجئے اور انکو نصیحت

وَقُل لَّهُمْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيغًا ۝

فرماتے رہئے اور ان سے خاص انکی ذات کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجئے

يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ (الى قوله) وَقُل لَّهُمْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيغًا ۝ ان آیتوں میں ایک قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ ایک شخص تھا منافق بشر اسکا نام تھا اسکا کسی یہودی سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان سے فیصلہ کرادیں منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف کے پاس چل یہ یہود کا ایک سردار تھا ظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس معاملہ میں حق پر یہودی ہوگا نشہ جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسیکی رعایت نہ فرماینگے وہاں حق فیصلہ ہوگا گو میں آپ سے مذہبی مخالفت رکھتا ہوں منافق چونکہ باطل پر تھا اسنے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تو میری بات چلیگی نہیں گو میں ظاہر مسلمان ہوں مگر کعب بن اشرف خود کوئی حق پرست نہیں وہاں میرا مقدمہ سرسبز ہو جاویگا پھر آخر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس مقدمہ لیگئے آپ نے یہودی کو غالب کیا وہ منافق راضی نہ ہوا اس یہودی سے کہا کہ چلو حضرت عمرؓ کے پاس غالبًا وہ یہ سمجھا ہوگا کہ حضرت عمرؓ کفار پر خوب سخت ہیں اس یہودی پر سختی فرماوینگے یہودی کو اطمینان تھا کہ گو سخت ہیں مگر وہ سختی حق پرستی ہی کی وجہ سے تو ہے جب میں حق پر ہوں تو مجکو ہی غالب رکھیں گے اسلئے اس نے انکار نہیں کیا جب وہاں پہنچے تو یہودی نے سارا قصہ بیان کردیا کہ یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس سے فیصل ہو چکا ہے مگر یہ شخص (یعنی منافق) اس پر راضی نہیں ہوا آپ نے اس منافق سے پوچھا کیا یہی بات ہے اسنے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا ٹھیرو آتا ہوں ور گھر سے ایک تلوار لیکر آئے وہ منافق کا کام تمام کیا اور کہا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اسکا یہ فیصلہ ہے ورد فی الروح بروایۃ الثعلبی و ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ اور عامہ مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ پھر اس منافق مقتول کے ورثہ نے حضرت عمرؓ پر دعوی کیا اور اس منافق کے کفر قولی و فعلی کی تاویل کی اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اصل حقیقت ظاہر فرمادی اور لباب میں ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن جریر کی روایات ابن عباسؓ و شعبی سے جنمیں تین قصے کاہنوں کے پاس مقدمات لیجانے کے مذکور ہیں نقل کی ہیں سبکا وقوع ممکن ہے اور سب قصوں میں مصیبت کے وقت ایسی ہی عذر کرنا ہو سکتا ہے ان اردنا الا احسانا پس بطور تعجب ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپنے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (زبان سے تو) دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم) اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیگئی (یعنی قرآن) اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیگئی (یعنی توریت کیونکہ اسمیں منافقین کا بیان ہے اور اکثر منافقین یہود میں سے تھے مطلب یہ کہ زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جسطرح توریت کو مانتے ہیں اسیطرح قرآن کو بھی مانتے ہیں یعنی اسلام کے مدعی ہیں پھر ان کی حالت یہ ہے کہ اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں (کیونکہ غیر شرع کیطرف مقدمہ لے جانے کیلئے شیطان سکھلاتا ہے پس اس پر عمل کرنا ایسا ہے جیسے شیطان ہی کے پاس مقدمہ لیگئے) حالانکہ اس سے دو امر مانع موجود ہیں ایک تو یہ کہ انکو (توریت کیجانب سے) یہ حکم ہوا کہ اس (شیطان) کو نہ مانیں

اللغات ۔ الصد لازم و متعد کما فی القاموس ۲ **النحو** ثم جاءوك عطف علی اصابتهم ۳ **البلاغة** قوله يريد ون ان لم يقل يتحاكمون اشارة الى ان هذا الامر يعني التحاكم قبيح بحيث لا يجوز ارادته فضلا عن التحاكم نفسه قوله ضلالا وصدودا مصدران للتاكيد قوله رايت المنفقين فيه وضع المظهر موضع المضمر لان الكلام في المنافقين فكان الظاهر رأيتهم قوله عنك التفات عنهما اشارة الى ان الصد عن الرسول هو عين الصد عن الله ۲ **ملحقات الترجمة** ۱ قوله في ترجمة الم تر اي محمد صلى الله عليه وسلم لم يجعل الخطاب عاما بغير يكون الخطاب للرسول خاصة فيه ابه ۲ قوله في ترجمة يزعمون دعوى اشار الى ان المراد بهما مجرد الادعاء وقد يستعمل في مطلق القول حقا و باطلا كما في القاموس ۳ قوله في يريدون

حالت یہ ہے اشار الى انه حال من ضمير يزعمون ۴ قوله في مراد وبريد حالانكه اشار الى كون المتعلقين حالين ۔

97 / 182

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ

اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی انکی اطاعت کیجاوے اور اگر جسوقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اسوقت آپ کی خدمت

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالےٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی انکے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا رحمت کرنیوالا پاتے

(یعنی اعتقاداً اور عملاً انکی مخالفت کریں) اور (دوسرا مانع یہ کہ) شیطان (ان کا ایسا دشمن اور بدخواہ ہے کہ ہم ان کو راہ حق سے) بھٹکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے (پس باوجود ان دونوں امر کے جنکا مقتضی یہ ہے کہ شیطان کے کہنے پر عمل نہ کریں پھر بھی اسکی موافقت کرتے ہیں) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کیطرف جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیطرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرمادیں) تو آپ (اسوقت) منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے انکی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ (اس مصیبت سے) پہلے کرچکے تھے (مراد اس حرکت سے شرع کو چھوڑ کر دوسری جگہ مقدمہ لیجانا اور مصیبت سے مراد جیسے قتل یا خیانت ونفاق کا کھل جانا اور بازپرس ہونا یعنی اسوقت سخت دقت پڑتی ہے کہ اس حرکت کی کیا تاویل کریں جس میں پھر سرخرو رہیں) پھر (تاویل سوچ کر) آپ کے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ (ہم جو دوسری جگہ چلے گئے تھے) ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ (معاملہ کے دونوں فریق کی) کوئی بھلائی (کی صورت) نکل آوے اور (ان میں) باہم موافقت (ومصالحت) ہوجاوے (مطلب یہ کہ قانون تو شرع ہی کا حق ہے ہم دوسری جگہ شرع کو ناحق سمجھکر نہیں گئے تھے لیکن یہ بات ہے کہ قانونی فیصلہ میں تو صاحب حق کو حاکم رعایت کرنے کے لئے نہیں کہہ سکتا اور باہمی فیصلہ میں کچھ رعایت کرادیجاتی ہے یہ وجہ تھی ہمارے دوسری جگہ جانے کی اور قصۂ قتل میں یہ تاویل اس مقتول کے فعل کی ہوگی جس سے مقصود اپنی برأت یا حضرت عمرؓ پر دعوی قتل بھی ہوگا اللہ تعالیٰ انکی اس تاویل کی تکذیب فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ (نفاق وکفر) ان کے دلوں میں ہے (کہ اس کفر ونفاق وعدم رضا بحکم شرع ہی کی وجہ سے یہ لوگ دوسری جگہ جاتے ہیں اور وقت معین پر اسکی سزا بھی پالینگے) سو (مصلحت یہی ہے کہ) آپ (علم خداوندی ومواخذہ خداوندی پر اکتفا فرماکر) ان سے تغافل کرجایا کیجئے (یعنی کچھ مواخذہ نہ فرمایئے) اور (دیسے اپنے منصب رسالت کے اقتضاء سے) انکو نصیحت فرماتے رہئے (کہ ان حرکتوں کو چھوڑ دو) اور ان سے خاص ان کی ذات (کی اصلاح) کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجئے (تاکہ ان پر حجت الٰہی قائم اور تمام ہوجاوے پھر ماننا نہ ماننا وہ جانیں) **ف** اس تغافل کے مصلحت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کفر مشہور تو تھا نہیں مگر ان کے ساتھ مثل کفار مجاہرین کے معاملہ جہاد کا ہوتا تو دور والوں کو انکی خفیہ شرارتوں کی تو خبر پہنچتی نہیں اور قتل وغارت مشہور ہی ہوتا تو اسلام سے لوگوں کو ایک گونہ توحش ہوتا کہ اسلام میں نہایت ہی تجبر وبدظمی ہے اس توحش سے اسلام کی ترقی رک جاتی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ دعہ لان الناس یتحدثون ان محمدا یقتل صحابہ اوکما قال اس مصلحت کی طرف مشیر ہے واللہ اعلم۔ البتہ چونکہ اس منافق کا قتل حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے واقع ہوچکا تھا اور واقع میں وہ محترم النفس نہ تھا اسلئے وہ خون ہدر ہوگیا اسپر کوئی قصاص یا دیت واجب نہیں کیگئی چنانچہ اس قتل پر کچھ تاوان کا ہونا کسی روایت میں منقول نہیں اور اگر وسوسہ ہو کہ اسمیں بھی اسلام کی بدنامی اور اس سے توحش کا احتمال ہوسکتا ہے اس کا قطعی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ کسی قاعدہ عامہ میں کسی خاص واقعہ کو مخصوص کردیں اور اس قاعدہ کے متعلق جو حکمت تھی اس سے زیادہ اس تخصیص میں حکمت رکھدیں چنانچہ خاص اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ منافق ظاہر میں مسلمان تھا اور اس کا معاملہ تھا ایک جاہر کافر کے ساتھ اور اس معاملہ میں اس منافق کو یہ سزا دی گئی اور خون اس کا ہدر ہوا تو وہ یہودی اس قصہ کو اپنے ہم مشربوں میں بیان کرے گا تو اہل عقل وانصاف کی حق پرستی کی اعلیٰ درجہ کی داد دے سکتے ہیں کہ غیر قوموں کے مقابلہ میں بھی اپنی قوم کو امر حق قبول کرنے پر ایسا مجبور کرتے ہیں کہ نہ ماننے پر انکی جان کی بھی رعایت نہیں کرتے واللہ اعلم بالسرائرہ (ربط) اوپر منافقین کے عذر نامعقول کا غلط ہونا بیان فرمایا ہے آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ بجائے اس تاویل باطل کے اگر استغفار اور ندامت بشرائط اختیار کرتے تو البتہ اس جرم کی تلافی ہوجاتی

تخطیہ منافقین در عدم استغفار وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (الی قولہ) لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی (جوکہ اطاعت رسل کے باب میں فرمایا ہے) ان کی اطاعت کیجاوے (پس اول تو ان لوگوں کو شرع ہی سے

البلاغۃ استغفر لہم الرسول فی العدول عن استغفرت لہم کما ہو مقتضی الظاہر تفخیما لشانہ صلے اللہ علیہ وسلم کما ہو ظاہر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی یکفر وا اعتقادا وعملا لانہم یعتقدوہ باطلا ولا یولو نفوسہ ۱۲

لہ قولہ فی تبیں کہا بہ آتا ہے اشارۃ الی ان اذا للتعلق النظر فیہا لا للاستقبال لان القصۃ قد کانت وتمت ۱۲

لہ قولہ فی درایت اسوقت اشارۃ الی کونہ حالا فی اذا وانتہی ۱۲

لہ قولہ فی یحلفون کھاتے ہوئے اشارۃ الی کون یحلفون حالا ۱۲

۵ قولہ فی توفیقا مصالحت عطف تفسیری ذکرہ لتوفیقا لقولہ احسانا ۱۲

۶ قولہ فی آخر توضیح توفیقا جس سے مقصود اپنی برأت ولکونہ ہو المقصود الاصلی لا تیوقف التفسیر علیہ ہو دعوی المنافقین القصاص فانہم اراد و اسنادا ۱۲

۷ قولہ فی یعلم سزا بھی فالاکثر ما یکون فی القرآن ان اثبات العلم کنایۃ عن العقاب ولعل الظہر وجہ الغار فی قولہ فاعرض

۸ قولہ فی بلیغ کافی اشارۃ الی ان البلیغ بالمطابق مدلولہ المقصود بہ ۱۲

۹ قولہ فی ف خاص اس مقام پر اشارۃ بزیادۃ لفظ خاص الی ان فی غیرہ من الحکمۃ کما روی ابوداؤد من قتل اعمی جاریۃ تسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولعل الحکمۃ فیہا ان لا یسقط ہیبۃ الاسلام من اعین المخالفین وان لا یجتر وا علی مثل ذلک کما انہ ہو العفو فی اکثر الحکومات الی ان ختم الملک بعد جرمہ

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ

پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں پھر اس

اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کر لیں ۞

اطاعت کرنا واجب تھی اور اگر خیر خواہی سے یہ حماقت ہو گئی تھی تو جس وقت یہ لوگ کر کے اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اسی وقت ندامت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی چاہتے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے (یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توبہ قبول فرما لیتے) **ف** یہ مطلب نہیں کہ اب ان کی توبہ کا راستہ بند ہو گیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ جیسا ان کا خود قبول توبہ کے شرائط میں سے ... ایسے ہی خلاصہ یہ ہوا کہ نفاق چھوڑ کر ایمان لے آتے چونکہ استغفار موقوف تھا ایمان پر اسلئے اس کا ذکر اس کو مستلزم ہو گیا اسکی تصریح کی حاجت نہیں ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ثم جاءوک فاستغفروا پس یہ شرطیں قبول توبہ کی ہیں اور دو شرطیں اور بھی آیت میں مذکور ہیں ایک تو حاضری خدمت نبوی دوسرے آپ کا بھی استغفار فرمانا حالانکہ ظاہر اً توبہ کرنے کیلئے یا مسلمان ہونے کیلئے صرف بندہ کا عرض معروض کر لینا کافی ہے۔ سو شرط اول کی وجہ چند ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایمان کا اظہار بھی ضروری ہے اور جو شخص آپ سے مکاناً قریب ہو اس کے اظہار کا عادۃً اس وقت یہی طریق تھا کہ حضور کی خدمت میں آکر مسلمان ہو جاوے۔ دوسرے تو جب معصیت ہوتی ہے تدارک میں بھی جو عمل کر قابل تدارک ہے اور اعلان کی ضرورت و عدم ضرورت میں بھی چنانچہ ترک نماز سے توبہ کیلئے ضروری ہے کہ نمازیں قضا کرے اور دعویٰ معلن کیلئے توبہ کا اعلان ضروری ہے۔ چونکہ یہ گناہ غیر حاضری کا تھا اسلئے تدارک حاضری سے ہوگا اور جیسا اسکی اطلاع سب کو ہوئی تھی اس توبہ کا بھی اظہار ضروری ہے جسکا طریقہ اس وقت یہی حد میں حاضری تھی۔ تیسرے غیر حاضری سے آپ کے قلب مبارک کو ناگواری ہوئی تھی اور ایذاء رسول کیلئے حاضری سے تطییب ہوئی اور دوسری شرط کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کا استغفار ناشی ہوگا انشراح و تطییب قلب سے اور اسکی ضرورت اوپر مذکور ہو چکی۔ دوسرے اس سے ان تائبین کی توفیق صمیم قلب سے توبہ کی بڑھ جاوے گی۔ توبہ کا صمیم قلب سے ہونا ضروری ہے۔ پس اصل شرائط مقصودہ یہ امور ہیں۔ ایمان۔ تدارک امور فائتہ تدارک مثل اداء حقوق عباد توبہ کو بھی۔ اعلان در محل اعلان۔ اخلاص۔ ندامت اور امور مدلولہ آیت ان امور مقصودہ کیلئے طرق تھے۔ اور اصل سوال کے جواب میں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ ان امور کا شرط توبہ ہونا مقصود نہیں بلکہ کمال توبہ کا مقصود ہے یعنی اس طریق سے توبہ کریں تو خوب کامل ہو پس یہ نفس توبہ کا طریق نہیں بلکہ کمال توبہ کا ہے رابطہ اوپر شریعت کیطرف رجوع نہ کرنے کو واجب اور غیر شریعت کیطرف رجوع کرنے کو حرام فرمایا تھا آگے فرماتے ہیں کہ شریعت کیطرف محض ظاہراً رجوع کرنا کافی نہیں بلکہ باطناً بھی اس پر راضی ہونا ضروری ہے اور تسلیم کامل شرط ایمان ہے

وجوب تسلیم حکم شرع ظاہرا و باطنا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الٰی قولہ) وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عند اللہ) ایماندار نہ ہونگے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے (اور آپ نہ ہوں تو آپ کی شریعت سے) تصفیہ کرا دیں پھر جب آپ تصفیہ کر دیں تو اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور (اس فیصلہ کو) پورا پورا (ظاہر سے باطن سے) تسلیم کر لیں **ف** اگر یہ شبہ ہو کہ یہ تو عام ہے تو مجھے جو کسی کے حکم بنانے کے کیا معنی جواب یہ ہے کہ یہیں سے جو نزم کیا ہے اسمیں اس کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ تحکیم اصطلاحی شرعی مراد نہیں بلکہ یحکموک میں ظاہر ہے کہ مراد ہے اور یہ ایمان دل کے فعل پر موقوف ہے اور آیت یہ ہے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دوسرے قانون کی طرف اسکو باطل سمجھ کر بھی رجوع کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں حالانکہ حرام کا مرتکب جبکہ اعتقاد حلت کا نہ رکھتا ہو مومن ہے گو فاسق ہو اسی طرح اگر کسی کے دل میں شرعی فیصلہ سے تنگی پیدا ہو مگر اس فیصلہ کو حق سمجھے وہ بھی خارج نہ ہونا چاہئے حالانکہ تنگی پر انسان کا اختیار نہیں اور غیر اختیارات کا مکلف نہیں اسی طرح اگر اس فیصلہ پر کوئی عمل نہ کرے تو یہ بھی عدم تسلیم ہے تو وہ بھی مسلمان نہ رہے حالانکہ ترک عمل سے ایمان نہیں جاتا ان شبہات کا جواب یہ ہے کہ تحکیم اور عدم حرج اور تسلیم کے مراتب تین ہیں اعتقاد سے اور زبان سے اور عمل سے

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ظلموا انفسہم ای فی مصیبۃ الخاصۃ التی ہی تحاکمہم الی غیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

کہ قولہ فی فاستغفروا ... علی التعقیب ... وانما ... شرطاً ولا بد من تقدم الشرط ...

قولہ فی فلا ... ای ... واتیداً ای الفاء الترتیب ... منفی کان ... عطف مفصل علی ... الشیطان ... فکذا ... تنبیل محاذی ...

کہ قولہ فی یحکموک ...

کہ قولہ فی ثم لا یجدوا ...

کہ قولہ فی تسلیما ...

اللغات ... **النحو** ... **البلاغۃ** ... **الروایات** فی اللباب ... اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی الاسود قال اختصم رجلان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... منافق ...

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ

اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے اس حکم کو کوئی بھی نہ بجا لاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ

فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا

ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا اور اس حالت میں ہم ان کو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم

عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ

عنایت فرماتے اور ہم ان کو سیدھا رستہ بتلا دیتے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۝

ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں

اعتقاد سے یعنی قانون شریعت کو حق اور موضوع للتحکیم جاننا ہے اور اسمیں مرتبہ عقل میں تخلف نہیں اور اسی مرتبہ میں اسکو تسلیم کرنا ہے اور زبان سے یہ کہنا ہو کا اقرار کرتا ہے کیونکہ اس طرح ہے اور جس سے یہ کہ قدم بھی ہٹ جاتا ہے اور طبعی تنگی بھی نہیں اور اس فیصلے کے موافق کاروائی بھی کرے سو اول مرتبہ تصدیق و ایمان کا ہے اسکا نہ ہونا عند اللہ کفر ہے اور منافقین میں خود اسی کی کمی تھی چنانچہ تنگی کیساتھ لفظ الکفار اسی کی توضیح کیلئے ظاہر کر دیا ہے اور دوسرا مرتبہ قرار کا ہے کہ نہ ہونا عند الناس کفر ہے تیسرا مرتبہ تقویٰ و صلاح کا ہے اس کا نہ ہونا فسق ہے اور طبعی تنگی معاف ہے پس آیت میں بقرینہ ذکر منافقین مرتبہ اولیٰ مراد ہے اب کوئی اشکال نہیں **ربط** اوپر کامل طاعت کا وجوب ذکر فرمایا ہے آگے اسکا خیر ونافع ہونا اور اس درجہ کی طاعت کرنیوالوں کا قلیل ہونا مذکور فرماتے ہیں **فضیلت اطاعت کاملہ و تقلیل اہل آں** وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ الیٰ قولہ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات (بطور احکام مقصودہ کے) فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے جو مومن کامل ہوتے اس حکم کو کوئی بھی نہ بجا لاتا (اس سے ثابت ہوا کہ کامل طاعت کرنیوالے کم ہوتے ہیں) اور اگر یہ (منافق) لوگ جو کچھ ان کو (اطاعت رسول وغیرہ کی) نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کیلئے (دنیا میں تو بوجہ استحقاق ثواب کے) بہتر ہوتا اور (نیز باعتبار تکمیل دین کے ان کے) ایمان کو زیادہ پختہ کرنیوالا ہوتا (کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ دین کا کام کرنے سے خود باطنی کیفیت اعتقاد و یقین کو ترقی ہوتی ہے) اور اس حالت میں (جبکہ عمل سے خیریت و تثبیت دین حاصل ہو جاتی تو آخرت میں) ہم ان کو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم ان کو (جنت کا) سیدھا رستہ بتلا دیتے (کہ بے روک ٹوک جنت میں جا داخل ہوں جو کہ اجر عظیم ملنے کا مقام ہے) ف اس معدودے چند میں تمام صحابہ و مومنین کاملین داخل ہیں جو کہ بمقابلہ کفار و فجار کی تعداد کے قلیل ہیں اور یہ مطلب نہیں کہ مومنین میں ایسے لوگ تھوڑے تھے اسی لئے علیہم کی ضمیر کا مرجع مطلق ناس کو قرار دیا ہے نہ تو صحابہ کو کہ بلا دلیل ہے اور نہ منافقین کو کہ خلاف دلیل ہے کیونکہ انمیں تو ایسا ایک بھی نہ تھا جو قلیل کا مصداق ہو اور جب ہمیں صحابہ و مومنین سب داخل ہیں تو اب بنی اسرائیل کا افضل ہونا اس سے لازم نہیں آیا کیونکہ ان میں ستر آدمی کا مقتول ہونا سیر میں منقول ہے اور یہ جو قید لگائی ہے کہ بطور احکام مقصودہ کے وجہ اسکی یہ ہے کہ جہاد و ہجرت جنمیں قتل و خروج ہے اب بھی مشروع ہوا ہے لیکن حکم مقصود اعلاء کلمۃ اللہ و صون الاسلام ہے حتی کہ اگر یہ علو و صون حاصل ہو جاوے پھر ہجرت و جہاد ختم ہو جاتا ہے اور یہ مضمون قتل نفس کا بطور جملہ معترضہ کے ہے واسطے فائدہ تقلیل مخلصین کے جس سے ایک گونہ تسلی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گئی کہ منافقین کی حالت پر غمزدہ نہ ہوں **ربط** یہ مضمون کے سیاق و سباق میں منافقین کا تذکرہ ہے **ربط** اوپر اللہ و رسول کی اطاعت پر خاص مخاطبین سے وعدہ تھا آگے بطور قاعدہ کلیہ کے اللہ و رسول کی طاعت پر عام وعدہ ہے اور قطع نظر وعدہ کے خصوص اور عموم سے اجر عظیم جو مذکور ہوا ہے آگے اس کی گویا تفسیر بھی ہو گئی ہے یہ بھی مناسبت کی وجہ ہے **وعدہ فضل عظیم بر اطاعت احکام** وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا

النحو قولہ ما فعلوہ ای المکتوب المدلول علیہ بقولہ انا کتبنا۔ قولہ اذا فی الروح ... قولہ و حسن اولئک رفیقا ... **البلاغۃ** قولہ النبیین ... **اختلاف القراءۃ** ... **الروایات** ... اخرج ابن جریر عن السدی ... ثابت بن قیس بن شماس ... [illegible]

[illegible]

27 / 182

ع

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا

یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں اے ایمان والو اپنی تو احتیاط رکھو پھر متفرق

ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ

طور پر یا مجتمع طور پر نکلو اور تمہارے مجمع میں بعضا بعضا شخص ایسا ہے جو ہٹتا ہے پھر اگر تم کو کوئی حادثہ پہنچ گیا تو کہتا ہے بے شک

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے تو ایسے طور پر

كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

کہ گویا تم میں اور اس میں کچھ تعلق ہی نہیں کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی ہوتی

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ

تو اس شخص کو چاہئے کہ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کئے ہوئے ہیں . . . . .

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور جو شخص (ہر فرد ہی حکم میں بھی) اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا (گو تکمیل طاعات سے کمال حاصل نہ کر سکے) تو ایسے اشخاص بھی (جنت میں) ان حضرات کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے (کامل) انعام (دین و قرب و قبول کا) فرمایا ہے یعنی انبیاء (علیہم السلام) اور صدیقین (جو کہ انبیاء کی امت میں سب سے زیادہ رتبہ کے ہوتے ہیں جنمیں کمال باطنی بھی ہوتا ہے جنکو عرف میں اولیاء کہا جاتا ہے) اور شہداء (جنہوں نے دین کی محبت میں اپنی جان تک دیدی) اور صلحاء (جو شریعت کے پورے متبع ہوتے ہیں واجبات میں بھی اور مستحبات میں بھی جنکو نیک بخت دیندار کہا جاتا ہے) اور یہ حضرات (جسکے رفیق ہوں) بہت اچھے رفیق ہیں (اور مطیع کے ساتھ معیت و رفاقت ثابت ہے پس حاصل یہ ہوا کہ اطاعت کا یہ ثمرہ ہوا کہ اسکو ایسے رفیق ملے) یہ (معیت اور رفاقت ان حضرات کیساتھ محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے (یعنی یہ عمل کا اجر نہیں ہے کیونکہ اسکا مقتضا تو یہ تھا کہ جو درجہ اس عمل کا مقتضا تھا وہاں سے آگے نہ جا سکتا پس یہ بطور انعام کے ہے) اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں (ہر ایک کے عمل کو اور اسکے مقتضا کو اور اس مقتضا سے زائد مناسب انعام کی مقدار کو خوب جانتے ہیں کیونکہ اس انعام میں بھی تفاوت ہوگا کسی کو ان حضرات سے بار بار قرب ہوگا کسی کو گاہ گاہ وعلیٰ ہذا واللہ اعلم) ف ساتھ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اشخاص جنت میں جاوینگے کیونکہ یہ مطلب قرینہ مقام کے کہ مقام مدح و فضل ہے خلاف ہے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ اشخاص خاص ان حضرات کے درجہ میں چلے جاوینگے کیونکہ ہم درجات عند اللہ وغیرہ آیات میں یہ تفاوت ثابت ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے درجہ سافلہ سے انکے درجہ عالیہ میں پہنچکر مشرف بزیارت و برکات اس درجہ کے ہوا کرینگے۔ اور جاننا چاہئے کہ ضروری احکام کے مدارج بھی مختلف ہیں ادنیٰ درجہ وہ ہے جس سے آدمی مومن ہو جاتا ہے اور اس سے اعلیٰ وہ ہے جس سے لقب عاصی سے بچ جاتا ہے پس جس درجہ کے احکام ضروریہ میں اطاعت ہوگی اس درجہ کی معیت ہوگی۔ اور سب سے اعلیٰ یہ ہے کہ تطوعات ظاہری و باطنی کو بھی بجا لاوے یہاں من یطع اللہ والرسول میں یہ درجہ اسلئے مراد نہیں کہ اس سے تو صدیقیت و شہادت و صلاح کے ساتھ متصف ہوتا ہے جنکے ساتھ معیت کا ذکر ہے ورنہ مع متصفین متحد ہو جاویگے حالانکہ ان کا متعدد ہونا ظاہر ہے۔ ربط نویں رکوع کے قریب سے منجملہ معاملات کے جو کہ ایک محل ہے تقویٰ کا قبائح کفار کا اظہار چلا آتا ہے اور مقابلہ کیلئے بیچ بیچ میں اہل ایمان کی فضیلت کا بھی ذکر آگیا تھا منجملہ ان معاملات مع المخالفین کے احکام جہاد ہیں آگے اس کا ذکر شروع ہوتا ہے یہاں سے چھ رکوع تک یعنی اس پارہ کے تین پاؤ کے قریب تک اسی مضمون کے متعلقات چلے گئے ہیں

حکم نوزدہم وجوب جہاد و فضل آں و ذم تقاعد از آں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ الی قولہ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ

مسائل السلوک (بقیہ ص ۱۳۱)

کے ساتھ معیت و رفاقت ممکن ہے جو بھی حقیقت ہے اسکی جو بعض کو مکشوف ہوتی ہے کہ وہ بعد کے مقام میں پہنچا ہے تو یہ اصلاً نہیں ہوا جا ہوتا ہے (وہ جس شخص کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی وہ بھی نخوت وغیرہ کر کے گمراہی میں پڑ جاتا ہے (نعوذ باللہ)

اللغات ثبات: جمع ثبة وهي الجماعة فوق العشرة وقيل فوق الاثنين ووزنها فعلة اصلها ثبي حذفت لامها وعوض عنها هاء التانيث وقيل هي من ثاب يثوب اي اجتمع وقيل من ثبيت على فلان بمعنى اثنيت عليه بذكر محاسنه وجمعها ثبات كذا في الروح ۱۲ **قوله** ليبطئن حمل الوعيد على [illegible] خاصة على الفعل [illegible] كذا في الروح ۱۲ [illegible] في حاشية البيضاوي يقال اخذ حذره اذا تيقظ واحترز من المخوف كانه جعل الحذر آلته التي يقي بها نفسه ويعصم بها روحه والمعنى احذروا واحترزوا من العدو ولا تمكنوه من انفسكم ۱۲ **ملحقات الترجمة** **قوله** [illegible] قيد بيان المقام [illegible] هذا الاجل [illegible] **قوله** في من النبيين يعني الاشارة الى ان من بيانية ۱۲ **قوله** في رفيقا ليس [illegible] ۱۲

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جاوے یا غالب آجاوے ہم اسکو اجر عظیم دیں گے

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ

جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لیے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لیے

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۞ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

غیب سے کسی حامی کو بھیجئے۔ جو لوگ سچے ایماندار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں

فَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ اے ایمان والو کافروں کے مقابلہ میں اپنی تو احتیاط رکھو یعنی ان کے داؤ گھات سے ہوشیار رہو اور مقابلہ کے وقت سامان ہتھیار ڈھال تلوار سے بھی درست رہو پھر ان کے مقابلہ کیلئے متفرق طور پر یا مجتمع طور پر جیسا موقع ہو نکلو اور تمہارے مجمع میں رجس میں کہ بعضے منافقین بھی شامل ہو جاتے ہیں، البعض ایسا شخص بھی ہے جو جہاد سے ہٹتا ہے یعنی جہاد میں شریک نہیں ہوتا پھر اگر تم کو کوئی حادثہ پہنچ گیا جیسے شکست وغیرہ تو اپنے نہ جانے پر خوش ہو کر کہتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ لڑائی میں حاضر نہیں ہوا نہیں تو مجھ پر بھی مصیبت آتی، اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے یعنی فتح و غنیمت تو ایسے طور پر خود غرضی کے ساتھ کہ گویا تم میں اور اس میں کچھ تعلق ہی نہیں مال کے فوت ہونے پر تاسف کر کے کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا یعنی جہاد میں جاتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی ہوتی کہ مال و دولت لاتا اور خود غرضی اور بے تعلقی اس کہنے سے ظاہر ہے ورنہ جس سے تعلق ہوتا ہے اس کی کامیابی پر بھی تو خوش ہوتے ہیں یہ نہیں کہ اپنا افسوس کر کے بیٹھ جاوے اور اس کی خوشی کا نام بھی نہ لے اللہ تعالیٰ اس شخص کے حق میں فرماتے ہیں کہ دنیا کی کامیابی مفت مفت نہیں ملتی اگر اس کا طالب ہے تو ہاں اس شخص کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت سے جو کہ موقوف ہے ایمان و اخلاص پر یعنی مسلمان و مخلص بن کر ان کافر لوگوں سے لڑے جو آخرت کو چھوڑ کر اس کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کئے ہوئے ہیں یعنی اس شخص کو اگر فوز عظیم کا شوق ہے تو دل درست کرے ہاتھ پاؤں ہلاوے مشقت جھیلے تیغ و سنان کے سامنے سینہ سپر ہو دیکھو فوز عظیم ہاتھ آتا ہے یا نہیں اور یوں کیا کوئی دل لگی ہے پھر جو شخص اتنی مصیبت جھیلے بھی کامیابی اس کی ہے کیونکہ دنیا کی کامیابی اول تو حقیر پھر کبھی ہے کبھی نہیں کیونکہ اگر غالب آگئے تو ہے ورنہ نہیں، اور آخرت کی کامیابی جو کہ ایسے شخص کیلئے موعود ہے کہ عظیم بھی ہے اور پھر ہر حالت میں کیونکہ اس کا قانون یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ مغلوب ہو جاوے حتی کہ جان سے مارا جاوے یا غالب آجاوے ہم ہر حالت میں اس کو آخرت کا اجر عظیم دیں گے جو کہ فوز عظیم کہنے کے لائق ہے جس کو تاکید وعدہ و تحقیق ترتب کیلئے اجر فرما دیا گیا اور یہی ایک فرق ہے دنیا کی کامیابی میں کہ موعود نہیں اور آخرت کی کامیابی میں کہ وہ موعود ہے اس میں مشابہ اجرت کے ہے) ف یہاں دو حکم فرمائے ہیں سامان بچاؤ کا کرنا اور جہاد اور مقصود اس مقام کا دوسرا حکم ہے جو نفر وا کا بطور کنایہ کے مدلول ہے مگر حکم اول کو تقدیم اور تصریح کیساتھ فرمانا رحمت و شفقت الٰہیہ پر دلیل ہے کہ حفاظت کا زیادہ اہتمام فرمایا ارتباط آگے بھی کی تاکید ہے تکریر سے اور اسکے ایک داعی کے بیان سے اور وہ داعی ستم رسیدہ ہونا ہے کمزور مسلمانوں کا اور اشارہ وعدہ نصرت ہے کہ یہ سب امور مقتضی ہیں جہاد کو پس تتمہ ہے ما قبل کا تتمہ و تاکید سابق وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الیٰ قولہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

البلاغۃ فیقتل او یغلب لم یقل یغلب مبنیا للمفعول ولا یغلب مبنیا للفاعل اشارۃ الی ان [illegible] ۔ قولہ الولدان [illegible] قولہ المستضعفین [illegible] قولہ الظالم اہلہا [illegible] ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی خذ وا حذرکم [illegible] ۲ قولہ فی [illegible] ۳ قولہ فی منکم [illegible] ۴ قولہ لیبطئن [illegible] ۵ قولہ [illegible] ۶ قولہ فی مودۃ [illegible] ۷ قولہ [illegible] ۸ قولہ [illegible]

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

ع ۷

تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو واقعی میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے۔

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو باوجودیکہ اس کا قوی داعی موجود ہے کیونکہ یہ جہاد اللہ کی راہ میں (ہوتا ہے یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے موضوع ہے جس کا اہتمام ضروری ہے) اور اس اعلاء دین کے علاوہ اس میں ایک خاص اثر کی ضرورت بھی درپیش ہے وہ یہ کہ کمزور (ایمانداروں) کی خاطر سے (بھی لڑنا ضرور ہے تاکہ کفار کے پنجہ ستم سے رہائی پاویں) جن (بیچاروں) میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں اور کچھ بچے ہیں جو کفار سے تنگ و پریشان ہو ہوکر دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو کسی طرح اس بستی (یعنی مکہ) سے جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں (کہ ہم پر آفت ڈھا رکھی ہے) باہر نکال اور ہمارے لئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی حامی کو بھیجئے کہ ہمارے ساتھ حمایت اور مدد کر کے ان ظالموں کے پنجہ سے چھڑا دے۔ جو لوگ پکے ایماندار ہیں وہ تو (ان احکام کو سن کر) اللہ کی راہ میں (یعنی غلبہ اسلام کے قصد سے) جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ (ان کے مقابل میں) کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں (یعنی غلبہ کفر کے قصد سے) لڑتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دونوں میں نصرت اللہ کی طرف سے ایمانداروں کو ہوگی جب ایماندار منصور من اللہ ہیں تو (اے ایماندارو) تم شیطان کے ساتھیوں (یعنی کافروں) سے جو کہ منصور من اللہ نہیں جہاد کرو اور گو وہ بھی غلبہ کی مختلف تدبیریں کرتے ہیں لیکن واقع میں (وہ شیطانی تدبیریں ہیں کہ شیطان ان کفری تدبیروں کا امر کرتا ہے) اور شیطانی تدبیر (خود) لچر ہوتی ہے کیونکہ اس میں غیبی امداد نہیں ہوتی اور اگر بے غلبہ ہو جانا یہ استدراج ہے تو غیبی امداد و نصرت جو مومنین کے ساتھ ہے وہ تدبیر اس کا کیا مقابلہ کریگی خلاصہ یہ کہ داعی بھی ہے اور وعدہ نصرت بھی ہے پھر کیا عذر ہے اسلئے مکرر تاکید کی گئی۔

ف مکہ میں ایسے کمزور مسلمان رہ گئے تھے کہ اپنی ضعف جسمانی و کم سامانی کی وجہ سے ہجرت نہ کرسکے پھر کافروں نے بھی جانے نہ دیا اور طرح طرح سے انکو ستاتے تھے چنانچہ احادیث و تفاسیر میں بعضوں کے نام بھی آئے ہیں جیسے حضرت ابن عباسؓ اور ان کی والدہ اور سلمہ بن ہشام اور ولید بن الولید اور ابو جندل بن سہیل آخر حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بعضوں کی رہائی کا تو پہلے ہی سامان ہوگیا اور پھر مکہ معظمہ فتح ہوگیا جس سے سب کو امن اور اعزاز حاصل ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حضرت عتاب بن اسید کو عامل و حاکم مقرر فرمایا پس ولی و نصیر کا مصداق خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جاوے اور یہی اچھا معلوم ہوتا ہے یا حضرت عتابؓ کو کہا جاوے کہ انہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں سب کو خوب آرام پہنچایا۔ اور اگر کسی کو وسوسہ ہو کہ جب ان کی دعا کا مستجاب ہونا مقدر ہو چکا تھا تو پھر مسلمانوں کو اس حکم کی کیا ضرورت تھی کہ تم ان کی خاطر سے لڑو کیونکہ نصرت خالق کے ہوتے ہوئے نصرت مخلوق کی کیا ضرورت ہے۔ جواب یہ ہے کہ مطلب آیتوں کا یہ ہے کہ ان کی دعا تو ضرور ہی ہم قبول کرینگے اور بعادت عالم اسباب میں کسی نہ کسی سے یہ کام لینگے خواہ تم کرو یا نہ کرو یہ کام تو ضرور ہی کر رہیگا لیکن تمہاری خیرخواہی کہتے ہیں کہ مفت کی دولت ہاتھ آتی ہے تو تمہاری شرکت کی کوئی ضرورت نہیں لیکن شرکت کروگے تو تمکو بھی ثواب مل جائیگا اور نہ دوسری جگہ فرما ہی دیا ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم الآیۃ۔ اور یہاں جو اللہ رب سے جو وعدہ نصرت فرمایا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایماندار ہونیکا یہ مقتضا ہے اور ممکن ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے کسی وقت اقتضا موثر نہ ہو خواہ وہ مانع ابتلاء ہو یا اختلال اطاعت ہو یا دونوں ہوں جیسا احد میں ہوا۔ ربط اوپر جہاد کا وجوب اور اس کے فضائل بیان کرکے اس کی ترغیب تھی آگے دوسرے طور پر اس کی ترغیب ہے یعنی جہاد میں بعض مسلمانوں کے متعلق ہونے پر انکی ایک لطف آمیز شکایت ہے جس کی بنا یہ ہوئی کہ مکہ میں کفار بہت ستاتے تھے اسوقت بعض اصحاب نے جہاد کی اجازت اصرار سے چاہی مگر اسوقت حکم تھا عفو و صفح کا بعد ہجرت کے جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو طبعاً بعض کو دشوار ہوا اور وہ فی لباب النقول عن النسائی اسپر یہ شکایت فرمائی گئی اور چونکہ بطور انکار یا اعتراض علی الحکم کے نہ تھا بلکہ محض تمنا تھی ورچہ (؟) اس حکم کے آنے کی اسلئے توبیخ نہیں محض لطف آمیز شکایت ہے اور اس تمنا کا سبب معلوم ہوتا ہے کہ محرک کیوقت کام زیادہ آسان ہوتا ہے تو مکہ میں کفار کی ایذاؤں سے جوش اٹھتا تھا ہجرت کے بعد جو امن ہوا تو اتنا جوش نہ رہا طبعی مصلحتیں خیال میں آنے لگیں اور اس کا علاج دنیا کی ناپائداری اور آخرت کا بقاء اور موت سے کسی حال میں نہ بچ سکنا مذکور ہے اور ان سب مضامین کا ترغیب میں داخل ہونا ظاہر ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ ان کید الشیطٰن کان ضعیفا فیہ ما فی قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا

ترجمہ قولہ تعالیٰ ان کید الشیطٰن کان ضعیفا میں اسی مضمون پر دلالت ہے جیسے واللہ اعلم باعدائکم الخ میں تھا ۱۲

ملحقات الترجمہ: ۱ قولہ عذر کیا عذر کمافی الروح ۱۲ ۲ قولہ فی ذلک القتال ت قوی داعی یہ وجہ عطف قولہ والمستضعفین علی قولہ فی سبیل اللہ عطفا خاص علی العام وہو یفید القوۃ و ما قررت فی تفسیر الآیۃ بناءہ علی ان محط الفائدۃ ہو القتال و جعل المجرور کان تقریرہ ثم کیف لا تقتلون مع انہ ضروری ۱۲ ۳ قولہ فی والمستضعفین۔ خاطر اشارۃ الی عطف المستضعفین علی اسم اللہ ای وسبیل المستضعفین نتر [illegible] السبیل [illegible] ۱۲ ۴ قولہ فی اخرجنا [illegible] الآخرۃ [illegible] ۱۲ ۵ قولہ القریۃ [illegible] اخذ بالحاصل ۱۲ ۶ قولہ فی یبعل [illegible] وغیرہ رعایۃ للمرادۃ ۱۲ ۷ قولہ فی الذین آمنوا [illegible] ۸ قولہ ہہنا [illegible] بیان درایۃ [illegible] ۹ قولہ بعد الطاغوت [illegible] ۱۰ قولہ فی قبل [illegible] ۱۱ قولہ قبل ان کید [illegible] ۱۲ قولہ فی ضعیفا [illegible] فی الکلام مبالغۃ ۱۲

ان کیدہ لما کان [illegible] فی نفسہ کیف بالقیاس الی قدرۃ اللہ تعالیٰ کذا فی الروح ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر ان پر جہاد کرنا

عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ

فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے

عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى

پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو اور تھوڑی مدت مہلت دے دی ہوتی آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع محض چند روزہ ہے اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے اس شخص کیلئے

وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ

جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آ جاوے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو

شکایت متاخر عن الجہاد وتزہید فی الدنیا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ (الٰی قولہ) وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا **عدم اغنار حذر عن الموت** اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ اے مخاطب کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ قبل نزول حکم جہاد تو ایسا تقاضا تھا کہ ان کو منع کرنے کیلئے یہ کہا گیا تھا کہ ابھی اپنے ہاتھوں کو لڑنے سے تھامے اور روکے رہو اور جو حکم تم کو ہو چکے ہیں اس میں لگے رہو مثلاً نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو یا تو یہ حالت تھی اور یا پھر ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی (مخالف) لوگوں سے (طبعاً) ایسا ڈرنے لگے (کہ ہم کو قتل کر دیں گے) جیسا کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا زیادہ ڈرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اکثر اللہ تعالیٰ سے ڈر عقلاً ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ طبعی حالت عقلی حالت سے شدید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ سے جیسا خوف ہے ویسی امید رحمت بھی تو ہے اور کافر دشمن سے تو خوف ہی خوف ہے اور چونکہ یہ خوف طبعی تھا اسلئے گناہ نہیں ہوا اور بطور تمنا اتوائے حکم جہاد کے چند روز کے لئے یوں کہنے لگے کہ زبان یا دل سے خدا تعالیٰ کے علم میں قول نفسی قول لسانی کے برابر ہے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ابھی سے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ہم کو ابھی اجازت نہ دی اور تھوڑی مدت مہلت دے دی ہوتی (تو ذرا بے فکری رہ لیتے اور چونکہ عرض کرنا بطور اعتراض یا انکار نہ تھا اس لئے گناہ نہیں ہوا آگے جواب ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع رہنے کیلئے تم تمنی التوا ہوتے ہو محض چند روزہ ہے اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے (یعنی بقا میں بھی لذت میں بھی مگر وہ) اس شخص کیلئے (ہے) جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے (کیونکہ اگر کفر کے طور پر مخالفت کی تب تو اسکیلئے آخرت کچھ بھی نہیں اور اگر معصیت کا مرتکب ہے تو اعلیٰ درجہ سے محروم رہیگا) اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا (یعنی جتنے اعمال ہوں ان کا پورا پورا ثواب ملیگا پھر جہاد جیسے عمل کے ثواب سے کیوں خالی رہتے ہو) اور اگر جہاد بھی نہ کیا تو کیا وقت معین پر موت سے بچ جاؤ گے ہرگز نہیں کیونکہ موت کی تو یہ حالت ہے کہ تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی موت آ دبا دیگی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں (کیوں نہ) ہو (غرض جب موت اپنے وقت پر ضرور آ دیگی اور مر کر دنیا کو چھوڑنا ہی پڑیگا تو آخرت میں خالی ہاتھ کیوں جاؤ بلکہ ع چند روزے جہد کن باقی بخند ف ان صاحبوں کا یہ تمنائی قول اگر زبان سے تھا تب تو اس کی توجیہ معصیت نہ ہونے کی معلوم ہو گئی اور اگر دل میں بطور حدیث النفس و وسوسہ کے تھا تو وسوسہ کا معصیت نہ ہونا قرآن و حدیث میں وارد ہے کوئی تردد ہی نہیں اور لفظ قالوا سے صدور معصیت کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس تقدیر پر یہ معنی ہوں گے کہ قالوا متمنین انفسہم اور مطلق قول معصیت نہیں بلکہ جو بلسان انکار یا بالاعتقاد ہو اور یہ ثابت نہیں اور وجہ اس تمنا یا وسوسہ کی تمہید میں ذکر کر چکا ہوں **ربط** اور ترغیب جہاد میں یہ مذکور ہوا ہے کہ وقت پر موت نہیں ٹلتی خواہ جہاد میں جاؤ یا نہ جاؤ چونکہ بعض منافقین جہاد میں جانے کو موت میں موثر اور نہ جانے کو حیات میں موثر سمجھتے اور کہتے تھے جیسا پارہ لن تنالوا کے نصف پر ان کا یہ قول آیا ہے لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا اور یہ قول لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا پس جب کبھی جہاد میں قتل یا موت واقع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے کہ آپ ہی گئے تھے

اللغات [illegible] المحو [illegible] **قولہ** [illegible] **قولہ** [illegible] **ملحقات الترجمۃ** [illegible] **قولہ** [illegible] **قولہ** [illegible] **قولہ** [illegible]

[illegible] **قولہ** [illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب کان ھذا الفریق من المؤمنین المخلصین کان خوفھم ھذا طبعیا لا عقلیا وقولھم ھذا تمنیا او وسوسۃ لکون حدیث النفس لا انکارا او اعتقادا فدل الآیۃ علی عدم المواخذۃ علی الامور الطبعیۃ وعلی الوساوس لکونھا غیر اختیاریۃ ولما انکر علیھم اعلیٰ [illegible] فشکایۃ لطیفۃ لا توبیخ

ترجمہ قولہ تعالیٰ یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب چونکہ یہ فریق مؤمنین مخلصین سے تھا تو انکا یہ خوف طبعی تھا نہ کہ عقلی اور یہ قول تمنی تھا یا وسوسہ نہ کہ انکار و اعتقاد پس آیت میں دلالت ہوئی کہ امور طبعیہ اور وساوس پر مواخذہ نہیں کیونکہ یہ سب غیر اختیاری ہیں اور حق تعالیٰ کا انکار فرمانا سو ایک لطیف شکایت ہے نہ کہ توبیخ

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ

اور اگر ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہو گئی اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے

مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ

تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سبب سے ہے آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے

حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ

اے انسان تجھکو جو کوئی خوش حالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے

جہاد میں گئے اور شکار موت ہوئے دیکھو جہاد کا موثر فی الموت ہونا ثابت ہو گیا اور اگر کبھی باوجود اسباب ظاہری کے کمی کے کفار پر فتح ہوتی اور اس سے استدلال کیا جاتا کہ دیکھو جہاد اگر موثر فی الموت ہے تو اب وہ اثر کہاں گیا تو کہتے کہ یہ محض اتفاقی بات منجانب اللہ ہے غرض کام بگڑتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام۔ اور سنورتا تو اتفاقی بات ہوتی آگے گفتگو فرماتے ہیں یہ تفصیل یا اور مجملاً فی روح المعانی عن ابن عباس و قتادہ بلا سند لکن کون المقولین مذکورین فی القرآن کاف للارتباط سیاقی بما قبلہ فان ذکر الجہاد قد یدل علی ذکر من کان ینکر علیہ فافہم **تحقیق اسباب موثرہ فی الحوادث** وان تصبہم حسنۃ یقولوا ہذہ من عند اللہ الی قولہ تعالٰی وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک۔ اور اگر ان (منافقین) کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے جیسے فتح و ظفر تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ (اتفاقاً) ہو گئی اور نہ مسلمانوں کی بے تدبیری میں تو کوئی کسر تھی ہی نہیں اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے (جیسے جہاد میں موت و قتل) تو (رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ) آپ کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ آپ کے (مسلمانوں) کی بے تدبیری کے سبب سے ہے ورنہ جیسے گھروں میں بیٹھے رہتے تو کیوں اس مصیبت میں پڑتے آپ فرما دیجئے کہ امیر تو اس میں ذرا بھی دخل نہیں بلکہ سب کچھ نعمت و نقمت اللہ ہی کی طرف سے ہے گو ایک بلا واسطہ ہے اور دوسرا بواسطہ جیسا عنقریب اس کی تفصیل آتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نعمت تو محض ان کے فضل سے بلا واسطہ اعمال ہے اور نقمت اپنے عمل بدو سیئہ عبادت کے سبب سے ہے پس تم جو مصیبت میں میرا دخل سمجھتے ہو واقع میں عباد کے اعمال سیئہ کا اس میں دخل ہے جیسا احد میں شکست کے وجوہ گذر چکے ہیں یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے اگر کوئی ذرا غور کرے تو خوشحالی کے قبل کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاوے گا محض فضل ہی ثابت ہوگا اور بدحالی کے قبل ضرور کوئی عمل بد ایسا کہ جس کی سزا اس سے زیادہ ہوتی پاوے گا جب یہ امر اس قدر بدیہی ہے تو ان حماقت شعار لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے اور نہ سمجھیں گے تو کیا اور وہ تفصیل اس اجمالی جواب مذکور کی یہ ہے کہ اے انسان تجھکو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی اعمال بد کے سبب سے ہے پس اس بدحالی کو عمل بالاحکام الشرعیہ یا شارع کی طرف نسبت کرنا پوری جہالت ہے جیسا منافقین نعوذ باللہ امام الجہاد کی طرف اسکی نسبت کرتے تھے) ف جاننا چاہئے کہ اس مقام کی جو تقریر کی گئی اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ یہاں مسئلہ خلق افعال کا مذکور نہیں بلکہ یہاں محض بیان فضل و عدل کا مقصود ہے اور ما اصابک الخ ما قبل کا بیان ہے اب کسی قسم کا اشکال ان شاء اللہ تعالیٰ واقع نہیں ہوگا۔ اور جاننا چاہئے کہ قل کل من عند اللہ اور ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ میں منافقین کے قول کا جو کہ حسنہ کے باب میں تھا یعنی من عند اللہ تسلیم لازم نہیں آتا کیونکہ ان کی مراد اس سے بطور محاورہ کے تھا جیسے خلاف توقع امور کو کبھی اللہ کی طرف کبھی تقدیر کی طرف نسبت کر دیتے ہیں انکا مقصود زیادہ اس سے یہ تھا کہ نہیں من عندک جیسا کہ دوسرا ایک۔ اور جاننا چاہئے کہ بدحالی کو جو ثمرہ اعمال کا فرمایا یہ ہر ایک کیلئے نہیں بلکہ بد عمل آدمی کیلئے ہے ورنہ ابرار کیلئے جو آفات دنیا آتی ہیں خود رحمت و تربیت ہے خوب سمجھ لو۔ اور جاننا چاہئے کہ خوشحالی میں جو کہا گیا کہ کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاوے گا وجہ اس کی یہ ہے کیونکہ اول تو ان اعمال حسنہ پہلے خود ہمت ہی تعمتیں نعمتیں ہوں گی کہ ان اعمال کو انکا مکافی نہیں کہہ سکتے تو ثمرہ جدید کا کیا حق دوسرے خود ان کا مل ہونے کے شرائط قبول سے کہیں پایا جاوے اور بعض جگہ جو ثمرات کو اعمال حسنہ کا عوض فرمایا گیا ہے وہ محض وعدہ ہے ورنہ حقیقت اصلی سبب فضل ہے۔ اور ارتباط یہ ہے کہ منافقین کے اس قول سے جس میں بدحالی کو نعوذ باللہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے ان کا آپ پر اعتراض ہوا اور چونکہ اعتراض آپ کی رسالت کا بھی مقتضی تھا اس لئے آگے رسالت کا اثبات ہے [illegible]

تحقیقات الترجمۃ [illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک لعل قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ حاصل المقام ان النعمۃ فضل من اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ الاعمال والنقم عدل منہ تعالیٰ بواسطۃ الاعمال الغیر المرضیۃ من العبد فہم التقسیم ولیم یجمعا وبحیثیۃ التقسیم صح قطع نسبۃ النقم عن اللہ تعالیٰ وبحیثیۃ جمعہم صح نسبتہا الیہ وعنہا قول الشیخ [illegible] نبود نقشے دو عالم تو دور کن ادب کوش کنج گناہ [illegible]

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ مع قولہ تعالیٰ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک۔ حاصل مقام یہ ہے کہ نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے بلا واسطہ اعمال اور نقمت خدا تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے بواسطہ اعمال غیر مرضیہ بندہ کے پس ان دونوں میں جمع و تقسیم دونوں ہیں یعنی کل من عند اللہ میں جمع اور ما اصابک میں تقسیم اور تقسیم کے اعتبار سے نقمت کی نسبت کو قطع کرنا خدا تعالیٰ سے صحیح ہے اور جمع کے اعتبار سے اسکی نسبت کرنا اسکی طرف صحیح ہے اور اسی عارف شیرازی کے قول کی توجیہ ہو گی [illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنٰک علیہم حفیظا الجملۃ الاولی تدل علی ان المعاملۃ مع المقبول الحق کی مع اللہ تعالیٰ والثانیۃ تدل علی عدم التصدی لمن لم یتوقع منہ الصلاح

ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنٰک علیہم حفیظا جملہ اولیٰ سے یہ دال ہے کہ مقبول مقرب کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسا حق تعالیٰ کیساتھ معاملہ کرنا اور جملہ ثانیہ یہ دال ہے کہ جسکی اصلاح کی توقع نہ ہو اسکے درپے نہ ہو

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ

اور ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور

مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ

جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپکو انکا نگران بنا کر نہیں بھیجا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت مشورے کرتی ہے

طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

ان میں کی ایک جماعت برخلاف اسکے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورہ کیا کرتے ہیں سو آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ

وَكِيْلًا ۝ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝

کافی کارساز ہیں۔ کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے۔

اثبات رسالت مع اشارہ لسوئے دلیل وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اور ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اگر کوئی منافق کافر انکار کرے تو اسکے انکار سے نفی نبوت کی کب ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (آپکی رسالت کے) گواہ کافی ہیں جنہوں نے قولی وفعلی شہادت دے دی قولی تو مثلا یہی وارسلنٰک اور فعلی یہ کہ معجزات جو دلیل اثبات نبوت ہیں آپکو عطا فرمائے **ف** تمام لوگوں میں جن اور انسان دونوں آ گئے جیسا من الجنۃ والناس کو بیان کہا گیا ہے الناس کا جو صدور الناس میں ہے اسمیں بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا جو قرآن وحدیث میں جگہ بھی مذکور ومنصوص اور عقیدہ قطعی ہے **ربط** اوپر اثبات تھا رسالت کا آگے رسالت کے حق کا کہ وجوب اطاعت ہے بیان فرماتے ہیں اور منافقین کی عدم اطاعت پر آپکی تسلی بھی فرماتے ہیں **ایجاب اطاعت مع تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا جس شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آپکی نافرمانی کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت عقلا بھی واجب ہے پس آپکی اطاعت بھی واجب ہے اور جو شخص (آپکی اطاعت سے) روگردانی کرے سو آپ کچھ غم نہ کیجئے کیونکہ ہم نے آپکو ان کا نگران کر کے نہیں بھیجا کہ آپ انکو کفر نہ کرنے دیں جس سے احتمال آپسے بازپرس ہونے کا ہو بلکہ محض پیغام پہنچا کر آپ سبکدوش ہو جاتے ہیں اسمیں تسلی فرما دیگئی کیونکہ آپ کو بہت غم ہوا کرتا تھا **ف** الطور ذمہ داری کے قید اسلئے لگائی کہ شفقت تو آپ کی نگرانی رکھتے تھے اور انکے معاش ومعاد کی اصلاح فرماتے رہتے تھے۔

ربط اوپر اطاعت رسول کا وجوب مذکور تھا آگے بعض منافقین کا معاملہ مذکور ہے جو اس واجب کے تارک تھے **ذکر معاملہ منافقین در باب اطاعت رسول مع تسلیہ** وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ الٰی قولہ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور یہ (منافق) لوگ (آپکے احکام سنکر آپکے سامنے زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہمارا کام (آپکی) اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے (اٹھکر) باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت (پوشیدہ) مشورے کرتے ہیں انہیں کی ایک جماعت یعنی انکے سرداروں کی جماعت برخلاف اسکے جو کچھ زبان سے کہہ چکے تھے اور چونکہ سردار ہیں اصل مشورہ وہ کرتے ہیں باقی انکے تابع رہتے ہیں تو اس خلاف میں سب کی ایک حالت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (سرکاری روزنامچہ میں) لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کیا کرتے ہیں (موقع پر سزا دینگے) سو آپ انکی (بیہودگی کی) طرف التفات (اور خیال) نہ کیجئے اور نہ کچھ فکر کیجئے بلکہ سارا قصہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں وہ خود مناسب موقع پر اسکا تدارک فرما دینگے چنانچہ کبھی انکی شرارت سے کوئی ضرر نہیں پہنچا **ربط** اوپر اثبات تھا رسالت کا جسکے وہ منکر تھے آگے ایک خاص اور عجیب طرز پر جو کہ مقام کے نہایت مناسب ہے اثبات ہے قرآن کی حقانیت کا جو معظم دلائل رسالت ہے کہ انکار رسالت میں اسکا بھی انکار لازم آتا تھا نیز وہ بالذات بھی اسکے منکر تھے **اثبات حقانیت قرآن** اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا کیا (قرآن کا اعجاز فصاحت وبلاغت میں اور اخبار عن الغیب میں دیکھ کر) پھر بھی (اور) پھر قرآن میں غور نہیں کرتے (تاکہ اسکا کلام الٰہی ہونا واضح ہو جاوے) اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس (کے مضامین) میں (بوجہ ان کے کثیر ہونے کے واقعیات سے اور حد اعجاز سے) بکثرت تفاوت پاتے (کیونکہ ہر ہر مضمون میں ایک ایک اختلاف وتفاوت ہوتا تو مضامین کثیرہ میں اختلاف کثیر ہوتے حالانکہ ایک مضمون میں بھی اختلاف نہیں پس بالضرورۃ یہ غیر اللہ کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے) **ف** حاصل مقام یہ ہے کہ

اللغات بیت من البیتوتۃ تدبیر الفعل لیلا والعزم علیہ ومنہ تبییت نیۃ الصیام کذا فی الروح قلت وعلیہ ترجمت بہذہ الکلمۃ موافقۃ للشاہ عبدالقادر والکریم فسر مطلق التدبیر
ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی عباس ان منہا اللام للاستغراق ۲ قولہ فعلی یکہ المراد بہ المقرد من قولہ فی التمہید مع شارۃ ۳ قولہ فی من یطع الرسول (جس نے آپکی نافرمانی کی) الٰی علیہ قولہ من وبہذا کثبت الوجوب لاتعولہ تعالیٰ ومن یطع الرسول بطاعۃ کون الطاعۃ اللہ لازما الطاعۃ الرسول ونفی الملزوم لا یدل علی نفی اللازم ۴ قولہ فی حفیظا نگران ودخل فیہ معنی علیہ

صلی لسانا وفرحھیف لہذا فی الکبیر ۵ قولہ فی یقولون منافق کذا روی عن ابن عباس والحسن والسدی کما فی الروح ۶ قولہ فی طائفۃ سردار کما فی الروح مرادہ ۷ قولہ فی تقول کہہ چکے تھے ان قولہم تدعی [illegible] الی المضارع دالہ علی الاستمرار ۸ قولہ اور تقول باقی انکے تابع [illegible] للتخصیص [illegible] الطاقۃ ۹ قولہ ذلک [illegible] من ایۃ الاختلاف الکثیر

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں

وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔ اور اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور رحمت نہ ہوتا تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے۔

کلام اللہ کے وجوہ اعجاز میں سے اسکی فصاحت و بلاغت کا بے مثل ہونا اور اسکے اخبارات کا جنپر مطلع ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا بالکل صحیح و مطابق واقع کے ہونا ہے مثلاً اسی جگہ جس مشورہ کا بیان ہے کہ رؤسا منافقین کسطرح اخفاء راز کرتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی خبر دیتے تھے اور یہی جزو ہے جسکی وجہ سے تمہید میں اس اثبات استدلال کو مقام کے مناسب کہا گیا ہے اور بھی بہت سے اخبار ماضیہ و مستقبلہ کی حکایت و پیشینگوئی باوجود عدم اقتباس کے کسی کتاب یا اہل کتاب سے صحیح اور وقوع کے موافق نکلی تھیں آپ کسی ایسے فن کا مشق کیے ہوئے نہ تھے جس سے کشف وغیرہ ہو جاوے نہ کوئی مخالف معاصر اسکا دعویٰ کر کے ثابت کر سکا ہو نیز حسب سنت الٰہیہ جہاں احتمال تلبیس کا ہو مدعی نبوت کاذب سے ایسے خوارق باوجود دعوٰی ایسے فنون کے بھی واقع نہیں ہونے اور فصاحت و بلاغت کا اعجاز تمام فصحا و بلغا کے عاجز ہو جانے سے ثابت ہو چکا تھا پس معلوم ہوا کہ یہ کلام خالق تعالیٰ کا ہے منکرین میں جو منکر تھے انکے اعتبار سے فصاحت و بلاغت سے استدلال افحم ہے اور جاہل تھے جنمیں منافق بھی تھے انکے اعتبار سے اخبار عن المغیبات سے استدلال اظہر ہے ہر ہر مضمون میں استدلال جاری ہو سکیگا جب ہر مضمون منجانب اللہ ہوا تو مجموعہ قرآن بھی کلام اللہ ہو گیا اور اختلاف کے مرتفع ہونے کو بھی ہو سکتا ہے کہ مؤلف بشر کیلئے لوازم عادیہ سے ہے اسکی زیادہ تفصیل سورہ حج کی آیت انا لہ لحافظون میں آویگی ربط اوپر منافقین کی بدعنوانی مذہبی مذکور تھی آگے بدعنوانی انتظامی مذکور ہے جس سے اہل اسلام پر اثر ضرر پہنچتا تھا جنایت انتظامیہ منافقین و اذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا الیٰ قولہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا اور جب ان لوگوں کو کسی امر جدید کی جو موجب امن ہو یا موجب خوف ہو مثلاً کوئی لشکر مسلمانوں کا کسی جگہ جہاد کیلئے گیا اور انکے غالب ہونے کی خبر آئی یہ امن کی خبر ہوئی یا انکے مغلوب ہونے کی خبر آئی یہ خوف کی خبر ہے تو اس خبر کو فوراً مشہور کر دیتے ہیں حالانکہ بعض اوقات وہ غلط نکلتی ہے اور اگر صحیح بھی ہوئی تب بھی بعض اوقات اسکا مشہور کرنا خلاف مصلحت انتظامیہ ہوتا ہے اور اگر بجائے خود مشہور کرنیکے یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو حضرات اکابر صحابہ ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں انکی رائے کے اوپر حوالہ رکھتے اور خود کچھ دخل نہ دیتے تو اس خبر کی صحت و غلط اور قابل تشہیر ہوتے نہ ہونے کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں جیسا ہمیشہ پہچان ہی لیتے ہیں پھر جیسا یہ حضرات عمل در آمد کرتے ویسا ہی ان خبر لانیوالوں کو کرنا چاہئے تھا انکو دخل دینے کی کیا ضرورت ہوئی اور نہ دخل دیتے تو تو کام انکے ہاتھ آگے احکام مذکورہ سنانے کے بعد جو سر تا سر متضمن مصالح دنیویہ و اخرویہ ہیں بطور منت کے مسلمانوں کو ارشاد ہے اور اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل اور رحمت کہ تمکو قرآن دیا اپنا پیغمبر بھیجا یہ اگر نہ ہوتا تو تم سب کے سب ضرر دنیوی و اخروی اختیار کر کے شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے جو بدولت عقل سلیم خداداد کے کہ وہ بھی ایک خاص فضل و رحمت ہے اس سے محفوظ رہتے وہ نہ زیادہ تباہی میں پڑتے پس تمکو ایسے پیغمبر اور ایسے قرآن کو جنکی معرفت ایسے مصالح کے احکام آتے ہیں خلاف منافقین مذکورین کے غنیمت سمجھنا چاہئے اور پوری اطاعت کرنا چاہئے۔ ف اس سے کوئی یوں شبہ نہ کرے کہ جب قلیل مستثنیٰ ہیں تو انپر اس رحمت خاصہ بعثت و قرآن کی منت نہ ہوئی کیونکہ وہ تو بدون اسکے بھی اتباع شیطان سے محفوظ تھے جواب یہ ہے کہ عقل سے بعض احکام مجملاً مدرک ہو سکتے ہیں اسقدر تفصیل ابواب سعادت کی کب عقل سے معلوم ہو سکتی ہے تو اول تو بعض امور نظریہ دقیقہ مشتبہ عند العقل میں خود یہ اتباع بھی محتمل تھا دوسرے اگر ضرر سے بچے بھی رہتے تب بھی منافع و سعادات سے جنکا ادراک وحی پر موقوف ہے تو ضرور محروم رہتے پس انپر کیا منت تھوڑی ہے جس کو دوسری آیت میں صاف فرما دیا ہے لقد من اللہ علی المومنین الآیۃ اور جاننا چاہئے کہ اولی الامر اور مستنبطین کو جو منہم فرمایا حالانکہ مومنین و منافقین مغایر ہیں یہ بحسب دعوٰی منافقین کے ہے کہ وہ مومنین میں اپنے کو داخل و شامل

اللغات فی البیضاوی اصل الاستنباط اخراج النبط وہو الماء یخرج من البئر ... الترجمہ لہ قولہ فی ت ... ملحقات الترجمۃ ...

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم تقاس علیہم من یفش الاسرار الی غیر شیخہ کما هو دأب المبتدئین فی مبادی السلوک ای اذا ورد علیہم شیٔ من آثار الجمال والجلال فتحوا واشاعوا ولو ردوہ ای عرضوہ الی الرسول ای معلمہ من احوالہ ما کان علیہ والی اولی الامر منہم وہم المرشدون والکاملون الذین نالوا مقام الوراثۃ المحمدیۃ لعلمہ ای لعلم ما لہ وما علیہ الذین یستنبطونہ ای یستخرجونہ منہم ای من جہتہم وواسطۃ تبلیغہا والمراد بالموصول المراد ون انفسہم وحاصل ذلک انہ لا ینبغی للسالک اذا عرض لہ فی اثناء السلوک شیٔ من آثار الجمال او الجلال ان لا یحدث بہ احداً الا بعد عرضہ علی شیخہ فیوقفہ علی حقیقۃ الحال فان فی افشائہ قبل ذلک المنعم ضرراً کثیراً ترجمہ قولہ تعالیٰ واذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اسی طرح اثناء سلوک میں جو امر وارد ہو حال پیش آتے ہیں انکا عوام کے بغیر شیخ محقق کے سامنے ظاہر کرنا باعث ضرر ہے اور یہی نظیر ہے مدلول آیت کی

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ

پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپکو بجز آپ کے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دیجئے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ کافروں

بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ

کے زور جنگ کو روک دیں گے اور اللہ تعالیٰ زور جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دیتے ہیں جو شخص اچھی سفارش کرے اسکو اس کی

نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

وجہ سے حصہ ملیگا۔ اور جو شخص بری سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں

کیا کرتے تھے کذا فی الکبیر **ربط** بہت اوپر سے مضمون جہاد کا شروع ہوا تھا بیچ بیچ میں اسکی مناسبت سے اور اور مضامین آگئے تھے آگے پھر خود بہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر اسی مضمون کیطرف ایک خاص عنوان سے عود ہے جس میں ان بیچ کے مضامین کے بڑے حصوں سے بھی تعرض ہے چنانچہ لا تکلف سے مترشح ہوتا ہے کہ بعضوں نے سستی کی تھی جسکی وجہ منافقین میں بد اعتقادی تھی اور بعض مومنین میں خوف طبعی اور ضعف ہمت جو کہ اوپر بھی مذکور ہو چکے ہیں **خطاب خاص برائے جہاد** فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ (جب جہاد کی ضرورت معلوم ہوگئی) پس آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں (کفار سے) قتال کیجئے (اور اگر فرضاً کوئی آپ کے ساتھ نہ ہو تو کچھ فکر نہ کیجئے کیونکہ) آپ کو بجز آپکے ذاتی فعل کے (دوسرے شخص کے فعل کا) کوئی حکم نہیں اور (اسکے ساتھ) مسلمانوں کو (صرف) ترغیب دیدیجئے (پھر اگر کوئی ساتھ نہ دے تو آپ بری الذمہ ہیں نہ تو باز پرس کی فکر کیجئے جسکی وجہ مذکور ہو چکی اور نہ تنہا رہ جانیکا غم کیجئے جسکی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے امید ہے (اور یہ امید دلانا وعدہ ہے) کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دینگے (اور انکو مغلوب کر دینگے) اور (گو یہ بڑے زور دار نظر آتے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ زور جنگ میں (انسے بمدارج بیشمار) زیادہ شدید (اور قوی) ہیں اور (مخالف) کو سخت سزا دیتے ہیں **ف** ممکن ہے کہ شدید باسًا باعتبار دنیا کے ہو اور اشد تنکیلًا باعتبار آخرت کے اور اللہ تعالیٰ کے زور جنگ سے مراد کفار کو مغلوب کرنیکا سامان فرما دینا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے زور جنگ کا یا مراد باس سے مطلق زور لیلیا جاوے اور قوت کے معنی صادق آنے میں کوئی خفا ہی نہیں لاطلاق المقید علی المطلق۔ اور اس پیشگوئی کا وقوع ظاہر ہے اگر خاص کفار قریش مراد ہوں جب بھی اور اگر ساری دنیا کے کفار مراد ہوں جب بھی کیونکہ چند ہی روز میں تمام سلطنتیں مسلمانوں نے فتح کرلیں اور بعض نے ان آیات کو خاص ایک قصہ پر محمول کیا ہے جسکا خلاصہ لباب سے بتخریج ابن جریر بروایت ابن عباس یہ ہے کہ جب غزوہ احد شوال میں ہو چکا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں کفار کے وعدہ کے موافق بدر میں مقابلہ کیلئے جانا چاہا اسوقت بعض لوگوں نے تازہ زخمی ہونیکی وجہ سے اور بعض نے افواہی خبروں کیوجہ سے تامل کیا چنانچہ اس روایت میں یہ لفظ ہیں فابی علیہ الناس ان یتبعوہ آپنے فرمایا انی ذاہب وان لم یتبعنی احد یعنی گو میرے ساتھ کوئی نہ چلے مگر میں ضرور جاؤنگا چنانچہ آپ ستر آدمیوں کو لیکر چل کھڑے ہوئے مگر کفار قریش کے نہ آنیکیوجہ سے اس موقع پر قتال نہیں ہوا اھ مختصراً روح المعانی میں اس آیت کے متعلق ابن عباس سے اس قصہ میں نقل کیا ہے فنزلت اسوقت اس پیشینگوئی کا وقوع ظاہر ہے کہ کفار مرعوب ہو گئے اور مقابلہ میں نہ آئے چنانچہ آیت الذین استجابوا واقعہ آل عمران کی تفسیر میں بھی اسکا کچھ بیان آچکا ہے پس کفار خاص مراد ہونگے اور میرے نزدیک تقریر آیت میں یہ اولیٰ ہے کہ یہ وعدہ عسی اللہ درصورت تنہا قتال فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا چونکہ یہ صورت واقع نہیں ہوئی اسلئے اس پیشینگوئی کے وقوع کی تحقیق اس مقام پر بالکل ضروری نہیں **ربط** اوپر کی آیت میں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیں آگے بعض حکم پنجم امر مشروع میں شفاعت کرنیکی جس کو شفاعت حسنہ کہا ہے فضیلت اس مناسبت سے فرماتے ہیں کہ اس میں بھی ترغیب ہے ایک کو کہ دوسرے کے ساتھ احسان کرے پس دونوں میں ترغیب خیر ہوئی اور اگر ان ترغیبوں پر رغبت بھی مرتب ہو گئی تو دونوں عمل تسبیب للخیر میں بھی شریک ہیں۔ اور اس شفاعت حسنہ کے مقابلہ کیلئے شفاعت سیئہ کا بیان بھی فرما دیا مقابلہ خود ایک مناسبت ہے۔ اور اگر یوں کہا جاوے کہ اوپر منافقین کے اقوال و احوال مذکور تھے جو اوروں کے لئے بھی سبب ضرر ہو سکتے تھے اور شفاعت سیئہ بھی سبب ضرر ہے تو اس تقریر سے اوپر کے مضمون کیساتھ ایک مستقل مناسبت نکل آئیگی **حکم پنجم ترغیب شفاعت حسنہ و تحذیر از شفاعت سیئہ**

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

اللغات النصیب والکفل مترادفان والتخصیص للتفنن من روح المعانی قولہ مقیتا فی البیضاوی مقتدرا من اقات الشیء اذا قدر ۱۲۔ **ملحقات الترجمۃ**
قولہ فی لا تکلف دوسرے شخص کے فعل کا فادان المکلف بہ ہو الفعل لا الذات وفادیۃ ان مقصود الحصر نفی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم مکلفا بفعل غیرہ فلا یلزم نفی التحریض لانہ ایضا فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم فالحصر اضافی لا حقیقی لیلزم نفی کل فعل سوی القتال ۱۲۔ سے قولہ فی عسی اور یہ امید دلانا کما فی الکبیر عسی اطماع واطماع الکریم ایجاب ۱۲

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ○

اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اُس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حساب لیں گے

جو شخص اچھی سفارش کرے (یعنے جس کا طریق و مقصود دونوں مشروع ہوں) اسکو اس (سفارش) کیوجہ سے (ثواب کا) حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش کرے (یعنے جس کا طریق یا غرض غیر مشروع ہو) اس کو اس (سفارش) کیوجہ سے (گناہ کا) حصہ ملیگا اور اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں (وہ اپنی قدرت سے نیکی پر ثواب اور بدی پر عذاب دے سکتے ہیں) ف طریق کا غیر مشروع ہونا اسطرح کہ مثلاً کسی غریب کی امداد کے لئے کسی امیر سے کہا مگر اس طرح کہ اسکو مجبور کیا اور اسپر گراں ہوا گو غرض بری نہیں مگر طریقہ برا ہے کہ ایذاء مسلم معصیت ہے اور مقصود غیر مشروع یہ کہ کسی ظالم کی اعانت کیلئے کہا کہ غرض ہی حرام ہے جو سفارش دونوں سے منزہ ہو وہ عبادت ہے کہیں واجب کہیں مستحب مسئلہ اور بوجہ عبادت ہونیکے اسپر عوض لینا حرام ہے کہ عبادت محل اجرت نہیں اور شفاعت سیئہ پر بوجہ معصیت ہونیکے اجرت لینا حرام ہے اور اگر بمقابلہ کوشش کے اجرت سمجھی جاوے تو غلط ہے کیونکہ اگر کوئی غیر ذی اثر آدمی اس سے زیادہ کوشش کرے اسکو اجرت نہیں دیجاتی اس سے معلوم ہوا کہ وہ بمقابلہ جاہ کے ہے اور جاہ غیر متقوم ہے اسلئے وہ بھی حرام ہے
ربط اوپر شفاعت حسنہ کا بیان تھا آگے سلام کے جواب دینے کا طریق اس مناسبت سے بیان فرماتے ہیں کہ دونوں میں دوسرے کی تطییب قلب ہے اور احکام جہاد کے اثناء میں اسکا آنا اسوجہ سے لطیف ہو گیا کہ مجاہدین جیسے تلفظ بکلمۃ الاسلام کو شمشیر سے حفاظت کرنیوالا سمجھتے ہیں اسی طرح تکلم بلفظ اسلام کو بھی علامت اسلام کی سمجھ کر ایسے شخص سے ہاتھ روک لیا کریں جہاں کہیں شعار خاص اہل اسلام کا ہو دوسرے اقوام میں مستعمل نہ ہو جیسا عنقریب ایک قصہ بھی آویگا اس آیت کی تفسیر میں ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا حکم لبست ویکم تعلیم جواب اسلام وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ○ اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس (سلام) سے اچھے الفاظ میں سلام کرو (یعنے جواب دو) یا (جواب میں) ویسے ہی الفاظ کہہ دو (تمکو دونوں اختیار دئے جاتے ہیں) بلا شبہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر (یعنے ہر عمل پر) حساب لیں گے (یعنے انکا قانون یہی ہے اور یوں اپنے فضل سے معاف کر دیں وہ اور بات ہے) ف مسئلہ امر کے صیغہ سے اور حسیب کے اس حکم کا ظاہر وجوب معلوم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے فقہاء کا مسئلہ یہ جو قید لگائی گئی کہ مشروع طور پر سلام کرے وہ سلام نکل گئے جو مکروہ ہیں مثلاً پائخانہ پھرنیوالے کو سلام کرے یا اور کسی گناہ میں مبتلا ہونیکی حالت میں یا جو کسی طاعت میں مثلاً نماز و تلاوت میں مشغول ہو اور زیادہ تفصیل درمختار میں مذکور ہے ایسی حالت میں جواب دینا اس کے ذمہ نہیں بلکہ بعض حالات میں جواب مکروہ ہے مسئلہ یہ وجوب جواب سلام کا علی الکفایہ ہے اگر جماعت میں ایک نے بھی جواب دیدیا تو سب کے ذمہ سے اتر جاویگا مسئلہ نفس جواب واجب ہے باقی ویسے ہی الفاظ سے احسن اور بعض صورتوں میں الخ کہ یہ سب اختیار میں ہے آیت میں جو لفظ او تخییر کیلئے ہے وہ اسی کے اعتبار سے ہے اور صیغہ امر سے جو وجوب مستفاد ہوتا ہے وہ باعتبار نفس تحیت کے ہے پس مقید واجب ہے اور قید تخییر نیہ مثلاً ایک صیغہ یہ ہے السلام علیکم۔ دوسرا جس میں ورحمۃ اللہ زیادہ ہو تیسرا جس میں وبرکاتہ بھی ہو اسیطرح جواب میں سمجھ لینا چاہئے ان سب صیغوں میں اختیار ہے چنانچہ مبتداء در حسن میں اختیار ہونا تو منصوص ہے رہا کم کا اختیار ہونا اجماعی ہے کما فی الکبیر مثلاً کسی نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور جواب میں کہدیا گیا وعلیکم السلام تو یہ اتفاقاً کافی ہے اور آیت میں بھی اگر ردوہا کو بقرینہ مقابلہ اسطرح مفسر کیا جاوے کہ او لا تحیوا باحسن اور تخصیص تمثیلاً کی جاوے تو معارضہ کی صورت بھی نہ رہے مسئلہ حییتم فعل مجہول ہے مگر اجماعاً اسکا فاعل مسلم ہے قطعاً یا احتمالاً پس اگر یقینی کافر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں گو جائز ہے اور حدیث میں جو اس کے جواب کا خاص صیغہ آیا ہے کہ صرف علیکم کہے تو وہ جبکہ جب احتمال ہو کہ اسنے شرارت سے سلام کیا ہے ورنہ جائز ہے بلکہ حاجت کے وقت ابتداء بھی درست ہے نقلہ فی الروح عن الشعبی وقتادہ وابن عباس رضی اللہ عنہم ربط اوپر بہت سے احکام مذکور ہوئے ہیں آگے انکی تاکید و اہتمام کیلئے اپنی عظمت اور قیامت کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ حاکم کی عظمت سے اور انکے دربار میں حاضری و حساب سے احکام پر عمل کرنے میں اہتمام بڑھ جاوے

اللغات فی البیضاوی التحیۃ فی الاصل مصدر حیاک اللہ علی الاخبار من الحیوۃ ثم استعمل الحکم والدعاء بذلک ثم قیل لکل دعاء فغلب فی السلام وعوذت فانہ من الدعاء ۱۲

لحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ سفارش کیوجہ حذف من مضاف التعلیل وجعت النصیب علی التوزیع الکفل علی العذاب فدل علی الاجر والوزر والمترتب علی الشفاعۃ الثمرۃ من ایصال النفع او الضرر ۱۲

التفسیر

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا فی نحو المعانی تعلیم النوع من مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ۔ واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا۔ اس میں مکارم اخلاق و محاسن اعمال کی تعلیم ہے۱۲

ع ١١

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝

اللہ ایسے ہیں کہ اُن کے سوا کوئی معبود ہونیکے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کرینگے قیامت کے دن میں اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی ؟

توحید و معاد اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الیٰ قولہ) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا اللہ ایسے ہیں کہ اُن کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کرینگے قیامت کے دن اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی (جب وہ خبر دے رہے ہیں تو بالکل ہی ٹھیک ہے) ف یہ ترکیب جیسے اصدق ہونے کی نافی ہے ایسے ہی محاورہ کے اعتبار سے مساوی فی الصادق ہونے کو بھی نافی ہے پس اصدقیت کلام اللہ تعالیٰ کے لیے مفید ہے اور یہ اصدقیت باعتبار کمیت کے بھی ہے اور باعتبار کیفیت کے بھی اوّل بایںمعنی کہ مخلوق اخبار میں بوجہ عدم علم غیب کے محکی عنہ کی مطابقت و عدم مطابقت پر مطلع نہیں ہوتا اور مدار صدق مطابقت محکی عنہ پر ہے۔ اور مواعید میں بوجہ عدم قدرت کاملہ کے ایفاء سے عاجز ہوتا ہے الا بتعلیم اللہ تعالیٰ و تمکینہ اور حق تعالیٰ کا علم و قدرت دونوں کامل ہیں اسلیے ہر خبر بھی صادق ہے اور ہر وعدہ بھی صادق ہے۔ اور ثانی بایںمعنی کہ دوسروں کا صدق لوازم کلام سے نہیں کہ عقلاً انفکاک ممتنع ہو اور کلام اللہ میں لوازم میں سے ہے کہ انفکاک ممتنع ہے گو یہ لازم بوجہ اسکے کہ خود ملزوم مقدور ہے داخل تحت القدرت ہو اور اُس کی مقدوریت سے اُسکی ضد کی مقدوریت بھی ضرور ہے لان القدرۃ تعلق بالضدین جیسے ضاحک بالقوۃ باوجود اُسکے لوازم انسان میں سے ہونے کے بوجہ اس کے کہ انسان مقدور ہے نیز داخل تحت القدرت ہے اسی طرح صدق کو سمجھنا چاہیئے لیکن مراد اُس کلام کا صدق ہے جو کہ افعال میں سے ہے یعنی کلام لفظی بخلاف اُس کلام کے جو صفات ذاتیہ سے ہے یعنی کلام نفسی کہ وہ صدق لوازم ذات واجب ہے اور وہ اور اُس کی ضد مقدوریت سے منزہ ہے بوجہ وجوب و امتناع عقلی کے ربط اوپر احکام جہاد و قتال مذکور تھے اگلے رکوع میں بھی کفار کے بعض خاص خاص احوال کے اعتبار سے قتال و عدم قتال کے بعض خاص احکام مذکور ہیں مگر اس رکوع کی تفسیر کا سمجھنا موقوف ہے بعض روایات کے نقل کرنے پر اسلیے اُن کو نقل کرتا ہوں **پہلی روایت** عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا کہ بعض مشرکین مکہ سے مدینہ آئے اور ظاہر کیا کہ ہم مسلمان اور مہاجر ہو کر آئے ہیں پھر مرتد ہو گئے اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے اسباب تجارت لانے کا بہانہ کر کے پھر مکہ چلدیئے اور پھر نہ آئے اُن کے بارہ میں مسلمانوں کی رائے مختلف ہوئی بعض نے کہا یہ کافر ہیں بعض نے کہا یہ مومن ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا کافر ہونا آیت فما لکم فی المنافقین میں بیان فرما دیا اور اُن کے قتل کا حکم دیا احقر کہتا ہے ان کا منافق کہنا بایںمعنی ہے کہ جب اسلام کا دعویٰ کیا تھا جب بھی منافق تھے دل سے ایمان نہ لائے تھے اور منافقین کو قتل نہ کیے جاتے تھے لیکن جب ہی تک کہ اپنا کفر چھپاتے تھے اور ان لوگوں کا ارتداد ظاہر ہو گیا تھا اور جنہوں نے مسلمان کہا شاید بناء علی حسن الظن ہے مثلاً ارتداد میں کچھ تاویل کر لی ہوگی اور اُس تاویل کا مستند رائے محض ہوگا مؤید بدلیل شرعی نہ ہوگی اسلیے معتبر نہیں رکھی گئی **دوسری روایت** ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر و احد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کر لیجیئے آپنے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لیے وہاں بھیجدیا مضمون صلح یہ تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کی مدد نہ کرینگے اور قریش مسلمان ہو جاوینگے تو ہم مسلمان ہو جاوینگے اور جو قومیں ہم سے متحد ہونگی وہ بھی اس معاہدہ میں ہمارے شریک ہیں اُس پر آیت ودوا الیٰ قولہ الا الذین یصلون الخ نازل ہوئی اھ **تیسری روایت** کلبی نے بطریق ابی صالح حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ آیہ ستجدون آخرین الخ میں جنکا ذکر ہے مراد اُن سے اسد اور غطفان ہیں کہ مدینہ میں آتے اور ظاہراً اسلام کا دعویٰ کرتے اور اپنی قوم سے کہتے کہ ہم تو بندر اور عقرب پر ایمان لائے ہیں اور مسلمانوں سے کہتے کہ ہم تمہارے دین پر ہیں اور ضحاک نے ابن عباس سے یہی حالت بنی عبد الدار کی نقل کی ہے اھ پہلی اور دوسری روایت روح المعانی میں اور تیسری معالم میں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ اس تیسری روایت والوں کی حالت مثل پہلی روایت والوں کے ہوئی کہ دلیل سے اُن کا پہلے ہی سے مسلمان نہ ہونا ثابت ہو گیا اسی لیے اُن کا حکم مثل عام کفار کے ہے یعنی مصالحت کی حالت میں اُن سے قتال نہ کیا جاوے اور عدم مصالحت میں قتال کیا جاوے چنانچہ پہلی روایت والوں کے باب

النحو کلام ما نیب فیہ فی البیضاوی حال من یوم ۱۲ **فائدۃ** وبما قررت فی فائدۃ المتن من الاصدقیۃ فی الکیف اندفع النزاع فی المسئلۃ التی افترق فیہا علماء عصرنا المعنونۃ،، بامتناع الکذب فان الکلام کلامان لفظی من الافعال ونفسی من الصفات ففی الاول الحق الامتناع العادی ای الامتناع مع دخول المنتفی تحت القدرۃ ولو اصطلح احد بتسمیتہ امتناعاً عقلیاً بالغیر لا تنازع بعد وضوح المراد وفی الثانی الحق الامتناع العقلی ای الانتفاء مع عدم دخول المنتفی تحت القدرۃ لا لنقصان القدرۃ بل لعدم صلاحیۃ المحل لتعلقہا

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ

پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُلٹا پھیر دیا اُنکے عمل کے سبب کیا تم لوگ اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جنکو اللہ تعالیٰ نے گمراہی

اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً

میں ڈال رکھا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے اُسکے لیے کوئی سبیل نہ پاؤ گے وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ

ہو جاؤ سو اُن میں سے کسی کو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو اُن کو پکڑو اور قتل کرو

حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى

جس جگہ اُن کو پاؤ اور نہ اُن میں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں

قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

کہ تمہارے اور اُن کے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ اُن کا دل تمہارے ساتھ ہو نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو

میں آیت ثانیہ میں اخذ و قتل کا حکم اور آیت ثالثہ میں مصالحت کی حالت میں انکا استثناء موجود ہے جنکی مصالحت کا ذکر روایت ثانیہ میں ہے اور تاکید استثناء کیلئے فان اعتزلوکم کی تصریح ہے اور یہ استثناء بوجہ اسکے کہ یہ مرتدین بسبب لحوق بدار الحرب کے مثل دیگر کفار کے ہو گئے استثناء متصل ہے گو مستثنیٰ ان مرتدین کا غیر کیوں نہ ہو اور تیسری روایت والوں کے باب میں آیت رابعہ میں عدم اعتزال و عدم الکف عن القتال کی حالت میں انکے اخذ و قتل کا حکم مصرح ہے اور قرینہ مقابلہ سے صلح کی حالت میں عدم قتال مفہوم ہوتا ہے پس کل فرقے جو یہاں مذکور ہیں تین ہیں ایک ایک روایت والے۔ ایک کا ذکر پہلی دوسری آیت میں۔ ایک کا تیسری میں ایک کا چوتھی میں اور حکم کل دو ہیں عدم صلح میں قتال اور صلح میں عدم قتال۔ رہی یہ بات کہ جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے باوجود یکہ دلائل سے انکا کفر بھی ثابت تھا پھر انکے لئے امن کا حکم کیوں تھا اسکے دو جواب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ انکی حالت بھی عام کفار کی سی تھی چونکہ وہ صلح سے رہتے تھے اسلئے مثل کفار مصالحین کے انسے جنگ نہ کیجاتی تھی۔ لیکن روح المعانی میں تحت آیت فان اعتزلوکم ابن عباسؓ سے ان آیات کا منسوخ ہونا آیت براءۃ فاذا انسلخ الاشہر الحرم سے نقل کیا ہے حالانکہ معاہدین سے جنگ نہ کرنیکا حکم اب بھی باقی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت خواہان صلح کی درخواست کا منظور کرنا واجب ہو گا اس اعتبار سے نسخ ہو سکتا ہے چنانچہ اب امام کو مخیر ہونا شرعی مسئلہ ہے یا اعلان نقض صلح یا کسی معین میعاد کے بعد کو صورۃً نسخ کہدیا ہو پس تخییر امام جب بھی تھی گو بنا علی الظاہر نہ کہیں دوسرا جواب یہ کہ اسوقت اسلام کیلئے مثل اقرار کے بشرط قدرت و تمکن ہجرت بھی فرض اور مدار قبول اسلام و اجراء احکام کا تھا جیسا اب بھی یہی حالت اقرار کی ہے چنانچہ روح المعانی میں تصریح ہے اسکی فرضیت کی تصریح کی ہے پس جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے جو کہ دار اسلام تھا وہ ظاہراً اس فرض کے حامل تھے اسلئے مثل مقر کے انسے تعرض ہونا تھا بخلاف روایت اولیٰ فقالتہ والوں کے کہ تارک ہجرت و مقیم دار الاسلام تھے اسلئے انکا حکم عام کفار کا سا ہوا اسی لئے آیت ثانیہ میں عدم اتخاذ اولیاء کیلئے جو کہ مرادف عدم قبول ایمان ہے کیونکہ ایمان منجملہ شرائط جواز ولایت ہے حتی یہاجروا کو غایت فرمایا ہے اور معالم سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت اولیٰ والوں کو جنہوں نے مسلمان کہا تھا اسکی وجہ یہ بیان کی تھی کہ کیا صرف ہمارا وطن نہ چھوڑنے سے جو انکو کافر کہا جاویگا۔ لیکن جب اسوقت ہجرت کی حالت مثل اقرار باللسان کے تھی تو اسوجہ کا جواب ظاہر ہے کہ ہاں مثل تارک اقرار کے اسکو کافر کہا جاویگا احقر نے جو روایت اولیٰ کے ذیل میں تاویل کی اور اسکے غیر معتبر ہونیکو مجملاً لکھا تھا اس سے دونوں کی تعیین و تبیین بھی ہو سکتی ہے اور یہ تمہید بوجہ توقف علیہ ہونے کے گو آیتوں سے پہلے لکھدی گئی لیکن بعد مطالعہ تفسیر آیات بھی اسکو مکرر دیکھ لینا مفید ہے

بعض احکام خاصہ جہاد در بعضے احوال خاصہ

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا الٰى قوله تعالٰى اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ

اللغات المحصور الضیق ۱۲ **البلاغۃ** قولہ الی تو ہو عدی بالی لتضمن یصلون لمعنی الانتہاء ۱۲ - **الروایات** ذکرت فی المتن واخرج ابی الصلاح من نزول الآیتین من رجع من المنافقین من احد لکنہا لا یساعدہ ظاہر الآیۃ ومن فقہا لہ محمل تو رجحنے یہاجروا علی ہجرۃ خاصۃ وہی الخروج الی الجہاد فان صاحب لروح حاقل فی ہذا ثلث استعمالات والمشہور ترک المنہیات والخروج للقتال ۱۲ - **ملحقات الترجمۃ** لہ قولہ فی آخر التمہید یہ سکتی ہے لم یجزم بہ لانی ما ظفرت بالتصریح بان فرض الہجرۃ کان بمنزلۃ فرض الاقرار وانما فہمتہ من الروایات والتفہیم محتمل للخطاء والصواب واللہ اعلم ۱۲

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُن کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی

السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ

رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تمکو اُن پر کوئی راہ نہیں دی بعضے ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی

وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ

قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں۔ جب کبھی اُن کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اُس میں جا گرتے ہیں سو یہ لوگ اگر تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت

السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا

رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو اُن پر

لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

صاف حجت دی ہے۔

ولو شاء اللہ لسلطھم علیکم فلقٰتلوکم سے اولٰئکم جعلنا لکم علیھم سلطٰنا مبینا تک **پہلے فرقہ کا بیان** رجبکہ تم ان مرتدین کی حالت دیکھ چکے ہو تمکو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم اختلاف رائے کر کے دو گروہ ہو گئے کہ ایک گروہ انکو اب بھی مسلمان کہتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکو انکے علانیہ کفر کی طرف الٹا پھیر دیا انکے بدعمل کے سبب وہ بدعمل ترک دار الاسلام کو باوجود قدرت کے چھوڑ دینا ہے جو کہ مثل ترک اقرار بالاسلام کے علامت کفر کی تھی اور واقع میں تو وہ پہلے بھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور اسی وجہ سے انکو منافق کہا کیا تم لوگ اے وہ گروہ جنکو اس ترک دار الاسلام کا علامت کفر ہونا معلوم نہیں اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جنکو اللہ تعالیٰ نے رجبکہ ان لوگوں نے گمراہی اختیار کی گمراہی میں ڈال رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ عزم فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں مطلب کہ گمراہ کو جو مومن کہتے ہو اور مومن وہ ہے جسمیں ایمان ہو اور اسوقت تک ان میں ایمان ہے نہیں تو کیا اب ایمان پیدا کرو گے جو اسکو مومن کہہ سکو اور یہ محال ہے پس انکا مومن ہونا معلق بالمحال ہے اسلئے انکو مومن کہنا مثل حکم بالمحال کے ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں اسکے مومن ہونیکے لئے کوئی سبیل یعنے راہ نہ پاؤ گے دپس ان لوگوں کو مومن نہ کہنا چاہئے اور بھلا وہ خود تو کیا مومن ہونگے انکے غلو فی الکفر کی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی رخدانہ کرے کافر بنجاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو جب یہ حالت ہے ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا یعنے کسی کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ مت کرنا کیونکہ دوستی کے جواز کے لئے اسلام شرط ہے جب تک وہ اللہ کی راہ میں یعنے تکمیل اسلام کیلئے ہجرت نہ کریں کیونکہ اسوقت ہجرت کا وہ حکم تھا جو اب اقرار باللہ کا ہے اور تکمیل اسلام کی قید اسلئے ہے کہ خالی دار الاسلام میں آنا کافی نہیں یوں تو کفار اہل تجارت بھی آجاتے ہیں بلکہ اسلامی حیثیت سے آویں یعنی اسلام بھی ظاہر کریں تاکہ جامع اقرار و ہجرت کے ہو جاویں اور رہی تصدیق وہ صرف عند اللہ شرط ہے اسکی تفتیش ضرور نہیں اور اگر وہ اسلام سے اعراض کریں اور کافر ہی رہیں تو انکو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ پاؤ رپکڑنا یا قتل کیلئے ہے یا غلام بنانے کے لئے اور نہ انمیں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مطلب یہ کہ کسی حالت میں انسے کوئی تعلق نہ رکھو نہ ان میں دوستی نہ خوف میں استعانت بلکہ بالکل الگ تھلگ رہو **(دوسرے فرقہ کا بیان)** مگر ان کفار میں جو لوگ ایسے ہیں کہ تمہارے ساتھ مصالحت رہنا چاہتے ہیں جسکے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ بواسطہ صلح ہو یعنی ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں (یعنے ہم عہد ہو جاتے ہیں) کہ تمہارے اور انکے درمیان عہد (صلح) ہے جیسے بنو مدلج کہ ان سے صلح ہوئی تو ان کے ہم عہد بھی اس استثناء میں آگئے تو بنی مدلج بار حجہ اولے مستثنیٰ ہوئے ریا دوسرا طریق یہ ہے کہ بلا واسطہ صلح ہو اس طرح سے کہ خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ انکا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو اسلئے نہ تو اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے لڑیں اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں بلکہ انسے بھی صلح رکھیں اور تم سے بھی پس دونوں طریقوں میں جس طریق سے کوئی مصالحت رکھے

البلاغۃ قولہ ویلقوا الیکم السلم فی الروح ہو استعارۃ لان من سلم شیئا القاہ وطرحہ عند المسلم لہ قولہ فما جعل اللہ فی الروح فیہ مبالغۃ فی عدم التعرض لہم لان من لا یمر بشیٔ کیف یتعرض لہ ۱۲ –

فائدہ بدیعیہ من الروح فی الآیتین الاولیین نوبات مقابلات. قولہ اعتزلوکم مع من لم یعتزلوکم وقولہ لم یقاتلوکم مع ویکفوا ایدیہم قولہ القوا الیکم مع ویلقوا الیکم السلم وقولہ فما جعل اللہ مع قولہ اولٰئکم جعلنا لکم وہذہ صنعۃ التقابل من انواع البدیع ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی فما لکم جب تم فالفاء للتفریع کو بنا خصیحۃ وقولہ کیا ہوا اشارۃ الی تقدیر ای شیٔ کائن لکم ۱۲

۲ قولہ فی فئتین اختلاف رائے کرکے اشارۃ الی ان التقدیر نفترقتم فئتین فالتفرق فی الرأی لا فی المسلک الدینی ۳ قولہ فی ارکسہم علانیہ اولٹ

۱۲ ع ۹ اشارۃ الی العدل لا الی انہم لم یؤمنوا بقلوبہم قط ومن ثمہ سموا منافقین وبالثانی الی معنی ارکس ای ردہم مقلوبین کما فی القاموس

۴ قولہ بما کسبوا ای تمدادا قرز عن الانتقال من دار الاسلام السفر المضوی ۱۲ ۵ قولہ ہنا کہ باوجود قدرت لا یرد حال المستضعفین اشکالا کما ان العذر لیسقط بالعجز ۱۲

۶ قولہ بنا کہ اسی وجہ سے ان کو منافق کا وصف للتشنیع والتصویر یعنی ہم لم یشتہروا بالنفاق ۷ قولہ فی من اضل ہدایت کرنے ہم کہ انا کیکن بایمانہم لانہم یریدون ایمانہم فی الکلام کنایۃ ۸ قولہ فی خذوھم پکڑنا کذا فی مدارک المعانی ۹ قولہ فی بینکم بنو مدلج تدریدوں الفرقۃ الثانیۃ لم یدخل فیہ بنو مدلج لانہ دخولہم فیہا ۱۰ قولہ فی اوجاء ہم نیز اشارۃ الی ان او بمعنی الواو بقرینۃ المقام

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ

اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اُس پر

رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ

ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا ہے جو اُسکے خاندان والوں کو حوالہ کردی جاوے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کردیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو

قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ

کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خون بہا ہے

وہ حکم مذکور اخذ اور قتل سے مستثنیٰ ہے اور (تم اُن لوگوں کی درخواست صلح میں اللہ تعالیٰ کا احسان مانو کہ اُن کے دل میں تمہاری ہیبت ڈال دی ورنہ) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُن کو تم پر مسلط (اور دلیر) کردیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے (مگر خدا تعالیٰ نے تمکو اس پریشانی سے بچالیا) پھر اگر (صلح کرکے) وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور وہ تم سے سلامت روی رکھیں (ان سب الفاظ کا مطلب یہ کہ صلح سے رہیں کئی لفظ تاکید کیلئے فرمادئے) تو (اس حالت صلح میں) اللہ تعالیٰ نے تمکو اُن پر (قتل یا قید وغیرہ کی) کوئی راہ نہیں دی (یعنی اجازت نہیں دی) تیسرے فرقہ کا بیان) بعضے ایسے بھی تمکو ضرور ملیں گے (یعنی انکی یہ حالت معلوم ہوگی) کہ (برَاہ خداع) وہ یہ (بھی) چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہوکر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہوکر رہیں (اور شائقہ ہی ہیں کہ) جب کبھی انکو (صریح مخالفین کی طرف سے شرارت (و فساد) کیطرف متوجہ کیا جاتا ہے (یعنی اُنسے مسلمانوں سے لڑنے کیلئے کہا جاتا ہے) تو وہ (فوراً) اُس (شرارت) میں جا گرتے ہیں (یعنی مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور وہ خداع کی صلح توڑ دیتے ہیں) سو یہ لوگ اگر (صلح توڑ دیں اور) تم سے (یعنی تمہاری لڑائی سے) کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو (تمہارے مقابلہ سے) روکیں (سب کا مطلب مثل سابق کے ایک ہی ہے کہ صلح توڑ دیں) تو تم (بھی) انکو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں انکو پاؤ اور ہم نے تمکو انپر صاف حجت دی ہے (جس سے انکا مباح الدم ہونا ظاہر ہے اور وہ حجت انکا نقض عہد ہے) ربط اوپر سے قتل و قتال کا ذکر چلا آرہا ہے اور کل صور تہا بتداءً قتل کی آٹھ ہیں کیونکہ مقتول چار حال سے خالی نہیں یا تو مومن ہے یا ذمی ہے یا مصالح و مستامن ہے یا حربی ہے اور قتل دو طرح کا ہے یا عمداً یا خطأً پس ان اعتبارات کل صورتیں قتل کی آٹھ ہوئیں اول مومن کا قتل عمد دوم مومن کا قتل خطاء سوم ذمی کا قتل عمد چہارم ذمی کا قتل خطاء پنجم مصالح کا قتل عمد ششم مصالح کا قتل خطاء ہفتم حربی کا قتل عمد ہشتم حربی کا قتل خطاء۔ ان صورتوں میں بعض کا حکم تو اوپر معلوم ہوچکا بعض کا آگے مذکور ہے اور بعض کا حدیث میں موجود ہے چنانچہ صورت اولیٰ کا حکم دنیوی یعنی وجوب قصاص سورہ بقرہ میں مذکور ہے اور حکم اخروی آگے آیت ومن یقتل میں آتا ہے اور صورت دوم کا بیان قول اللہ تعالیٰ وما کان لمومن الی قولہ وہو مومن فتحریر رقبۃ میں آتا ہے۔ صورت سوم کا حکم حدیث دارقطنی میں ہے کہ ذمی کے عوض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے قصاص لیا اخرجہ الزیلعی فی تخریج الہدایۃ۔ صورت چہارم کا ذکر قول اللہ تعالیٰ وان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق میں آتا ہے۔ صورت پنجم کا ذکر اوپر کے رکوع قول اللہ تعالیٰ فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا میں آچکا ہے۔ صورت ششم کا حکم صورت چہارم کے ساتھ ہی مذکور ہے کیونکہ میثاق عام ہے موبد اور موقت کو پس ذمی و مستامن دونوں آگئے در مختار کی کتاب الدیات کے شروع میں مستامن کی دیت کے وجوب کی تصحیح کی ہے۔ صورت ہفتم و ہشتم کا حکم خود جہاد کی مشروعیت سے اوپر معلوم ہوچکا کیونکہ جہاد میں اہل حرب قصداً مقتول ہوتے ہیں اور خطأً کا جواز بالاولیٰ ثابت ہوگا۔ حکم بست و دوم تفصیل احکام بعض صور قتل وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً الی قولہ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ

اللغات الرقبۃ التسمیۃ مجاز الطلاق الجزء علی الکل کمۃ متعارف فی الممالیک خاصۃ **النحو** قولہ الا ان یصدقوا منصوب علی الاستثناء ای فی جمیع الاحیان الا حین التصدق ۱۲ **الروایات** فی الدر المنثور اخرج ابن جریر وابن المنذر عن السدی ان عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی اسلم وہاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وساق الحدیث۔ وفیہ فخرج عیاش فلقی الکنانی وقد اسلم وعیاش لا یعلم باسلامہ فقتلہ حتی اتی فاخبرہ بذلک فاتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاخبرہ الخبر فنزلت واخرج ابن جریر عن ابن زید انہا نزلت فی رجل قتلہ ابو الدرداء قال لا الہ الا اللہ فضربہ فقتلہ فاتی النبی الا انما کان یتقی بذلک ولیس مومنا فقتلہ بعامتہ اخرج فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمۃ ومجاہد والسدی وعن ابن اسحاق وابی یعلی والحارث بن اسامۃ وابی مسلم عن القاسم وعن ابن ابی حاتم عن ابن عباس وفی الروح فی قولہ تعالیٰ فان کان من قوم عدو لکم والآیۃ کما قال ابن جبیر نزلت فی مرداس بن عمرو لما قتلہ خطأ اسامۃ بن زید ۱۲ ؎

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ تبیل و لو شاء اخذ اور قتل سے مستثنیٰ اشارۃ الی ان الاستثناء لیس من اتخاذہم اولیاء لانہم مالم یومنوا ۲ قولہ فی فلم یعتزلوکم یعنی اشارۃ الی ان اللفظ للتفصیل والتفسیر ۳ قولہ فی سنجدون ضرب معلوم اشارۃ الی ان السین للتاکید لا الاستقبال باعتبار العلم بحالتہم والا فما تہدید وعید من قبل ۴ قولہ ہناک بالاہ خداع بیان علیہ التقیم ومقابلۃ من حصرت صدورہم فیہم انحصر صدورہم عن القتال من کان فیہا فیہا ایماء لفصل معنی الخداع ۱۲ ۵ قولہ فی کلما اور ساقہ ہی اس کیساتھ اشارۃ الی ان کلما صفۃ ثابتۃ لکلمین وبالمجموع تمیزوا من قبلہم فالمقصد ابادۃ الامن مشترک صورۃ ولٰکن لم یبق مشترکا بعد اعتبار مفہوم الخداع فیہ کما بینا من قبل ۶ قولہ فی دیلقوا انہتے الی اشارۃ الی العطف علی المنفی وعلی النفی ۱۲ ۷ قولہ فی تہمید میثاق ہم سے صرح بہ فی روح المعانی ۱۲

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ

جو اسکے خاندان والوں کو حوالہ کردیجاوے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے حکمت والے ہیں

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (الیٰ قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو ابتداءً قتل کرے لیکن غلطی سے (ہو جائے تو اور بات ہے) اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر (شرعاً) ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے اور خونبہا بھی واجب ہے جو اس (مقتول) کے خاندان والوں کو (یعنی ان میں جو وارث ہیں بقدر حصص میراث) حوالہ کردیا جاوے (اور جسکا کوئی وارث نہ ہو بیت المال قائم مقام ورثہ کے ہے) مگر یہ کہ وہ لوگ (اس خونبہا کو) معاف کردیں (خواہ کل یا بعض جتنی ہی معاف ہو جاویگی) اور اگر وہ (مقتول خطاءً) ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں (یعنی حربی ہیں) اور (اُن ہی میں کسی وجہ سے رہتا تھا) اور وہ شخص خود مومن ہے تو صرف ایک غلام یا لونڈی مسلمان آزاد کرنا پڑیگا اور دیت اسلئے نہیں کہ اگر ورثہ اس مقتول کے مسلمان ہیں تب تو وہ تحت ولایت حاکم مسلم نہ ہونیکے باعث مستحق نہیں لانقطاع ولایۃ القضاء علیہم اور اگر کافر ہیں تو اس صورت میں دیت بیت المال کا حق ہوتی ہے اور دار الحرب سے بیت المال میں ترکہ لایا نہیں جاتا) اور اگر وہ (مقتول خطاءً) ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ (صلح یا ذمہ کا) ہو (یعنی ذمی یا معاہد و مستامن ہو) تو خونبہا (بھی) واجب (ہے) جو اس (مقتول) کے خاندان والوں کو (یعنی اُن میں جو وارث ہیں) حوالہ کردیجاوے (کیونکہ کافر کا وارث ہوتا ہے) اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پڑیگا پھر (جن صورتوں میں غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے) جس شخص کو (غلام لونڈی) نہ ملے (اور نہ اتنے دام ہوں کہ خرید سکے) تو اسکے ذمہ بجائے اس آزاد کرنیکے متواتر (یعنی لگاتار) دو ماہ کے روزے ہیں (کہ آزاد کرنا اور وہ نہ ہوسکے تو روزے رکھنا) بطریق توبہ کے (کہ) جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے (یعنی تمکا یہ طریقہ مشروع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے حکمت والے ہیں (اپنے علم و حکمت سے مصلحت کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہیں گو ہر جگہ حکمت بندہ کو معلوم نہ ہو)

ف: یہاں چند مسائل کا سمجھنا ضرور ہے مسئلہ قتل کی تین قسمیں ہیں عمد جو ظاہراً قصد سے ایسے آلہ کے ذریعہ واقع ہو جو آہنی یا بالتفریق اجزاء میں بجائے آہنی کے ہو جیسے دھار دار بانس یا دھار والا پتھر یا آگ۔ دوسرے شبہ عمد جو قصداً تو ہو مگر ایسے آلہ سے نہ ہو۔ تیسرے خطاء یا تو قصد و ظن میں کہ دور سے آدمی کو شکاری جانور یا کافر حربی سمجھ کر نشانہ لگا دیا یا فعل میں کہ نشانہ تو جانور ہی کو لگایا لیکن آدمی کے جا لگا۔ اس آیت میں خطاء سے مراد غیر عمد ہے پس دوسری تیسری دونوں قسمیں اس میں آگئیں دونوں میں دیت بھی ہے اور گناہ بھی مگر ان دونوں امر میں دونوں قسمیں متفاوت ہیں دیت دوسری قسم کی سو اونٹ ہیں چار قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے پچیس پچیس اور دیت تیسری قسم کی سو اونٹ ہیں پانچ قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے بیس بیس البتہ اگر دیت میں نقد دیا جاوے تو دونوں قسموں میں ایک ہزار دینار شرعی یا دس ہزار درہم شرعی ہیں۔ اور گناہ دوسری قسم میں زیادہ ہے۔ بوجہ قصد کے اور تیسری قسم میں کم صرف بے احتیاطی کا۔ کذا فی الہدایۃ چنانچہ تحریر رقبہ کا وجوب و نیز لفظ توبہ اس پر دال ہے۔ اور یہ حقیقت ان تینوں قسموں کی باعتبار وجوب احکام شرعیہ فی الدنیا کے ہے اور گناہ کا عتبار سے عمد و غیر عمد ہونا اس کا مدار عند اللہ قلب پر ہے جس پر وعید آیندہ کا مدار ہے وہ خدا کو معلوم ہے۔ ممکن ہے کہ اس اعتبار سے قسم اول غیر عمد ہو جاوے اور قسم ثانی عمد ہو جاوے اسی لیے احقر نے تعریفات میں ظاہراً کی قید لگائی کذا یفہم من الہدایۃ وایضاً ہو ظاہر مسئلہ یہ مقدار مذکور دیت کی جب ہے کہ مقتول مرد ہو اور اگر عورت ہو تو اسکی نصف ہے کذا فی الہدایۃ دلیل اس کی حدیث بیہقی کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیۃ المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل کذا فی شرح النقایۃ اور قرآن مجید میں دیت مجمل ہے پس حدیث سے تفصیل و تفاوت مذکور مفسر ہوگی مجمل اور مفصل یا مبہم و مفسر میں تعارض لازم نہیں آتا مسئلہ دیت مسلم اور ذمی کی برابر ہے دلیل اس کی حدیث ہے قال علیہ السلام دیۃ کل ذی عہد فی عہدہ الف دینار کذا فی الہدایۃ اخرجہ ابوداؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب کذا فی شرح النقایۃ اور ظاہر قرآن مجید سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ دونوں جگہ دیت کو ایک ہی عنوان سے ذکر فرمایا ہے اور ظاہر کی قید اسلیے لگائی کہ قائلین بالتفاوت کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے دلائل سے ہمکو معلوم ہوا کہ دونوں عنوانوں کا معنون مختلف ہے مسئلہ کفارہ یعنی تحریر رقبہ یا صیام خود قاتل کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور دیت قاتل کے اہل نصرت پر ہے جنکو شرع کی اصطلاح میں عاقلہ کہتے ہیں تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے دلیل اس کی یہ حدیث ہے قال علیہ السلام لا ولیاء المجانی،

ملحقات الترجمۃ ۱۔ قولہ نہ ما کان شان نہیں کما فی التفاسیر ما کان وما صح ۱۲ ۲۔ قولہ ہنا ابتداءً احتراز عن القصاص ونحوہ ۱۲ ۳۔ قولہ فی خطاءً غلطی سے اشارۃ الی ان الا حال ای فی حال الخطاء ۱۲ ای فی حال الخطاء ویجوز ان یکون مفعولاً مطلقاً ای قتلاً خطاءً ویصح حمل ترجمتی علیہ فعلی ہذا التقدیر لا یلزم جواز قتل الخطاء لان معنی الکلام لیس الا ما یجوز للمؤمن الخ ۱۲ ۴۔ قولہ فی فتحریر اس پر ہی علیہ یعنی یا لونڈی واجب ۱۲ ۵۔ قولہ فی ایصال فدیۃ اس خونبہا کو اشارۃ الی الحذف ۱۲ ۶۔ قولہ الی الدیۃ خاصۃ لا تحریر رقبۃ فانہ واجب بکل حال ۱۲ ۷۔ قولہ فی فان کان من قوم عدو اور اشارۃ الی کون الفاء للتفصیل لا للتعقیب ۱۲ ۸۔ قولہ ہنا کسی وجہ سے ای الاقامۃ بینہم مع امکان الہجرۃ لکن الظاہران حکمہ سواء ورد من تضعیف دیتہم فی الحدیث محمول

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اُس میں رہنا اور اُس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اُس کو اپنی رحمت سے دور کر دینگے اور

وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

اوس کے لیے بڑی سزا کا سامان کرینگے

تو معاف ہو وہ کذا فی الهدایة رواه الطبرانی فی معجمہ کذا قال علی القاری۔ اور قرآن مجید سے یہ معارض نہیں کیونکہ اصل وجوب قاتل ہی پر ہے لیکن بوجہ اسکے کہ اس قاتل کا جرم خطا میں، باعتبار خطا ہونے کے اور شبہ عمد میں بنظر آلہ کے کہ موضوع قتل کے لیے نہیں خفیف ہے اسلیے اتنی بڑی رقم اسکے ذمہ ڈالنا مناسب نہیں اور عاقلہ کی تخصیص اسلیے ہے کہ آدمی اپنے انصار کے زور پر ایسی بے احتیاطی کیا کرتا ہے آیندہ کو وہ لوگ بھی اسکا انسداد رکھیں گے اور اسکی حفاظت میں کوتاہی نہ کرینگے پس یہ انصار وجوب میں اسکے قائم مقام ہیں اور یہ نہیں کہ اس کو وجوب نہیں چنانچہ قاتل بھی اس چندہ میں داخل ہوتا ہے کذا فی الهدایة۔ اور اگر آیت میں علیہ مقدر نہ کریں صرف فالواجب مقدر ہو تو علیہ و علیہم دونوں کو شامل ہو جاویگا پس معارضہ کا شبہ بھی نہ رہیگا۔ رہا آیت لا تزر وازرة وزر اُخری سے تعارض کا شبہ وہ اس تقریر سے رفع ہو گیا کہ انکی جانب سے ایک گونہ حفاظت میں تقصیر رہی۔ یا ذنوب کو گناہ کے ساتھ خاص کہا جاوے تو سرے سے شبہ ہی نہ پڑیگا مسئلہ کفارہ میں لونڈی غلام برابر ہیں لفظ رقبہ عام ہے البتہ صحیح الاعضاء ہو کیونکہ مطلق سے مراد کامل ہوتا ہے کذا فی الکتب الفقهیة مسئلہ دیت مقتول کی شرعی ورثہ میں تقسیم ہوگی اور جو اپنا حصہ معاف کر دیگا اُس قدر معاف ہو جاویگی اگر سب نے معاف کر دیا سب معاف ہو جاوےگی کذا فی الکتب الفقهیة مسئلہ جس مقتول کا کوئی وارث شرعی نہ ہو اُسکی دیت بیت المال میں داخل ہوگی کیونکہ عین ترکہ ہے اور ترکہ کا یہی حکم ہے مسئلہ ان کان من قوم عدو لکم کے ترجمہ میں صرف کہنے کی دار اسی جگہ مذکور ہے کہ اس صورت میں دیت نہیں اسکی دلیل بھی ہاں مذکور ہے ایسے شخص کا ترکہ بیت المال میں لانا کہیں نظر سے نہیں گذرا اور ظاہر منتفی ہے لانقطاع الولایة اور اُسی میں یہ قید کہ وہاں رہتا تھا اسلیے لگائی کہ اگر یہ شخص دارالاسلام میں ہو تو اُسکا ترکہ چونکہ بیت المال کا حق ہے لہٰذا اُسکی دیت واجب ہوگی۔ کذا یفہم من الدر المختار اسی طرح اگر ایسے مقتول کا کوئی وارث دارالحرب میں مسلمان ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اُسوقت بھی دیت واجب ہوگی۔ کذا یفہم من الدر کیونکہ یہ مسلمین اُن اہل میثاق کفار سے جو آگے مذکور ہیں کم نہیں اور وہاں دیت تھی لیکن اسکے بعد روح المعانی سورہ فتح آیہ ہم الذین کفروا الخ کے ذیل میں یہ مسئلہ کافی سے منقول نظر سے گذرا کہ جو مسلمان دارالحرب میں رہتا ہو اور اُسکو کوئی قتل کر ڈالے اور اُسکے وارث مسلمان بھی ہوں تو عمد میں گناہ ہے اور خطا میں صرف کفارہ ہے دیت نہیں پھر در مختار قبیل فصل استیمان میں بھی یہ مسئلہ دیکھا گیا مسئلہ اہل میثاق کے باب میں جو دیت واجب ہے ظاہر یہ ہے کہ اہل کے موجود کے وقت ہے اور اگر اہل نہوں یا وہ اہل مسلمان ہوں کہ بجائے نہ ہونے کے ہیں تو اگر وہ ذمی ہے تو دیت ہوگی اور بیت المال میں آویگی کیونکہ ذمی کا ترکہ جسمیں دیت داخل ہے بیت المال میں آتا ہے کذا فی الدر المختار ورنہ واجب بھی نہ ہوگی لعدم صدق مسلمة الی اهله مسئلہ ہندوستان میں رقبہ نہیں ملتا ظاہر یہ ہے کہ لم یجد صادق آویگا عرب میں اگر مل بھی جاوے تو واجب نہیں لما فیہ من الحرج وحذا کفارات اخری من الیمین والظہار پس صیام جائز ہے مسئلہ صیام میں اگر مرض وغیرہ کی وجہ سے ناغہ ہو جاوے از سر نو رکھنے پڑینگے البتہ عورت کا حیض قاطع تتابع نہیں کذا فی الکتب الفقهیة مسئلہ اگر کسی عذر سے صیام پر قدرت نہ ہو تو قدرت تک توبہ کیا کرے مسئلہ قتل عمد میں یہ کفارہ نہیں توبہ کرنا چاہیے کذا فی الکتب الفقهیة تنبیہ یہاں جن مسائل میں عموماً یا خصوصاً حوالہ مذکور نہیں ہے وہ بوجہ اس کے کہ میرے پاس کتابیں کم ہیں میری نظر سے نہیں گذرے محض قواعد کی بنا پر لکھا ہے۔ اگر کسی کو غلطی پر اطلاع ہو درست فرما دیا جاوے اور لکھنے کی ضرورت کو مقام مقتضی تھا کہ تکمیل تحقیق اُس پر موقوف تھی واللہ اعلم۔ ربط اوپر کی آیت کی تمہید میں جو آٹھ صورتیں مذکور ہیں اُن میں کی پہلی صورت کا آگے بیان ہوتا ہے پس یہ تتمہ ما قبل کا ہے۔ **تتمہ سابق**

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الی قولہ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اُسکی (اصلی) سزا (تو) جہنم (ہے) اس طرح رہنا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہنا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہ ہوگی بلکہ ایمان کی برکت سے آخر نجات ہو جاویگی) اور اس پر ایک میعاد معین تک کے واسطے اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے۔ اور اُسکو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور کر دینگے اور اُسکے لیے بڑی سزا (یعنی سزائے دوزخ) کا سامان کرینگے ف تمام اہل حق متفق ہیں کہ بجز کفر و شرک کے کوئی امر موجب خلود فی النار نہیں ہے اس دعوے پر بیشمار آیات و حدیث دال ہیں اس آیت کے بعض ظاہری لفظوں سے اسکے خلاف کا شبہ ہوتا تھا لیکن اسکا صحیح مطلب ترجمہ سے ظاہر ہو گیا وہ شبہ رفع ہو گیا۔ البتہ صرف حضرت ابن عباسؓ کا مذہب اُن ظاہری الفاظ کے موافق مشہور ہے اور انکا قول سورہ فرقان کی آیت میں جو بعد ذکر قتل کے الا من تاب

الروایات فی اللباب اخرج ابن جریر من طریق ابن جریج عن عکرمة ان رجلا من الانصار قتل اخا مقیس بن ضبابة فاعطاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدیة فقبلها ثم وثب علی قاتل اخیه فقتله فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اومنه فی حل ولا حرم فقتل یوم الفتح قال ابن جریج وفیه نزلت هذه الآیة ومن یقتل مومنا متعمدا الخ [illegible]

ملحقات الترجمة

لـہ قولہ اسکی اصلی سزا جہنم ہے اشارۃ الی قولہ جزاء و اجاب بعضهم بان الکلام خرج مخرج الطویل دیخدشہ ان تخصیص باب هذا التاویل برفع الحسن من الایات خروجه فیها المؤمنین المؤمن فی الجنة والکافر الخلود فی النار دان اشکل الجواب بان الخلود لمثه تاکید بالتابید ظاہر فی الحسن ولبعضهم بان المتعمد ان تقتل مومنا من حیث الایمان وحاصله الاستحلال لکن علی هذا یفوت التقابل بین هذا القتل المذکور فی هذه الآیة السابقة وهو الخطاء المقرر واجاب بعضهم بان نزولها فی الکافر الذی قتل المومن لکن قد تقرر فی محله ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب فالحسن الخالی من التکلف الاشعر ما لی علی هذا الفرق بین قوله جزاءه و جهنم و قوله تعالیٰ من یعمل سوءا یجز به فیه نفع منه الحال لانی اقول فرق بینهما فان قوله یجز به بعنوان ثبوت هذا الجزاء ومعنی قوله جزاءه اثبات کون هذا جزاء لا اثبات الوقوع لیستبعد الوقوع علیه کما فی قوله تعالیٰ جزاء سیئة سیئة مثلها کی تعقبه ذلک بما ذکر فمن عفا واصلح فاجره علی الله فی قوله فلا فرق بین کون الجزاء من قبیل تعقله لو لوعدها لکن جزاءهم مغفور بوسائل لقوله جزاءه جهنم فی تعیین الوعید منه فلیستغنی الجواب فلا بد فی الاحتی وذلک ان الطیع والاطلاع من الکریم وعدو لا تخلیف للمیعاد ثم الوعد بالجنة لم یصدق آیة تقدیر بل هذه و کذا آیات لیس فیه کلمة الخلود الا وان القتل حیث یدل علی الخلود لما نشرحه فی غیر هذه الآیة ۱۲ — ۲ـہ قولہ فی غضب اللہ الخ میعاد لما ثبت من عدم الخلود ۱۲ — ۳ـہ قولہ فی هذه الآیة خاصة التی تختص بالفائزین المقربین الذین لم یباشروا هذا القتل ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ

اے ایمان والو | جب تم اللہ کی راہ میں | سفر کیا کرو | تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے

السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫

یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں۔ | اس طور پر کہ تم دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش کرتے ہو۔

گیا ہے اُسکے تعارض کے جواب میں یہ منقول ہے کہ سورۂ فرقان مکیہ ہے اور نساء مدنیہ پس وہ استثناء اس اطلاق حتمیہ سے مرتفع ہوگیا اور دوسرا جواب منقول ہے کہ وہ قبول توبہ مشرکین کے لیے ہے جو بعد میں مسلمان ہو جائیں لیکن روح المعانی میں بروایت ابن حمید اور نحاس کے سعید بن عبیدہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس قاتل مومن کے قبول توبہ کے قائل تھے ایک بار ایک شخص نے آکر ان سے پوچھا کہ کیا اسکی توبہ مقبول ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں بس اُسکے لیے دوزخ ہی ہے جب وہ شخص اُٹھکر چلا گیا تو حاضرین نے اس جواب پر جو اُنکے پہلے فتوے کے خلاف تھا تعجب ظاہر کرکے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو ایسا گمان ہوا کہ وہ غصہ میں کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے چنانچہ کسی کو تحقیق کیلئے اُسکے پیچھے دوڑایا تو یہی بات نکلی اھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس کا قول مشہور بنا بر مصلحت تھا اصل مذہب جمہور کے موافق تھا چنانچہ روح میں سفیان سے بھی نقل کیا ہے کہ اہل علم سے اُسکو جب کوئی ابتداءً پوچھتا تو جواب میں یہی کہتے کہ اسکی توبہ مقبول نہیں لیکن جب کوئی مبتلا ہو جاتا تو اُسکو توبہ کا حکم فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس کے سوا اور بزرگوں کی بھی یہی عادت تھی یہ تو تحقیق تھی اُنکے مذہب کی رہ گیا سورہ فرقان کے استثناء کا تقدم سو نسائی میں حضرت زید سے دو روائتیں پاس پاس منقول ہیں ایک کا مضمون یہ ہے کہ یہ آیت سورہ فرقان کی آیت سے آٹھ مہینے پیچھے نازل ہوئی اور دوسری کا مضمون یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم بہت ڈرے اسکے بعد سورہ فرقان کی آیت نازل ہوئی چونکہ یہ دونوں حدیثیں ثقہ میں تو صحیح حدیثوں میں تعارض ہو نہیں سکتا اسلیئے تطبیق میں کہا جاوے کہ سورہ فرقان کی آیت کا جو حصہ استثناء سے پہلے ہے وہ تو پہلے نازل ہوا اور اُسی کی تائید کے لیے یہ آیت نازل ہوئی چونکہ اس آیت میں صرف قتل پر وعید ہے بخلاف آیت فرقان کے کہ اسمیں قتل کے ساتھ شرک بھی مذکور ہے کہ خلود اس مجموعہ پر محتمل ہے اسلیئے اس آیت سے زیادہ خوف ہوا اُسوقت سورہ فرقان کا حصہ استثناء نازل ہوا جس میں وعدہ قبول توبہ کا ہے مگر چونکہ استثناء محتاج ہے مستثنیٰ منہ اور عامل کا اسلیئے شاید پہلا حصہ مکرر نازل ہوا ہو پس سورۂ فرقان کی آیت کا تقدم و تاخر نزول میں ہر دو حکم صحیح ہوگئے اور استثناء کا تاخر قائم رہا البتہ ہر عمل کے توبہ کے شرائط جداگانہ ہیں بہر حال عدم خلود جو اصل مقصود ہے ثابت ہوگیا۔ رہا مشرکین کے باب میں نازل ہونا سو چونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہے اسلیئے خصوص مورد مضر نہیں۔

ربط۔ اوپر قتل مومن پر سخت وعید فرمائی ہے آگے یہ فرماتے ہیں کہ احکام شرعیہ کے جاری ہونے میں مومن کے مومن ہونے کیلیے صرف ظاہری اسلام کافی ہے جو شخص اسلام کا اظہار کرے اُسکے قتل سے دست کش ہو جانا واجب ہے۔ قرائن سے باطن کی تفتیش کرنا اور احکام اسلامیہ جاری کرنے میں اُسکے ثبوت کا منتظر رہنا جائز نہیں جیسا بعض صحابہ سے بعض غزوات میں یہ غلطی واقع ہوا کہ بعضے لوگوں کے اظہار علامات اسلام کو تقیہ و کذب پر محمول کرکے قتل کر ڈالا اور مقتول کا مال غنیمت میں لے لیا اللہ تعالیٰ نے اس کا انسداد فرمایا اور چونکہ اُسوقت تک صحابہ کو یہ مسئلہ مشروحًا معلوم نہ تھا اسلیئے صرف فہمائش پر اکتفا کیا۔ **حکم لسبت و سوم وجوب اکتفا بر اظہار اسلام** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ ۔

اللغات۔ فتبینوا ای فاطلبوا بیان الامر فی کل ما تاتون وتذرون ولا تعجلوا فیہ من غیر رویۃ وتدبر وتثبتوا ای فاطلبوا اثبات الامر ولا تعجلوا فیہ وہما متقاربان ۱۲

النحو والبلاغۃ فی الروح قولہ ولا تقولوا الخ المراد النہی عما ہو نتیجۃ لترک المامور بہ وتعیین مادۃ مہمۃ من المواد التی یجب فیہا التبیین والتثبیت۔ قولہ تبتغون فی موضع الحال من فاعل تقولوا مشعر بما ہو الحامل لہم علی العجلۃ والنہی راجع الی القید والمقید وقولہ فعند اللہ تعلیل للنہی عن القید کانہ قیل لا تبتغوا الخ قولہ کذلک الآیۃ تعلیل للنہی عن المقید اھ قلت ولا یلزم انبغاء الصحابۃ عرض الدنیا لان النہی راجع الی المجموع فکان المعنی لا تقولوا ولا تبتغوا اما نشاء لا یدل علی الجزء ولو قدر حرف الاستفہام قبل تبتغون کان الظاہر فی ہذا المعنی بطریق الاستفہام الانکاری بمعنی عدم الوقوع ای لستم مبتغین لانکم تعلمون ان اللہ عندہ مغانم الخ ولما لم یذہب احد من المفسرین الیہ لم اختر فی الترجمۃ ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ السلم بلا الف و معناہما قیل مختلف ای الانقیاد والسلام وقیل واحد ای الانقیاد وقیل ای السلام وہذا الاخیر من الخازن۔ وفی قراءۃ فتثبتوا بالثاء ۱۲ **الروایات** اورد فی اللباب عن البخاری و الترمذی والحاکم وغیرہم عن ابن عباس قصۃ رجل سلم علی نفر من الصحابۃ فقالوا ما سلم علینا الا لیتعوذ فقتلوہ واتوا بغنمہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن البزار عن ابن عباس قصۃ رجل قال نشہد ان لا الہ الا اللہ فقتلہ المقداد۔ وعن احمد والطبرانی عن عبد اللہ بن ابی حدرد قصۃ عامر سلم علیہم فقتلہ محلم وعن ابن جریر عن ابن عمر نحوہ وعن الثعلبی عن ابن عباس ان اسم المقتول مرداس قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ واسم القاتل اسامۃ وعن ابن جریر من طریق السدی نحوہ وعن ابن ابی حاتم عن جابر فی مرداس وعن ابن مندۃ عن جزء قصۃ فدا قال للسریۃ انا مومن وقتلوہ وفیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطا اخاہ دیتہ اھ قلت و اعطاء الدیۃ لقولہ تعالی فدیۃ مسلمۃ الی اہلہ وفی الروح الروایۃ التی مرت فی قولہ وما کان لمؤمن من قتل ابی الدرداء اھ قلت ولا تنافی بین الجمیع وقلت وما ورد فی بعض الروایات ان بعض القاتلین من غیر ما ذکر لم یجعلوا حاشدین فاجاب عنہ صاحب الروح بعد سرد تلک الروایات ان ہولاء لم یقتلوا خطاءً واجتہادًا بل لضغائن کانت بینہم من قبل وانا ثبت ذلک بالنقل فانظر فیہ ان شئت ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** لـــ قولہ فی التمہید مصرحًا ان العلم بالقواعد کان حاصلًا ومن ثم عوتبوا لکن لعدم التفقہ لم یتنبہوا افاقہم فکان خطائہم اجتہادًا لکن ناشیًا من العجلۃ والا لما تیبوا فافہم ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا فیہ ان الجملۃ حال والعامل فیہا لا تقولوا دل علی الاخلاص فی الدین لاسیما فی الافتاء بالکفر ان یکون الباعث علیہ الغرض النفسانی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا۔ تبتغون حال ہے جس میں لا تقولوا عامل ہے پس آیت دال ہوئی اخلاص فی الدین پر خصوص کفر کا فتوی دینے میں کہ غرض نفسانی اسکی باعث نہ ہو۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں۔ پہلے تم بھی ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ

تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور

وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ

اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے۔ یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔

(الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے (علامات) اطاعت (کی) ظاہر کرے (جیسے کلمہ پڑھنا یا مسلمانوں کے طرز پر سلام کرنا) یوں مت کہدیا کرو کہ تو دل سے مسلمان نہیں (محض اپنی جان بچانے کو جھوٹ موٹ اظہار اسلام کرتا ہے) اس طور پر کہ تم دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش کرتے ہو کیونکہ خدا کے پاس (یعنی انکے علم و قدرت میں تمہارے لیے) بہت غنیمت کے مال ہیں (جو تمکو بطریق مرضی حق ملینگے اور یاد تو کرو کہ) پہلے (ایک زمانہ میں) تم بھی ایسے ہی تھے (کہ تمہارے اسلام کے قبول کا مدار صرف تمہارا دعویٰ و اظہار تھا) پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا (کہ اس ظاہری اسلام پر اکتفا کیا گیا اور تفتیش باطنی پر موقوف نہ رکھا) سو ذرا غور (تو) کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (کہ بعد اس حکم کے کون اس پر عمل کرتا ہے کون نہیں کرتا) ف یہ حکم سفر کے ساتھ خاص نہیں لیکن چونکہ یہ غلطی اتفاق سے سفر میں ہوئی تھی اسلیے ذکر میں تخصیص سفر کی ہو گئی اور سلام میں مسلمانوں کے طرز کی قید اسلیے ہے کہ اسوقت میں کفار کا سلام اور طور پر تھا جیسے انعم صباحا اور حیاک اللہ۔ اور منجملہ ان علامات کے اذان و نماز بھی ہے جو اسمیں مشغول ہو اسکو مسلمان سمجھنا چاہیے اور (ایک معنی احسان کرنے کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارا اسلام اب مشہور و معلوم عند الناس ہو گیا مگر اول سے تو ایسے نہ تھے کذا فی الکشاف اور دوسرے فتبینوا کے ایک معنی وہ بھی ہو سکتے ہیں جو پہلے فتبینوا کے تھے پس اس صورت میں اسی کا اعادہ ہو گا پہلے بطور دعویٰ کے تھا دوسری جگہ بطور نتیجہ کے ہو گا۔ ربط اوپر جہاد کی فرضیت مذکور تھی آگے یہ فرماتے ہیں کہ گو بوجہ اسکے کہ فی نفسہ فرض عین نہیں ہے اسلیے اگر بعضے نہ جاویں تو گناہ نہیں جیسے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سے معلوم ہو گا و نیز ماکان المؤمنون لینفروا کافۃ میں مصرح ہے لیکن پھر بھی اسکے جو فضائل مخصوصہ ہیں وہ کرنے ہی پر موقوف ہیں **تفضیل مجاہدین بر قاعدین** لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الیٰ قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ثواب میں) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں (یعنی جہاد میں نہ جاویں) اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے (یعنی مالوں کو خرچ کر کے اور جانوں کو حاضر کر کے) جہاد کریں (بلکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور (یوں بوجہ فرض عین نہ ہونے کے گناہ ان بیٹھنے والوں پر نہیں بلکہ بوجہ ایمان اور دوسرے فرائض عین بجالانے کے) سب سے (یعنی مجاہدین سے بھی قاعدین سے بھی) اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا (یعنی جنت کا آخرت میں) وعدہ کر رکھا ہے اور (اوپر جو ابہاماً کہا گیا ہے کہ مجاہدین کا بڑا درجہ ہے اسکی تعیین یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مجاہدین (مذکورین) کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے (وہ درجہ یہی اجر عظیم ہے اس اجر عظیم اجمالی کی تفصیل

الروایات فی الجلالین روی البخاری عن البراء قال لما نزلت لا یستوی القاعدون وخلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم فقال یا رسول اللہ انا ضریر فنزلت غیر اولی الضرر اھ مختصرا قلت ولما کان ہذا بیان تفسیر وغیر فصلہ عن اولی الضرر مقصودون لا قاعدون اویقال ان الحکم کان ظاہرا باعتبار کلیات الذی یتوقع فیہ النص فافہم ۱۲ **ملحقات الترجمة لہ قولہ فی تبینوا** ہر کام کو لاطلاق الفعل کان معناہ الاطاعة الحکم وحملہ لا یبلغ ومن ثم ترجمت بمناک سد مت ہذی اخذا من الکبیر حیث ذکروا سبب النزول ذکر فی بعضہا السلام وفی بعضہا الحکم بالشہادتین فرایت تطابقہما لمن تلفظ بالشہادة فہو اولی بالحکم اولا ثبت کون الہجرة بمنزلة الاقرار فالامر بعدم التعرض لکم	قال الاحری ان حکم **۲ے قولہ فی القی الطاعة** ای ظاہر کرے ای للہ تعالیٰ وحاصلہ اظہار الاسلام وما مر فی الرکوع شریعة وما ورد فی بعض الروایات من قولہ علیہ السلام لا ادری فہو علی الاحتیاط او قبل نزول نوحی اسلہ اسلامہ کان المقداد یطلب لسلامتہ اھ بحملہ وقد یحمل علی معنی السلام لان الروایات ومن فسر بالسلام یجوز لہ ان یحمل تخصیصہ علی التمثیل ای من مسلم شیئا و جواہر فی علامات الاسلام لاحتمال عدم تمکنہم منہا فی ہذہ الحالة یسقط الاشتراط لاسیما والاسم فی قبیل القتال ان لم یکن منہم

[illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاہدون (الی) تقییدالقاعدین بغیر اولی الضرر علیٰ ان مجاہدة الضعیف غیر مجاہدة القوی والمجاہدة الضعیفة تنفع الضعیف ماینفع المجاہدة القویة **ترجمہ** قولہ تعالیٰ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاہدون ۱۳ ع ۵ ۱۰ قاعدین میں غیر اولی الضرر کی قید لگانا اسپر دال ہے کہ ضعیف کا مجاہدہ اور درجہ کا ہے اور قوی کا اور درجہ کا اور یہ کہ ضعیف کو مجاہدہ ضعیفہ وہی نفع دیتا ہے جو قوی کو مجاہدہ قویہ نفع بخشتا ہے۔

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ

بیشک جب ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں جنھوں نے اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم سرزمین میں محض مغلوب تھے

قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ

وہ کہتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترک وطن کر کے اسمیں چلا جانا چاہیے تھا سو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور جانے کے لئے

مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ

وہ بری جگہ ہے۔ لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور

لَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝

نہ رستہ سے واقف ہیں سو ان کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں

فرماتے ہیں) یعنی (بوجہ اعمال متعددہ کے جو مجاہد سے صادر ہوتے ہیں ثواب کے) بہت سے درجے جو خدا کیطرف سے ملینگے اور (گناہوں کی) مغفرت اور رحمت (یہ سب اجر عظیم کی تفصیل ہوئی اور اجمال و تفصیل سب ملکر ابہام کی تفسیر ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے رحمت والے بڑے رحمت والے ہیں ف گو وہ اعمال متعددہ سورہ براءۃ کے اخیر میں مذکور ہیں اس آیت میں ذلک بانھم لا یصیبھم ظمأ الی یعملون اور مغفرت کی وجہ اس آیت میں ہے ان الحسنات یذھبن السیئات چونکہ اس سے اعمال عظیمہ سرزد ہوئے سیئات بھی زیادہ اور کیا عجب کہ کل سیئات بخروج معاف ہوئے اور رحمت کا سبب اس آیت میں ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین غرض تفصیل کی دلیل عقلی مذکور ہے کیونکہ اس سے اعمال عظیمہ صادر ہوتے ہیں اور ہر عمل موجب زیادتی ثواب و موجب مغفرت و موجب رحمت ہے اسلئے تفضیل ثابت ہے اور بلا عذر کی قید اسلئے کہ حدیثوں میں مصرح ہے کہ اگر نیک کام کا عزم ہو اور کسی عذر سے نہ کر سکے تو اس کام کا اجر ملتا ہے پس فاعل اور عازم کیت ثواب میں مساوی ہیں جو یہاں زیادہ مقصود بالذات ہے اور کیفیت میں تفاوت بعید نہیں بل عسی ان یکون رابط اوپر وجوب جہاد کا ذکر تھا آگے وجوب ہجرت کا ذکر ہے مناسبت دونوں میں ظاہر ہے کہ دونوں سے غرض اقامت دین ہے البتہ ایک میں شر کفار کا دفع عام ہے یعنی سب اہل دین سے دوسرے میں شر کفار کا دفع ناص ہے یعنی اپنی ذات سے حکم بست و چہارم وجوب ہجرت ان الذین توفھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم (الی قولہ) وکان اللہ عفوا غفورا ۝ بیشک جب ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں جنھوں نے (باوجود قدرت ہجرت کے پھر ہجرت کے تارک ہو کر) اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا تو (اس وقت) وہ (فرشتے) ان سے کہتے ہیں کہ تم (دین کے بس) کس کام میں تھے (یعنی دین کے کیا کیا ضروری کام کیا کرتے تھے) وہ (جواب میں) کہتے ہیں کہ ہم (اپنی بود و باش کی) سرزمین میں محض مغلوب تھے (اس سے ضروریات دین پر عمل نہ کر سکتے تھے یعنی ان فرائض کے ترک میں معذور تھے) وہ (فرشتے) کہتے ہیں (کہ اگر اس جگہ نہ کر سکتے تھے تو) کیا خدا تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترک وطن کر کے اس (کے کسی دوسرے حصہ) میں چلا جانا چاہیئے تھا (اور وہاں جا کر فرائض کو ادا کر سکتے تھے اس سے وہ لاجواب ہو جاوینگے اور جرم ان کا ثابت ہو جاویگا) سو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور جانے کیلئے وہ بری جگہ ہے لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے (واقع میں ہجرت پر بھی) قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور نہ رستہ سے واقف ہیں سو ان کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں ف ابتدائے اسلام میں ہجرت کی فرضیت کا بیان تمہید رکوع فما لکم فی المنافقین میں گذر چکا

البلاغۃ لا یھتدون سبیلا تاکید دافعی لاستیلیوں فلا تتوہم اشتراط المجموع بل الشرط ہو الاول ویدخل فیہ الثانی ؎ الروایات فی اللباب اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال کان قوم بمکۃ قد اسلموا فلما ہاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرہوا ان یہاجروا وخافوا فانزل اللہ تعالیٰ ان الذین توفھم الملٰئکۃ الخ وروی البخاری عن ابن عباس ان ناسا من المسلمین کانوا من المشرکین یکثرون سواد المشرکین علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ فلما اخرجوا کرہین کما فی اللباب عن ابن المنذر وابن جریر عن ابن عباس کانوا یخفون الاسلام فاخرجہم مشرکون الی قولہ فکرہوا۔ وما فی الروح عن الضحاک نزولہا فی المنافقین فی کۃ۔ وعن عکرمۃ فی اناس اسلموا فقتلوا ہنالک کفارا وتفسیر بعضہم المقام علی منوال ہذہ الروایۃ فیابی عنہ سیاق ظاہرا لانہ لو کان فی الکفار والمنافقین لم یکن فی استثناء المستضعفین کثیر فائدۃ لانہ لا مساغ لاحتمال دخول المستضعفین فی الکفار وہم لم یکفروا قط نعم لو کان فی التارکین الہجرۃ وہو عمل مشترک بین الجمیع استحسن الاستثناء لتقطع احتمال الاشتراک نفسی الاثم لاشتراکہم فی الفعل فافہم واما الروایات المصرحۃ بنزولہا فیہم فاقول لا یبعد ان یکون المراد وقال الآیۃ علی حکم ہؤلاء وہ لانی لان ترک الہجرۃ لما کان بہذہ المثابۃ فما بال ترک الایمان فعن ہذہ الدلالۃ عبر بالنزول واللہ اعلم۔ وفی الروح عن کتاب الناسخ والمنسوخ ان فرضیتہا نسخت وبقی ندبہا ۱۲ الملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی درجت ثواب کے وہو ہذا التخصیص جزء من درجۃ سبقت کما ان بقیۃ اجزائہا مغفرۃ ورحمۃ فلا یلزم التنی والکل مع الجزء ۱۲ قولہ فی منہ جو خدا کیطرف اشارۃ الی کونہ صلۃ الدرجات ۱۲ قولہ فی ف وہ اعمال الخ نسبہ فی الروح الی عبد اللہ بن زید ۱۲ قولہ کیا عجب الخ لان کون الشہادۃ مکفرۃ للذنوب کلہا مصرح فی الاحادیث وظاہر ان التکفیر ملتزمہ ولانہ ہو الاختیاری وکونہ مقتولا لا اختیار فیہ واللہ اعلم ۱۲ قولہ فی توفہم قبض کرتے ہیں حملۃ علی المضارع ویجوز ان یکون ماضیا وذکر الفعل ح للتقدیم ۱۲ قولہ فی قالوا فیم الخ اشارۃ الی ان المراد مثل اسم مثل وخبر تا تو لو والرابط مقدرا ای لہم والجدہ استیناف ۱۲ قولہ فی فیم کنتم کیا کیا ضروری کام الخ تقریر السؤال والجواب ثم العذر ثم الرد کما شہد بہ ذوقی ثم رایت بانی الروح ما یؤیدہ وبہ تطابق الکلام بسہولۃ ۱۲ قولہ ہنالک لیکن الخ اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع فی قوۃ الابتداء وخبرہ فاولٰئک عسی الخ لانہ غیر داخل فی الخ لو ارید بقولہ تعالیٰ ظالمی انفسہم تارکو الہجرۃ وقبل ان تسمیۃ ترک

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کریگا تو اسکو روئے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور بہت گنجائش۔ اور جو شخص اپنے گھر سے

بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۱۴ ع

اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرونگا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اس کا ثواب ثابت ہوگیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں بڑے رحمت

یہ تبکیت وتعذیب اسی فرض کے ترک پر مذکور ہے اور یہاں جان قبض کرنیکو فرشتوں کی طرف منسوب فرمایا جیسا ایک اور آیت میں بھی ہے توفتہ رسلنا اور ایک آیت میں ملک الموت کی طرف یتوفکم ملک الموت اور ایک آیت میں اپنی طرف اللہ یتوفی الانفس۔ سو وجہ جمع یہ ہے کہ قابض حقیقی اللہ تعالیٰ اور ظاہری ملک الموت اور دوسرے ملائکہ ان کے معین وشریک اور یہاں دو شبہے ہوتے ہیں ایک یہ کہ جب یہ مستثنیٰ لوگ گنہگار ہی نہیں تو معافی کے کیا معنی۔ دوسرے معافی میں امید کیسی جس سے تردد متوہم ہے پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ معافی استثنا کہا کہ فی نفسہ تو وہ فعل قبیح اور گناہ ہے گو کسی خاص شخص کے حق میں گناہ نہ لکھا جاوے کسی جگہ اس نہ لکھے کو گناہ نہ ہونا قرار دیدیا اور کہیں معافی کے لفظ سے اسکے فی نفسہ گناہ ہونے کو تبلادیا۔ اسی تقریر سے یہ شبہ بھی رفع ہوگیا کہ بچے تو بالکل گناہ ہی نہیں ہوتا وجہ رفع ظاہر ہے کہ گو اسکا گناہ نہ ہو لیکن وہ فعل تو حد ذات میں قبیح ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ولدان اسلئے ملادیا تاکہ اشارہ اس طرف ہو کہ مثل ولدان کے عجز ہونا چاہئے تب مستثنیٰ ہونگے۔ دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ کریم کا اطماع یعنی امید دلانا وعدہ ہے جیسے آیت فقاتل فی سبیل اللہ میں عسٰی کے ترجمہ کے ساتھ اسکا بیان آچکا ہے۔ باقی اس عنوان میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ گناہ اس درجہ سخت ہے کہ باوجود عذر ہونے اور گناہ نہ ہونے کے مشابہ اسی کے ہے کہ جیسے گناہ ہوا ہو گو معاف ہوگیا ہو۔ **ربط** اوپر ترک ہجرت پر وعید تھی آگے ہجرت کی ترغیب اور اسپر سعادت دارین کا وعدہ ہے **ترغیب وفضیلت ہجرت** وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ الٰی قولہ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور جن لوگوں کیلئے ہجرت مشروع ہے ان میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کیلئے) ہجرت کریگا تو اسکو روئے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور (اظہار دین کی) بہت گنجائش ملیگی پس اگر ایسی جگہ پہنچگیا تب تو دنیا میں بھی اس سفر اور اظہار سے کامیابی ظاہر ہے اور اگر اتفاق سے یہ مذکور کامیابی نہ ہوئی تب بھی آخرت کی کامیابی میں تو کوئی تردد نہیں کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے اٹھ کھڑا ہو کہ اللہ و رسول (کے دین کے ظاہر کرسکنے کے موقع) کیطرف ہجرت کرونگا پھر (وصول الی المقصد سے پہلے ہی) اس کو موت آپکڑے تب بھی اس کا ثواب (جو ہجرت پر موعود ہے) ثابت ہوگیا (جو بوجہ وعدہ کے ایسا ہے جیسے) اللہ کے ذمہ (گو ابھی اس سفر کو ہجرت نہیں کہہ سکتے لیکن صرف اچھی نیت سے اسکو شروع کردینے پر پورا صلہ عطا ہوگیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں (اس ہجرت کی برکت سے گو وہ ناتمام رہی ہے بہت سے گناہ معاف فرمادینگے جیسا حدیث میں ہجرت کا مکفر ذنوب سابقہ ہونا آیا ہے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ شروع فی العمل کو حسن نیت کی وجہ سے کمال عمل کے برابر ثواب میں فرمادیا) **ف ۱** روح المعانی میں ہجرت کی فرضیت کا منسوخ ہونا نقل کیا ہے البتہ مستحب اب بھی ہے اور مسلم کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اعرابی کو جس نے اجازت ہجرت کی چاہی یہ فرمانے سے ان شان الہجرۃ لشدید اور وطن میں رہنے کیلئے ارشاد فرمانے سے نیز اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ عزم ہجرت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار الاسلام میں تھا **ف ۲** ان تین رکوع گذشتہ میں ہجرت کی بحث چند مواقع میں آئی ہے اسلئے اسکے متعلق ایک جامع مختصر تقریر جس سے سب مواقع کی زیادہ توضیح ہوجاوے لکھی جاتی ہے جسکا ماخذ روایات وقواعد واقوال علماء واشارات نصوص ہے۔ ان دلائل کے مجموع سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ہجرت ابتدا اسلام میں فرض تھی اور فرضیت کے ساتھ وہ شعار لازم وموقوف علیہ ثبوت اسلام کی بھی تھی لیکن حالت عذر میں اسکی فرضیت اور شعاریت ساقط ہوجاتی تھی جیسا کہ تلفظ بالشہادتین کی اب بھی یہی شان ہے اور عہد نبوی میں صحابہ کے اقوال سے نماز کی یہی شان معلوم ہوتی ہے اور اس شعار ہونیکی وجہ سے اس سے بلا عذر رجوع کرنا علامت ارتداد کی تھی اسی بنا پر کو عادل کے شروع میں ان رجعین عن الہجرۃ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ دل علی ان السالک الذی مات قبل وصولہ کالذی تم سلوکہ فی الوعدۃ والقبول **ترجمہ** قولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ الٰی آخرہ دال ہے کہ جو سالک قبل تمام سلوک مرجاوے وہ ثواب اور قبول میں ایسے برابر ہے جسکا سلوک تمام ہوجاوے ۱۲

اللغات فی القاموس المراغم المذہب والمہرب اھ وفسرت بالاول **الروایات** فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم وابو یعلی بسند جید قال خرج ضمرۃ بن جندب من بیتہ مہاجرا فقال لاہلہ احملونی فاخرجونی من ارض المشرکین الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمات فی الطریق قبل ان یصل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزل الوحی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الآیۃ وغیرہ عن ابن ابی حاتم فی ابی ضمرۃ الزرقی وسمی فی بعض الروایات ضمرۃ ابن العیص او بعیص بن ضمرۃ وفی بعضہا جندب بن ضمرۃ الجندعی وغیر ذلک اھ قلت ولا تعارض فی ذلک **فائدہ** دہا قررت فی ف التصحیح الخ ما یتعلق بالمقام الخمسۃ من الحواشی فانظر ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱؎ **قولہ** یعنی ومن یہاجر جن لوگوں کیلئے الخ والمشروعیۃ انما یکون اذا کان فی الارض محل یہاجر الیہ ورح فالوجدان یقینی لانہ لا یتوقف علی الوصول الیہ بالفعل کما فی قولہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء ای لم یکن الماء موجودا القرب منکم فلا یرد ان فی بعض المہاجرین لا یصدق علیہ انہ وجد مراغما اذ لم یکن ...... فی الارض دار الاسلام او کان لکنہ لم یصل الیہ ۱۲ ۲؎ **قولہ** فی سعۃ دین کی گنجائش اھ ذتہ من البیضاوی لانہ یقینی بخلاف الرزق ۱۲ ۳؎ **قولہ** الی اللہ دین کے ظاہر الخ وہذا کما فسر بہ قولہ تعالیٰ انی ذاہب الی ربی سیہدین ۱۲ ۴؎ **قولہ** فیہ ذکر وصول الی المقصد من ثم ادرجہ علی یہاجر فافہم ۱۲

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ

اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تمکو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو۔ اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

کافر لوگ پریشان کرینگے بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ انکو نماز پڑھانا چاہیں

فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠

تو یوں چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاویں اور وہ لوگ ہتھیار لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جاویں

کے سمجھنے سے صحابہ کو منع فرمایا گو وہ راجحین، واقع میں بھی مرتد ہو گئے تھے لیکن صحابہ سے تو اسی بناء مذکور پر کلام ہے اور دل کی تحقیق کا حکم نہیں ہے اور عذر میں جہاں احتمال عذر میں بھی شعاریت ساقط ہونے کی بناء پر مومن مقتول فی دار الحرب کی دیت کے وجوب کا اور دمن القی الیکم السلام کے قتل کی حرمت کا حکم رکوع ثانی میں فرمایا اور طرف دوسرے علامات پر مثل اقرار وغیرہ اکتفا واجب کیا گیا اور بناء بر فرضیت تارکین ہجرت پر رکوع ثالث میں وعید فرمائی اور عذر میں فرضیت کے سقوط پر اسی رکوع میں مستضعفین کو مستثنیٰ کیا گیا پس رکوع اول کا مضمون بناء بر رجوع ہے اور رکوع ثانی کے مضمون بناء بر شعاریت و عدم شعاریت ہیں اور رکوع ثالث کے مضمون بناء بر فرضیت و عدم فرضیت ہیں اور چونکہ یہ شعاریت محتاج تدبر ہے اسلئے بعض صحابہ کو اشتباہ ہو گیا تھا اور چونکہ تدبر سے خود رفع ہو سکتا تھا اسلئے تنبیہ کر دی گئی جیسا مانعین زکوٰۃ کے باب میں شیخین کا مناظرہ حدیثوں میں وارد ہے اور شعاریت کے لزوم میں تبدیل ہو سکتا ہے، اسی بناء پر فقہاء نے بعض وضع لباسیہ کو کفر فرمایا ہے **ربط** اوپر جہاد اور ہجرت کا ذکر تھا چونکہ غالب احوال میں جہاد اور ہجرت کیلئے سفر کرنا پڑتا ہے اور نیز ایسے سفر میں مخالف کی طرف سے اندیشہ بھی اکثر ہوتا ہے اسلئے سفر اور خوف کی رعایت سے جو نماز میں بعض خاص سہولتیں اور تخفیفیں کیگئی ہیں آگے ان کا ذکر فرماتے ہیں **حکم بست و چہارم صلوٰۃ السفر** وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ والے قول اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ اور جب تم زمین میں سفر کرو (جسکی مقدار تین منزل ہو) سو تمکو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ ضروری ہے) کہ تم (ظہر و عصر و عشاء کے فرض نماز (کی رکعات) کو کم کر دو (یعنی چار کی جگہ دو پڑھا کرو) اگر تمکو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کرینگے (اور اس اندیشہ کی وجہ سے ایک جگہ دیر تک ٹھہرنا خلاف مصلحت سمجھا جاوے کیونکہ) بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں **ف مسئلہ** جو سفر تین منزل سے کم ہو اس سفر میں نماز پوری پڑھی جاتی ہے یہ آیت مجمل ہے، حدیث سے مفسر ہو گئی **مسئلہ** اور جب سفر ختم کر کے منزل پر جا پہنچے تو اگر وہاں پندرہ روز سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو تب تو وہ حکم سفر میں ہے فرض نماز چار گانہ آدھی پڑھی جاوے گی اور اُس کو قصر کہتے ہیں اور اگر پندرہ روز یا زیادہ کا قصد قیام ہو تو وہ وطن اقامت ہو جاویگا وہاں، ور نیز وطن اصلی میں قصر نہیں ہوگا **مسئلہ** قصر صرف تین وقت کے فرض میں ہے، اور مغرب اور فجر میں اور سنن و وتر میں نہیں ہے **مسئلہ** اگر سفر میں خوف نہ ہو تب بھی قصر مشروع ہے بالاجماع، اور خوف کی قید جو آیت میں ہے وہ باعتبار حالت زمانہ نزول آیت کے ہے کہ وہ زمانہ خوف کا تھا پھر حدیثوں سے عموم ثابت ہو گیا **مسئلہ** قصر واجب ہے اور قرآن میں جو اس طرح فرمایا گیا کہ تمکو گناہ نہ ہوگا جس سے شبہ ہوتا ہے کہ نہ کرنا بھی جائز ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ پوری نماز کی جگہ نصف پڑھنے میں ظاہراً وسوسہ گناہ کا ہوتا تھا اسلئے اسکی نفی فرمادی سو یہ منافی وجوب کے نہیں جو کہ دوسری دلیل سے ثابت ہے **مسئلہ** دریا کا سفر بھی زمین ہی کا سفر ہے اسمیں بھی قصر ہوتا ہے، اعتدال ہوا کی حالت تین دن میں کشتی جتنا سفر کر سکے اس کا اعتبار ہے **ربط** اوپر والی آیت میں تمہید میں وجہ مناسبت مذکور ہو چکی **حکم بست و پنجم صلوٰۃ الخوف** وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

مسائل السلوک
قوله تعالیٰ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ دل علی کون السفر عذرا فی التقصیر فی الاوراد بالاولیٰ وکذا اذن تعالیٰ فی صلوٰۃ الخوف علی التخفیف فی الالتزامات الوردیة **ترجمہ** قولہ تعالیٰ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ آیت سے سفر کا تقصیر فی الاوراد کے باب میں عذر ہونا بدرجہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے اسی طرح صلوٰۃ الخوف کے مشروع ہونے سے عذر کا التزامات وردیہ کے باب میں موجب تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے ۳

اللغات قوله من الصلوٰۃ من زائدۃ والصلوٰۃ اللام فیہ للجنس والفتنۃ کما فی القاموس المحنۃ **الروایات** المتعلقۃ بہذہ الآیۃ واذا کنت الخ والسابقۃ فی اللباب اخرج ابن جریر عن علی قال سأل قوم من بنی النجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ انا نضرب فی الارض فکیف نصلی فانزل اللہ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ثم انقطع الوحی فلما کان بعد ذلک بحول غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی الظہر فقال المشرکون لقد امکنکم محمد واصحابہ من ظہورہم ہلا شددتم علیہم فقال قائل منہم ان لہم اخری مثلہا فی اثرہا فانزل اللہ بین الصلوتین ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الی قولہ عذابا مہینا واخرج احمد والحاکم فنزل جبرئیل بہذہ الآیات واذا کنت فیہم قلت ومع الظاہر ہو الروایۃ الثانیۃ لما ورد فی الصحاح من سوال عمر رضی اللہ عنہ عن القصر مع زوال الخوف فثبت بہذا ان قولہ ان خفتم متصل مع قولہ واذا ضربتم ونجوز ان جبرئیل کرر تلاوتہ لیدل علی اجتماع امرین مع السفر والخوف فیشرع القصر ایضا وفی الدرج علی الروایۃ الاولیٰ ان الجزاء محذوف ای ان خفتم فصلوا کما سیاتی کما انہ علی الروایۃ الثانیۃ صلوا قاصرین ۱۲۔

وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ

اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور ہتھیار لے لیں   کافر لوگ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۚ وَلَا

یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر ایک بار گی حملہ کر بیٹھیں   اور اگر

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا

تمکو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو   اور اپنا

حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

بچاؤ لے لو   بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سزا اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے

والے تو لہ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں (اور اسی طرح آپ کے بعد اور جو امام ہو) پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں (اور اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاوینگے تو کوئی دشمن موقع پا کر حملہ کر بیٹھے گا تو ایسی حالت میں) یوں چاہئے کہ جماعت کے دو گروہ ہو جاویں پھر ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (نماز میں) کھڑے ہو جاویں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کیلئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاویں تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں) اور وہ لوگ (جو آپ کیساتھ نماز میں شامل ہیں وہ بھی مختصر مختصر) ہتھیار لے لیں (یعنی نماز سے پہلے لیکر رکھ لیں شاید مقابلہ کی ضرورت پڑ جاوے تو ہتھیار لینے ہیں دیر نہ لگے فوراً قتال کرنے لگیں گو نماز قتال سے ٹوٹ جاویگی لیکن گناہ نہیں) پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت پوری کرلیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لئے) تمہارے پیچھے ہو جاویں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے گروہ کے جو اب نماز میں شامل ہونگے جن کا بیان آگے آتا ہے یہ پہلا گروہ ان سب کے پیچھے ہو جاوے) اور وہ دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع ہی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب) آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہے اسکو) پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں (اور سامان اور ہتھیار ہمراہ لینے کا اسلئے سب کو حکم کیا ہے کہ) کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے (ذرا) غافل ہو جاؤ تو تم پر ایکبار گی حملہ کر بیٹھیں (سو ایسی حالت میں احتیاط اور ہوشیاری ضروری ہے) اور اگر تمکو بارش (وغیرہ) کی وجہ سے (ہتھیار لیکر چلنے میں) تکلیف ہو یا تم بیمار ہو (اور اسوجہ سے ہتھیار باندھ نہیں سکتے) تو تمکو اسمیں (بھی) کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور (پھر بھی) اپنا بچاؤ (ضرور) لے لو (اور یہ خیال نہ کرو کہ کفار کی عداوت کا صرف دنیا ہی میں علاج کیا گیا ہے بلکہ آخرت میں اس سے بڑھکر ان کا علاج ہوگا کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے سزائے اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے۔ ف مسئلہ صلوٰۃ الخوف باجماع ائمہ اربعہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مشروع ہے اور یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ جب آپ ان میں ہوں یہ باعتبار اسوقت کی حالت کے فرما دیا کہ آپ تشریف رکھتے تھے اب جو امام ہو وہ اسمیں آپ کا قائم مقام ہے جیسا اس آیت میں خذ من اموالھم صدقۃ حالانکہ جمیع ائمہ و خلفاء کے لئے بھی یہی حکم ہے مسئلہ جیسے دشمن سے خوف کیوقت یہ نماز مشروع ہے ایسے ہی اگر کسی شیر یا اژدہا وغیرہ کا خوف ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو اسوقت بھی جائز ہے کذا فی الدر المختار مسئلہ یہ جب ہے کہ ایک ہی امام کے ساتھ سب نماز پڑھنا چاہیں ورنہ دونوں گروہ دو اماموں کے ساتھ پڑھ لیں کذا فی الدر المختار اور عجب نہیں کہ لفظ کنت فیہم کی تقیید میں یہی نکتہ ہو کیونکہ آپ کے ساتھ سب کو نماز پڑھنا محبوب تھا تو یہ کلام کنایہ اس سے ہوگا اذا کان فیہم من یتنازعون فی الصلوٰۃ خلفہ وحدہ مسئلہ یہ نماز صرف اسی خوف کے وقت ہے کہ اس کا انتظام ممکن ہو اور اگر انتظام نہ ہو سکے تو اس کا حکم سورۂ بقرہ کے حکم سی و چہارم میں مذکور ہو چکا اور عین قتال کیوقت نماز کو قضا کر دیا جاوے مسئلہ آیت میں دونوں گروہ کے ایک ایک رکعت پڑھنے کا تو ذکر فرمایا دوسری رکعت کا طریقہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

الحل لغۃ قولہ ولتات طائفۃ فی الروح ذکر الانہم لم تذکر قبل قولہ ولیاخذوا حذرہم واسلحتہم فی الروح دخل زیادۃ الامر بالحذر کما قال شیخ الاسلام فی ہذہ المرۃ لکونہا مظنۃ لوقوف الکفرۃ علی کون الطائفۃ القائمۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شغل شاغل واما قبلہا فربما یظنونہم قائمین للحرب وقیل حذرہم ای عذرہم وشبہہ بالتحصن بہ من الالات واثبت لہ الاخذ تخییلاً ۱۱

الروایات اخرج البخاری عن ابن عباس قال نزلت ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضٰی فی عبدالرحمن بن عوف کان جریحاً ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فاقمت پڑھانا چاہیں فالمعنی فاردت ان تقیم الصلوٰۃ لہم ۱۲ قولہ ہتھیار اور اندیشہ لم یقید بالدلالۃ المقام علیہ ما سیاتی فیمیلون ۱۲ قولہ بعد فلتقم طائفۃ اور دوسرا گروہ ترکہ للظہور ۱۲ قولہ لیا خذی واوہ بھی مختصر اشارہ بکلمۃ بھی الی ان طائفۃ الحارسۃ یاخذون بالاولی وانما ذکر فی المصلیۃ لکون الصلوٰۃ مظنۃ عدم الاخذ وقیدہ بالمختصر ای القلیل لئلا یمنع من الصلوٰۃ ۱۲ قولہ ہتھیار نماز سے پہلے لان الاخذ فی حال الصلوٰۃ فانہ عمل کثیر ۱۲ قولہ ہتھیار کو قتال سے لانہ عمل کثیر والعذر لا یاثم ۱۲ قولہ فی ولا تکم ان سب کے پیچھے ففی الکلام تغلیب کذا فی البیضاوی ۱۲ قولہ قبل ود الذین اسلئے سب کو.....

ہ فالخطاب فی تغفلون للفریقین ۱۲ ش

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا

پھر جب تم اس نماز کو ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدہ

الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُوْنُوْا

کے موافق پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں اگر

تَأْلَمُوْنَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾

الم رسیدہ ہو تو وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے

علیہ وسلم نے جب دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو دونوں گروہ نے اپنی اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لی اخرجہ الشیخان و ابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وغیرہم عن سالم عن ابیہ کذا فی الروح اور ابوداود میں یہ بھی زائد ہے کہ آگے پیچھے دونوں گروہوں نے یہ باقی رکعت پڑھی اور یہ سب حنفیہ کا مذہب ہے مسئلہ یہ صورت جب ہے کہ امام مسافر ہو جیسا کہ غزوات میں غالب ہے ورنہ ہر گروہ کو دو رکعت پڑھا دے اور بعد فراغ امام ہر دو اپنے طور پڑھیں کذا فی الہدایۃ وشرح ابوداود نحو ذلک کذا فی الشرح مسئلہ اور مغرب میں ایک گروہ امام کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور دوسرا گروہ ایک رکعت مسئلہ احادیث میں اور طریقے بھی آئے ہیں جس طرح ممکن ہو پڑھے سب جائز ہے کذا فی رد المحتار مسئلہ ہتھیار وغیرہ ہمراہ رکھنے کا استحباب حنفیہ کے نزدیک تفسیر احمدی وشامی میں ہے پس آگے جملہ الیہا ہوگا جیسا صورۃ بقرہ کے تیں یاد پڑے لاجناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن اسی طرح یہاں عدم اخذ سلاح میں خوف وخطرہ جان کا ہے اور حل میں اتنا نہیں فقط ربط اور صلوٰۃ السفر وصلوٰۃ الخوف کا بیان تھا جس میں من وجہ نماز کی ہیئت میں تغیر ہو گئی ہے آگے بتلاتے ہیں کہ یہ تغیر ہونا اور سفر وخوف کے انقطاع وزوال کے بعد اس تغیر صلوٰۃ کا بھی زائل ہو جانا اور خود اصل احوال میں اس تغیر کی گنجائش کا سبب بیان فرماتے ہیں فکر دوام اور اقامت صلوٰۃ ذی توقیت ان فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ الی قولہ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا پھر جب تم اس نماز (خوف) کو ادا کر چکو تو بدستور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی یعنی ہر حال میں حتیٰ کہ عین قتال کے وقت بھی دل سے بھی اور احکام کے اتباع سے بھی کیونکہ اتباع بھی ذکر ہے چنانچہ قتال میں خلاف شرع کوئی کارروائی کرنا ناجائز ہے غرض نماز تو ختم ہوئی ذکر ختم نہیں ہوتا نماز میں تو تخفیف ہو گئی تھی لیکن ذکر کا سلسلہ ہے پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ یعنی سفر ختم کر کے مقیم ہو جاؤ اور اسی طرح زوال خوف کے بعد مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو (اصلی) قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو یعنی تعداد نماز میں مثلی وغیرہ چھوڑ دو کیونکہ وہ بوجہ عارض کے اسلئے جائز رکھا گیا کہ یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے پس فرض ہونے کی وجہ سے ادا کرنا ضرور اور موقت ہونے کی وجہ سے وقت ہی پر ادا کرنا ضرور اسلئے کچھ بھی اسکی ہیئت تبدیل کر دی گئی تھی ورنہ ہیئت مقصودہ وہی اصلی ہیئت ہے پس زوال عارض کے بعد وہ ہیئت اصلی واجب الحفظ ہوگی (ف) اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس تعلیل کا مقتضا یہ ہے کہ عین قتال کے وقت بھی موخر نہ کی جاتی کوئی اور آسان طریقہ مقرر ہو جاتا جو اس وقت بھی ممکن ہوتا جواب یہ ہے کہ تمام احکام مشروط ہوتے ہیں امکان عادی کے ساتھ اور وہ عین قتال کے وقت مفقود ہے کیونکہ نماز کی ہیئت جو امکا اونیٰ مقتضا ہے شرعاً وہی معتبر ہے جو سورہ بقرہ کے حکم سی وچہارم میں مذکور ہو چکا جب اتنا بھی نہ ہو سکے تو اس وقت حکم صلوٰۃ ہی نہیں اسلئے موخر کی گئی ربط اوپر اصل مقصود ذکر جہاد کا تھا اور دوسرے مضامین اسکی مناسبت سے مذکور ہو گئے تھے آگے پھر جہاد ہی کے متعلق ارشاد ہے کہ جہاد میں سستی ناجائز ہے۔ روح میں عکرمہ سے اور معالم میں اسکا نزول غزوہ حمراء الاسد کے بارہ میں نقل کیا ہے جسکا قصہ آل عمران آیت الذین استجابوا میں مذکور ہو چکا ہے اسوقت کی حالت آیت میں مذکور ہے منع از کم ہمتی در جہاد وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ (الی قولہ تعالیٰ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں (جبکہ اسکی ضرورت ہے) اگر تم (زخموں سے) الم رسیدہ ہو تو کیا ہوا وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو تو وہ تم سے زیادہ خوف نہیں رکھتے پھر کاہے کو ڈرتے ہو اور تم میں ایک بات ان سے یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی (جیسے ثواب وغیرہ) امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ (انکی) امید نہیں رکھتے تو دل کی قوت میں تم زیادہ ہوئے اور ضعف بدن مشترک تو تم کو زیادہ مستعد ہونا چاہیئے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (ان کو کفار کا ضعف بدن اور ضعف قلب

لغات القرآن جمعہ قولہ فی قضیتم اس نماز کا اللام للعہد قولہ اذکروا اللہ بدستور لگ جاؤ اشار بہذا العنوان الی دوامہ فی الماضی والمستقبل قولہ جنوبکم لیٹے اشار الی انہ کنایۃ وان لم یکن الاضطجاع علی الجنب بل مستلقیا قولہ فی توضیح اذکروا اللہ خلاف شرع کوئی کارروائی اشار الی ان الذکر لا یختص بالمتعارف بل کل مطیع للہ فہو ذاکر کما فی الحصن وصرح بہ فی قولہ تعالیٰ اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ قولہ فی اطمأننتم یعنی سفر اشار الی ان الاطمینان ہو السکون سواء کان للجسم کما فی القیام والتقلب کما فی الامن واشار الی ان ہذا یتعلق بکلا قسمی القصر والخوف قولہ فی القوم اس مخالف قوم اشارۃ الی ان اللام للعہد قولہ جبکہ اسکی اشار الی ان الآیۃ فی الواقعۃ المخاصۃ فلا یلزم تحتم فی کل قتال ان التعاقب یحتاج الیہ مرۃ ولا یحتاج الیہ اخری وکذا فیما بعدہ من قولہ یألمون الخ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فاذا اطمأننتم فاقیموا الصلوٰۃ موجود طمانیت بالاقامۃ عن السفر والامن عن الخوف دال علی اکمال الاعمال بعد زوال العذر ترجمہ قولہ تعالیٰ فاذا اطمأننتم فاقیموا الصلوٰۃ اطمینان کی تفسیر خواہ اقامت عن السفر کیساتھ کیجاوے خواہ امن من الخوف کیساتھ کیجاوے دونوں تقدیر پر یہ دلیل ہے کہ بعد زوال عذر کے اعمال کا اکمال کرنا چاہیئے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَ

بیشک ہم نے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ ان لوگوں کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے اور

ٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ

آپ استغفار فرمائیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت کرنیوالے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجئے جو اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ

مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ

جو بڑا خیانت کرنیوالا بڑا گناہ کرنیوالا ہو اس کو نہیں چاہتے جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت انکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں

وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنْهُمْ

اور اللہ تعالیٰ انکے سب اعمال کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتیں کر لیں سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز

يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا

طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانیوالا ہوگا۔ اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو

رَّحِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا

بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاویگا اور جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ

ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ

پھر اسکی تہمت کسی بیگناہ پر لگادے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتا تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے

مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَىْءٍ ۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ

تو آپکو غلطی ہی میں ڈالدینے کا ارادہ کر لیا تھا اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن اپنی جانوں کو اور آپکو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی

ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ

..... باتیں نازل فرمائیں اور آپکو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے

معلوم ہے، بڑے حکمت والے ہیں (تمہارے تحمل سے زیادہ حکم نہیں فرمایا) ربط اوپر کفار محاربین کے معاملات کے ضمن میں چند جگہ منافقین کا ذکر آیا ہے کہ کفر دونوں میں مشترک ہے آگے بھی بعض منافقین کے ایک خاص قصہ کے متعلق مضمون مذکور ہوتا ہے جس کا خلاصہ حسب روایت ترمذی و حاکم یہ ہے کہ بنو ابیرق ایک خاندان تھا اس میں ایک شخص بشیر نام منافق تھا اس نے حضرت رفاعہ کی بخاری میں نقب دیکر کچھ آٹا اور کچھ ہتھیار جو اس میں رکھے تھے چوری کئے صبح کو پاس پڑوس میں تفتیش کیا اور بعض قرائن قویہ سے بشیر پر شبہ ہوا بنو ابیرق نے جو کہ بشیر کے شریک حال تھے اپنی برأت کیلئے حضرت لبید کا نام لے لیا غرض حضرت رفاعہ نے اپنے برادرزادہ حضرت قتادہ کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجکر اس واقعہ کی اطلاع دی آپ نے وعدہ تحقیق کا فرمایا بنو ابیرق کو جو خبر ہوئی ایک شخص جو اسی خاندان کا تھا اسیر نام سب اسکے پاس آئے اور سب نے مشورہ کرکے جمع ہوکر مع بعض اہل محلہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت قتادہ اور حضرت رفاعہ کی شکایت کی کہ بدوں گواہوں کے ایک مسلمان دیندار گھرانے پر چوری کی تہمت لگاتے ہیں اور مقصود ان کا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمہ میں انکی طرفداری کریں آپ نے یہ تو نہیں کیا لیکن اتنا ہوا کہ حضرت قتادہ جو حضور میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں تہمت لگاتے ہو انہوں نے آکر اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کہا وہ اللہ پر بھروسہ کرکے خاموش ہوگئے اسپر یہ آگلی آیتیں ہو رکوع کے قریب تک نازل ہوئیں جن سے بشیر کی چوری ثابت ہوئی اور مال برآمد ہوا اور مالک کو دلا دیا گیا تو بشیر ناخوش ہوکر مرتد ہوگیا اور مکہ جاکر مشرکین میں جا ملا اسیر آخر کو اہلیں نازل ہوئی بعض نیشاق الخ

قصہ بعض منافقین مع احکام متعلقہ آں إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ (الیٰ قولہ) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واستغفر اللہ مع النظم فی قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ الآیۃ دال علیٰ عکس ما فی تحقیق مساعی ج استغفار عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اصل فی قولہم حسنات الابرار سیئات المقربین والغرض منہ ان الکاملین ایضا لا یحیط فی حال من الاحوال قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک علیٰ جواز الاعتماد علیٰ حملۃ العلم کما قال الشیرازی ؎ تکیہ بر تقوی و دانش در طریقت کافریست رہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش ع ۹ ۱۴

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واستغفر اللہ مع قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک باوجود اسکے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی امر موجب استغفار کا صادر نہیں ہوا جیسا کہ ہمارے الہمام ملہم الیٰ مستغفرہ کا حکم ہوا ہے جو ملائہ مبادلہ سے اصل ہے اس قول کی کہ حسنات الابرار سیئات المقربین اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کوئی کیسا ہی کامل ہو مگر تکلیف سے کسی حال میں خالی نہیں ہو سکتا قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک میں دلالت ہے اس پر کہ اپنے علم پر اعتماد جائز نہیں

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ

اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے

اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ

کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کام کریگا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرماوینگے۔ اور جو شخص رسول

يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

کی مخالفت کریگا بعد اسکے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اسکو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور اس کو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (الیٰ قولہ) وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ بیشک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے (جس سے) واقع کے واقعی حال معلوم ہوگا تاکہ آپ (اس واقعہ میں) ان لوگوں کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے (وحی کے ذریعہ سے) آپکو (اصل حال) بتلا دیا ہے (وہ وحی یہ ہے کہ واقع میں بشیر سارق ہے اور یہودی بری ہے اور جو اسکے حامی ہیں کاذب ہیں) اور (جب اصل حال معلوم ہوگیا تو) آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے (جیسا ابو طعمہ کی اصل خواہش یہی تھی جیسا تجویز دوسرے رکوع میں ہے) آپ [illegible] ان بعض لوگ کہ آپ نے ایسا کیا نہ تھا چنانچہ خود اسی (حکم) سے [illegible] بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ فضل الٰہی نے غلطی سے بچا لیا جسمیں ہر غلطی کی نفی ہوگئی اور نہی خرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فعل ماضی میں واقع ہوا ہو بلکہ اصل غایت نہی کا یہ ہے کہ آئندہ کیلئے مخفیت حال سے آگاہ کر دے [illegible] [illegible] کا حاصل ہو گا کہ جیسے اب تک طرفداری نہیں کی آئندہ بھی نہ کیجئے اور یہ التفات بھی کمال عصمت ہو رہے ہیں اور ایک خائن کیسا تھ جسکو خائن اسلئے فرمایا کہ خائن کی شرکت و اعانت [illegible] ظلم کے نزدیک خیانت ہے پس تشریف خائن ہوئے اور دوسرے لوگوں نے کہنے سے بنا علی حسن الظن جو بنی ابیرق کو سچے دیندار سمجھ لیا گو بلا دلیل صحیح و شبہ [illegible] بلکہ تعجب نہیں کہ فی نفسہ بوجہ حسن ظن کے حسنہ ہو لیکن چونکہ اس موقع پر اہل حق کو چھوڑ بیٹھا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت رفاعہ [illegible] وغیرہ وجو واسطہ یہ امر نا مناسب ہوا اسلئے اس سے آپ استغفار فرمائیے کہ آپکی شان عظیم ہے اتنا امر بھی آپ کیلئے قابل استغفار ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجئے (جیسا وہ لوگ آپ سے چاہتے تھے) جو کہ (دوسروں کی خیانت اور نقصان کر کے باعتبار وبال و ضرر کے حقیقت میں) اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلا شبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے (یعنی اسکو مبغوض رکھتے ہیں) جو بڑا خیانت کرنیوالا بڑا گناہ کرنیوالا ہو [illegible] جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ (اپنی خیانت کو) آدمیوں سے تو شرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت (بھی) انکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کیا کرتے ہیں (جیسا کہ سب جمع ہو کر مشورہ کیا تھا کہ حضور سے یوں گفتگو کریں گے) اور اللہ تعالیٰ انکے سب اعمال کو اپنے احاطہ (علمی) میں لیے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتیں کرلیں سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ شخص کون ہوگا جو ان کا کام بنانیوالا ہوگا (یعنی نہ کوئی زبانی جوابدہی کرسکیگا نہ کوئی عملی مدد کرسکیگا) اور بدستور اگر اب بھی توبہ کرلیں تو حسب قاعدہ شرعیہ کے لیئے تو معافی ہو جاتی کیونکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ جو شخص کوئی (متعدی) برائی کرے یا (صرف) اپنی جان کا ضرر کرے (یعنی غیر متعدی گناہ کرے) اور پھر اللہ تعالیٰ سے (حسب قاعدہ شرعیہ معافی چاہے مثلاً حقوق العباد میں ادا یا معافی بھی ضرور ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاویگا اور دوسروں کو بلا وجہ مکو سکی کوشش کرنا بے جا ہے کیونکہ جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہنچاتا ہے (اثر گناہ اور سزا یہ جیسے انجام گناہ کے ہے تو ہر کو دنیا سے اثر و سبب) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (سب کے گناہوں کی انکو خبر ہے) بڑے حکمت والے ہیں (مناسب مناسب سزا تجویز فرماتے ہیں) اور یہ تو خود گناہ کریگا انجام ہو اور جو کر کے دوسروں پر لگا دینے کی قباحت سنو کہ جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر (بجائے اسکے کہ خود ہی توبہ کرنا چاہئے تھا اس سے بڑھ کر یہ کرے کہ) اس (گناہ) کی

فائدہ قولہ ومن یشاقق الرسول تحت قولہ لبیضاوی والآیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لان اللہ تعالیٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین [illegible] [illegible] [illegible] بعل المنافی والشاقۃ وعصیان الاذن لکن بما قرنت بہ الآیۃ [illegible] [illegible] [illegible] من عدم دلیل خاص عدم العمولی [illegible] [illegible] قولہ [illegible] [illegible] [illegible] قولہ توضیح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قولہ یستغفرون [illegible]

مسائل السلوک

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ انکے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لئے منظور ہوگا بخشدینگے۔

تہمت کسی بے گناہ پر لگا دی سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے (سر) پر لادا (جیسا بشیر نے کیا کہ خود تو چوری کی اور ایک نیک بخت بزرگ آدمی لبید کے ذمہ رکھدی) اور اگر (اس مقدمہ میں) آپ پر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو (جو کہ ہمیشہ آپ پر رہتا ہے) تو ان (بے باک) لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپکو غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا (لیکن خدا کے فضل سے ان کی رنگ آمیز باتوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور آئندہ بھی نہ ہوگا چنانچہ فرماتے ہیں) اور (کبھی آپکو غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن (اس ارادہ سے) اپنی جانوں کو (مبتلائے گناہ و مستحق عقوبت بنا رہے ہیں) اور آپ کو ذرہ برابر (اس قسم کا) ضرر نہیں پہنچا سکتے اور (آپکو غلطی کا ضرر پہنچانا کب ممکن ہے جبکہ) اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں (جسکے ایک حصہ میں اس قصہ کی حقیقت کی اطلاع بھی دیدی) اور آپکو وہ (مفید اور عالی) باتیں بتلائی ہیں جو آپ (پہلے سے) نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے (پھر اللہ کے فضل کے ساتھ کس کا کیا چل سکتا ہے) عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی (جیسا ابیرق کے پاس جمع ہو کر خفیہ مشورہ کیا گیا تھا) ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں یا خود ہی صدقہ وغیرہ کی دوسروں کو خفیہ ترغیب دیتے ہیں کیونکہ بعض اوقات خفیہ ہی کہنا مصلحت ہوتا ہے) ان کے مشوروں میں البتہ خیر (یعنی ثواب و برکت ہے) اور جو شخص یہ کام کریگا (یعنی ان اعمال کی ترغیب دیگا) حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے (نہ کہ ریاست و شہرت کی غرض سے) سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرماوینگے (یعنی آخرت میں لیکن ان خائنوں کے تو ایسے مشورے ہیں نہیں اسلئے ناپسندیدہ ہیں) اور جو شخص رسول (مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کریگا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہولیا (جیسا بشیر مرتد ہو گیا حالانکہ اسلام کا حق ہونا اور نیز اس خاص واقعہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کا خود اسکے معاشرہ میں بھی حق ہونا معلوم تھا پھر بھی بدبختی نے گھیرا) تو ہم اسکو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور (آخرت میں) اسکو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔ ف: نیک کام میں جو کہ معروف کا ترجمہ ہے تمام وہ امور آگئے جو نافع ہوں خواہ دینی ہوں یا دنیوی ہوں مگر مشروع ہوں اور گو اس میں صدقہ بھی داخل تھا لیکن نفس پر شاق ہونیکی وجہ سے اسکا زیادہ اہتمام فرمایا اور خاص اس مقام میں اسلئے بہت ہی مناسب ہوا کہ بشیر نے چوری کرکے غیر کا مال لیا تھا اسلئے مقابلہ میں اپنا مال غیر کو دینے کی فضیلت بیان فرمادی اور اسی طرح لوگوں میں صلح کرا دینا بھی معروف میں داخل ہے لیکن چونکہ نااتفاقی سبب ہے مضرات عظیمہ کثیرہ کا اور اصلاح میں ان کا انسداد ہے اسلئے اسکو بھی تصریحاً ذکر فرمایا پس صدقہ جالب منافع عظیمہ تھا اور اصلاح دافع مضار عظیمہ ان دونوں کو باوجود عموم معروف کے مصرح فرما دیا پس اصلاح کا فاعل اور الناس کا مصداق ایک ہی ہے جیسے اصلحوا ذات بینکم میں اور معنی یہ ہیں کہ او مر الناس باصلاحہم ما بینہم بطریق وضع مظہر موضع مضمر کے اور یشاقق الرسول باوجودیکہ دلالت علی المقصود میں کافی ہے مگر یتبع غیر سبیل المؤمنین کے ذکر سے یہ فائدہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی علامت جسکو دلیل انی کہتے ہیں بتلا دی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا علم مشاہدۃً تو ہر وقت متعذر ہے اسوقت بھی بوجہ اکثروں سے غائب ہونیکے اور بعد میں بوجہ وفات کے رہا روایۃً منصوص میں اور درایۃً یعنی اجتہاداً غیر منصوص میں وہ محتاج توسط رواۃ و ہداۃ مسلمین ہے پس نیا معرفت موافقت و مخالفت طریقہ رسول کا اتباع و عدم اتباع سبیل مومنین کا ہوا فافہم فانہ من المواہب لا من المکاسب واللہ اعلم (ربط) اوپر ذکر جہاد میں گو سب مخالفین داخل ہیں لیکن بیان احوال میں یہود اور منافقین کے احوال کا بیان ہوا ہے مخالفین میں ایک جماعت بلکہ اوروں سے بڑی مشرکین کی بھی تھی آگے کچھ ان کے عقائد کی حالت اور طریقہ مذمت اور اسکی سزا کا مذکور ہے اور اس مقام پر یہ اسلئے اور زیادہ مناسب ہوگیا کہ اوپر اس سارق کے مرتد ہونے کا مذکور ہے پس اس سے اسکی دائمی سزا کا حال معلوم ہوگیا نیز اوپر ترغیب تھی توبہ کی یہاں شرک و کفر کے سوا اور ذنوب کا مغفور ہونے کے بیان سے توبہ کی اور ترغیب ہوگئی:

عقوبت و ذم طریقہ مشرکین اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

الروایات: فی الروح اخرج الثعلبی عن ابن عباس ان شیخا من العرب جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی شیخ منہمک فی الذنوب الا انی لم اشرک باللہ تعالیٰ منذ عرفتہ وآمنت بہ ولم اتخذ من دونہ ولیا ولم اوقع المعاصی جراءۃ وما توہمت طرفۃ عین انی اعجز اللہ تعالیٰ ہربا وانی لنادم تائب فما تری حالی عند اللہ تعالیٰ فنزلت ان اللہ لا یغفر الخ۔ **ملحقات الترجمۃ**: لہ قولہ فی الہمت [illegible] ان المقصود بالنہی ہو النجوی [illegible] فالجواب [illegible] والتقدیر [illegible] ثم استانف ای بلا قدسہت اخذتہ من الروح [illegible] **قولہ ذہا وفیضا** [illegible] ان المقصود لیس ہو نفی الخیر مطلقا [illegible] قولہ تعالیٰ لن یغفر [illegible] **قولہ فی نجوہم** [illegible] استثناء متصلا بحذف المضاف [illegible] فاستثناء منقطعا [illegible] **قولہ من یفعل ذلک** [illegible] الصدقۃ والمعروف [illegible]

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۝ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف

يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وقف لازم

شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ (اطاعت کا) لوں گا

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ

اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چارپاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے۔ اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ

خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ

کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناوے گا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا شیطان ان لوگوں سے

وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝

وعدے کیا کرتا ہے اور ان کو ہوسیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویں گے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولاٰمرنہم فلیغیرن خلق اللہ ... فی حق اللحیۃ ... طریقہ ... شیطانی ... [illegible]

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولاٰمرنہم فلیغیرن خلق اللہ سے بعض لوگوں نے ڈاڑھی منڈانا بھی ... میں یہ دلیل ہے ... طریقہ ... منڈانا ... طریقہ شیطانی ہے ... نام رکھا ہے ۱۲

ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا سے لے کر قولہ ولا یجدون عنہا محیصا تک۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو (سزا دے کر بھی) نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے (بلکہ اس کو سزائے ابدی میں مبتلا رکھیں گے) اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جس کے لئے منظور ہوگا (بلا سزا) وہ گناہ بخش دیں گے (البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہو جاوے تو پھر مشرک ہی نہ رہا اب وہ سزائے دائمی بھی نہ رہیگی) اور (وجہ اس شرک کے نہ بخشے جانے کی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہراتا ہے وہ (امر حق سے) بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا (وہ امر حق توحید ہے جو عقلاً بھی واجب اور تعظیم صانع کے حقوق سے ہے پس مشرک نے حضرت صانع کی اہانت کی اس لئے ایسی سزا کا مستحق ہوگا بخلاف دوسرے گناہوں کے کہ گو وہ بھی ضلال ہے مگر توحید کے خلاف اور اس قدر بعید نہیں اس لئے قابل مغفرت قرار دیا گیا اور شرک کے غیر مغفور ہونے کی علت کفر میں بھی مشترک ہے کیونکہ اس میں بھی انکار ہوتا ہے صانع کی کسی بتلائی ہوئی بات کا پس وہ اس کی صفت صدق کی نفی کرتا ہے اور کوئی کافر خود ذات کا بھی منکر ہے اور صفت اور ذات دونوں میں سے جس کی نفی ہو توحید کا انکار اس سے لازم ہے پس کفر و شرک دونوں غیر مغفور ہیں رہ گئے مشرکین کی تحمیق ان کے مذہبی طریقہ میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ مشرک) لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک تو صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور ایک صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے باہر ہے اور جس کو (اسی بے حکمی کی وجہ سے) خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت خاصہ سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے (اس وقت جبکہ وہ رحمت خاصہ سے دور اور ملعون ہونے لگا) یوں کہا تھا اور جس سے اس کی عداوت صاف مترشح ہے کہ میں پوری کوشش کروں گا اور وہ رکھتا ہوں کہ ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ (اطاعت کا) لوں گا اور (اس حصہ کی تفصیل یہ ہے کہ) میں ان کو (عقائد میں) گمراہ کروں گا اور میں ان کو (خیالات میں) ہوسیں دلاؤں گا (جس سے معاصی کی طرف میلان ہو اور ان کی مغفرت نظر میں رہے) اور میں ان کو (اعمال کفریہ و فسقیہ کرنے کی) تعلیم دوں گا جس سے وہ (بتوں کے نام پر) چارپاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے (اور یہ اعمال کفریہ سے ہے) اور میں ان کو اور بھی تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (اور یہ اعمال فسقیہ سے ہے جیسے ڈاڑھی منڈانا اور بدن گودنا وغیرہ) اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناوے گا (یعنی خدا تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اور شیطان کی اطاعت کرے) وہ شخص صریح نقصان (و زیان) میں واقع ہوگا (کیونکہ جہنم میں جاتا ہے) شیطان ان لوگوں سے (غلط عقائد کے متعلق جھوٹے) وعدے کیا کرتا ہے (کہ تم بگڑو ہو گے نہیں حساب ہے نہ کتاب ہے) اور (خیالات میں) ان کو ہوسیں دلاتا ہے (کہ اس گناہ میں ایسی لذت ہے اس حرام ذریعہ میں ایسی آمدنی ہے اور تمام شیطانیہ کا وجود اور مغفرت اور معرفت تو خود ظاہر ہے) اور شیطان ان سے صرف جھوٹے (فریب آمیز) وعدے کرتا ہے ... حق ہے اور اس کا ... تو بہت جلد ... کھل جاتا ہے

اللغات المحیص من ... الخروج ... [illegible]

[illegible]

ل قولہ ... [illegible]

[illegible]

بالعدد والتحیۃ ... [illegible]

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ○

رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا۔

ایسے لوگوں کا جو کہ شیطان کی راہ پر چلتے ہیں ٹھکانا جہنم ہے اور وہ خسران مبین یہی ہے) اور اس (جہنم) سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویںگے (کہ وہاں جاکر پناہ لے لیں) ف شرک کے متعلق ایک مفید بحث اس پارہ کے ربع کے ایک رکوع قبل اس آیت کے ذیل میں جس کے الفاظ اس مقام کی آیت کے مثل ہیں گذر چکی ہے وہیں دیکھ لیجاوے اور زنانی چیزوں سے مراد بعضے بت ہیں جن کے نام اور صورتیں عورتوں کی سی تھیں اور ان کو زیور وغیرہ بھی پہناتے تھے جیسا کہ درمنثور میں حسن سے منقول ہے کہ ہر قبیلہ میں ایسے بت تھے اور ان کو انثیٰ بنی فلاں کے لقب سے مشہور کرتے تھے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے سوا اوروں کی عبادت نہیں کرتے چنانچہ بعضے بت نام اور شکل میں مردوں کی طرح بھی تھے بلکہ یہاں مستثنیٰ دو چیزیں ہیں اور حصر مجموعہ کے اعتبار سے ہے جسکا دوسرا جزو یعنی شیطان سب معبودات غیر اللہ کو یہاں معنی شامل ہے کہ شیطان کے کہنے سے عبادت کرنا گویا شیطان کی عبادت کرنا ہے جیسے محاورات میں کہتے ہیں کہ عمرو نے زید کے کہنے سے فلاں شخص کو روپیہ دیا ہے تو یوں سمجھو زید ہی کو دیا ہے۔ اس عام میں اناث کو منفرد کرکے لانا ان کی زیادت تحمیق کے لئے ہے کہ ایسے ناقص الاوصاف کی بھی عبادت کرتے ہیں پس کوئی معبود باطل ایسا نہیں ہے جو اس حصر فی المجموع سے خارج ہو بلکہ جزو ثانی میں تو سب داخل ہیں اور بعضے جزو اول میں بھی پس نہ حصر پر شبہ ہے اور نہ دونوں حصروں میں تنافی ہے کیونکہ مقصود حصر واحد ہے گو یدعون عامل مکرر ہے پس تقریر کلام اسی طرح ہے۔ ان یدعون الا اناثا والا شیطانا جیسے جاءنی الا زید والا عمرو۔ اور شیطان کی چند صفتیں تاکید مقصود کے لئے لائے یعنی ایسے شیطان کی اطاعت کرتے ہیں جو اولاً متمرد ہے ثانیاً تمرد کی وجہ سے ملعون ہے ثالثاً انسان کا عدو ہے جیسا اسکے اقوال سے مترشح ہے آگے وہ اقوال اسکی عداوت پر دلالت کرنے کے لئے نقل فرمائے پس یہ لازم نہیں کہ یہاں جتنے امور مذکور ہیں وہ سب شرک وکفر ہی ہوں چنانچہ بعض امور صرف فسق ہیں اور یہاں جو تغییر کی مذمت مذکور ہے وہ ہر تغییر نہیں بلکہ جس میں افساد ہو اور جس میں افساد نہ ہو وہ مذموم نہیں بلکہ عدم افساد کے ساتھ اگر اصلاح بھی ہو جیسے ختان و تقلیم اظفار وہ مؤکد ہے اور جس میں دونوں نہوں جیسے خصار بہائم اور مقدار مسنون سے زائد ریش کا تراشنا یہ جائز ہے اور افساد کے وجود وعدم کا مدار اعتبار شریعت ہے نہ کہ عرف جس میں علاوہ اسکے کہ شارع کے برابر اسکی نظر نہیں خود باہم عرف عرف میں تعارض بھی ہوا کرتا ہے خوب سمجھ لو اور خلق اللہ کی تفسیر یہ بھی ہو سکتی ہے الخلق الذی امر اللہ ان یکون الانسان علیہ یعنی حق تعالیٰ کی پسندیدہ وضع پس تفسیر اول میں خلق تکوینی ہے اور اس تفسیر پر خلق تشریعی الربط اوپر کفار و مشرکین کے لئے وعید تھی آگے مؤمنین کے لئے وعدہ اور بشارت ہے جیسا اکثر قرآن مجید کا طرز ہے ثواب مؤمنین۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ○ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے جو ان کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا ف نصف پارہ پر من اصدق من اللہ حدیثا میں جو کچھ لکھا گیا ہے یہاں بھی ملاحظہ کرلیا جاوے۔ ربط اوپر ہوسناکی خیالات کا شیطانی دھوکہ اور غیر معتبر ہونا یعدہم ویمنیہم الخ میں اور ایمان واعمال کا قابل اعتبار ہونا والذین آمنوا الخ میں مذکور تھا آگے بھی یہی دو مضمون ہیں پہلی آیت میں پہلا مضمون اور بعد کی آیتوں میں دوسرا مضمون اور اہل کتاب کا ذکر اس مضمون میں اسلئے آیا کہ ان میں اور مسلمانوں میں ایکبار دین کے باب میں تفاخر ہوا تھا کذا فی اللباب المقاء طمع خام واعتبار اعمال واسلام

النحو فی روح المعانی وعدہم وعداً واحقہ حقا اعد و اشرت الی الترکیب فی الترجمۃ قیلا تمیز فی قولہ تعالیٰ ومن اصدق مصادر منتہ مرا عید الشیطان الکاذبۃ تقرنا بوعد اللہ لاولیاءہ ۱۲ ط

عسہ بلکہ زائد ریش تراشنا سنت ہے اور موکد یا غیر موکد ہونا کہیں نظر سے نہیں گذرا ۱۲ منہ

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا

نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کریگا وہ اسکے عوض میں سزا دیا جاوےگا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار

وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

ملیگا نہ مددگار ملیگا۔ اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر

يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کیطرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جسمیں کجی کا نام نہیں

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے کہ خالی خولی زبان سے اپنے فضائل بیان کیا کریں بلکہ مدار کار اطاعت پر ہے پس) جو شخص (اطاعت نہیں کریگا اور) کوئی برا کام کریگا خواہ از قسم عقائد ہو یا از قسم اعمال) وہ اسکے عوض میں سزا دیا جاویگا (اگر وہ برائی عقیدہ کفر یہ تک ہے تو سزا ئے دائمی اور حتمی اور اگر اس سے کم ہے تو سزائے غیر دائمی اور مقید بعدم توبہ و عدم عفو) اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ مددگار ملیگا (کہ خدا تعالیٰ سے اسے چھڑا لے) اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا (کہ انکی کوئی نیکی ضائع کر دیجاوے) اور (اوپر جو مومن کی قید لگائی گئی اس کا مصداق ہر فرقہ نہیں بلکہ صرف وہ فرقہ جسکا دین خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو نہیں سب سے اچھا ہو اور ایسا فرقہ صرف اہل اسلام ہیں جسکی دلیل یہ ہے کہ ان میں یہ صفات ہیں اطاعت تامہ۔ اخلاص۔ اتباع ملت ابراہیم اور) ایسے شخص (کے دین) سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی) اور (اسکے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو کہ دل سے فرمانبرداری اختیار کی ہو خالی مصلحت سے ظاہرداری نہ ہو) اور وہ ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع کرے جسمیں کجی کا نام نہیں (اور ملت ابراہیمی ضرور قابل اتباع ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا (تو ظاہر ہے کہ دوست کے طریقہ پر چلنے والا بھی محبوب و مقبول ہوگا۔ پس طریقہ اسلام مقبول ہوا پس اہل اسلام ہی مصداق ٹھیرے لقب مومن کے اور دوسرے فرقوں نے اتباع ابراہیمی چھوڑ دیا اسلام نہ لائے اسلئے صرف مسلمان ہی ایسے ثابت ہوئے کہ محض امانی پر انکا استناد نہیں بلکہ اطاعت گذار ہیں پس کام ان ہی کا چلیگا) اور (اللہ تعالیٰ کی اطاعت تامہ کرنا ضروری ہے

النحو فی الروح الباء فی بامانیکم شلہا فی زید بالباب ولیست زائدۃ واسم لیس مستتر فیہا عائد علی الامر المتحاد فیہ بقرینۃ سبب النزول۔ وفی الجلالین او صح من ہذا حیث قال لیس الامر منوطاً ۔:

البلاغۃ فی الروح قولہ وھو مؤمن فیہ دفع توہم ان العمل الصالح ینفع الکافر حیث قرن بذکر اعمال السوء المنقسم الی مؤمن والکافر قولہ لا یظلمون فیہ دلیل من نفی تنقیص ثواب المطیع نفی زیادۃ عقاب العاصی من باب الاولیٰ لان الاذی فی زیادۃ العقاب اشد منہ فی تنقیص الثواب فاذا لم یرض بالاول وہو ارحم الراحمین فکیف یرضی بالثانی ۔

الروایات فی اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال تفاخر النصاری واہل الاسلام فقال ہؤلاء نحن افضل منکم وقال ہؤلاء نحن افضل منکم فانزل اللہ لیس بامانیکم وفی لفظ جلس ناس من الیہود وناس من النصاری وناس من المسلمین الخ قلت وقد ذکرت ہذہ الروایۃ فی المتن والیہ فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال قالت الیہود والنصاری لا یدخل الجنۃ غیرنا وقالت قریش انا لا نبعث فانزل اللہ تعالیٰ لیس بامانیکم الآیۃ تحت ومن ثم قال بعض المفسرین ان الخطاب فی الآیۃ للمشرکین وایدہ بانہ لم یجر للمسلمین ذکر فی الامانی لکن الذی رواہ الترمذی ومسلم من کون الآیۃ شاقۃ علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ والمسلمین وجوابہ صلی اللہ علیہ وسلم لہم بکون المصائب کفارۃ لہم فی الدنیا اصرح دلیل علی کون الخطاب للمسلمین فالتوجیہ ان یقال ان المقصود ہو الخطاب للمسلمین ونزل الآیۃ فی بطلان امانی المشرکین بالاولیٰ لان الامانی لو لم یعتد بہا وقد کانت من اہل العلم فما بالہا اذا کانت من اہل الجہل فکانت الخطاب للمشرکین بہذا النمط۔ واما ما ایدہ بہ فان الامانی بالتفسیر الذی اخترنا یکون عامۃ للمشرکین وغیرہم فافہم وفی اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال لما نزلت لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب نحن وانتم سواء فنزلت ہذہ الآیۃ ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وہو مؤمن انتہی قلت وقد اشتہر بناء تقریر آیۃ ومن احسن دینا علی تعیین مصداق المؤمن فافہم ۔

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی یعمل سوء از قسم عقائد جیسے بعض اہل الکتاب ظن سوء ہم او علی عقائدہم از اعمال جیسے قولہ فی الصلحت کوئی نیک لفظ فادۃ من التبعیضیۃ ۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب الی نعیم مدعی بلا دون امثال اوعاعو ہم الی اعمال نحن قبلا نکونہم بحال او متسبین الی اہل الکمال خاب الامانی والاکاذیب التشرع وقولہ تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ وہو محسن ۸۱ واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا (الآیۃ) لما کان حاصل طریق الصوفیۃ الانقیاد ظاہرا و باطنا وکمال الاحسان المفسر فی الحدیث بان تعبد اللہ کانک تراہ والمودۃ الحنیفیۃ ای المیل عن غیر اللہ تعالیٰ الیہ دل الاحل الآیۃ علی کون طریقہم احسن الطرق کما ترجمہ

قولہ تعالیٰ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب یہ نتیجہ عموم مضمون سے یہ مسئلہ ہے کہ جیسے لوگ جو دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ چونکہ ہم فلاں سلسلہ کے ہیں یا اہل کمال میں ہمیں فلاں بات حاصل ہو گا یہ دعویٰ باطل محض ہے کیونکہ یہ دعاوی اکاذیب ہیں وہ عند الشرع بے بنیاد ہیں وقولہ تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ وہو محسن واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا حاصل طریق صوفیہ کا طریق ہے انقیاد ظاہر وباطن جو تفسیر ہے اسلام کی اور احسان جسکی تفسیر حدیث میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ اور حنیفیت یعنی غیر اللہ سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور آیت میں مجموعہ کو احسن طرق کہا گیا ہے تو آیت سے دال ہوگی صوفیہ کا طریق اس طرح

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي

اور لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارہ میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں

لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ

جن کو جو ان کا حق مقرر ہے نہیں دیتے ہو اور ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس

تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ○

باب میں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کرو گے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں

کیونکہ ان کی سلطنت اور انکی اطلاع دونوں کامل ہیں اور یہی امور مدار ہیں وجوب طاعت کے چنانچہ) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ تو کمال سلطنت ہوا) اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو (اپنے علم میں) احاطہ فرمائے ہوئے ہیں (یہ کمال علمی ہوا) ف خلاصہ یہ ہوا کہ نری تمناؤں سے کام نہیں چلتا گو مسلمان نری تمناؤں پر نہیں ہیں بلکہ کام کرتے ہیں اور دوسرے غیر تمنے جب اسلام نہ لائے جس پر سارا کام موقوف ہے تو بس نری تمناؤں پر ہو گئے اور ملت ابراہیمی کی تحقیق اور اس کا مصداق اسلام ہونا اور اتباع کے معنے یہ سب پارہ الم کے آخر میں مذکور ہیں ف خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا تقرب و مقبولیت ہے اور درج میں بسند صحیح حاکم حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھی خلیل بنایا ہے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اور مسلم میں ہے وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا اور حبیب اللہ ہونا مزید برآں ہے رواہ الترمذی۔ ربط شروع سورت میں احکام یتامی و نساء میں انکے واجبی حقوق کا وجوب مذکور تھا کیونکہ جاہلیت میں بعضے ان کو میراث ہی نہ دیتے تھے بعضے جو مال میراث میں یا اور کسی طور سے ان کو ملتا اسکو کھا جاتے بعضے ان سے نکاح کر کے ان کو مہر پورا نہ دیتے اور ان سب کی ممانعت کی گئی تھی اس پر مختلف واقعات پیش آئے بعض کو تو یہ خیال ہوا کہ عورتیں اور بچے فی نفسہ قابل میراث کے نہیں کسی مصلحت سے یہ حکم برائے چندے ہو گیا امید ہے کہ منسوخ ہو جاویگا چندے اسکے منتظر رہے جب نسخ نہ ہوا تو یہ مشورہ ٹھیرا کہ خود پوچھنا چاہئے اور حاضر ہو کر پوچھا ابن جریر و ابن المنذر نے ابن جبیر سے آیت آئندہ کا سبب نزول اسی سوال کو نقل کیا ہے اور بعض کو یہ اتفاق ہوا کہ ان کی پرورش میں بصورت یتیم دختر تھی بد صورتی کی وجہ سے تو خود نکاح نہیں کیا اور دوسرے سے نکاح کو ٹالا کہ مال بھی اسکے ساتھ جاویگا اور اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کذا فی اللباب بروایۃ ابن ابی حاتم عن السدی فی قصۃ جابر۔ غالباً غرض سوال کی یہ ہوگی کہ کوئی حکم آسان آجاوے مثلاً یہی کہ حق پرورش میں اتنا حصہ مال کا سائل کو مل سکتا ہے۔ اور بعض نے جب یہ حکم سنا کہ یتامی سے نکاح کرنے میں مہر کم کرنا درست نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس سے مقصود یہ ہے کہ جیسے ان کی بد صورتی میں اپنی غرض فاسد کیلئے ان سے نکاح نہیں کرتے ان کے مرغوب ہونے یا خوبی کی صورت میں بھی نکاح کیوں کرتے ہو بلا مہر پورا دیئے کذا فی البخاری عن عائشۃ۔ غالباً مقصود اس سوال سے یہ ہوگا کہ کمال مہر اس صورت میں معاف ہو جاوے جبکہ وہ عورت خود کمی پر رضامند ہو جاوے لیکن چونکہ اپنے ماتحت ہوئے شخص کی ایسی زبانی رضامندی معتبر نہیں اسلئے حکم نہیں بدلا بس اس آیت کا ربط شروع سورت کی آیتوں کے ساتھ ہوا اور درمیان میں اور اور مضامین مختلف متناسب آگئے کیونکہ یہ طرز کہ ایک حکم ذکر کر دیا پھر وعدہ وعید آگیا پھر عظمت الٰہیہ کا بیان ہونے لگا نہایت وقعت اور تاثیر قلوب میں رکھتا ہے کہ حکم کے ساتھ ساتھ ترغیب و ترہیب بھی ہوتی رہے حاکم حقیقی کا مراقبہ بھی ہوتا ہے قرآن مجید کا یہی طرز ہے۔ واللہ اعلم۔ عود بسوی بعضے احکام نساء و یتامی وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ○ اور لوگ آپ سے عورتوں (کی میراث اور مہر) کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارہ میں تم کو (وہی سابق) حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی تم کو حکم دیتی ہیں) جو کہ (اسکے قبل نازل ہو چکی ہیں اور) قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں (کیونکہ قرآن کی تلاوت میں انکی تلاوت بھی ظاہر ہے کہ ہوا ہی کرتی تھی) جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں (نازل ہو چکی) ہیں جن کے ساتھ تمہارا یہ معاملہ ہے کہ اگر وہ صاحب مال و صاحب جمال ہوں تو ان سے نکاح کرنے ہو مگر ان کو جو ان کا حق (میراث و مہر کا) مقرر ہے نہیں دیتے ہو اور (اگر صاحب جمال نہ ہوں صرف صاحب مال ہوں تو) انکے ساتھ (بوجہ خوف جمال نہ ہونیکے) نکاح

اللغات فی الروح یفتیکم ای یبین لکم حکمہ والافتاء اظہار المشکل من الاحکام ۱۲ النحو وما یتلی علیکم معطوف علی اللہ وہو جمع بین الحقیقۃ والمجاز فی معنی الافتاء وجوزہ فی ابیہ الحنفی کذا فی الروح فی یتمی النساء متعلق بیتلی۔ قولہ ان تنکحوہن ای عن ان کذا عن عائشۃ ثم قولہ والمستضعفین عطف علی یتمی وکذا ان تقوموا فالمعنی ویتلی فی المستضعفین ویتلی فی قیامکم للیتامی فافہم ۱۲ ۔

البلاغۃ قولہ فی النساء ای فی تعمیم النساء مع ان السوال کان وردفی سبب النزول وقع عن الولدان ایضا لان السوال عن النساء کان اہم لکون امرہن مقصودا بین المال والجمال۔ قولہ یفتیکم فیہن مقصود فیہ ما نزل من الآیات السابقۃ ہذا ہو الروایات ذکرت فی المتن ۱۲ ۔

الروایات قولہ فی ما یتلی من آیات وما وردہ من تخصیص فیہ ولن نخص عن آیۃ ہو فلا ینبغی حمل الالفاظ علی سبب النزول ۱۲ ۔

17 182

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بد دماغی یا بے پرواہی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

اور یہ صلح بہتر ہے ۔ اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں ۔

کرنے سے نفرت کرتے ہو لیکن بوجہ صاحب مال ہونیکے اس خوف سے کہ یہ مال کہیں اور نہ چلا جاوے دوسرے کسی سے بھی نکاح نہیں کرنے دیتے) اور (جو آیات کہ کمزور بچوں کے باب میں ہیں) اور جو آیات کہ اس باب میں ہیں کہ یتیموں کی (تمام) کارگذاری (عام اس سے کہ مہر و میراث کے متعلق ہو یا اور کچھ ہو) انصاف کیساتھ کرو ، یہ مضمون ہے ان آیات سابقہ کا پس وہ آیتیں اپنا مضمون اب بھی تمہارے ذمہ واجب کر رہی ہیں ، وہ انکا حکم بعینہٖ باقی ہے تم ان ہی کے موافق عمل رکھو) اور جو نیک کام کرو گے (نساء و یتامیٰ کے بارہ میں یا اور امور میں بھی) سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں (تمکو اسکی جزائے خیر دینگے اور جانتے تو ہیں غیر خیر کو بھی لیکن یہاں ترغیب خیر کی مقصود ہے اسلئے تخصیص کر دی) ف خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جو آیتیں اس بارہ میں پہلے آچکی ہیں جنکو تم وقتًا فوقتًا سنتے رہتے ہو وہ ان احکام کے باب میں اب بھی واجب العمل ہیں کوئی حکم جدید نہیں دیا جاتا چنانچہ یتامیٰ نساء کے باب میں یہ آیت ہے وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ الآیۃ جسکی وجہ نزول یہی بے انصافی مہر کی تھی جسکو لاتؤتونھن فرمایا اور اسی کے مقابلہ میں غیر مرغوبہ کے ساتھ نکاح کرنا بھی مفہوم ہو سکتا ہے جسکو یہاں ترغبون میں فرمایا پس دونوں کا حوالہ اس آیت پر صحیح ہوا اور مستضعفین کے باب میں وہ آیت ہے واتوا الیتامیٰ اموالھم الخ اور قیام بالقسط اس سے بھی مفہوم ہوا اور آگے اور بھی تصریح ہے ولا تاکلوھا اسرافا الخ اور ان سب کی میراث مجملا للرجال نصیب الخ میں اور مفصلا اسکے بعد یوصیکم اللہ میں مذکور ہے اور اسکے بعد نکاح سے روکنے کیلئے آیت ولا تعضلوھن میں مصرح ہے جسکے عموم میں صورت مسئول عنہا بھی آگئی اور اسباب نزول کے سب سوالات کا جواب اس تقریر سے مفہوم ہوگیا ربط اوپر کی آیت میں عود تھا سابق کیطرف جسمیں احکام نساء بھی تھے آگے بھی بعض احکام متعلق خاص نساء یعنی ازواج کی طرف عود ہے جسکا بیان حکم پانزدہم میں بعنوان اصلاح ہو چکا ہے پس گویا یہ اس کا تتمہ اور اصلاح کے بعض طرق کی تعیین ہے اور بینہما میں اشارہ ہے کہ حکمین کا ہونا شرائط میں سے نہیں جواز صلح بین الزوجین وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا الی قولہ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا اور اگر کسی عورت کو (قرائن سے) اپنے شوہر سے غالب احتمال بد دماغی (اور کج ادائی) یا بے پرواہی (اور بے رخی) کا ہو سو (ایسی حالت میں) دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں (یعنی عورت اگر ایسے شوہر کے پاس رہنا چاہے جو پورے اسکے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسلئے اسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے مثلًا نان و نفقہ معاف کردے یا مقدار کم دے اور اپنی باری معاف کر دے تاکہ وہ چھوڑے نہیں اور شوہر کو جائز ہے کہ اس معافی کو قبول کرلے) اور (نزاع یا فراق سے تو یہ صلح ہی) بہتر ہے اور (ایسی صلح ہو جانا کچھ بعید نہیں کیونکہ) نفوس کو (طبعًا) حرص کیساتھ اقتران (و اتصال) ہوتا ہے (جب اسکی حرص پوری ہو جاتی ہے راضی ہو جاتا ہے پس شوہر جب دیکھیگا کہ میری مالی اور جانی آزادی میں جسکی کہ طبعی حرص ہے کچھ خلل نہیں آتا اور مفت میں عورت ملتی ہے تو وہ غالبًا نکاح میں رکھنے پر راضی ہو جاویگا اور عورت کی حرص نکاح میں رہنے پر خواہ کسی وجہ سے ہو ظاہر ہے کہ سبب اصلی ہے صلح کا پس جانبین کی خاص خاص حرص نے اس صلح کی تکمیل کردی) اور (اے مردو) اگر تم (خود عورتوں کے ساتھ) اچھا برتاؤ رکھو (اور ان سے حقوق معاف کرانیکے خواہاں نہ ہو) اور (انکے ساتھ کج ادائی اور بے رخی کرنے سے) احتیاط رکھو تو (تمکو بڑا ثواب ملے کیونکہ) بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

النحو قولہ احضرت فی الروح متعد لاثنین الاول ہو الانفس القائم مقام الفاعل والثانی الشح والمعنی احضر اللہ تعالیٰ الانفس الشح اھ قلت وعلیہ ترجمت ونظیرہ تحتمل العکس ۱۲ الروایات فی اللباب روی ابو داؤد والحاکم عن عائشۃ والترمذی مثلہ عن ابن عباس قال فرقت سودۃ ان یفارقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسنت فقالت یومی لعائشۃ فانزل اللہ تعالیٰ وان امرأۃ خافت واخرج سعید بن منصور عن سعید بن المسیب ان ابنۃ محمد بن مسلمۃ کانت عند رافع بن خدیج فکرہ منہا امرا اما کبرا او غیرہ فاراد طلاقہا فقالت لا تطلقنی واقسم لی ما بدالک فانزل اللہ تعالیٰ وان امرأۃ ۔ واخرج الحاکم عن عائشۃ قالت نزلت ہذہ الآیۃ والصلح خیر فی رجل کانت تحتہ امرأۃ قد طلت منہا ولدا فاراد ان یستبدل بہا فراضتہ علی ان تقر عندہ ولا یقسم لہا ۔ واخرج ابن جریر عن سعید بن جبیر قال جاءت امرأۃ حین نزلت الآیۃ وان امرأۃ خافت قالت انی ارید ان تقسم لی من نفقتک وقد کانت رضیت ان یدعہا فلا یطلقہا ولا یاتیہا فانزل اللہ واحضرت الانفس الشح قلت وعلی الروایۃ الاخیرۃ فالظاہر ان یحمل قولہ تعالیٰ واحضرت علی تمہید العذر فی الماکسۃ والمشاحۃ کما فسرہ بعضہم لکن یجوز ان یحمل علی التنبیہ للمرأۃ وتذکیرہا ان الانفس قد حضرہا الشح فلا تجدہ کال لعلک قد رضی فو عدت لہا فبقی حملہ علی تقویۃ الصلح حملا واولی الآیۃ علی المماکسۃ دون التقریر لا یحتاج الی ہذا التوجیہ الذی ارتکب تطبیقا للآیۃ علی الروایۃ بل یترک علی ہذا الظاہر ولم توجب حل الآیۃ علی التقریر بروایۃ ۱۲ ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ نشوزا (اور کج ادائی اور بے رخی عطف تفسیری وہذہ الترجمۃ طریق الاعراض وخف من النشوز ۱۲ ۲ قولہ فی صلحا خاص طور اشارۃ الی ان صلحا مفعول مطلق من غیر باب الفعل والتنوین فیہ للتنویع وتفسیرہ الصلح المشروع ۱۲ ۳ قولہ تب واحضرت بعید نہیں نفی ہذہ الجملۃ تقریب وادی للصلح کما ہو فی المسابقۃ تقریرا اشرنا الیہ ۱۲ ۴ قولہ فی احضرت طبعا ولا ینافی کونہ مغلوبا بامر غالب علیہ کما فی المرتاضین ۱۲ ۵ قولہ فی تحسنوا ای مرد علیس فیہ تغلیب حصہم بالخطاب لان المذکور فیما قبل نشوزہم واعراضہم ۱۲ ۶ قولہ تب ان اللہ تواب اشار الی حذف الجزاء واقامۃ سببہ مقامہ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح دل بعموم الافراد علی ان الطبعیات لا تزول عن الکاملین وانما تصیر مغلوبۃ فان عاد بعض آثارھا لم ینافی الکمال ان لا یداوم علیہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح انفس کے عموم سے آیت میں دلالت ہے کہ امور طبعیہ کاملین سے بھی زائل نہیں ہوتے سو اگر کسی کامل میں انکے کچھ آثار عود کر آئیں تو یہ منافی کمال نہیں جبکہ اس پر اصرار نہ ہو ۱۲

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ

اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکیگا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اسکو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہو اور اگر

تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝

اصلاح کرلو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں اور اگر دونوں میاں بی بی جدا ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کر دیگا اور اللہ تعالیٰ بڑے

(اور اعمال نیک پر ثواب دیا کرتے ہیں) **ف** اور احضرت الانفس کی تقریر اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اور اگر گو یہ صلح تو ہو گئی لیکن اکثر ایسی صلح کا انقام ہوتا ہے کیونکہ انفس کو حرص کے ساتھ اقتران ہے اسلئے بعد چندے پھر عجب نہیں کہ عورت کو اپنے حقوق کی حرص کا جوش اٹھے اور ادھر مرد کو اپنی آزادی کی حرص ہے ہی اسلئے عورت پھر اپنے حقوق کا مطالبہ کرے جیسا کہ اسکو شرعا اجازت بھی ہے اور مرد ادا کرنا نہ چاہے اور نزاع پیدا ہو جسکا انجام وہی مفارقت ہو اور یہ فرمانا کہ گناہ نہیں اسلئے ہے کہ ظاہر میں اس صلح میں شبہ ہوتا تھا کہ مشابہ رشوت کے ہے جسمیں دونوں شخص گناہگار ہوتے ہیں اسلئے دونوں سے نفی گناہ کی کر دی **مسئلہ** اگر صلح میں کوئی ایسا امر شرط ٹھہرا یا جو شرعا ناجائز ہے تو صلح بھی ناجائز ہوگی مثلاً عورت سے کہا کہ اس شرط پر تجھکو نکاح میں رکھتا ہوں کہ تیری بہن بھی میرے نکاح میں رہیگی یہ حرام اور باطل ہے اسی لئے احقر نے صلح کے ترجمہ میں خاص طور کی قید لگادی ہے **مسئلہ** نان نفقہ اور باری کے قبیل سے جو حقوق عورت نے معاف کئے ہیں عورت کو ہر وقت اختیار ہے کہ آئندہ کیلئے ان حقوق کا پھر مطالبہ کرنے لگے اگر شوہر نکاح میں رکھنا چاہیگا تو ان حقوق کا ادا کرنا واجب ہوگا حق ماضی کے سقوط سے مستقبل میں سقوط لازم نہیں **ربط** اوپر نشوز و اعراض زوج کے متعلق مضمون مذکور تھا اور اسکے بعد چند صورتیں محتمل ہیں ایک یہ کہ ممانعت ہو جاوے جو آیت بالا کا اصل مقصود تھا دوسرے یہ کہ مرد اپنے نشوز و اعراض سے باز آجاوے جسکی ترغیب ان تحسنوا میں تھی تیسرے یہ کہ نہ تصالح ہو اور نہ مرد باز آوے بلکہ تفریق ہو جاوے پس آگے ان اخیر کے دونوں احتمالوں کے متعلق مضمون ہے۔ احتمال ثانی کے متعلق تو آیہ ولن تستطیعوا الخ ہے کہ اگر رغبت قلبی پر اختیار نہیں تو حقوق اختیاریہ تو ادا کرنا ضرور ہے اور چونکہ اکثر اسی رغبت کا سبب دوسری بی بی کا غلبہ محبت ہوتا ہے اسلئے آیت میں اسکا ذکر ہوا ہے ورنہ حکم مذکور عام ہے۔ اور احتمال ثالث کے متعلق آیہ وان یتفرقا الخ ہے **ایجاب حقوق شرعیہ زوجہ** وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ الیٰ قولہ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۔ اور اے اولاد آدم تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکیگا کہ سب بیبیوں میں (ہر طرح سے) برابری رکھو حتی کہ رغبت قلب میں بھی گو (اس برابری کو) تمہارا کتنا ہی جی چاہے (اور تم کتنی ہی اسمیں کوشش کرو لیکن چونکہ قلب کا میلان غیر اختیاری ہے اسلئے اسپر قدرت نہیں گو اتفاقاً بلا اختیار کہیں برابری ہو ہی جاوے تو اسکی نفی آیت میں مقصود نہیں غرض جب اختیار میں نہیں تو تم اسکے مکلف نہیں لیکن اسکے غیر اختیاری ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ظاہری حقوق بھی اختیاری نہ ہوں بلکہ وہ تو اختیاری ہیں جب وہ اختیاری ہیں) تو (تمپر واجب ہے کہ) تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ (بالکل کا مطلب یہ کہ باطن سے بھی جسمیں معذور تھے اور ظاہر سے بھی جسمیں مختار ہو یعنی حقوق شرعیہ میں ان سے نشوز و اعراض کرو) جس سے اس (مظلومہ) کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر (یعنی بیچ) میں لٹکی ہو (یعنی نہ تو اسکے حقوق ادا کئے جاویں کہ خاوند والی سمجھی جاوے اور نہ اسکو طلاق دیجاوے کہ بے خاوند والی کہی جاوے بلکہ رکھو تو اچھی طرح رکھو) اور (رکھنے کی صورت میں جو زمانہ ماضی میں کچھ ناگوار معاملات ان سے کئے گئے) اگر (ان معاملات کی فی الحال) اصلاح کر لو اور (آئندہ زمانہ میں ایسے معاملات سے) احتیاط رکھو تو (وہ امور گذشتہ معاف کر دیئے جاویں گے کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں (چونکہ اصلاح ذنوب متعلقہ بحقوق العباد کی ان عباد کے معاف کرنے سے ہوتی ہے پس اصلاح میں یہ معافی بھی آگئی تو اسکے وقوع کے بعد تو بہ شرعا صحیح ہو گئی اسلئے مقبول ہو گئی) **ف** اس آیت کے متعلق سورہ نساء کے شروع میں زیر آیت فان خفتم ان لا تعدلوا الخ کچھ بحث گذر چکی ہے اسکو ملاحظہ فرمالیا جاوے **ربط** آیت بالا کی تمہید میں مذکور ہو چکا **انجام تفریق** وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۔ اور اگر وہ دونوں میاں بی بی (میں کسی طرح بھی موافقت نہ ہوئی اور وہ دونوں) جدا ہو جاویں (یعنی خلع یا طلاق ہو جاوے) تو (کوئی ان میں سے خواہ مرد اگر اسکی زیادتی ہے یا عورت اگر اسکی کوتاہی ہے یوں نہ سمجھے کہ بدوں میرے اس دوسرے کا کام ہی نہ چلیگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنی وسعت (قدرت) سے (دونوں میں سے) ہر ایک کو (دوسرے سے) بے احتیاج کر دیگا (یعنی ہر ایک کا مقدر کام بے دوسرے کے چلا دیگا) اور اللہ تعالیٰ بڑے وسعت والے (اور) بڑے حکمت والے ہیں (ہر ایک کیلئے مناسب سبیل نکال دیتے ہیں) **ربط** یہاں تک احکام مختلفہ کا بیان فرما کر آگے ان احکام کی بجاآوری کی تاکید اور اہتمام سے فرماتے ہیں کہ اول موافقت کا حکم فرمایا اتقوا اللہ میں اور اسکی تسہیل کیلئے من قبلکم کو یاد دلایا پھر مخالفت سے روکا ان تکفروا سے اور حذف جزا میں پھر غیر اللہ کا اندیشہ کہ بعض اوقات احکام میں کوتاہی کا وہ بھی سبب ہوتا ہے دل سے دور کیا کفیٰ باللہ وکیلا میں اور تینوں مضمونوں پر استدلال فرمایا اپنے مالک سموٰت و ارض ہونے سے کیونکہ ایسا مالک واجب الموافقت

ملحقات الترجمة ؎۱ **قولہ** کی العنوان بایجاب ہم لیعنون بعد الحکم لذکرہ فی نحن فیہ خفتم ان لا تعدلوا وکذا ما بعدہ لانہ لیس بالشقاء بل باعراض عن الاخذ ۱۲ ؎۲ **قولہ** فی حرصتم مقصود [illegible] فی المحبۃ لوحدہ ۱۲ ؎۳ **قولہ** فی المیل [illegible] ؎۴ **قولہ** [illegible] [illegible] ؎۵ **قولہ** [illegible] ؎۶ **قولہ** [illegible]

[illegible] ؎۷ **قولہ** [illegible] ؎۸ **قولہ** فی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل الخ وہ ۱۲ الا لا یترک الکل لاجل ان فات البعض وعلی الاصول کما ہو دأب بعض من استظلم ہمتہ القدرۃ فیما یستعملہ الخ

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل الخ آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر عمل کے اعلیٰ درجہ پر قدرت نہ ہو اسکے ادنیٰ ہی درجہ پر عمل کرلے اعلیٰ پر قادر ہونے کے انتظار میں نہ رہے بعض لوگ تمام عمر اسی انتظار میں فنا ہو جاتے ہیں اور ادنیٰ سے بھی محروم رہتے ہیں ۱۲

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِیَّاكُمْ اَنِ

اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تمکو بھی کہ اللہ تعالیٰ

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ۝ وَلِلّٰهِ

سے ڈرو اور اگر تم ناسپاسی کروگے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں ہیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہیں خود اپنی ذات میں محمود ہیں

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ۝ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ؕ

اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں اگر ان کو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کردیں اور دوسروں کو موجود کردیں

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝

اور اللہ تعالیٰ اسپر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں

بھی ہوگا محرم امخالفت بھی ہوگا اور واجب التوکل بھی ہوگا۔ اور ان تکفروا کے مضمون جزا محذوف پر غنیا حمیدا سے دلالت فرمائی گئی پھر دین کی خدمت کو غنیمت سمجھنا بصورت امتنان ارشاد فرمایا۔ ان یشأ الخ میں تاکہ اس خوف سے کہ کہیں دوسرے سے یہ کام نہ لے لیا جاوے دوڑینگے پھر دین کا اصلی ثمرہ آخرت میں ملنا ارشاد فرمایا من کان یرید میں کیونکہ بعض اوقات دنیا میں ثمرہ نہ ملنے سے بھی احکام میں سستی ہوجاتی ہے پس یہ کل پانچ مضمون ختم رکوع تک ہوئے جن سے نہایت اہتمام کے ساتھ مجاً اوری احکام کی تاکید ہوگئی اہتمام بلیغ وتاکید امتثال احکام وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے لے کر قولہ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ اور اللہ تعالیٰ کی ملک میں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں (تو ایسے مالک کے احکام کا ماننا بہت ہی ضروری ہے) اور ایجا آوری احکام کا خطاب خاص تم ہی کو نہیں ہوا بلکہ) واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب (آسمانی یعنی توراۃ وانجیل) ملی تھی اور تمکو بھی (حکم دیا ہے) کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو (جسکو تقوی کہتے ہیں جسمیں تمام احکام کی موافقت داخل ہے اسی لئے اس سورت کو تقوی سے شروع کرکے اسکی تفصیل میں مختلف احکام لائے ہیں) اور (یہ بھی ان کو اور تمکو سنایا گیا کہ) اگر تم ناسپاسی کروگے (یعنی مخالفت احکام کی کروگے) تو (خدا تعالیٰ کا کوئی ضرر نہیں ہاں تمہارا ہی ضرر ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کی تو) ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں (ایسے بڑے سلطان کا کیا ضرر ہوگا البتہ ایسے بڑے سلطان کی مخالفت بلاشک مضر ہے) اور اللہ تعالیٰ کسی (کی اطاعت) کے حاجتمند نہیں (اور) خود اپنی ذات میں محمود (وکامل الصفات) ہیں (پس کسی کی مخالفت سے انکی صفات میں کوئی نقص لازم نہیں آتا) اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور (جب وہ ایسے قادر مختار ہیں تو اپنے اطاعت گذار بندوں کیلئے وہ) اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں (پس انکی کارسازی کے ہوتے انکے مطیعوں کو کون ضرر پہنچا سکتا ہے پس کسی سے ڈرنا نہ چاہئے اور اللہ تعالیٰ جو تمکو دین کے کام بتلا رہے ہیں تو تمہاری ہی سعادت کیلئے ورنہ وہ دوسروں سے بھی کام لے سکتے ہیں کیونکہ انکی ایسی قدرت ہے کہ) اگر ان کو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کردیں اور دوسروں کو موجود کردیں (اور ان سے کام لیلیں جیسا دوسری آیت میں ہے ان تتولوا یستبدل الخ) اور اللہ تعالیٰ اسپر پوری قدرت رکھتے ہیں (پھر ایسا جو نہیں کیا تو انکی عنایت ہے امتثال امر کو غنیمت سمجھکر سعادت حاصل کرو اور دیکھو دین کے کام کا اصلی ثمرہ آخرت میں ہے دنیا میں نہ ملنے سے دل تنگ نہ ہونا بلکہ) جو شخص (دین کے کام میں) دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو (وہ بڑی غلطی میں ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے پاس (یعنی ان کی قدرت میں) تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ (موجود) ہے (جب ادنیٰ اعلیٰ دونوں پر انکی قدرت ہے تو اعلیٰ ہی چیز کیوں نہ مانگی جاوے) اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (سب کے اقوال اور درخواستوں کو دنیا کی ہوں یا دین کی سنتے ہیں اور سب کی نیتوں کو دیکھتے ہیں پس طالبان آخرت کو ثواب دینگے اور طالبان دنیا کو آخرت میں محروم رکھیں گے پس آخرت ہی کی نیت اور درخواست کرنا چاہئے البتہ دنیا کی حاجت مستقل طور پر مانگنا مضائقہ نہیں لیکن عبادت میں یہ قصد نکرے) ربط اوپر احکام مختلفہ کا بیان ہوا ہے جنمیں بعض معاملات بھی تھے جنمیں صاحب معاملہ کو بھی اور اگر کبھی اختلاف پڑے تو فیصل کنندہ کو بھی عدل کی رعایت کی اور دوسرے جو اسکی حقیقت پر مطلع ہیں ان کو شہادت میں اظہار حق کے لحاظ کی ضرورت ہے اسلئے آگے قیام بالعدل اور شہادت بالحق کو واجب فرماتے ہیں پس گویا یہ مضمون

مسائل السلوک ع ۱۹/۱۲

قولہ تعالیٰ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ لما کان معنی الدنیا یعم کل ما یدخل فیہ الثمرات العاجلۃ الباطنۃ دل علی ان ذوق السالک لاجل ہذہ الثمرات
ترجمہ قولہ تعالیٰ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ دنیا اپنے عموم مفہوم سے ہر عاجل غیر ماموربالحصول کو شامل ہے اس عموم میں ثمرات باطنیہ عاجلہ بھی داخل ہوگئے تو آیت ان ثمرات کے مقصود مرتبالعمل ہونے پر انکار کرتی ہے۔

الحاشیۃ: ﴿۱﴾ قولہ للہ ما فی السموٰت فیہ تکرار لفظا معنی لانہ لہ فی کل محل فائدۃ اخری بینہما باحسن تفصیل ۱۲ **ملحقات الترجمۃ:** ﴿۱﴾ قولہ وفی ان تکفروا اور یہ بھی انکو اور تمکو سنا دیا گیا الی انہ معطوف علی وصینا بتقدیر قلنا ای وصینا وقلنا لکم ولہم کذا فی الروح ۱۲ ﴿۲﴾ قولہ ناسپاسی المجیئہ فی مقابلۃ التقویٰ الذی یعم الاصول والفروع فکذا مقابلہ ۱۲ ﴿۳﴾ قولہ فعند ای بڑی غلطی میں ہے افسادۃ الی حذف جزاء من کان ای من کان یرید فقط رای خطا والمذکور دلیل علیہ ای لان عند اللہ کلا المطلبین فمالہ یوثر الادنیٰ علی الذی ہو خیر ۱۲ ؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے۔ رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے

اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب

خَبِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ

اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ

اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اسکے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اسکے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔

احکام سابقہ کا مؤکد اور مکمل ہے و نیز یتامیٰ کے باب میں قسط اور حکم بین الناس کیوقت عدل اور یتامیٰ کے اموال سپرد کرنیکے وقت اشہاد و در قصہ بنی ابیرق میں بعض لوگوں کا ناحق طرفداری کے مضامین مذکور ہو چکے ہیں ان مضامین کے ساتھ اس آیت کو خاص مناسبت ہے **ایجاب عدل و اظہار حق** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ الیٰ قولہ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اے ایمان والو (تمام معاملات میں وہ کیوقت بھی اور فیصلہ کے وقت بھی) انصاف پر خوب قائم رہنے والے (اور اقرار یا شہادت کی نوبت آوے تو) اللہ کی خوشنودی کیلئے (سچی) گواہی (اور اظہار) دینے والے رہو اگرچہ (وہ گواہی اور اظہار) اپنی ہی ذات پر ہو (جسکو اقرار کہتے ہیں) یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو اور گواہی کیوقت یہ خیال نہ کرو کہ جسکے مقابلہ میں ہم گواہی دے رہے ہیں یہ امیر ہے اسکو نفع پہنچانا چاہئے تاکہ اس سبب سے مروت نہ ہو یا یہ کہ غریب ہے اسکا کیسے نقصان کریں تم کسی کی امیری غریبی کو نہ دیکھو کیونکہ وہ شخص جسکے خلاف گواہی دینی پڑیگی اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے اتنا تعلق تمکو نہیں کیونکہ تمہارا تعلق جتنا ہے وہ بھی ان ہی کا دیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو تعلق ہے وہ تمہارا دیا ہوا نہیں پھر جب باوجود تعلق قوی کے اللہ تعالیٰ نے انکی مصلحت اسی میں رکھی کہ اظہار حق کیا جاوے تو تم تعلق ضعیف پر ان کی ایک ظاہری مصلحت کا کیوں خیال کرتے ہو سو تم (اس شہادت میں) خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے (یعنی غلط اظہار دو گے) یا پہلو تہی کرو گے (یعنی شہادت کو ٹالو گے) تو (یاد رکھنا کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

ربط اوپر زیادہ حصہ احکام فرعیہ کا مذکور ہوا ہے اور ایمان و کفر کے مباحث کہیں کہیں معاملات مع المخالفین کے ضمن میں آگئے ہیں آگے یہ مباحث قدرے تفصیل سے مذکور ہوتے ہیں اور ختم سورت تک بالکل قریب تک چلے گئے ہیں ترتیب بیان میں اول ایمان معتبر عند الشرع کا بیان ہے پھر کفار کے مختلف فرقوں کی مذمت عقائد میں بھی اور بعض اعمال میں بھی جو کہ فساد عقائد پر دال ہیں **ایمان معتبر عند الشرع** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الیٰ قولہ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا اے ایمان والو (یعنی جو مجملاً ایمان لاکر اس زمرۂ مومنین میں داخل ہو چکے ہیں) تم (عقائد ضروریہ کی تفصیل سن لو کہ) اعتقاد رکھو اللہ کی ذات و صفات کے ساتھ اور اسکے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت) کیساتھ اور اس کتاب (کے حق ہونے) کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی اور ان کتابوں (کے حق ہونے) کیساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب سابقہ پر ایمان لانے میں ملائکہ و باقی انبیاء علیہم السلام و یوم قیامت پر ایمان رکھنا بھی داخل ہو گیا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ (کی ذات یا صفات) کا انکار کرے اور اسی طرح جو اسکے فرشتوں کا انکار کرے اور اسی طرح جو اسکی کتابوں کا (جن میں قرآن بھی آگیا) انکار کرے اور اسی طرح جو اسکے رسولوں کا (جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں) انکار کرے اور اسی طرح جو روز قیامت کا انکار کرے تو وہ شخص گمراہی میں (حق سے) بڑی دور جا پڑا۔

البلاغة اتی بکلمۃ او فی او الوالدین ولکلمۃ الواو فی والاقربین لطلق الاول و… الثانی ۱۲ **الروایة** فی الدر اخرج ابن جریر عن السدی نزلت ای آیۃ یایہا الذین آمنوا کونوا قوامین الخ فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اختصم الیہ رجلان غنی و فقیر فکان صلعم مع الفقیر یری ان الفقیر لا یظلم الغنی فابی اللہ تعالیٰ الا ان یقوم بالقسط … تحت الخ الاول فی الواقعۃ فلیس بمنکر و اما حکایۃ الروایۃ فلا حظ من غیر مستند ان صلی اللہ علیہ وسلم ما مال لو لم تنزل الآیۃ لم تقسط و حاشاہ عن ذلک و اما فائدۃ النزول فلا ینحصر فی التنبیہ علی ما لم ینتبہ بل یمکن ان یکون لتاکید التنبیہ ما فہم ۱۲ **ملحقات الترجمة** لہ قولہ فی قوامین … و فیصلہ لانہ عام القضاء و الشہادۃ والحکام کما اختیر البیضاوی التمیمیۃ ۱۲ **کہ قولہ** فی شہداء اور اشارۃ الی کونہ خبرا بعد خبر ۱۲ **سے قولہ** فی شہداء سچی یدل علیہ للہ ۱۲ **کہ قولہ** بناک اظہار زادہ … **ھ قولہ** قبل ان یکن اسکو نفع پہنچانا چاہئے الخ فان ثمرۃ الشہادۃ ہو ایصال النفع الی المشہود لہ بالذات و ان کان النفع … برضاہ فہو اثر بالعرض … فان الاثر بالعرض ہو المقصود بالذات و بالعکس و انما احتیج الی ہذا التقدیر لئلا یشکل توجیہ ظاہر قولہ تعالیٰ فاللہ اولی بہما فانہ یفہم منہ ان الشاہد یرعی نفع الغنی فیما اذا کان المشہود علیہ غنیا و الحال انہ لا یرعی نفع نفسہ فی رضاہ و بتقدیری ہذا لم یبق الاشکال و نعم … التمہید فتامل … **ہ قولہ** فی ان یکن جسکے خلاف … اشارۃ الی ان المرجع ہو المشہود علیہ ۱۲ **ے قولہ** فی تعدلوا تو ای اشارۃ الی … ان من العدول و ہو بمعنی المیل ای لئلا تعدلوا فان مودی کلمۃ کبھی فی لساننا ہو ہذا ۱۲ **شہ قولہ** فی فان اللہ یاد رکھنا اشارۃ الی حذف الجزاء ۱۲ **ہ قولہ** فی آمنوا اعتقاد… اجمالاً تفصیل فلا یلزم تحصیل الحاصل ۱۲ **نلہ قولہ** بعد من قبل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ہو گیا فلا یفوت المقابلۃ بین اجزاء المومن بہ والمکفور بہ و اظہار المقابلۃ قال فی کتبہ جسمیں قرآن و فی رسلہ جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ و ما نکتۃ اختلاف العنوان فی الموضعین فلا وجہ ان یقال انہ من باب التفنن فی الاسالیب للزیادۃ بمجرد المبالغۃ ۱۲ **لا قولہ** فی ملئکتہ و ما بعدہ اور اسی طرح الخ اشارۃ الی ان المعنی و من یکفر بشیء من ذلک فان الکفر

لا یتوقف علی انکار الکل واحدۃ ۱۲ **ہ قولہ** فی الکتب الذی انزل من قبل ان اشارۃ الی کون اللام للجنس ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم دل علی عدم الاستنکاف عن قبول الحق ولو عن ہو دونہ و عن الاعتراف بخطاء لا کما ہو اکثر ولکثر المتکبرین و ہو ابلیسہم و یاولون قالہم … علی خلاف کبرہم قولہ تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما یدل علی طریق من یفتخر بترجیح الفقیر علی الغنی مطلقا فکم من غنی متواضع تابع للحق وکم من فقیر متکبر ظالم فینبغی اللہ تعالیٰ الآن یاتی بالقسط فی الغنی والفقیر کما قال تعالیٰ فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا قولہ تعالیٰ یایہا الذین آمنوا امنوا دل علی کون مراتب الایمان غیر متناہیۃ ای غیر واقفۃ علی حد مثل قیل سے اے برادر بے نہایت درگہیست ہر چہ بروے میرسی بروے مایست **ترجمہ** قولہ تعالیٰ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم آیت اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ قبول حق سے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے ننگ نہ کرے اگرچہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے متنبہ کرنے سے ہو جیسا اکثر متکبرین کی طرح تحریف و تاویل نہ کرے کہ شان اسکا کبر ہے قولہ تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما یہ آیت اس شخص کے طریق پر رد ہے جو مطلقاً فقیر کو غنی پر ترجیح دینے پر فخر کرتے ہیں حالانکہ بہت سے غنی متواضع اور تابع الحق ہوتے ہیں اور بہت سے فقیر ظالم متکبر ہوتے ہیں سو حق والے دونوں کے بارہ میں عدل ہی کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا قولہ تعالیٰ یایہا الذین آمنوا امنوا الآیۃ آیت دال ہے اس پر کہ یقین کے مراتب غیر متناہی ہیں یعنی کسی حد میں ہر مرتبہ الا آئندہ مرتبہ کے تحصیل کا امر ہے جیسا کہا گیا ہے سے اے برادر بے نہایت درگہیست ہر چہ بروے میرسی بروے مایست ۱۲

منفیۃ الحق

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے

سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ

منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جنکی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ

چھوڑ کر کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الہیہ کے

آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہو سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں کہ اس حالت میں تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے یقیناً اللہ تعالیٰ

جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُن

منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کر دینگے وہ ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے منتظر رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہو گئی تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا

مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل گیا۔ تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا۔

نجات سے بھی بڑی دوری جا پڑی ارتباط اوپر اہل کفر کی مذمت اجمالاً مذکور ہوئی ہے آگے تفصیل ہے سو ان میں ایک فرقہ مرتدین کا ہے جس کا اول بیان ہوتا ہے ذم مرتدین، اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا والے قولہ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ۝ بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے تو یہ اسلام مقبول و معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہو گئے (پھر مسلمان ہی ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی کفر پر دم مرگ تک ثابت اور دائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو (بہشت کا) رستہ دکھلائیں گے (کیونکہ مغفرت اور جنت کیلئے موت علی الایمان شرط ہے) ف خواہ ایکبار مرتد ہوا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اس پر قائم رہے تو مغفرت و جنت سے محروم، یہاں ارتداد ثانی کا ذکر بطور قید کے نہیں بلکہ بعض لوگوں نے نزول آیت کے زمانہ میں ایسا کیا تھا اسلئے اس عنوان سے ذکر کیا گیا۔ ربط اوپر مرتدین کا ذکر تھا ایک فرقہ اہل کفر میں منافقین کا تھا آگے ان کا ذکر ہے ذم منافقین بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا والے قولہ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝ منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے (آخرت میں) بڑی دردناک سزا (تجویز) ہے جنکی یہ حالت ہے کہ (اعتقاداً تو اہل ایمان کیساتھ رکھتے تھے مگر وضع بھی اہل ایمان کی نہ رکھ سکے چنانچہ) کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس (جا کر) معزز رہنا چاہتے ہیں سو (خوب سمجھ لو کہ) اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے (وہ جس کو چاہیں دیں پس اگر خدا تعالیٰ ان کو یا جن سے یہ دوستی کرتے ہیں انکو اعزاز نہ دیں تو کہاں سے معزز بن جاویں گے ف چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جلدی ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سب کو ذلیل و خوار فرما دیا۔ منافقین کا ملنا کفار سے اس غرض سے تھا کہ مسلمانوں کے اسطرح غالب آنیکی انکو توقع نہ تھی یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ تو رہنا ہو گا ان یہود و مشرکین کے ساتھ ان سے کیوں بگاڑیں۔ ربط اوپر کی آیت میں منافقین کا کفار سے دوستی کرنا مذکور تھا آگے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ دوستی رکھنے سے علی الاطلاق آیت لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ میں اور ان کے کفریات کے مشغلہ کے وقت ظاہری مجالس کے بھی جو زیادہ موجب معصیت ہے آیت فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ میں ممانعت فرماتے ہیں اور مجاہرین کے ساتھ منافقین کو بھی بحوالی آیت اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ شامل فرماتے ہیں اور ساتھ منافقین کے قبائح کا اظہار بھی فرماتے جاتے ہیں جس سے مقصود مقام اور مؤکد ہو جاوے نہی از مجالست کفار ہنگام تذکرہ کفریات وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ والے قولہ وَنَمْنَعْکُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اللغۃ نَسْتَحْوِذْ ہو الاستیلاء وہو جمیع من غیر تعلیل ۲ الیاس کذہ یشیر لعل ایراد ہما مبینین للفعول لعموم الفاعل من المنافقین والمجاہرین وفی الاختلاف کلمتی الفتح والنصیب تعظیم لشان المؤمنین وتحقیر للکافرین وان ظفر المؤمنین حری بان یسمی فتحا بخلاف الکافرین فانہ یزول عن قریب الملحقات الترجمۃ قولہ فی المنافی الثانی او دوسر باز لم اشار بہ الی فائدۃ التکرار حاصلہ الایمان سبب للمغفرۃ او وجہ بعد الارتداد الا ان لا یرتد و مرۃ اخری یکون مانعا لتاثیرہ ۲ قولہ ذکر کرنا اشارۃ الی فائدۃ التکرار حاصلہ ان المانع فی الاصل ہو عدم العود الی الایمان لا الارتداد مرۃ اخری فمن ارتد الف مرۃ ثم آمن یکون مغفورا ۳ قولہ ذی ہرگز افادہ التاکید باللام ۴ قولہ بہ حالت الخ فاندفع بہ ما یوہم ظاہرہ من ہذا العذاب الالیم بالتخاذ لاکتفا الانتفاع بہذا التقریع عن وجہ فائدۃ ہذا الوصف فافہم ۵ قولہ قبضہ میں فاللام للملک فمقتضی ان ہذہ العزۃ غیر ما فی قولہ تعالی وللہ العزۃ ولرسولہ الخ لانہ اثبت کونہا جمیعا للہ تعالیٰ المستلزم نفی کونہا لغیرہ و المتفرد بہ ہو العزۃ التی لا یصح اتصاف غیرہ بہا ولیس ہو الا بہذا المعنی لا العزۃ التی یصح اتصاف غیرہ بہا ۶ قولہ التمہید جو کہ زیادہ موجب معصیت الخ اشارۃ الی ان النہی عن القعود معہم ہیں خصوصا یخوضوا الخوض بل ہو مستکرہ مطلقا والفروزۃ وللدلالۃ علی ہذا اذ قبل ترجمۃ نزول خاص کر

قولہ تعالیٰ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلا فیہ ان المرید مع عدم استعداد وقت عرفان من ینکر منہم او ارتد لا یفوز بالکمال والصعود علیہ ایدہ الجہد وثبت بلوغ بالکل ووقت تنزل علی الرجعۃ وکان الایمان عندہم دون شیء واحد ونحوہ یکادون یفقہون عنہ شیئا بینہا ولا المغفرۃ ولا الی سبیل الجنۃ لانہم لو خلصوا الایمان لو تقبل منہم الرفق لہم من قلت ونقص علیہ حال من یتخذ طریق القوم ثم ترجع ثم یتلاثم ثم یعرض ثم ہکذا الی آخرہ کذلک فاکثر ما یشاہد من حال الخلق لان عدم التوفیق للصلاح والخیر نعوذ باللہ من الحور بعد الکور قولہ تعالیٰ ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا فیہ ذم طلب الجاہ من غیرہ قولہ تعالیٰ فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ دل علی تحریم مجالسۃ اہل الظلم لاسیما فی حین تحت نظر ملعونہ ترجمہ قولہ تعالیٰ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلا درج ہوا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر ارتداد کے بعد ایمان لاویں تب بھی مقبول نہیں بلکہ مقصود نفی ہے ایسے لوگوں کا سلب استعداد کی ایسا کرنے سے اور اسپر اصرار کرنے سے عادۃ قلب مسخ ہو جاتا ہے جس کے بعد اکثر ایمان کی توفیق نہیں ہوتی کہ اسپر مغفرت و ہدایت طریق جنت کی مرتب ہو۔ اور اسپر قیاس کیا جاتا ہے کہ جو شخص طریق قوم کو اختیار کرکے اس سے رجوع کرے اور اسطرح بار بار اختیار اور اعراض کیا کرے اور اس کو ایک کھیل بنا لے تو مشاہدہ ہے کہ اکثر ایسے شخص کو خذلان ہوتا ہے اور نہ صلاح کی توفیق نہیں ہوتی نعوذ باللہ من الحور بعد الکور قولہ تعالیٰ ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا اس میں طلب جاہ کی مذمت ہے جو اہل دنیا سے ہو شرعا و عرفا۔

م فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ، سوال ہے کہ حتی لغایۃ کیلئے ہے تو مجالست کی اجازت ہوئی بعد خوض فی حدیث غیرہ کے حالانکہ مطلقاً یہ مکروہ ہے خصوصاً جبکہ وہ خلاف کا احتمال بھی رکھے۔

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

سو اللہ تعالیٰ تمہارا اور ان کا قیامت میں فیصلہ فرما دینگے ۔ اور ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے ۔ بلاشبہ منافق لوگ چالبازی

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ

کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف آدمیوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۤ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر۔ معلق ہو رہے ہیں دونوں کے درمیان ہیں، نہ ادھر نہ ادھر اور جسکو خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں ایسے شخص کیلئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اور اے مسلمانو تم منافقین کیطرح کفار کیساتھ خصوصیت مت رکھنا کیونکہ جسکو وہ نہایت ذکر کرتے ہیں چنانچہ اس سورۃ مدنیہ کے قبل بھی) اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان (سورۂ انعام میں) جو مکیہ ہے بھیج چکا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب (کسی مجمع میں) احکام آلٰہیہ کیساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک وہ کوئی اور بات شروع نہ کریں (اور یہ مضمون اس آیت کا حاصل ہے واذا رایت الذین یخوضون الخ) تو سورۂ انعام کے نزول کے وقت مکہ میں مشرکین تھے اور مدینہ میں یہود تو غالب اور منافقین حسب غرباء اور ضعفاء مسلمین کے روبرو ہیں جسطرح وہاں مشرکین کی مجالست ایسے وقت میں ممنوع تھی یہاں یہود اور منافقین کی مجالست سے نہی ہے اور یہ ممانعت ہم اسلئے کرتے ہیں کہ اس حالت میں تم بھی (گناہ میں) ان ہی جیسے ہو جاؤ گے گو دونوں کی خصوصیت میں فرق ہو کہ ایک گناہ کفر ہے دوسرا فسق کا اور اس ممانعت مجالس میں مجالس کفار اور منافقین سب برابر ہیں کیونکہ علت اسکی خوض فی الکفر ہے اور اس خوض کا منشاء کفر ہے در اصل دونوں برابر ہیں چنانچہ سزا کفر میں کنندہ و در رخ میں بھی دونوں برابر ہونگے کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں سب کو دوزخ میں جمع کر دینگے (آگے) وہ منافقین ایسے ہیں کہ تمہارے حال پر (افتاد پڑنے کے) منتظر اور آرزومند رہتے ہیں پھر اگر اتفاق سے بعد مقابلہ کے تمہاری فتح منجانب اللہ ہو گئی تو (تم سے آکر) باتیں بناتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ (جہاد میں) شریک نہ تھے کیونکہ نام چارہ کو تو مسلمانوں میں گھسے رہتے تھے مطلب کہ ہم کو بھی غنیمت کا حصہ دو اور اگر کافروں کو (غلبہ کا) کچھ حصہ مل گیا یعنی وہ اتفاق سے غالب آ گئے تو ان سے جا کر باتیں بناتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے (مگر ہم نے قصداً تمہارے غالب کرنے کو مسلمانوں کی مدد نہ کی) اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا (اسطرح کہ ان کی مدد نہ کی اور تدبیر سے لڑائی بگاڑ دی مطلب یہ کہ ہمارا احسان مانو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ آیا ہے ہم کو بھی کچھ دلواؤ غرض دونوں طرف ہاتھ مارتے ہیں) سو دنیا میں گو اظہار اسلام کی برکت سے مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ تمہارا اور ان کا قیامت میں (عملی) فیصلہ فرما دینگے اور (اس فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے (بلکہ کفار مجرم قرار پا کر دوزخ میں جاوینگے اور مسلمان اہل حق ثابت ہو کر جنت میں جاوینگے اور فیصلہ عملی یہی ہے) ف ۱ اسکو فیصلہ فرمایا حالانکہ فیصلہ اختلاف کی صورتیں ہوتا ہے سو وہ اختلاف گو بوجہ نفاق کے گفتگو میں کم آتا تھا لیکن عقائد و مسلک تو مختلف تھے ہی اور وہ اس مسلک پر اسلئے نازاں تھے کہ دنیا میں بھی امن اور آخرت میں بھی نجات اسکا عملی فیصلہ وہاں ہو جاویگا اور عملی کی قید اسلئے ہے کیونکہ حق و باطل کے تو بیان بھی واقع ہیں اور علمی حل اللہ میں یہ قید ظاہر کر دی کہ اس فیصلہ میں اس سے یہ شبہ دفع ہو گیا کہ دنیا میں تو کفار گاہے مسلمانوں پر غالب ہو جاتے ہیں ف ۲ مسئلہ اہل باطل کے ساتھ مجالست کی چند صورتیں ہیں۔ اول ان کے کفریات پر رضا کے ساتھ یہ کفر ہے دوم اظہار کفریات کے وقت کراہت کے ساتھ مگر بلا عذر یہ فسق ہے۔ سوم کسی ضرورت دنیوی کیواسطے یہ مباح ہے چہارم تبلیغ احکام کیلئے یہ عبادت ہے پنجم اضطرار و بے اختیاری کے ساتھ اس میں معذور ہے۔ ربط آگے بھی تتمہ ہے قبائح منافقین کا تتمۂ قبائح منافقین ......

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (الی قولہ) وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ بلاشبہ منافق لوگ (اظہار ایمان میں) چالبازی کرتے ہیں اللہ سے (گو ان کی چال اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور گو ان کا یہ اعتقاد نہ ہو مگر ان کی یہ کاروائی مشابہ اسی کے ہے کہ جیسا یہی اعتقاد ہو) ....

اللغات قولہ مذبذبین فی القاموس رجل مذبذب بفتح متردد بین امرین النحو قولہ لا الی ھؤلاء الخ حال من الضمیر فی مذبذبین ای متردد بین ذلک کان فی حکم المصدر الذی یقتضیہ اضافۃ بین الیہ البلاغۃ قولہ واذا قاموا الی الصلوٰۃ بعد ذکر نفاقہم الذی کان کالنیات تشنیع علیہم زیادۃ بالانکار علی الموثر الملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی نزل علیکم ای مسلمانو الخطاب الی ان الخطاب للمؤمنین وتایید بقرینۃ قویۃ اولیٰ قولہ تعالیٰ نزل لان ھذا النہی نازل علی المؤمنین لا المنافقین نحو ہو فی مکۃ الخطاب قولہ تعالیٰ انکم اذا مثلہم ... المنافقین لا یتوقف علی التحریج بہم منہم سواء قعد او لم یقعد ... فی تربصون بکم لا شک فی کون المؤمنین ... قولہ فی ان اذا استحوذ ... بالمعنی والخطاب فی الانعام وان کان للنبی صلے اللہ علیہ وسلم لکن الاتصال العموم ۳ قولہ مثلہم منافقین صرف غرباء ... الاستہزاء الاخف ... قولہ تعالیٰ الم نستحوذ ... ۴ قولہ فی خداعہم یہ منفعت ... ۵ قولہ مثلہم گناہ میں الی قولہ ... مع الکفار لیس بکفر ۶ قولہ فی الذین یتربصون فی الموصول ... ۷ قولہ فی یتربصون ... ۸ قولہ فی یحکم بینکم ... ان کا نفی بینکم تغلیب او ... ۱۲

ع ۲۰ / ۱۷

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراءون الناس الخ فیہ تقیید الکسل بارادۃ الناس بیان علیٰ ان المراد الکسل الاعتقادی لا الطبعی تقدم علی الطبعی منہ من لوازم البشریۃ لا یکون علیہ التشویش فاعوذ باللہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراءون الناس کسل کو ریا کیساتھ مقید کرنا یہ دال ہے کہ کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے نہ کہ کسل طبعی سو طبعی پر مذمت نہیں جسکو اسکی تحقیق نہیں وہ تشویش کو پڑ جاتے ہیں جس سے اسکے باطن کو ضرر پہنچتی ہے ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ

اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ | کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

صریح قائم کر لو۔ | بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جاویں گے۔ | اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پاوے گا | لیکن جو لوگ توبہ کر لیں

تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ

اور اصلاح کر لیں | اور اللہ تعالیٰ پر وثوق رکھیں | اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا کریں تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے | اور مومنین کو اللہ تعالیٰ

الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

اجر عظیم | عطا فرماویں گے | اللہ تعالیٰ تمکو سزا دیکر کیا کریں گے | اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑے قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چالاکی کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور چونکہ دل میں ایمان تو ہے نہیں اور اسلئے نماز کو فرض سمجھیں تو اس میں ثواب کا اعتقاد رکھیں اسلئے جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ نشاط اعتقاد اور امید سے پیدا ہوتا ہے صرف آدمیوں کو (اپنا نمازی ہونا) دکھلاتے ہیں (تاکہ مسلمان سمجھیں) اور چونکہ محض نماز کا نام ہی کرنا ہے اسلئے اس نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر (زبانی) بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر (یعنی محض صورت نماز کی بنا لیتے ہیں جس میں نماز کا نام ہو جاوے اور عجب نہیں کہ صرف اٹھنا بیٹھنا ہی ہوتا ہو کیونکہ جہر کی ضرورت تو بعض نمازوں میں امام کو ہوتی ہے امامت تو انکو کہاں نصیب ہوتی مقتدی ہونیکی حالت میں اگر کوئی بالکل نہ پڑھے خطاب ہا امام تو کسی کو کیا خبر ہو تو ایسے بد اعتقادوں سے کیا بعید ہے کہ زبان بھی نہ ہلتی ہو) معلق ہو رہے ہیں دونوں کے (یعنی کفار و مومنین کے) درمیان میں نہ (پورے) ادھر نہ (پورے) ادھر کیونکہ ظاہر میں مومن تو کفار سے الگ اور باطن میں کافر تو مومنین سے الگ) اور جسکو خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں (جیسا ان کی عادت ہے کہ عزم فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں) ایسے شخص کے واسطے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤ گے (مطلب یہ کہ ان منافقین کے راہ پر آنیکی امید مت رکھو اس میں منافقین کی تشنیع ہے اور مومنین کی تسلی پر ان کی فکر نہ کریں) ف جس کسل کی یہاں مذمت ہے وہ اعتقادی کسل ہے اور جو باوجود اعتقاد صحیح کے کسل ہو وہ اس سے خارج ہے پھر اگر کسی عذر سے ہو جیسے مرض و تعب و غلبہ نوم تب تو قابل ملامت بھی نہیں اور اگر بلا عذر ہو تو قابل ملامت ہے ربط آگے تتمہ ہے مضمون ممانعت خصوصیت و تعلق رکھنے کا کفار سے جو کہ آیت قد نزل علیکم کا مدلول تھا حکم نسبت

و ششم نہی از موالات کفار یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو (خواہ منافق ہوں خواہ مجاہر ہوں) دوست مت بناؤ (جیسا منافقین کا شیوہ ہے کیونکہ انکی حالت کفر و عداوت کی معلوم ہو چکی) کیا تم (ان سے دوستی کر کے) یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر (یعنی اپنے مجرم و مستحق عذاب ہونے پر) اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کر لو (حجت صریح یہ ہے کہ جب منع کر دیا تھا پھر کیوں کیا) ف تم تحقیق احکام موالاۃ و مداراۃ کی آل عمران کے رکوع سوم کے آخر میں گذر چکی ہے ربط اوپر منافقین کے قبائح و شنائع کا بیان مقصود تھا گو ایک مضمون کے ضمن میں انکی سزا کے بھی تعلیق کا بھی ذکر آگیا تھا آگے انکی سزا کا بیان مقصود ہے اور چونکہ بیان سزا کا اثر فی نفسہ یہ ہے کہ سلیم المزاج آدمی کو خوف پیدا ہو جاتا ہے جو سبب ہو جاتا ہے توبہ کا اسلئے سزا کے تائبین کا استثناء اور انکی جزائے نیک کا بیان بھی فرمایا **سزائے منافقین و جزائے تائبین** ... اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ الی قولہ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

اللغات الدرك كالدرج لكن الدرج للصعود والدرك للهبوط ولاستبعاد في كونها ذات طبقات ١٢ **النحو** الا الذين تابوا استثناء من منصوب ان قوله يؤت مرفوع لكنه لم تكتب الياء استوطها بالتقاء الساكنين فكان رسم الخط تابعا للتلافظ۔ قوله بعذابكم الباء سببية اي ما يفعل الله من التشفي لغيظ واستجلاب نفع او اندفاع ضر بسبب عذابكم حاشا عن ذلك ١٢ **البلاغة** قوله تعالى الا الذين تابوا الخ فيه صنعة المقابلة فالتوبة مقابل للايمان والاصلاح مقابل لمعاملتهم من المسلمين والاعتصام بمعنى الوثوق كما في الروح مقابل لاتخاذهم الكفار اولياء والاخلاص مقابل لريائهم المذكور في يراؤن وكونهم مع المؤمنين في الجنة مقابل لكونهم في الدرك الاسفل۔ قوله شكرتم وامنتم ذكر الشكر مع كون الايمان كافيا لان كون الشكر حسنا عقليا اظهر فيه التقريب الايمان اليهم ١٢ **فائدتان** الاولى الحكم بكون المنافقين في الدرك الاسفل بعد كون الجميع مجتمعين في النار ولا يجدي المنافاة ثم المجموع يصح الحكمان۔ الثانية ما معنى كون التائبين مع المؤمنين مع كونهم مؤمنين والجواب ان المعية في الدرجات لا في نفس الايمان ويعمهم هذا من ترجمتي ١٢ **الملحقات الترجمة** لفظ في هو خلودهم۔ سزا اشارة الى تسمية جزاء الشيء عذابا مشاكلة كما في قوله تعالى وجزاء سيئة سيئة ١٢ قوله في قليلا يعني محض صورت الخ وهذا التفسير من اسهل التفاسير وابعدها ولم اره منقولا ١٢ قوله بين ذلك يعني كفار و مومنين والقرينة عليه قوله لا الى هؤلاء ولا الى هؤلاء لان الكافرين المذكورين فيما قيل ١٢ قوله يا ايها الذين آمنوا اي ايمان والو فان الكلام في الحقيقة وضعف ما فسره بعضهم من كون الخطاب بالمنافقين ١٢ قوله لا تتخذوا جيسا منافقين کا بحسب ظاہر لكنه خطاب المؤمنين اثر ذكر المنافقين من نهيهم عن التشبه بالمنافقين ١٢ قوله في التعبد ضمن فيه في قوله تعالى جامع المنافقين والكافرين المقصود به اثبات المماثلة بينهم ١٢

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○

اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○

اگر نیک کام علانیہ کرو یا اسکو خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کردو تو اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے ہیں پوری قدرت والے ہیں

بلا شبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جاویں گے اور (اے مخاطب) تو ہرگز ان کا مددگار نہ پاویگا (جو ان کو اس سزا سے بچا سکے) لیکن (ان میں سے) جو لوگ (نفاق سے) توبہ کرلیں اور (مسلمانوں کے ساتھ جو ان کے ایذا رسانی کے معاملات تھے ان کی) اصلاح کرلیں (یعنی پھر ایسی باتیں نہ کریں) اور (کفار سے جو بغرض ان کی پناہ میں رہنے کے دوستی کرتے تھے اسکو چھوڑ کر) اللہ تعالیٰ پر وثوق (اور توکل) رکھیں اور (دنیا کو چھوڑ کر) اپنے دین (کے اعمال) کو خالص اللہ ہی (کی رضا) کیلئے کیا کریں (غرض اپنے عقائد کی معاملات کی اخلاق باطنی کی اعمال کی سب کی درستی کرلیں) تو یہ (تائب) لوگ (انجام میں) مومنین کے ساتھ (درجات جنت میں) ہوں گے (جنکو پہلے سے کامل ایمان رکھتے ہیں) اور (ان) مومنین کو اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اجر عظیم عطا فرماوینگے (پس جب یہ مومنین کے ساتھ ہوں گے تو انکو بھی اجر عظیم ملیگا) (اے منافقو) اللہ تعالیٰ تمکو سزا دیکر کیا کرینگے اگر تم (ان کی نعمتوں کی جو تم پر ہیں) سپاس گذاری کرو اور (اس سپاس گذاری کا طریقہ ہمارا پسندیدہ یہ ہے کہ تم) ایمان لے آؤ (یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا جو تمکو سزا دینے سے چل جاوے صرف تمہارا کفر جو اشد درجہ کا کفران نعمت ہے سبب ہے تمہارے عقوبت کا اگر اسکو چھوڑ دو تو پھر رحمت ہی رحمت ہے) اور اللہ تعالیٰ (تو خدمت کی) بڑی قدر کرنیوالے (اور خدمتگذار کے خلوص وغیرہ کو) خوب جاننے والے ہیں (پس جو شخص اطاعت و اخلاص سے رہے اسکو بہت کچھ دیتے ہیں) ف توبہ کے ساتھ جو اصلاح و اعتصام و اخلاص کو اضافہ فرمایا جو تفسیر احقر نے اختیار کی ہے اسکے اعتبار سے یہ قیدیں معیت تامہ مومنین کیلئے ہیں کیونکہ ان کا اخلال گناہ ہے جس میں معیت ناقص ہو جاتی ہے اور اگر ایسی تفسیر کیجاوے کہ ان سب کا حاصل مفہوم ایمان ہی ہو تو یہ قیدیں نفس معیت یعنی نجات کی قید موقوف علیہ ہونگی فقط ربط اوپر منافقین و کفار کے احوال میں انکا مسلمانوں کے ساتھ عداوت کرنا مذکور تھا چونکہ عداوت میں اکثر ایذا رسانی کی نوبت بھی آتی رہتی ہے اور جسکو ایذا پہنچتی ہے گو اکثر اس کی زبان سے شکایت حکایت بھی نکل جاتی ہے اس مناسبت سے آگے اسکے جواز و ناجواز کی تحقیق مع فضیلت عفو کے فرماتے ہیں

حکم بست و دوم تحقیق جواز و ناجواز شکایت و فضل عفو

لا یحب اللہ الجہر بالسوء (الی قولہ) فان اللہ کان عفوا قدیرا ه اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو (کسی کیلئے) پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے (کہ اپنے ظالم کی نسبت کچھ حکایت شکایت کرنے لگے تو وہ گناہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ (مظلوم کی) بات خوب سنتے ہیں (اور ظالم کے ظلم کی حالت) خوب جانتے ہیں (اسمیں اشارہ ہے کہ مظلوم کو خلاف واقع کہنے کی اجازت نہیں ورنہ ایسی شکایت جائز تو ہے لیکن) اگر نیک کام علانیہ کرو یا اسکو خفیہ کرو (جسمیں معاف کرنا بھی آگیا) یا (بالخصوص) کسی (کی) برائی کو معاف کردو تو زیادہ افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (بھی) بڑے معاف کرنیوالے ہیں (باوجودیکہ) پوری قدرت والے ہیں (کہ اپنے مجرموں سے ہر طرح انتقام لے سکتے ہیں مگر پھر بھی اکثر معاف ہی کر دیتے ہیں پس اگر تم ایسا کرو تو اول تو تخلق باخلاق الٰہیہ ہے دوسرے تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ درگذر کی امید ہوگی) ف نفی و استثنا سے جو حصر ہوا ہے یہ حصر اضافی ہے اس شخص کے اعتبار سے جو بلا کسی مصلحت معتبرہ شرعیہ کے دوسروں کی شکایت کرے حصر حقیقی نہیں کیونکہ سوا ظالم کے دوسرے بعض کی برائی کا اظہار جائز ہے مثلاً وہ شخص جس سے کوئی دینی یا دنیوی مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہو اسکے حال سے لوگوں کو مطلع کر دینا درست بلکہ واجب ہے خلاصہ مسئلہ کا یہ ہے کہ بلا مصلحت و ضرورت کے کسیکو عیب گوئی جائز نہیں قطعہ یہاں تک منافقین کا بیان ہو چکا کفار میں ایک فرقہ یہود کا ہے آگے ان کا بیان مع تتمہ ہے اس تقسیم کا بیان آیت بشر المنافقین اور اس سے پہلے دو آیتوں کی تمہید میں دیکھ لیا جاوے یہود کے چند قبائح کا اس جگہ ذکر ہوتا ہے

الروایات فی الروح اخرج ابن جریر عن مجاهد ان رجلا ضاف قوما فلم یطعموه فاشتکاهم فعوتب علیه (ای من الناس) فنزلت اه واحل بذه الحکایة کانت داخبر ... وانت تعلم ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ای فالآیة عام فی کل من ظلم وفی الخازن عن مقاتل نزلت فی ابی بکر الصدیق نال رجل منه والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر فسکت عنه ابو بکر مرارا ثم رد علیه فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر یا رسول اللہ شتمنی فلم تقل له شیئا حتی اذا رددت علیه قمت قال ان ملکا کان یجیب عنک فلما رددت علیه ذهب الملک وجاء الشیطان فقمت ونزلت هذه الآیة ه قلت الا انه لم یذکر فی الصحاح والکونها سببا للنزول فلم اظفر بسنده ولو ثبت لکان الحق بقوله تعالی ان تبدوا خیرا الخ لیکون المقصود بالشرط التقریر ما قاله صلی اللہ علیہ وسلم من ایثار العفو واللہ اعلم ۱۲

لتحقیقات النحو ... قوله فی بعض ... منافقو ... قوله فی ا منتم سپاس گذاری کا طریقہ اشارة الی کون العطف تفسیرا ... قوله الجهر زبان پر لاتے اشارة الی ان المراد به الاظهار وان لم یکن برفع صوت کذا فی الروح ... قوله الا من ظلم حکایت شکایت اشارة الی حذف المضاف ای جهر من ظلم بالسوء ... قوله بنگ گناہ نہیں اشارة الی ان عدم الحب کنایة عن البغض ... قوله سنتا مظلوم کی بات اشارة الی نکتة التخصیص لان القول نسب الی المظلوم والعلم الی الظالم ... قوله فی تبدوا معاف کرنا بھی اشارة الی ان المقصود هو العفو المذکور فیما بعد وانما ذکر الابداء والاخفاء توطئة کما فی الروح ... قوله تعالی عفوا قدیرا فان ارادوا العفو فی معرض جواب الشرط دلیل علی ان العمدة العفو مع القدرة ولو کان الابداء والاخفاء ایضا مقصودا بالشرط لم یحسن الاقتصار فی الجزاء علی کونه تعالی عفوا قدیرا کذا فی الروح ... قوله فی توضیح عفوا الخ لانه قدیر تع الانتقام ایضا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم مع قولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا دل الاول علی جواز الانتصار بالشکایة والثانی علی حسن الصبر والعفو فالاول شان الضعفاء والثانی شان اهل العزم والحکمة فی الاول طهارة القلب عن الغل وفی الثانی عروج الروح الی الکمل

ترجمہ قولہ تعالیٰ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم مع قولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا پہلی آیت جواز انتقام پر دال ہے کہ شکایت بھی اسکی ایک فرد ہے اور دوسری آیت صبر اور عفو کے محبوب ہونے پر دال ہے اور اول ضعفاء کی شان ہے اور اسمیں یہ مصلحت ہے کہ قلب کینہ سے صاف ہو جاتا ہے اور دوسری شان ہے اہل ہمت کی اور اسمیں مصلحت عروج والے القرب ہے ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر تو ایمان

بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں

حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ

اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں

أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ يَسْأَلُكَ أَهْلُ

کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت کرنے والے ہیں آپ سے اہل کتاب یہ درخواست

الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا

کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ

اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ

کو کھلم کھلا دکھلا دو جس پر ان کی اس گستاخی کے سبب ان پر کڑک بجلی آپڑی پھر انہوں نے گئو سالہ کو تجویز کیا تھا بعد اس کے کہ بہت سے دلائل انکو پہنچ چکے تھے

الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝

پھر ہم نے ان سے درگذر کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا

ذم اول یہود: إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ (الیٰ قولہ) وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ (جیسا ان کے عقیدہ وقول مذکورہ سے لازم آتا ہے) اور (کفر کرتے ہیں) اس کے رسولوں کے ساتھ (یعنی بعض کے ساتھ تو صراحتاً کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے اور کل کے ساتھ لزوماً جیسا آگے آتا ہے) اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان میں (باعتبار ایمان لانے کے) فرق رکھیں اور (اپنے عقیدہ کو زبان سے بھی) کہتے ہیں کہ ہم (پیغمبروں میں سے) بعضوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں (اس قول و اس عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی کفر لازم آگیا اور سب رسولوں کے ساتھ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور ہر رسول نے سب رسولوں کو رسول کہا ہے جب بعض کا انکار ہوا تو اللہ تعالیٰ کی اور ہر رسول کی تکذیب ہو گئی جو کہ ضد ہے تصدیق اور ایمان کی) اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں (کہ نہ سب پر ایمان ہو جیسے مسلمان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ سب کا انکار ہو جیسا مشرکین کرتے تھے سو) ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں (کیونکہ کفر بالبعض بھی کفر ہے اور ایمان اور کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں جب ایمان بالجمیع نہ ہوا تو کفر ہی ہوا) اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے (سو وہی ان کے لئے بھی ہوگی) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں (ایمان لانے کے اعتبار سے) فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ثواب دیں گے اور (چونکہ) اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں (اس واسطے ایمان لانے سے پہلے جتنے گناہ ہو چکے ہیں سب بخش دیں گے اور چونکہ وہ) بڑے رحمت والے ہیں (اس واسطے ایمان کی برکت سے ان کے حسنات کو مضاعف کر کے خوب ثواب دیں گے) ف بعض مفسرین نے اس آیت کو یہود و نصاریٰ دونوں کی شان میں کہا ہے کیونکہ نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اخرجہ عبد بن حمید وابن جریر عن قتادۃ لیکن سیاق و سباق میں یہود کا ذکر مقتضی اس کو ہے کہ آیت کا شان یہود میں ہونا زیادہ قریب ہے بالشان ہاں گو نصاریٰ بھی عموم الفاظ میں داخل ہو جاویں (اطراد) اور یہود کی مذمت تھی گئے اور مذمت ہے ذم دیگر یہود: يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ (الیٰ قولہ) وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے اہل کتاب (یہود) یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو (آپ ان لوگوں سے اس کو عجب نہ سمجھئے کیونکہ یہ فرقہ ایسا معاند ہے کہ) انہوں نے (یعنی اس فرقہ میں جو اس وقت تھے) موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو

النحو: ١ صفة المصدر محذوف ... [illegible] ... لا المقصود ذم ... [illegible]

سبق ... [illegible] ... ملحقات الترجمة: ١ قوله جیسا ان کے عقیدہ ... الكفر بالله والرسل لكونه لازما من قولهم ... [illegible]

لهذا القول ... [illegible] ... والكفر بالله ... [illegible]

الازم غير الملتزم ... [illegible] ... ٤ قوله ... [illegible]

الكفر والايمان ... ٥ قوله في ذلك ... ٦ قوله سوف ... [illegible]

زمخشري ... ٨ قوله كتابا خاص ... ٩ قوله في تنزل منگوا دیں ... ١٠ قوله في فلا تعجب نہ سمجھئے اشارة الى وجه تقدير الكلام ... [illegible]

وجه ... [illegible] ... ١١ قوله في اكبر بڑی بات اشارة الى تقدير موصوف ... [illegible]

مسائل السلوک

٣ قوله تعالى يسئلك اهل الكتب ان تنزل عليهم كتابا من السماء يدل على الانكار على من يعتقد في الشيخ ان افاضة البركات السماوية في اختياره ويطلبها منه قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة يدل على الانكار على من يعتقد وقوع الرؤية في النشاة الدنيوية ترجمه قوله تعالى يسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء اس میں اس شخص کی ذم پر دلالت ہے جو فیضان برکات سماویہ کو شیخ کے اختیار میں سمجھکر اس سے درخواست کرے۔ قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة اس میں اس شخص پر انکار ہے جو نشاۃ دنیویہ میں وقوع رویت کا اعتقاد رکھے۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا

اور ہم نے ان لوگوں کے قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر انکے اوپر معلق کر دیا تھا اور ہم نے انکو حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم نے انکو حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ

فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ

تجاوز مت کرنا — اور ہم نے ان سے قول و قرار نہایت شدید لئے — سو ہم نے سزا میں مبتلا کیا انکی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کیساتھ

اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا

اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو ناحق — اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں — بلکہ ان کے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ

بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

نے بند لگا دیا ہے — سو ان میں ایمان نہیں — مگر قدرے قلیل

دکھلا دو جس کی گستاخی کے سبب ان پر بجلی آ پڑی پھر اس سے بڑھ کر انکی یہ حرکت ہو چکی ہے کہ) انہوں نے گوسالہ کو پرستش کیلئے تجویز کیا تھا بعد اسکے کہ بہت سے دلائل تعیین حق و باطل کے ان کو پہنچ چکے تھے (مراد ان دلائل سے معجزات ہیں موسیٰ علیہ السلام کے جن میں سے غرق فرعون تک بہتوں کا مشاہدہ ہو چکا تھا) پھر ہم نے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا (اس رعب پر اور ہمارے درگذر اور عنایت پر ان لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ نہ عنایت سے متاثر ہوتے تھے نہ رعب سے) **ف** روح المعانی میں ہے ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (براہ عناد) یہ درخواست کی کہ ہم آپ سے جب بیعت کریں کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک نوشتہ اس مضمون کا آ دے کہ از جانب خدا تعالیٰ بنام فلاں یہودی آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اسیطرح ہر یہودی کے نام پر خطوط ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایسی حیا لیتیں کرتے آئے ہیں آپ دل شکستہ نہ ہوں۔ اور رویت الٰہی کی درخواست اس سے بڑھکر اسلئے ہے کہ کتب الٰہیہ تو دنیا میں نازل ہوتی آئی ہیں گو غیر انبیاء علیہم السلام کے پاس نہیں آئیں جیسا وہ چاہتے تھے مگر رویت الٰہیہ تو دنیا میں کبھی واقع ہی نہیں ہوئی اور عبادت عجل اس سے بڑھکر اسلئے ہے کہ رویت الٰہیہ گو دنیا میں نہیں ہوئی مگر آخرت میں تو بعض کو ہو گی لیکن غیر اللہ کا معبود ہو سکنے کے قابل ہونا محالات عقلیہ سے ہے کہ کسی مکان و زمان میں وقوع ہی نہیں ہو سکتا اور یہ قصہ عبادت عجل کا مشہور روایات میں اس سوال رویت سے پہلے ہو چکا تھا لیکن یہاں لفظ پھر کا جو کہ ترجمہ کا ہے تاخر زمانی کیلئے نہیں بلکہ استبعاد کیلئے ہے جیسا لفظ بڑھکر سے ظاہر ہے اور ان قصوں کی تفصیل یعنی سوال رویت اور اخذ صاعقہ اور اتخاذ عجل اور عفو کی اور اسیطرح بعض قصص مذکورہ فیما بعد کی جیسے رفع طور اور دخول باب اور اعتداء فی السبت اور قتل انبیاء علیہم السلام اور انکے میثاق اور انکے مقولہ قلوبنا غلف کی تفصیل تفسیر سورہ بقرہ پارہ الم کے ربع ثانی و ثالث میں مذکور ہو چکی ہے اسلئے یہاں اعادہ نہیں کیا گیا، اور بعض اقوال متعلقہ عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر مجملاً سورہ آل عمران پارہ تلک الرسل کے ربع رابع پر آ چکا ہے اور کچھ تفصیل آگے آ جاوے گی ربط اوپر یہود کے بعض جہالات و عناد کا بیان تھا آگے بعض اور جہالات کا بیان ہے جس سے ان کی تشنیع بھی مقصود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زیادہ تسلی بھی منظور ہے اور اس مزید فائدہ سے ان قصص میں تکرار نہ رہا **بعض احوال و اقوال جہالت یہود** وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ الیٰ قولہ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور ہم نے ان لوگوں سے (توراۃ پر عمل کرنے کے) قول و قرار لینے کیواسطے کوہ طور کو اٹھا کر انکے اوپر (محاذات میں) معلق کر دیا تھا اور ہم نے انکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم نے انکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں (جو حکم تمکو ملا ہے کہ اسمیں شکار نہ کریں اسمیں حد شرع سے) تجاوز مت کرنا اور (اسکے علاوہ اور بھی بہتیرے مضامین سے) قول و قرار نہایت شدید لئے (جسکا بیان واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل میں مذکور ہے) لیکن ان لوگوں نے باوجود اس قدر اہتمام کے پھر اپنے عہد کو توڑ ڈالا سو ہم نے (انکی ان حرکتوں کی وجہ سے) سزا (ئے لعنت و غضب و ذلت و مسخ وغیرہا) میں مبتلا کیا (یعنی) انکی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے کفر (و انکار) کی وجہ سے احکام الٰہیہ کیساتھ، اور انکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کو (جو کہ انکے نزدیک بھی) ناحق (تھا) اور انکے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ ان میں مخالفت مذہب کا کہ اسلام ہے اثر نہیں ہوتا تو مذہب پر ہم خوب پختہ ہیں۔ حق تعالیٰ اس پر رد فرماتے ہیں کہ یہ مضبوطی اور پختگی نہیں ہے) بلکہ ان کے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے (کہ حق بات کی ان میں تاثیر نہیں ہوتی) سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل (اور قدر قلیل مقبول نہیں پس کافر ہی ٹھہرے) **ف** نقض میثاق میں سب مابعد کا مضمون داخل ہے لیکن زیادہ تشنیع کیلئے سب معاملات کو الگ الگ بھی بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے کہ ان کے احکام کے منکر ہیں انبیاء علیہم السلام کیساتھ یہ برتاؤ ہے

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ثم اس سے بڑھکر فالتراخی للاستبعاد لان المشہور ان الطاہر تقدم الاتخاذ علی سوال الرؤیۃ واللہ اعلم **۲ قولہ** فی سلطانا عب کما فی قولہ تعالیٰ سلطانا اطلاعیعون الیکما **۳ قولہ** فی بمیثاقھم یعنے کیواسطے فالباء افادت معنی اللام کما فی الکبیر لاجل ان یعطوا المیثاق **۴ قولہ** فی فبما نقضھم اسکے علاوہ اور بھی افادہ التغایر بین المیثاقین بالخصوص والعموم **۵ قولہ** فی فبما نقضھم سو ہمنے سزا میں، تنبیہ الی حذف العامل المذکور فی آیۃ اخری فبما نقضھم میثاقھم لعناھم لیکون من اللعنۃ والغضب والذلۃ والمسکنۃ والمسخ ای جعلھم القردۃ والخنازیر مذکورۃ فی سیاقات من القراٰن واللعن یشمل جمیع نظائرہا۔ العامل تعذبناھم دون ذکرت معہ نجیرہ **۶ قولہ** فی فلا یؤمنون مقبول نہیں لانہ ایمان لغوی لا شرعی **۷** ملحق الامر فی محاشیۃ علی نظیرہ فی سورۃ البقرۃ

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ

اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمنے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۗ مَا لَهُمْ بِهٖ

کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ انکو قتل کیا اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن ان کا اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں انکے پاس اس پر کوئی دلیل

مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہ رہیگا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کریگا اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دینگے۔

کہ انکو تکذیب سے گذر کر قتل کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ آپ کے سامنے اپنے حق پر ہونیکے مدعی ہیں اور یہ سب اقسام کفر کے ہیں ربط اور یہود کے بعض دیگر کچھ وجوہ بیان فرمائے ہیں بعض وجوہ آگے مذکور ہیں تتمہ سابق وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (الی قولہ) وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ اور ہم نے انکو سزائے لعنت وغیرہ میں ان وجوہ سے بھی مبتلا کیا یعنی انکے (ایک خاص) کفر کی وجہ سے اور (تفصیل اسکی یہ ہے کہ) حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے (جس سے تکذیب عیسیٰ علیہ السلام کی بھی لازم آتی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ سے انکی برات ظاہر فرما چکے تھے) اور (نیز بطور تفاخر کے) ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمنے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا (یہ کہنا ویسا ہی ہے عداوت کی اور عداوت انبیاء کیساتھ کفر ہے نیز اسمیں دعویٰ قتل کا اور قتل نبی کفر ہے اور دعویٰ کفر کا بھی کفر ہے حالانکہ علاوہ کفر ہونیکے خود دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ) انہوں نے (یعنی یہود نے) نہ انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو (یعنی یہود کو) اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ (اہل کتاب میں سے) انکے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے) بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں (مبتلا) ہیں انکے پاس اسپر کوئی (صحیح) دلیل (موجود) نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے (یعنی یہود نے) انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا (جسکا وہ دعویٰ کرتے ہیں) بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھا لیا اور ایک شخص انکا ہمشکل بنا دیا اور وہ مصلوب و مقتول ہوا اور یہی سبب ہوا یہود کے اشتباہ کا اور اسی اشتباہ سے اہل کتاب میں اختلاف پیدا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست (یعنی قدرت والے) حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت وحکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اٹھا لیا اور یہود کو بوجہ تشبیہ کے خبر بھی نہ ہوگی) اور (یہود کو بینا کذب و بطلان انکار نبوت عیسویہ میں بہت جلد دنیا ہی میں ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ وقت نزول آیت سے لیکر کسی زمانہ میں) کوئی شخص اہل کتاب (یعنی یہود) میں سے (باقی) نہ رہیگا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام (کی نبوت) کی اپنے مرنے سے (ذرا) پہلے (جبکہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے) ضرور تصدیق کریگا گو اسوقت کی تصدیق نافع نہیں مگر ظہور بطلان کیلئے تو کافی ہے تو اس سے اگر اب ہی ایمان لے آویں تو نافع ہو جاوے) اور (جب دنیا اور برزخ دونوں ختم ہو چکینگی یعنی) قیامت کے روز وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) ان (منکرین) کے (انکار) پر گواہی دینگے ف عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے متعلق بحث اور اہل کتب کے اقوال مختلفہ کا بیان پارہ تلک الرسل کے تین پاؤ پر اور انبیاء کا گواہی دینا پارہ والمحصنت ذرا آگے آیت فکیف اذا جئنا میں اور قرب موت میں ایمان نافع نہ ہونا پارہ لن تنالوا کے اخیر کے قرب مذکور ہو چکا ہے ضرور ملاحظہ کر لیا جاوے اور حیات و موت عیسوی کی بحث میں کتاب سیف چشتیائی قابل مطالعہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نام کیساتھ جو رسول اللہ آیا ہے یہ یہود کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا ہے کہ دیکھو ایسے کی نسبت ایسا کہتے ہیں فہو من الحکایۃ لا المحکی عنہ ف لیومنن میں جو حکم مستقبل لیا گیا ہے وہ ذو قوع کیوقت حال ہو جاتا ہے پس یہ دونوں نور قبل آیت کے ہو گئے اور اسمیں مسکوت عنہ ہے مگر بوجہ عدم فارق اسمیں بھی یہی حکم ایمان بعیسیٰ ثابت ہوگا ربط اور یہود کی بعض شرارتیں اور کچھ سزائیں دنیوی جو کہ از قسم امور تکوینیہ اور واقع فی الدنیا ہیں بیان فرمائی ہیں آگے بھی انکی بعض شرارتوں کا مع ذکر بعض عقوبات واقعہ فی الدنیا از قبیل امور تشریعیہ

النحو بهتانا مفعول به للقول او مفعول مطلق ملحقات الترجمة لـ قوله وبکفرهم ای اور بسبب الخ اشارة الی عطفه علی فبما نقضهم ۲ قوله ایک خاص کفر لیصل العطف بینه وبین السابق کالخاص مع العام ۳ قوله منکر تفصیل اشارة الی کون العطف تفسیرا ۴ قوله تفاخر قولہ الی قولهم انا اور نیز اشارة الی عطفه علی قولهم لا علی کفرهم لانه بعض تفسیر کفرهم لا دل ۵ قوله یعنی یہود اشارة الی ان الفعل مبنی للفاعل والمراد به الیہود فیه مبالغة اشتعال المقام ولا کلفة نفی القتل الذی انبتوه ۶ قوله فی شبه الاشتباه فالمسند الیہ ہو الحدث ای وقع الاشتباہ لهم کذا فی الکشاف ۷ قوله فی فیه بارہ میں اشارة الی حذف المضاف ای فی شانه و المرجع مجرور فی به ۸ قوله فی شک غلط خیال کما فسره البیضاوی بالجهل اشارة الی عدم الوفاء بالمعنی الاصطلاحی فانه کالظن یستعمل فی ما یعنی ای قول بلا دلیل کقوله تعالیٰ ان الظن الا ظنا و ظاهرا انهم لم یکونوا فیه مطلقا فلعل هذا لا یرده ان کیف یصح الحکم بالظن بعد الحکم بالشک روعی هذا فی الترجمة لعل ایضا ۹ قوله عمل بجز تخمینی الاستثناء منقطع لان الظن غیر العلم ۱۰ قوله یقینا یقینی بات ہے فمنصوب تاکید لقوله ما قتلوه کما لو نیس بانه قتلوه حقا کذا فی الکشاف ۱۱ قوله فی الیه آسمان اشارة الی حذف المضاف ای الی سمائه ۱۲ قوله اس کے سبب سے اختلاف لان احدا اجزائه قول الیہود وھو الذی یشار من الاشتباہ فصح جعل الاشتباہ سببا للاختلاف لان قول النصاری لیس فیه دخل لهذا التشبیه واتحاد دعوی متفقة غیر مجمع ۱۳ قوله فی ان من اهل الکتب یہود اخرجه ابن جریر عن ابن عباس کذا فی الدر ۱۴ قوله فی موته

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ

سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو انکے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور بسبب اسکے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بنجاتے تھے

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ

اور بہ سبب اسکے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کیگئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھاجاتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کیلئے جو ان میں کافر ہیں

٢٢ ع ٢

عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ

دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے لیکن ان میں جو لوگ علم میں پختہ ہیں اور جو ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی

قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے بھیجی گئی اور جو نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں ایسے لوگوں کو ہم ضرور ثواب عظیم عطا فرماویں گے

ہے بیان ہے۔ اور چونکہ اصل سزا یہی ہے اسلئے ذکر یہود کے شروع پر بھی عذاب مہین کے عنوان سے اسکو فرمایا تھا پس طرفین میں ہونیسے زیادہ تاکید ہوگئی الخ تتمہ سابق فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ (الٰی قولہ) وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب (جنمیں سے بہت سے امور سورۂ بقرہ میں مذکور ہیں) بعضے بہت سی پاکیزہ (یعنی حلال نافع ولذیذ) چیزیں جو ان کے لئے (بھی) حلال تھیں (جیسا آیہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل میں ہے) ان پر (شریعت موسویہ میں) ہم نے حرام کر دیں (جنکا بیان سورۂ انعام کی آیت وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الخ میں ہے اور تحریم کا مسبب بالمعصیت ہونا وہاں بھی مذکور ہے ذلک جزینٰہم ببغیہم الخ اور انبیاء شریعت موسویہ میں بھی وہ حرام ہی رہیں کوئی حلال نہ ہوئی) اور بسبب اسکے کہ وہ (تنہا بھی ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے شیخی یہ کہ وہ احکام میں تحریف و کتمان کر کے) بہت آدمیوں کو اللہ کی راہ (یعنی دین حق کے قبول کرنے) سے مانع بنجاتے تھے (کیونکہ اس کارروائی سے عوام کو خواہ مخواہ التباس ہوجاتا تھا گو طلب صادق سے وہ التباس رہ نہ سکتا) اور بہ سبب اسکے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو (توراۃ میں) اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ (یعنی غیر شرعی ذریعہ) سے کھاجاتے تھے (پس اس مانعیت اور اخذ و اکل کیوجہ سے اس شریعت کے بقاء تک تخفیف نہ ہوئی البتہ شریعت جدیدہ عیسویہ میں کچھ احکام بدلے تھے جیسا ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم سے معلوم ہوتا ہے اور شریعت محمدیہ میں بہت تخفیف ہوگئی جیسا یحل لکم الطیبات الخ سے ثابت ہے یہ تو دنیوی سزا تھی) اور (آخرت میں) ہم نے ان لوگوں کیلئے جو ان میں کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے (البتہ جو موافق قاعدہ شرعیہ کے ایمان لے آوے اسکی پچھلی جنایات سب معاف ہوجاویں گی ف جرائم سے جو تحریم ہوئی وہ تحریم عام تھی گو جرائم سے بعضے محتاط و محفوظ بھی تھے کیونکہ بہت سی حکمتوں نے اقتضاء کیا عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے جیسا قرآن میں اسکی طرف اشارہ بھی ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور حدیث میں بھی ہے کہ بڑا مجرم وہ ہے جسکے بے ضرورت سوال کرنیسے کوئی شے سب کیلئے حرام ہوجاوے یعنی زمانہ وحی میں رواہ فی المشکوۃ عن الشیخین ف ۲ اور شریعت محمدیہ میں جو چیزیں حرام ہیں وہ کسی مضرت جسمانی یا روحانی کیوجہ سے حرام ہیں کہ اس حیثیت سے غیر طیب ہیں پس تحریم طیبات نافعہ عقوبت و سیاست ہے اور تحریم غیر طیبات مضرہ رحمت و حفاظت ہے ربط اوپر کفار یہود کا ذکر تھا آگے ان میں جو ایمان لے آئے تھے انکا بیان ہے اور گو منتک پہلے بھی اس کا ذکر آچکا ہے لیکن یہاں دوسرے عنوان سے اور کسی قدر مفصل ہے۔ مدح و جزاء مومنین اہل کتاب لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (الٰی قولہ) سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا لیکن ان (یہود) میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ (یعنی اسکے موافق عمل کرنیمیں مضبوط) ہیں (اور اسی آمادگی نے حق کو ان پر واضح کر دیا اور قبول حق کو سہل کر دیا جو گئے سعدو عناد کو رہے) اور جو (ان میں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے (نبیوں کے پاس) بھیجی گئی (جیسے توریت و انجیل) اور جو (ایسے ہیں) نماز کی پابندی کرنیوالے ہیں اور جو (ایسے ہیں) زکوٰۃ دینے والے ہیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبٰت احلت لہم قبض الواردات عن السالک ببعض المعاصی۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبٰت احلت لہم اسکے اشارہ ہے معاصی کے سبب سالک سے واردات کا قبض ہو

النحو قولہ المقیمین فی الکشاف نصب علی المدح لبیان فضل الصلوٰۃ وہو باب واسع قد کسرہ سیبویہ علی امثلۃ وشواہد ویؤمنون حال من المؤمنون مبینۃ لکیفیۃ ایمانہم ۱۲ البلاغۃ فی المدح اعیدت العبارۃ فی الفصل ولم تعد فی الاخلاء فصل بین المعطوف والمعطوف علیہ بالبین معمول المعطوف علیہ وحیث فصل معمولہ لم اعد قولہ الراسخون فی العلم الخ فی الآیۃ صنعۃ التقابل مع ما قبلہا الرسوخ فی العلم مع اتباع الظن۔ والایمان مع الکفر۔ والخشوع المدلول علیہ بالصلوٰۃ مع الاستکبار المدلول علیہ بسؤالہم کتابا۔ وایتاء الزکوٰۃ مع اخذہم واکلہم۔ والاجر العظیم مع العذاب الالیم ۱۲ الملحقات الترجمۃ قولہ … فی فبظلم ان ہی افادہ الحصر تقدیم الجار والمجرور وفائدۃ الحصر مذکورۃ فی الشرح قولہ بڑے بڑے افادہ التنوین التفخیم ۱۲ قولہ جرائم لان الظلم یراد بہ الجنس قولہ قبل لصدہم [illegible]

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَـٰعِيلَ

ہمنے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح کے پاس بھیجی تھی اور انکے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہمنے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور

وَإِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَـٰرُونَ وَسُلَيْمَـٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ

اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہمنے داؤد کو

زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَـٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ

زبور دی تھی اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اسکے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جنکا حال ہمنے آپ سے بیان نہیں کیا

وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ

اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے

بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ لَّـٰكِنِ ٱللَّهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُۥ بِعِلْمِهِۦ ۖ

بعد کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ پورے زور والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جسکو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کے ساتھ

وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ۝ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَصَدُّوا۟ عَن

شہادت دے رہے ہیں اور فرشتے تصدیق کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی ہے جو لوگ منکر ہیں اور خدائی دین سے مانع ہوتے ہیں

سَبِيلِ ٱللَّهِ قَدْ ضَلُّوا۟ ضَلَـٰلًۢا بَعِيدًا ۝ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَظَلَمُوا۟ لَمْ

بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں اور دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں

يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَـٰلِدِينَ

اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور کوئی راہ دکھلاویں گے بجز جہنم کی راہ کے اس طرح پر کہ اس میں

فِيهَآ أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرًا ۝

ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے

اور موجود انبیاء اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں (سو) ایسے لوگوں کو ہم ضرور (آخرت میں) ثواب عظیم عطا فرماویں گے مراد ان سے یہ حضرات اور ان کے امثال ہیں عبداللہ بن سلامؓ واسیدؓ و ثعلبہؓ اور آیت کا یہی شان نزول ہے (اخرجہ البیہقی فی الدلائل عن ابن عباس کذا فی الروح) اور آیت میں اجر کامل کی تعلیق ان امور مذکورہ پر مقصود ہے اور نفس اجر و مطلق نجات صرف عقائد ضروریہ کی تصحیح سے وابستہ ہے ربط اوپر یہود کے اس سوال کا جو کہ یسئلک اہل الکتاب میں منقول ہے منشا کہ جہل وعناد ہے مذکور تھا اور اسی کے اثبات کیلئے بعد کے مضامین تھے آگے اس سوال کا جواب ارشاد ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اثبات نبوت کیلئے یہ درخواست محض لغو ہے ان نبی سے پہلے اور بھی اہل وحی یعنی انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں جنکی نبوت تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے اگر اثبات نبوت اسی پر موقوف ہے تو سب انبیاء میں اسکا اثبات لازم آویگا اور لازم منتفی ہے پس توقف بھی باطل ہے سو جیسے دلیل سے اور ونکی نبوت ثابت ہے ویسے ہی دلیل یہاں بھی موجود ہے یعنی معجزات پھر ایسی فرمائش اگر عناد نہیں تو اور کیا ہے اس جواب کیلئے ابتدا سے انبیاء علیہم السلام کی نبوتا کی خبر دی ہے اور اسکے ضمن میں حکمت بعثت رسل کی تسلی بیان ہیں اور ختم پر تصریح مقصود یعنی نبوت محمدیہ کی جو کہ نتیجہ مقام ہے لکن اللہ میں اور اسکے بعد با وجود قیام دلائل و وضوح حق کے بھی انکار کرنے والوں کی بدحالی ان الذین کفروا الی یسیرا میں مذکور ہے اخبار از نبوت کثیر از انبیاء علیہم السلام و اثبات نبوت محمدیہ و وعید منکرانا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ (الی قولہ) وکان ذلک علی اللہ یسیرا ۝

الروایات فی الروح اخرج ابن اسحق وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال سکین وعدی بن زید یا محمد ما نعلم ان اللہ تعالیٰ انزل علی بشر من شیء بعد موسیٰ علیہ السلام فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ ہ قلت لما کان اصل مقصودہ انکار نبوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم استمر قصدہ تعالیٰ باثباتہا بقولہ انا اوحینا الیک فی الروح خرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخل جماعۃ من الیہود علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہم انی واللہ اعلم انکم تعلمون انی رسول اللہ فقالوا ما نعلم ذلک فنزلت لکن اللہ یشہد وفی روایۃ ابن جریر عنہ ما نزل الینا وحیا الیک قالوا ما نشہد لک فنزل لکن اللہ یشہد ؂

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا

اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچی بات لیکر تمہارے پروردگار کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم منکر رہے تو خدا تعالیٰ کی ملک ہے یہ سب جو کچھ

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ

آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ پوری اطلاع رکھتے ہیں کامل حکمت والے ہیں اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو

منے (کچھ) آپکو انوکھا رسول نہیں بنایا جو ایسی وحی انہی باتیں فرمائش کرتے ہیں بلکہ آپکے پاس (بھی ایسی ہی) وحی بھیجی ہے جیسی (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس بھیجی تھی اور انکے بعد اور پیغمبروں کے پاس (بھیجی تھی) اور (ان میں سے بعضوں کے نام بھی بتلائے دیتے ہیں کہ) ہم نے (حضرت) ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب (میں جو نبی گذرے ہیں) اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے پاس وحی بھیجی تھی اور (اسیطرح) ہم نے داؤد (علیہ السلام) کے پاس بھی وحی بھیجی تھی چنانچہ (ان) کو (کتاب) زبور دی تھی اور (انکے علاوہ) اور (بعضے) ایسے پیغمبر (ان کو بھی) صاحب وحی بنایا جنکا حال اسکے قبل (سورہ انعام وغیرہ مکی سورتوں میں) ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور (بعضے) ایسے پیغمبر (انکو بھی صاحب وحی بنایا) جنکا حال (ابھی تک) ہمنے آپ سے بیان نہیں کیا اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی صاحب وحی بنایا چنانچہ (ان) سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا (اور) ان سبکو (ایمان پر) خوشخبری (نجات کی) دینے والے اور (کفر پر عذاب کا) خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اسلئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے آنیکے بعد کوئی عذر (ظاہر بھی) باقی نہ رہے (اور نہ قیامت میں یوں کہنے لگیں کہ بہت سے اشیاء کا حسن و قبح عقل سے معلوم نہ ہو سکتا تھا پھر ہماری کیا خطا) اور (یوں) اللہ تعالیٰ پورے زور (اور اختیار) والے ہیں (کہ بلا ارسال رسل بھی سزا دیتے تو بوجہ اسکے کہ مالک حقیقی ہیں جس میں متفرد ہیں ظلم نہ ہوتا اور حقیقت عذر کا حق کسیکو نہ تھا لیکن چونکہ) بڑے حکمت والے (بھی) ہیں (اسلئے حکمت ہی ارسال کو مقتضی ہوئی تاکہ ظاہری عذر بھی نہ رہے یہ بیان حکمت درمیان میں تبعاً آگیا تھا آگے اثبات نبوت محمدیہ کے جواب کی تکمیل فرماتے ہیں کہ گو وہ اپنے اس شبہ کے رفع ہونے پر بھی نبوت کو تسلیم نہ کریں) لیکن (واقع میں تو ثابت ہے اور اسکے ثبوت پر دلیل صحیح قائم ہے چنانچہ) اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جسکو آپکے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی (اسطرح) اپنے علمی کمال کے ساتھ (جس سے وہ کتاب معجزہ عظیمہ ہوگئی جو نبوت کی دلیل قاطع ہے ایسی کتاب معجزہ کے ذریعہ سے آپکی نبوت کی) شہادت دے رہے ہیں (یعنی دلیل قائم کر رہے ہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ کتاب معجز نازل فرمائی اور اعجاز دلیل نبوت ہے بس دلیل سے تو واقع میں نبوت ثابت ہے گو کسی کا ماننا نہ ماننا تو اول تو اس کا خیال ہی کیا) اور (اگر طبعاً اس کو جی ہی چاہتا ہو تو ان سے افضل مخلوق یعنی) فرشتے (تصدیق کر رہے ہیں (اور مومنین کی تصدیق مشاہد ہی تھی پس گو چند حمقا نے مانا نہ سہی) اور (اصل بات تو وہی ہے کہ) اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت (یعنی اقامت دلیل فی الواقع) کافی ہے (کسی کی تصدیق و تسلیم کی آپکو حاجت ہی نہیں) جو لوگ (اس حجج قاطعہ کے بعد بھی) منکر ہیں اور (طرہ یہ کہ اوروں کو بھی) خدائی دین سے مانع ہوتے ہیں (حق سے) بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں (یہ تو دنیا میں انکے مذہب کا حاصل تھا اور اسکا ثمرہ آخرت میں آگے سنو کہ) بلا شبہ جو لوگ (حق کے) منکر ہیں اور (حق سے مانع ہو کر دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انکو کبھی نہ بخشینگے اور نہ انکو سوا جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ (یعنی جنت کی راہ) دکھلاوینگے اسطرح پر کہ اس (جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کرینگے اور اللہ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے (کچھ سامان نہیں کرنا پڑتا) ربط، اوپر یہود کے شبہ کا جو کہ نبوت محمدیہ کے متعلق تھا جواب اور نبوت کا اثبات مع وعید منکرین نہایت بلاغت اور وضوح سے مذکور ہو چکا آگے عام خطاب سے تصدیق نبوت کا وجوب فرماتے ہیں **خطاب عام بوجوب تصدیق رسالت محمدیہ** يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ سے والے قولہ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا تک اے تمام (جہان کے) لوگو تمہارے پاس یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سچی بات (یعنی سچا دعویٰ مع سچی دلیل) لیکر تمہارے پروردگار (جل شانہ) کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو (مقتضا اثبات دعویٰ بالدلیل الصحیح کا یہ ہے کہ تم اس پر اور جو جو یہ فرماویں سب پر) یقین رکھو (جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہیں وہ اسپر قائم رہیں اور جو نہیں لائے اب اختیار کریں) یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا کیونکہ نجات ہوگی) اور اگر تم منکر رہے تو (تمہارا ہی نقصان ہے خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ) خدا تعالیٰ کی (تو) ملک ہے یہ سب جو کچھ (بھی) آسمانوں میں اور زمین میں (موجود) ہے (تو ایسے بڑے عظیم الشان مالک کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو مگر اپنی خیر مناؤ) اور اللہ تعالیٰ (سب کے ایمان و کفر کی) پوری اطلاع رکھتے ہیں (اور دنیا میں جو پوری سزا نہیں دیتے تو اسکا کہ) کامل حکمت والے (بھی) ہیں (وہ حکمت اس کو مقتضی ہے) ربط اوپر یہود کو خطاب تھا آگے نصاریٰ کو ہے **خطاب بنصاریٰ** يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ○

ملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی ابراہیم الی یعقوب کے نام اشارہ الی ان ہذا التعداد تخصیص بعد تعمیم للتوضیح کما ان تخصیص نوح قبل النبیین لکونہ ابا لہم فکانہ آدم الثانی ۱۲ ۲؎ قولہ فی آتینا وکلم اللہ ورسلا الاول وحی بھیجی و صاحب وحی بنایا اشارۃ الی المقصود بالجمیع وھو ہو اوما یجاو بیقتضی الفاسب تجاوب الاطراف وعلیہ فیقدر قبل رسلا رسلنا الذی یدل علی الوحی ۱۲ ۳؎ قولہ تکلیما خاص طور پر اشارۃ الی ان المصدر و تنوینہ للتنویع لا لازم عجیب لا یدرک کنہہ ۴؎ قولہ رسلا ثانی ان سب کو الخ اشارۃ الی نفی کونہ بدلا من رسلا الاول لان التبشیر والانذار لا یختصان بالبعض المدلول علیہ برسلا الاول بل ہو حال عندی من الموحی الیہم نوداں کان مجرد الکنی بحکم المنصوب لان ذا حبنا ھا ای کل من ذکر رسلا کما سیاتی فی اول المائدۃ من کون غیر حال من الضمیر فی لکم وما رجحتی فاخذ بالی حصل ولقاربہ منہ بما قدر غیری ارسلنا ای ارسلنا رسلا من جمیع من ذکر ۱۲ ۵؎ قولہ بعلمہ بذریعہ ما فیہ بذا المعنی ای الباء من قولہ ای تشبیہ بلو تکسہ بسبب ما انزل الیک ۱۲ ۶؎ قولہ فی انزلہ الثانی بھیجا بھی کسی طرح اشارۃ الی کون

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا

مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہونچایا تھا اور اللہ کیطرف سے ایک جان ہیں سو اللہ پر

بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ

اور اسکے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے وہ صاحب اولاد ہونے

لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ

سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اسکی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ کارساز ہونیمیں کافی ہیں مسیح ہرگز خدا کے بندہ بننے سے

أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ

عار نہیں کرینگے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کریگا اور تکبر کریگا تو خدا تعالیٰ ضرور

إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ

سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کرینگے پھر جو لوگ ایمان لائے ہونگے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہونگے تو انکو تو ان کا پورا ثواب دینگے اور انکو اپنے فضل سے اور زیادہ دینگے

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ الی قوله وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۔ اے اہل کتاب (یعنی انجیل والو) تم اپنے دین (کے بارہ) میں (عقیدہ کی) حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو (کہ نعوذ باللہ وہ صاحب اولاد ہے جیسا بعض کہتے تھے المسیح ابن اللہ یا وہ مجموعہ آلہہ کا ایک جزو ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ثالث ثلثۃ ۔ اور بقیہ وہ جزو ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے تھے اور ایک حضرت جبریل علیہ السلام کو جیسا آیت آئندہ میں ولا الملٰئکۃ المقربون کے بڑھانے سے معلوم ہوتا ہے ۔ اور بعضے حضرت مریم کو جیسا اتخذونی وامی سے معلوم ہوتا ہے ۔ یا وہ عین مسیح ہیں جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ہو المسیح ابن مریم غرض یہ سب عقیدے باطل ہیں) مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ (کن کی پیدائش) ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے (حضرت) مریم تک (حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے) پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان (دار چیز) ہیں (کہ اس جان کو حضرت مریم کے جسم میں بواسطہ نفخ حضرت جبریل علیہ السلام کے پہونچا دیا تھا باقی نہ وہ ابن اللہ ہیں نہ اللہ ہیں نہ تین میں کے ایک ہے جیسا عقائد مذکورہ میں لازم آتا ہے) سو (جب یہ سب باتیں غلط ہیں تو سب سے توبہ کرو اور) اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر (حسب انکی تعلیم کے) ایمان لاؤ (اور وہ موقوف ہے توحید پر پس توحید کا عقیدہ رکھو) اور یوں مت کہو کہ (خدا) تین ہیں (منقصود منع کرنا ہے شرک سے اور وہ سب اقوال مذکورہ میں مشترک ہے اس شرک سے) باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا (اور توحید کے قائل ہوجاؤ کیونکہ) معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے (اور) وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اسکی ملک ہیں (اور اس کا منزہ اور مالک علی الاطلاق ہونا دلیل ہے توحید کی جسکی تقریر سورہ بقرہ کے معاملہ سی نوتم ہیں گذر چکی) اور ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کارساز ہونیمیں کافی ہیں (اور ان کے سوا سب کارسازی میں نا کافی و محتاج الی الغیر اور ایک حد پر جاکر عاجز ہیں اور یہ کفایت صفات کمال سے ہے اور صفات کا کمال لوازم الوہیت سے ہے جب وہ غیر اللہ میں منتفی ہے پس الوہیت بھی منفی ہے پس توحید ثابت ہے) ف روح المعانی میں نصاریٰ کے اقوال مع رد خوب بسط سے لکھے ہیں اور اسمیں یہ بھی لکھا ہے کہ ان اقوال میں سے بعض کا اسوقت نصاریٰ کو انکار ہے سو یا تو وہ قائلین اسوقت ہونگے آگے سلسلہ منقطع ہوگیا ۔ اور یا ان اقوال سے یہ عقائد لازم آتے ہیں اور لازم بین مثل ملتزم کے ہوتا ہے ربط اوپر حق تعالیٰ کی تنزیہ کا اثبات اور الوہیت عیسیٰ علیہ السلام کا ابطال کیا ہے آگے اسی مضمون کی تقریر و تائید کیلئے عیسیٰ علیہ السلام و ملائکہ کا خود عبدیت کا اقرار کرنا مع وعید منکرین و وعدہ مقرین بیان فرماتے ہیں کہ جنکو شریک الوہیت کیا جاتا ہے وہ خود عبدیت کے مقر ہیں اقرار عیسیٰ علیہ السلام و ملائکہ بعبدیت و جزاء اقرار و انکار لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ الی قوله فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ

اللغات فی الروح عن الاساس استنکف ونکف امتنع وانقبض انفۃ وحمیۃ ونقل عن الزجاج کونہ فوق الاستکبار ۔ البلاغۃ زیادۃ الاستکبار الذی ہو دون الاستنکاف لعلہ للمبالغۃ فالواو بغیرۃ المعنی او دلیل عدم زیادۃ مع لن یستنکف لان الذی وقع من النصاریٰ بعیسیٰ علیہ السلام ہو الاستنکاف لعلو شانہ بخلاف غیرہ من الامم فانہ یتحقق فیہ الاستنکاف تارۃ والاستکبار تارۃ واللہ اعلم ۔ الملحقات الترجمۃ لے قولہ ... اے انجیل والو نقد فی الروح عن کثیر من المفسرین کہ قولہ فی کلمۃ وورد صنہ کلمہ کی پیدائش وجاندار کما فی روح المعانی یعنی کونہ کائنا بہ تعالیٰ بکلمۃ کن من غیر مادۃ معتادۃ والی ذٰلک ذہب الحسن وقتادۃ ونقل عن الغزالی ان لکلمۃ سبب لعیدو لما کان المقرب یعنی النطفۃ منتفیا لما فی العیدد فیہ ذو روح جملے حذف المضاف اور استعمال الروح فی الحی ذی الروح والاضافۃ الی اللہ تعالیٰ للتشریف ۱۲ ۔

٢٣
ع ٩
٢
وقف لازم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا ثلثۃ دل علی بطلان الحلول والاتحاد کما یعتقدہ بعض جہلۃ الصوفیۃ قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ کما قال فی حدیثہ قال انی عبد اللہ صاحب الآذی بالعبودیۃ ودل علی کون ذٰلک اعلی مراتب الشرف وفی الروح و قد اشار القاضی عیاض الی شرف العبدیۃ بقولہ ۔ ومما زادنی عجبا وتیہا ۔ و کدت باخمصی اطأ الثریا ۔ دخولی تحت قولک یا عبادی ۔ وجعلت خیر خلقک لی نبیا ۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا تقولوا ثلثۃ حلول و اتحاد کے بطلان پر صریح دال ہے جیسا بعض جہلا صوفیہ معتقد ہیں ۔ قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ۔ جیسا سورۂ مریم میں بہ حکایت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے انی عبد اللہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدیت مراتب شرف میں اعلیٰ مرتبہ ہے ۱۲ ۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور جن لوگوں نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت درد ناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝

نہ پاویں گے اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرینگے اور اپنے فضل میں اور اپنے تک انکو سیدھا رستہ بتلاوینگے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا الیٰ قولہ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا نصاری خواہ مخواہ مسیح علیہ السلام کو الٰہ یا جزو الٰہ بنا رہے ہیں خود حضرت مسیح (کی کیفیت یہ ہے کہ سکونت ارض کی حالتیں تو انکا اقرار عبدیت جو کہ مبطل الوہیت ہے مشہور اور سب کو معلوم ہی ہے لیکن اب بھی سکونت سماء کی حالت میں کہ سکونت ارض سے ارفع اور منقطع علی کے ہے یا قیامت تک وہ جس حالت میں ہوں اُن سے کوئی پوچھ دیکھے اس حالت میں بھی) ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار (اور انکار) نہیں کرینگے اور نہ مقرب فرشتے (کبھی عار کرنے لگے جنمیں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ہیں جنکو آلہ کا ایک جزو مانتے ہیں خود انسے کوئی پوچھ دیکھے) اور (وہ عار کیسے کریں اُس عار کرنے کا تو ایسا برا انجام ہے کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کریگا اور تکبر کریگا تو (اس کا انجام سُن لو) خدا تعالیٰ ضرور ان سب لوگوں کو اپنے پاس (یعنی حساب کے موقعہ پر) جمع کرینگے پھر جو لوگ (دنیا میں) ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے نیک کام کئے ہونگے (یعنی عبد بنے رہے ہونگے کیونکہ حاصل عبدیت کا یہی ایمان اور اعمال ہیں) تو ان کو تو ان کا پورا ثواب (بھی) دینگے (جوکہ ایمان اور اعمال پر منصوص ہے) اور (اسکے علاوہ) انکو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دینگے (جس کی تفصیل منصوص نہیں) اور جن لوگوں نے (عبد بننے سے) عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت درد ناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاوینگے **ف** ظاہراً ایک شبہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے نہ عار تھا نہ استکبار بلکہ خود اس مضمون مذکور کے جزو عبادت اور من اللہ ہونے میں کلام تھا جواب یہ ہے کہ انکے مجموعہ احوال سے یہ امر ثابت ہے کہ ان پر حق واضح ہوگیا تھا یعرفون کما یعرفون ابناءہم مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ناگوار تھا اور آپ کا اتباع ماموربہ ہے اور ہر ماموربہ عبادت ہے پس آپ کے اتباع سے عار ہونا یقیناً عبادت الٰہیہ سے عار ہے۔ **ف** لن یستنکف کا ترجمہ جو استقبال سے کیا گیا ہے یہ باعتبار معنی حقیقی کے ہے اگر یہ کہا جاوے کہ مقصود ماضی ہے جسکو مجازاً استقبال سے تعبیر کردیا گیا تو بھی گنجائش ہے اور نکتہ اسمیں مبالغہ ہوگا یعنی انکو اس استنکاف سے اسقدر بعد ہے کہ جس زمانہ میں عدم وقوع متحقق ہوچکا ہے یعنی ماضی اسمیں تو وقوع کا گیا احتمال ہوتا جسمیں عدم وقوع کا ابھی تحقق نہیں ہوا اسمیں بھی احتمال نہیں ہے۔ فافہم ۔ ربط اوپر عقائد نصاریٰ کا ابطال مع جزاء و سزا منکرین و مسلمین مذکور ہوچکا آگے خطاب عام ہے ان مضامین کا اور ان مضامین کے تعلیم فرمانے والے رسول اور قرآن کا صدق اور مصدقین کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جس طرح محاجہ یہود کے ختم پر اسیطور پر خطاب عام فرمایا تھا یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول خطاب عام بتصدیق رسول وقرآن یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم الیٰ قولہ ویہدیہم الیہ صراطاً مستقیماً اے (تمام) لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک (کافی) دلیل آچکی ہے (وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے (وہ قرآن مجید ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعے سے جو کچھ تمکو بتلایا جاوے وہ سب حق ہے جنمیں مضامین مذکورہ بھی داخل ہیں) سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے (جسکیلئے توحید وتنزیہ کا اعتقاد لازم ہے) اور انہوں نے اللہ (کے دین) کو (یعنی اسلام کو) مضبوط پکڑا (جسکے لئے رسول اور قرآن کی تصدیق لازم ہے) سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں (یعنی جنت میں) داخل کرینگے اور اپنے فضل میں (لے لینگے یعنی دخول جنت کے علاوہ اور بھی نعمائے عظمیٰ دینگے جنمیں دیدار الٰہی بھی داخل ہے) اور اپنے تک (پہنچنے کا) انکو سیدھا رستہ بتلاوینگے (یعنی دنیا میں انکو طریق رضا پر قائم وثابت رکھینگے اور اسی سے تارکین ایمان واعمال صالحہ کی حالت معلوم ہوگئی کہ ان کو یہ ثمرات نہ ملینگے) **ف** اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ طریق رضا یعنی ایمان واعمال ہیں پھر اسکو ثمرہ کہنا تحصیل حاصل ہے جواب یہ ہے کہ ایمان وعمل حسی سبب ہے اور ایمان وعمل

السلافخف فی المدح وتقدیم ذکر الوعد بالجنۃ علی الوعد بالہدایۃ (التی فی الدنیا) المسارعۃ الی التبشیر بما ہو المقصد الاصلی ۱۲ **ملحقات الترجمۃ ۱ے قولہ** تعالیٰ لن یستنکف عار نہیں کرینگے حملۃ علی المعنی الحقیقی وشرحتہ بما لا یحتاج الی ازید منہ واقرارہ بالعبودیۃ مذکورۃ فی القرآن قال انی عبد اللہ ولما کان علیہ السلام حیا فی ہذا الحین فی السماء وینزل حیا فی وقتہ الی الارض ثم یتبقی حیاً موتاً بالحیوۃ البرزخیۃ بعدہ فانہ صح کونہ علیہ السلام اہلا للسوال فی کل حالۃ وہذا من المواہب الغیبیۃ **۲ے قولہ** فی الملٰئکۃ جنمیں حضرت جبرئیل علیہ السلام خص جبرئیل علیہ السلام لانہم یجعلون بروح القدس حدالا قانیم فتفاد بہذہ الزیادۃ فعلی ہذا لا دلالۃ علی تفضیل الملائکۃ علی الانبیاء علیہم السلام ولا حاجۃ الی الجواب عنہ کقولنا ما جاء فی زید ولا عمرو ولا یقتضی لنا الا بعرض علی وزیر ولا السلطان فافہم **۳ے قولہ** فی یحشرہم الخ ما استشعر بالاشارۃ الی ان الحشر لیس مقصودا بالجزاء فان کان متاخراً لکنہ لیس بمرتب علی الشرط **۴ے قولہ** فی ہناک سب لوگوں کو فالمرجع الناس وان لم یصرح بذکرہ لکن قرینۃ الحشر المتعلق بجمیع الناس کاف فی تنقیطہ ای ان المفصل فیہ شیئی واحد والتفصیل فیہ شیئان فلم یطابقا **۵ے قولہ** فی برہان کافی افادۃ التنوین **۶ے قولہ** قولہ فی آخر الترجمۃ اور اسی سے تارکین فلا یرد ان التفصیل فی شیئی واحد والمفصل کان عاما مشتملا علی شیئین لعموم الناس المصدقین والمکذبین علی عکس ما مر فی یحشرہم ۱۲

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہ ہو اور اسکے ایک بہن ہو تو اسکو

نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا

اسکے تمام ترکہ کا نصف ملیگا اور وہ شخص اس کا وارث ہوگا اگر اسکے اولاد نہ ہو اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے

تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

دو تہائی ملینگے اور اگر وارث چند بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر اللہ تعالیٰ تم سے

ع ٢٤

اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۟

اسلئے بیان کرتے ہیں کہ تم گمراہی میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

اس کے ذکر فرمانے سے مخاطبین کو اہتمام بلیغ و اعتناء مزید اس باب میں مفہوم ہوگا جس سے وہ بھی اسکا زیادہ اہتمام کریں واللہ اعلم اور سبب اس کے نزول کا استفتاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اسوقت صرف انکی بہنیں وارث تھیں رواہ النسائی اور لباب میں ابن مردویہ سے حضرت عمرؓ کا سوال کرنا بھی سبب نزول میں نقل کیا ہے **عود بسوئے میراث** يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ (الی قولہ) مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ لوگ آپ سے (میراث کلالہ کے باب میں یعنی جسکے نہ اولاد ہو نہ ماں باپ ہوں) حکم دریافت کرتے ہیں آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہ ہو (یعنی نہ مذکر نہ مؤنث اور نہ ماں باپ ہوں) اور اسکے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس (بہن) کو اسکے تمام ترکہ کا نصف ملیگا (یعنی بعد حقوق متقدمہ اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو اسکو دیا جاویگا ورنہ پھر اسی پر رد ہو جاویگا) اور وہ شخص اس (اپنی بہن) کا وارث (کل ترکہ کا) ہوگا اگر (وہ بہن مرجاوے اور) اسکے اولاد نہ ہو (اور والدین بھی نہ ہوں) اور اگر (ایسی) بہنیں دو (یا زیادہ) ہوں تو انکو اسکے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملینگے (اور ایک تہائی عصبہ کو ورنہ بطور رد کے ان ہی کو مل جاویگا) اور اگر (ایسی میت کے جسکے نہ اولاد ہے نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مؤنث) وارث چند (یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی) بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو (ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ) ایک مرد کو دو عورتوں کے حصے کے برابر (یعنی بھائی کو دوہرا بہن کو اکہرا لیکن عینی بھائی سے علاتی بھائی بہن سب ساقط ہو جاتے ہیں اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہو جاتے ہیں کبھی حصہ گھٹ جاتا ہے جسکی تفصیل کتب فرائض میں ہے)
ربط چونکہ سورت ہذا میں یہاں تک اصول و فروع کثیرہ کی تفصیل ہے اسلئے آخر میں ایک مجمل عنوان سے تمام تر تفصیل کو مکرر یاد دلا کر اپنی منت اور احسان بیان شرائع میں اور رعایت حکمت ان شرائع میں ذکر فرما کر سورت کو ختم فرماتے ہیں **اظہار منت و حکمت در شرائع** يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۟ اللہ تعالیٰ تم سے (دین کی باتیں) اسلئے بیان کرتے ہیں کہ تم (ناواقفی سے) گمراہی میں نہ پڑو (یہ تو تذکیر و احسان ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (پس احکام کی مصلحتوں سے بھی مطلع ہیں اور احکام میں انکی رعایت کی جاتی ہے یہ حکمت کا بیان ہے) الحمد للہ والمنۃ وہو العلیم ذو الحکمۃ کہ تفسیر سورۂ نساء کی پندرہویں ذی الحجہ الحرام روز شنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون میں اتمام و اختتام کو پہنچی۔ آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ مائدہ کی تفسیر آتی ہے۔ اللہم فکما اتممت تفسیر ہذہ الاجزاء من فرقانک علی ید ہذا العبد الفقیر الی رضوانک ✦ کذالک اتمم تفسیر کلہ علٰی یدہ بفضلک و احسانک ✦ وافض علیہ من شآبیب فیضانک ✦
اللہم آمین ببرکۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین ابدا الآبدین و دہر الداہرین فقط

الروایات فی الاتقان قال الواحدی انزل اللہ تعالیٰ فی کلالۃ آیتین احدہما فی الشتاء وہی التی فی اول النساء والاخری فی الصیف وہی التی فی آخرہا اھ ١٢ ✦
ملحقات الترجمۃ ١ قولہ فی یستفتونک و کلالہ کے باب میں استغنی عن ذکرہ لورودہ فیما بعد ١٢ ٢ قولہ فی لیس لہ ولد نہ ماں باپ اور وہ فی الکمالین بروایۃ ابن ابی شیبۃ عن ابی بکر الصدیق وحکاہ عن جمہور الصحابۃ والتابعین لم یذکر فی القرآن لغۃ بظہور الامر ١٢ ٣ قولہ فی بہنت عینی یا علاتی لان اولاد الام قد مر حکمہم فی اول السورۃ وعلیہ وقع الاجماع ١٢
٥ قولہ فی ان تضلوا اسلئے کہ تم الی قولہ نہ پڑو اشارۃ الی وجہ التقدیر بکذا لئلا تضلوا کما نقل فی الروح عن الکسائی والفراء وقال البصریون کراہۃ ان تضلوا وبہ صرح المبرد اھ ١٢

وُجوہ المثانی متعلقہ جلد دوم بیان القرآن

سورۃ ال عمران

قولہ تعالیٰ ستغلبون وتحشرون فیہ قراءتان الاولی بالیاء فیہما علی الغیبۃ لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین والفرق بین
القراءتین بان المعنی علی تقدیر تاء الخطاب امر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یخبرھم من عند نفسہ بمضمون الکلام حتی لو کان ابو کان التکذیب راجعا الیہ
وعلی تقدیر یاء الغیبۃ امرہ بان یؤدی ما اخبرہ اللہ تعالی بہ من الحکم بانھم سیغلبون بحیث لو کان ابو کان التکذیب راجعا الی اللہ تعالی
قولہ تعالیٰ یرونھم مثلیھم. فیہ قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لنافع والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین وتوجیہ الاول ترون ایھا الکفار
المؤمنین مثلی المؤمنین خرقا للعادۃ وتوجیہ الثانی یری الفئۃ الکافرۃ الفئۃ المؤمنۃ مثلی عدد الرائین او المرئیین او بالعکس ویصح جمیع
ذلک باختلاف الاحوال والاوقات کما یعلم بالمراجعۃ الی التفاسیر **قولہ تعالیٰ** رضوان. فیہ قراءتان الاولی بضم الراء لشعبۃ والثانیۃ بکسرھا للباقین
وھما لغتان **قولہ تعالیٰ** یقتلون الذین. فیہ قراءتان الاولی بضم الیاء المثناۃ تحت وفتح القاف والف بعدھا وکسر التاء المثناۃ فوق لحمزۃ من القتال
والثانیۃ بفتح الیاء وسکون القاف ولا الف بعدھا وضم التاء للباقین من القتل **قولہ تعالیٰ** من المیت ویخرج المیت. فیہ قراءتان الاولی بسکون الیاء
لابن کثیر وابی عمرو وابن عامر وشعبۃ والثانیۃ بکسر الیاء مشددۃ للباقین والاول تخفیف للثانی **قولہ تعالیٰ** بما وضعت. فیہ قراءتان الاولی بسکون
العین وضم التاء لابن عامر والشعبۃ والثانیۃ بفتح العین وسکون التاء وھو علی الاول من مقول امرأۃ عمران وعلی الثانی من مقول اللہ تعالی۔
قولہ تعالیٰ کفلھا. فیہ قراءتان الاولی بتشدید الفاء لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بتخفیفھا للباقین وزکریا علی الاول مفعول بہ لکفلھا والفاعل
وھو اللہ تعالی وعلی الثانی فاعل لہ **قولہ تعالیٰ** فی المحراب ان اللہ. فیہ قراءتان بکسر الھمزۃ من ان لابن عامر وحمزۃ والثانیۃ بفتحھا للباقین و
توجیہ الاول اضمار القول او اجراء النداء مجری القول وتوجیہ الثانی ظاھر **قولہ تعالیٰ** یبشرک فی الموضعین بشارۃ زکریا وبشارۃ مریم. فیہ قراءتان
الاولی بفتح الیاء وسکون الباء الموحدۃ وضم الشین مخففۃ لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم الیاء وفتح الباء الموحدۃ وکسر الشین مشددۃ والاول من الثلاثی
المجرد والثانی من التفعیل **قولہ تعالیٰ** کن فیکون. فیہ ما مر فی سورۃ البقرۃ ایۃ بدیع السموات **قولہ تعالیٰ** ویعلمہ. فیہ قراءتان الاولی بالیاء لنافع
وعاصم والثانیۃ بالنون للباقین **قولہ تعالیٰ** فیکون طیرا. فیہ قراءتان الاولی بالالف بعد الطاء وبعدھا ھمزۃ مکسورۃ والثانیۃ بیاء ساکنۃ بعد الطاء
من غیر الف **قولہ تعالیٰ** فی بیوتکم. فیہ ما تقدم فی البقرۃ ایۃ یسئلونک عن الاھلۃ **قولہ تعالیٰ** فیوفیھم. فیہ قراءتان الاولی بالیاء لحفص والثانیۃ
بالنون للباقین **قولہ تعالیٰ** تحسبوہ. فیہ قراءتان الاولی بفتح السین لابن عامر وعاصم وحمزۃ والثانیۃ بکسرھا للباقین **قولہ تعالیٰ** تعلمون الکتب. فیہ
قراءتان الاولی بفتح التاء وسکون العین وفتح اللام مخففۃ لنافع وابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بضم التاء وفتح العین وکسر اللام مشددۃ للباقین والاول من
الثلاثی المجرد والثانی من التفعیل **قولہ تعالیٰ** لما. فیہ قراءتان الاولی بکسر اللام لحمزۃ والثانیۃ بالفتح للباقین واللام علی الاول جارۃ وعلی الثانی
موطئۃ للقسم **قولہ تعالیٰ** اتیتکم. فیہ قراءتان الاولی بنون مفتوحۃ بعد الیاء بعدھا الف لنافع علی الجمعیۃ والثانیۃ بتاء مضمومۃ للباقین علی
الافراد **قولہ تعالیٰ** یبغون. فیہ قراءتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ لابی عمرو وحفص وبالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** الیہ یرجعون. فیہ
قراءتان بالیاء علی الغیبۃ لحفص وبالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** من قبل ان تنزل. فیہ قراءتان الاولی بسکون النون وتخفیف الزای من الانزال
والثانیۃ بفتح النون وتشدید الزای من التنزیل **قولہ تعالیٰ** حج البیت. فیہ قراءتان الاولی بکسر الحاء لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح
للباقین والکسر لغۃ نجد **قولہ تعالیٰ** ترجع الامور. فیہ قراءتان الاولی بفتح التاء وکسر الجیم لابن عامر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم التاء
وفتح الجیم للباقین **قولہ تعالیٰ** وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ. فیہ قراءتان الاولی بالیاء فیہما علی الغیبۃ لحفص وحمزۃ و
الکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** لا یضرکم کیدھم. فیہ قراءتان الاولی بکسر الضاد وجزم الراء لنافع وابن کثیر وابی عمرو
والثانیۃ بضم الضاد ورفع الراء مشددۃ للباقین والاول من ضارہ یضیرہ والجزم علی انہ جواب الشرط والثانی من ضرہ یضرہ والضم لاتباع ضمۃ الضاد

182

کما فی امر المضاعف المضموم العین کمد والجزم مقدرو جوزوا فی مثلہ الفتح والکسر **قولہ تعالیٰ** منزلین۔ فیہ قراءتان الاولی بفتح النون و تشدید الزائ من التنزیل لابن عامر والثانیۃ بسکون النون وتخفیف الزای من الانزال للباقین **قولہ تعالیٰ** مسومین۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر الواو لابن کثیر وابی عمرو وعاصم والثانیۃ بفتحہا للباقین ومعنی الاول معلمین انفسہم ومعنی الثانی معلمین من جہۃ اللہ تعالیٰ **قولہ تعالیٰ** مضعفۃ۔ فیہ قراءتان الاولی بتشدید العین ولا الف قبلہا من التضعیف لابن کثیر وابن عامر والثانیۃ بتخفیف العین والف قبلہا من المضاعفۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** وسارعوا۔ فیہ قراءتان بغیر واو قبل السین لنافع وابن عامر والثانیۃ بالواو قبل السین للباقین **قولہ تعالیٰ** قرح۔ فی الموضعین فیہ قراءتان الاولی بضم القاف لابی بکر وشعبۃ وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتحہا للباقین وہما لغتان **قولہ تعالیٰ** قتل معہ فیہ قراءتان الاولی بضم القاف وکسر التاء ولا الف بین القاف والتاء لنافع وابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بفتح القاف والتاء والف بین القاف والتاء والاول مبنی للمفعول من القتل والثانی مبنی للفاعل من القتال **قولہ تعالیٰ** الرعب۔ فیہ قراءتان الاولی بضم العین لابن عامر والکسائی والثانیۃ بالسکون للباقین وہما لغتان **قولہ تعالیٰ** یغشی۔ فیہ قراءتان الاولی بالتاء علی التانیث لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالیاء علی التذکیر للباقین **قولہ تعالیٰ** کلہ للہ۔ فیہ قراءتان الاولی برفع اللام بعد الکاف لابی عمرو والثانیۃ بالنصب للباقین وہو علی الاول مبتدأ وللہ خبرہ والجملۃ خبر لان وعلی الثانی تاکید لاسم ان وللہ خبرہا **قولہ تعالیٰ** فی بیوتکم۔ فیہ ما تقدم **قولہ تعالیٰ** بما تعملون بصیر۔ فیہ قراءتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ لابن کثیر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** متم فیہ قراءتان الاولی بکسر المیم لنافع وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالضم للباقین وہو علی الاول من مات یمات مثل خفتم من خاف یخاف وعلی الثانی من مات یموت مثل کنتم من کان یکون **قولہ تعالیٰ** یجمعون۔ فیہ قراءتان الاولی بیاء الغیبۃ لحفص والثانیۃ بتاء الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** ان یغل۔ فیہ قراءتان الاولی بفتح الیاء وضم الغین مبنیا للفاعل لابن کثیر وابی عمرو وعاصم والثانیۃ بضم الیاء وفتح الغین مبنیا للمفعول ای ما صح لنبی ان ینسبہ احد الی الغلول او یوجد غالا **قولہ تعالیٰ** رضوان۔ فیہ ما مر فی اول السورۃ **قولہ تعالیٰ** ما قتلوا فیہ قراءتان الاولی مشددۃ لہشام والثانیۃ مخففۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** الذین قتلوا۔ فیہ قراءتان الاولی مشددۃ لابن عامر والثانیۃ مخففۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** وان اللہ لا یضیع۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر الہمزۃ للکسائی علی انہ تذییل لما قبلہ والثانیۃ بفتحہا للباقین عطفا علی فضل او نعمۃ **قولہ تعالیٰ** القرح قد مر **قولہ تعالیٰ** خافون۔ فیہ قراءتان الاولی باثبات الیاء وصلا وحذفہا وقفا لابی عمرو والثانیۃ بالحذف وقفا ووصلا للباقین **قولہ تعالیٰ** لا یحزنک۔ فیہ قراءتان الاولی بضم الیاء وکسر الزائ من الافعال لنافع والثانیۃ بفتح الیاء وضم الزائ للباقین **قولہ تعالیٰ** حتی یمیز۔ فیہ قراءتان الاولی بضم الیاء وفتح المیم وتشدید الیاء بعد المیم مع کسرہا من التفعیل لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح الیاء وکسر المیم وسکون الیاء بعد المیم من ماز للباقین **قولہ تعالیٰ** بما تعملون خبیر۔ فیہ قراءتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** سنکتب ما قالوا (الی) نقول۔ فیہ قراءتان الاولی سیکتب بیاء مضمومۃ وفتح التاء وقتلہم برفع اللام ویقول بالیاء لحمزۃ والثانیۃ سنکتب بنون مفتوحۃ وضم التاء وقتلہم بنصب اللام ونقول بالنون **قولہ تعالیٰ** والزبر۔ فیہ قراءتان الاولی بالزبر لابن عامر والبزی والثانیۃ والزبر للباقین **قولہ تعالیٰ** والکتاب المنیر۔ فیہ قراءتان الاولی وبالکتب لہشام والثانیۃ والکتاب للباقین **قولہ تعالیٰ** لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ۔ فیہ قراءتان بیاء الغیبۃ فیہما لابن کثیر وابی عمرو وشعبۃ والثانیۃ بتاء الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** لا تحسبن الذین۔ فیہ قراءتان الاولی بتاء الخطاب لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بیاء الغیبۃ للباقین والفاعل علی الثانی ہو الموصول والمفعول مقدر ای انفسہم، **قولہ تعالیٰ** فلا تحسبنہم۔ فیہ قراءتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ وضم الباء الموحدۃ لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالتاء علی الخطاب وفتح الباء الموحدۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** وقاتلوا وقتلوا۔ فیہ قراءتان الاولی بتقدیم فعل المفعول علی فعل الفاعل لحمزۃ والکسائی والثانیۃ ضد ذلک للباقین وفی فعل المفعول قراءتان الاولی بالتشدید لابن کثیر وابن عامر والثانیۃ بالتخفیف للباقین

تمت سورۃ آل عمران غرۃ صفر سنہ ۱۳۲۶ھ

سورۃ النساء

قوله تعالیٰ تسائلون به. فيه قراءتان الاولى بتخفيف السين لعاصم وحمزة والكسائى والثانية بتشديدها للباقين وتوجيه الاولى حذف التائين والثانية ادغامها فى السين قوله تعالیٰ والارحام. فيه قراءتان الاولى بخفض الميم لحمزة والثانية بنصبها للباقين وهو على الاول معطوف على الجلالة والثانى على الضمير المجرور على راى الكوفيين او هو مجرور بتقدير الباء على راى البصريين على نحو والله لافعلن قوله تعالیٰ سيصلون فيه قراءتان الاولى بضم الياء على البناء للمفعول لابن عامر وشعبة والثانية بالفتح على البناء للفاعل للباقين قوله تعالیٰ وان كانت واحدة فيه قراءتان الاولى برفع واحدة لنافع والثانية بالنصب للباقين وكانت على الاولى تامة وعلى الثانية ناقصة قوله تعالیٰ فلامه الثلث وقوله تعالیٰ فلامه السدس. فيه قراءتان الاولى بكسرة الهمزة لحمزة والكسائى والثانية بضمها للباقين والكسر اتباع لكسرة اللام وقيل اتباع لكسرة الميم وضعف بان فيه اتباع حركة اصلية لحركة عارضة وهى الاعرابية وقيل انها لغة فى الام قوله تعالیٰ يوصى بها فى الموضعين فى المجموع ثلث قراءات الاولى بفتح الصاد والف بعدها فيهما لابن كثير وابن عامر وشعبة والثانية بالفتح والالف فى الاول وبكسر الصاد وياء ساكنة بعدها فى الثانى لحفص والثالثة بالكسر والياء فيهما للباقين قوله تعالیٰ يدخله جنات وقوله تعالیٰ يدخله نارا. فيه قراءتان الاولى بالنون لنافع وابن عامر والثانية بالياء للباقين قوله تعالیٰ واللذان. فيه قراءتان الاولى بتشديد النون لابن كثير والثانية بالتخفيف للباقين وتشديد النون لغة وهو عوض عن ياء الذى المحذوف اذ قياسه اللذيان قوله تعالیٰ كرها. فيه قراءتان الاولى بضم الكاف لحمزة والكسائى والثانية بالفتح للباقين وهما لغتان قوله تعالیٰ مبينة. فيه قراءتان الاولى بفتح الياء المثناة تحت لابن كثير وشعبة والثانية بالكسر للباقين على صيغة الفاعل من بين اللازم بمعنى تبين او المتعدى والمفعول محذوف اى مبينة حال صاحبها قوله تعالیٰ المحصنات قراء الكسائى جميع ما فى القرآن من لفظ المحصنات ومحصنات بكسر الصاد الا هذا الحرف فانه فتح الصاد موافقا للجميع قوله تعالیٰ واحل لكم. فيه قراءتان الاولى بضم الهمزة وكسر الحاء لحفص وحمزة والكسائى على البناء للمفعول والثانية بفتحهما للباقين على البناء للفاعل قوله تعالیٰ فاذا احصن. فيه قراءتان الاولى بفتح الهمزة والصاد لشعبة وحمزة والكسائى على البناء للفاعل والثانية بضم الهمزة وكسر الصاد على البناء للمفعول قوله تعالیٰ تجارة. فيه قراءتان الاولى بالنصب لعاصم وحمزة والكسائى والثانية بالرفع للباقين والوجه ظاهر قوله تعالیٰ مدخلا فيه قراءتان الاولى بفتح الميم لنافع والثانية بالضم للباقين ويحتملان المصدر والظرف قوله تعالیٰ عقدت. فيه قراءتان الاولى بغير الف بين العين والقاف لعاصم وحمزة والكسائى والثانية بالالف للباقين قوله تعالیٰ بالبخل. فيه قراءتان الاولى بفتح الباء والخاء لحمزة والكسائى والثانية بضم الباء وسكون الخاء للباقين هما لغتان قوله تعالیٰ ان تك حسنة. فيه قراءتان الاولى برفع التاء لنافع وابن كثير والثانية بالنصب للباقين والكون على الاولى تامة وعلى الثانية ناقصة قوله تعالیٰ يضاعفها. فيه قراءتان الاولى بتشديد العين ولا الف قبلها من التضعيف لابن كثير وابن عامر والثانية بتخفيف العين والف قبلها من المضاعفة للباقين قوله تعالیٰ لو تسوى فيه ثلث قراءات الاولى بضم المثناة فوق من التفعيل لابن كثير وابى عمرو وعاصم والثانية بفتح المثناة وتشديد السين من التفعل وادغام المثناة فى السين لنافع وابن عامر والثالثة بالفتح بلا ادغام على حذف احدى التائين لحمزة والكسائى قوله تعالیٰ او لمستم. فيه قراءتان الاولى بغير الف بين اللام والميم من اللمس لحمزة والكسائى والثانية بالف من الملامسة للباقين قوله تعالیٰ نعما يعظكم به. فيه ما ذكر فى قوله تعالیٰ فنعما هى فى سورة البقرة جزء تلك الرسل قوله تعالیٰ الا قليل منهم فيه قراءتان الاولى قليلا بالنصب لابن عامر والثانية بالرفع للباقين والنصب على الاستثناء والرفع على البدلية من الضمير المرفوع فى فعلوه قوله تعالیٰ كان لم تكن فيه قراءتان الاولى بالتاء فى تكن على التانيث لابن كثير وحفص والثانية بالياء على التذكير للباقين قوله تعالیٰ ولا تظلمون فتيلا. فيه قراءتان الاولى بالغيبة لابن كثير وحمزة والكسائى والثانية بالخطاب للباقين قوله تعالیٰ فتبينوا فى الموضعين فيهما قراءتان الاولى بالثاء المثلثة والباء الموحدة والتاء المثناة من فوق لحمزة والكسائى من التثبت والثانية بالباء الموحدة والياء المثناة من تحت والنون من البيان للباقين قوله تعالیٰ القى اليكم السلام. فيه قراءتان الاولى بغير الف بعد اللام من السلم بمعنى الانقياد لنافع وابن عامر

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ متعلقہ جلد دوم بیان القرآن

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
سورۂ آل عمران	۱	مریم علیہا السلام و آغاز قصہ عیسیٰ		بیان عادت اہل کتاب در قسمے از تحریف	۳۴	نہی مومنین از اختصاص با کفار	۵۱	اثبات حیات و تلذذ شہداء	۷۳
توحید	۱	علیہ السلام		نفی احتمال معبودیت خویش از انبیاء	۳۵	شروع قصہ احد	۵۳	قصہ غزوۂ حمراء الاسد	۷۵
اثبات حقیت کتب و انبیاء	//	تعجب حضرت مریم علیہا السلام	۱۹	علیہم السلام		قصہ نصرت بدر	۵۴	تسلیہ قلب رسول مقبول صلی اللہ علیہ	۷۶
تتمہ توحید	۲	از بشارت تولد عیسیٰ بدون پدر		ذکر اخذ میثاق از انبیاء علیہم السلام بتصدیق	۳۶	تتمہ قصہ بدر	//	وسلم در معاملہ منافقین و کفار	
تقسیم کتاب بمحکم و متشابہ مع تقسیم سامعین	//	و جواب تعجب		دیگر رسل		حکمت واقعہ بالا	۵۵	ابطال زعم اہل کفر در باب امہال تا	//
دعا		بشارت فضائل عیسیٰ علیہ السلام	۲۰	وعید مخالفت عہد مذکور	۳۷	عود بقصہ احد	۵۶	عذاب دنیا	
وعید منکرین بہ عذاب دارین	۴	مآل معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۱	زجر بر ترک اسلام	//	امر بجمع شعب تقویٰ و نہی از بعضے معاصی	۵۷	حکمت شدائد بر مومنین در بعض احیان	۷۷
بیقدری لذات دنیاویہ	۵	با قوم خود		حاصل حقیقت اسلام	//	امر بشعب تقویٰ و وعدہ جزای او	۵۸	مذمت بخل	۷۸
نفاست نعمائے آخرت	۶	بیان مکر یہود و حفاظت حقتعالیٰ	۲۲	عدم قبول غیر اسلام	۳۸	رد بسوئے قصہ احد و تسلیہ مسلمانان	۵۹	بیان گستاخی یہود	۷۹
بعضے اوصاف متقین	//	فیصلہ اہل حق و اہل باطل روز جزاء	۲۳	بیان مرتدین	//	تسلی مسلمانان بتقریر دیگر	//	افتراء یہود	۸۰
رجوع بسوئے مضمون توحید	۷	استدلال بر نبوۃ محمدیہ بقصہ مذکورہ	۲۵	عدم قبول توبہ بدون ایمان	۳۹	تقویت قلوب بر شاق	۶۰	تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در	۸۱
تصریح حقانیت اسلام	۷	جواب استدلال نصاریٰ بولادت	//	عدم قبول فدیہ از مطلق کافر بعد موت	//	ملامت بر انہزام	//	تکذیب کفار	
جواب محاجہ معاندین	//	عیسیٰ علیہ السلام بے پدر		ترغیب انفاق و ادب آن	۴۰	تتمہ ملامت بر انہزام	۶۱	وعید مکذبین و وعد مصدقین	//
تقبیح بعض حالات یہود	۸	تاکید مضمون مذکور	//	تکذیب یہود در دعوے تحریم لحوم ابل	//	ذکر استقلال مخلصین امم سالفہ	۶۲	تعلیم صبر مسلمانان در ایذای یہود	۸۲
تتمہ تقبیح یہود	//	طریق اسکات معاندین	۲۶	بر ابراہیم علیہ السلام و آل شان		ترہیب مومنین از قبول مشورہ کفار و منافقین	//	مذمت اہل کتاب در کتمان حق	//
بشارات غلبہ مومنین بعنوان مناجات	۹	تاکید حقیت مضمون مذکور و اثبات	۲۷	ترغیب دعوت اسلام بر ظہور صدق قرآن	۴۱	اثبات نصرۃ الٰہیہ	۶۳	وعید فرح بر معصیت۔	۸۳
نہی موالاۃ کفار	۱۰	توحید		فضیلت بیت اللہ بر دیگر معابد	//	سبب مغلوبیت مومنین	//	اثبات سلطنت و قدرۃ الٰہیہ	//
تعمیم نہی موالاۃ کفار	۱۱	انجام اہل فساد	//	ملامت بر اہل کتاب در کفر و اغوا	۴۳	تتمہ قصہ مغلوبیت	۶۴	دلیل توحید و فضل موحدین کاملین	۸۴
تاکید مضمون سابق	//	دعوت اہل کتاب بلطف	۲۷	تفہیم مسلمانان	//	عفو و عافیت مومنین	۶۵	قبول ادعیہ مذکورہ مع علت و تفریع	۸۵
وجوب اعتقاد و اتباع رسول	۱۲	رد دعویٰ اہل کتاب در باب ملت	۲۸	تتمہ تفہیم مذکور	۴۴	نہی مومنین از تقلید اقوال منافقین	۶۷	بر علت	
اصطفاء بعض انبیاء علیہم السلام	//	ابراہیم علیہ السلام		امر بہدایت ناس	۴۵	خطاب برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۸	انجام بد کفار مع استثناء تائبین	۸۶
قصہ حضرت مریم و عیسیٰ علیہ السلام	۱۳	بیان اضلال اہل کتاب	۳۰	نہی عن التفرق و وعید بر آں	۴۶	بابت عفو از صحابہ		عن الکفر	
تتمہ قصہ	//	ملامت بر ضلال و اضلال اہل کتاب	//	صلاح دیگر بہ منفرد بودن حقتعالیٰ بحکم بلا		ازالہ حسرت مغلوبیت از قلوب صحابہ	۶۹	مدح مومنین اہل کتاب	۸۷
قصہ دعاء زکریا علیہ السلام	۱۵	بیان خدعۂ اہل کتاب برائے تشکیک	۳۱	بیان خیریت امت محمدیہ	۴۷	اثبات امین بودن حضرت نبویہ	//	امر بصبر و مصابرہ و مرابطہ و تقویٰ	۸۸
اجابت دعائے زکریا علیہ السلام	۱۶	نومسلمانان		خبر ناکامی اہل کتاب در اضرار مسلمین	۴۸	صلے اللہ علیہ وسلم		مع وعدہ ثمرہ	
اتمام قصہ حضرت مریم علیہا السلام	۱۷	بیان اہل امانت و اہل خیانت از	۳۲	بیان ذلت یہود	//	منت بر مومنین بہ بعثت حضور	۷۰	سورۃ نساء	//
استدلال بقصائے مذکورہ بر نبوت	۱۸	اہل کتاب		مدح مومنین اہل کتاب	۴۹	پر نور صلے اللہ علیہ وسلم		امر بالتقویٰ و حفظ حقوق باہمی در	۸۹
محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم		رد قول اہل کتاب در نقض وفائے عہد	۳۳	ذم مصرین علی الکفر	۵۰	تقریر علت و حکمت ہزیمت احد	۷۱	ضمن آں	
تتمہ کلام ملائکہ علیہم السلام با حضرت	۱۹	و تقبیح غدر		بیان ضیاع انفاق کفار	//	تشنیع منافقین		حکم اول عدم اضرار یتامیٰ	۹۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حکم دوم اکتفاء بر نکاح غیر یتامی بوقت	۹۱	حکم دوازدہم نہی از تصرف غیر مشروع	۱۱۱	تحقیق اسباب موثرہ فی الحوادث	۱۳۶	انجام تفریق	۱۶۲	خطاب بنصاری	۱۷۴
تعیص مہر یتامی		اموال بالنفس کسے		اثبات رسالت مع شان تکمیل	۱۳۷	اہتمام تبلیغ و تاکید امتثال	۱۶۳	اقرار عیسی علیہ السلام	۱۷۵
اکتفاء بر واحدہ یا جاریہ بوقت خوف	،،	تکفیر صغائر بہ تجنب کبائر	۱۱۲	ایجاب طبع صحیح و تسلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداءً	،،	احکام		و ملائکہ بعبدیت و جزاء	
عدم عدل بین الازواج		حکم سیزدہم نہی از تمنی تفوقات عادیہ	۱۱۳	ذکر معاملہ منافقین در باب اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	،،	ایجاب عدل و اظہار	۱۶۴	اقرار و انکار	
حکم سوم تسلیم مہر	۹۳	حکم چہاردہم ترمیم میراث موالی الموالات	۱۱۴	اثبات حقانیت قرآن	،،	حق		خطاب عام بتصدیق رسول	۱۷۶
حکم چہارم تفصیل تفویض مال بیتامی	،،	حکم پانزدہم متعلق معاشرہ زوجین	،،	جنایت انتظامیہ منافقین	۱۳۸	ایمان معتبر عند الشرع	،،	و قرآن	،،
تتمہ حکم چہارم در استیناف	۹۴	حکم شانزدہم حسن معاملہ با خلق مع	۱۱۶	خطاب خاص برائے جہاد	۱۳۹	ذم مرتدین	۱۶۵	عود بسوئے میراث	۱۷۷
حکم پنجم درمیان اجزائے تتمہ		تصحیح اعتقاد مبدأ و معاد		حکم بستم ترغیب شفاعت حسنہ و	،،	ذم منافقین	،،	اظہار رحمت و حکمت در	،،
حکم ششم اثبات حقوق ورثہ در ترکہ	،،	تتمہ مضمون سابق	۱۱۷	تحذیر از شفاعت سیئہ		نہی از مجالست کفار	،،	شرائع	،،
حکم ہفتم مراعات غیر ورثہ	۹۵	تتمہ دیگر مضمون سابق	،،	حکم بست و یکم تعلیم جواب سلام	۱۴۰	ہنگام تذکرہ کفریات		تمت	
تاکید حق رعایت یتامی	،،	حکم ہفدہم متعلق طہارۃ و صلوٰۃ	۱۱۸	توحید و معاد	۱۴۱	تتمہ قبائح منافقین	۱۶۶		
حصہ اولاد	۹۶	ذکر بعض قبائح یہود	۱۲۰	بعض احکام خاصہ جہاد و بعضے	۱۴۲	حکم بست و ششم نہی از	۱۶۷		
حصہ والدین	۹۷	خطاب با یمان اہل کتاب را	۱۲۱	احوال خاصہ		موالات کفار			
حقوق متقدمہ علی المیراث	،،	عدم مغفرت شرک و کفر	۱۲۲	حکم بست و دوم تفصیل احکام بعض صور قتل	۱۴۴	سزائے منافقین و	،،		
حکمت عدم تفویض تقسیم مال باختیار مورث	۹۸	رد دعوی یہود تقدس خود را	۱۲۳	تتمہ سابق	۱۴۶	جزائے تائبین			
حصہ زوجین	،،	ذم یہود بحکم شان بترجیح مشرکین بر مومنین	،،	حکم بست و سوم وجوب احتیاط در جہاد اسلام	۱۴۷	حکم بست و ہفتم تحقیق	۱۶۸		
حصہ برادر و خواہر اخیافی	۹۹	تقبیح حسد یہود	۱۲۴	تفصیل مجاہدین بر قاعدین	۱۴۸	جواز و ناجواز شکایت و			
تاکید اطاعت در احکام مذکورہ	۱۰۰	تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۵	حکم بست و چہارم وجوب ہجرت	۱۴۹	فضل عفو			
حکم ہشتم سیاست زانیہ	،،	سزائے کافر و جزائے مومن	،،	ترغیب و تفصیلات ہجرت	۱۵۰	ذم اہل یہود	۱۶۹		
شرط قبول توبہ	۱۰۱	حکم ہشتدہم ادائے حقوق محکوم و حاکم مسلم	۱۲۶	حکم بست و پنجم صلوٰۃ السفر	۱۵۱	ذم دیگر یہود	،،		
حکم نہم نہی از ظلم بر نساء	۱۰۳	ذم رجوع بسوئے غیر حکم شریعت	۱۲۷	حکم بست و ششم صلوٰۃ الخوف	،،	بعض احوال و اقوال جہالت	۱۷۰		
عدم استرداد مہر بلا نشوز زوجہ	۱۰۴	تخطیہ منافقین در عدم استغفار	۱۲۹	ذکر دوام ذکر و اقامت صلوٰۃ و توقیت آں	۱۵۳	یہود			
حکم دہم تفصیل محرمات و دیگر احکام	۱۰۵	وجوب تسلیم حکم شرعی ظاہراً و باطناً	۱۳۰	منع از کم ہمتی در جہاد	،،	تتمہ سابق	۱۷۱		
متعلق نکاح		فضیلت اطاعت کاملہ و تقلیل اہل آں	۱۳۱	قصہ بعض منافقین مع احکام متعلق آں	۱۵۴	ایضاً تتمہ سابق	۱۷۲		
تتمہ حکم دہم	۱۰۶	وعدہ فضل عظیم بر اطاعت احکام	،،	عقوبت و ذم طریقہ مشرکین و ثواب	۱۵۶	مدح و جزائے مومنین	،،		
تتمہ سابق	۱۰۷	حکم نوزدہم وجوب جہاد و فضل آں	۱۳۲	مومنین		اعتبار از نبوت کثیر از انبیاء	۱۷۳		
حکم نکاح با کنیزاں	۱۰۸	ذم تقاعد از آں		الغہ و طمع خام و اعتبار اصلاح اسلام	۱۵۸	علیہم السلام و اثبات نبوۃ			
حکم یازدہم حد زنا کنیزاں	۱۰۹	تتمہ و تاکید سابق	۱۳۳	عود بسوئے بعضے احکام نساء و یتامی		محمدیہ و وعید منکر			
تتمہ حکم نکاح با کنیزاں	۱۱۰	شکایت متاخرین عن الجہاد تنبیہ اللہ	۱۳۵	جواز صلح بین الزوجین	۱۶۱	خطاب عام بوجوب تصدیق	۱۷۴		
ترغیب تعمیم باتمام و تحذیر از نقصان	،،	عدم اغناء حذر عن الموت	،،	ایجاب حقوق شرعیہ زوجہ	۱۶۲	رسالت محمدیہ			

قرآن مجید کی اس تفسیر کی طباعت کے لئے کاغذ بجواز پرمٹ نمبر ۴۸۳ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۵۲ء کنٹرولر صاحب پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری حکومت پاکستان کراچی سے بصد شکریہ حاصل کیا گیا۔